نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم | پارہ: ۲-۳ | باب: ۲۸۹-۵۱۸ | حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ
کتاب الاذان

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَّبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

نصر الباری

شرح اردو

صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: سوم | پارہ: ۲-۳ | باب: ۲۸۹-۵۱۸ | حدیث: ۴۱۶-۷۷۴

کتاب الصلوٰۃ، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، کتاب الاذان

ناشر مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

پاکستان بھر میں جملہ حقوق ملکیت بحق مکتبة الشیخ کراچی محفوظ (C)

نام .... نصر الباری شرح اردو صحیح البخاری ﴿جلد سوم﴾

مؤلف .... حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر .... مکتبة الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

﴿ انتباہ ﴾

پاکستان میں نصر الباری مکمل ۱۳ جلدوں کی طباعت کے جملہ حقوق مؤلف سے باہمی معاہدہ کے تحت بحق مکتبة الشیخ کراچی محفوظ ہیں۔ کاپی رائٹس آف پاکستان سے رجسٹرڈ ہے اس کتاب کا کوئی حصہ، صفحہ، پیرا ادارہ کی مصدقہ تحریری اجازت کے بغیر پاکستان بھر میں ''طبع'' نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی فرد یا ادارہ اس کی غیر قانونی طباعت وفروخت میں ملوث پایا گیا تو بغیر ''پیشگی اطلاع'' کے ''قانونی کارروائی'' کی جائے گی۔

اسٹاکسٹ: مکتبہ خلیلیہ

دوکان ۱۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی
کتب خانہ اشرفیہ، اردو بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبة العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبہ حقانیہ، ملتان
مکتبہ العارفی، فیصل آباد

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
مکتبہ ندوہ، اردو بازار، کراچی
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
ادارہ اسلامیات، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ امدادیہ، ملتان
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی

﴿ ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۸۹
الصَّلٰوۃِ فِی مَرَابِضِ الغَنَمِ
بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کا بیان

(۴۱۶) حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ بَعْدُ یَقُوْلُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ یُّبْنَی الْمَسْجِدُ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (ابو التیاح نے کہا) پھر میں نے اس کے بعد (انس رضی سے) سنا وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے نماز پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ:
"کان یصلی فی مرابض الغنم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۱ ومر مختصرا ص۳۷ ومطولا ص۵۵۹ تا ص۵۶۰ ومسلم اول ص۲۰ وترمذی اول ص۴۶

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے، گذر چکا ہے کہ اس امت کی خصوصیات میں سے ہے کہ نماز کیلئے کسی مکان کی قید نہیں، امم سابقہ کیلئے عبادت خانہ کی قید تھی لیکن اس امت کا امتیاز ہے ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطھورا۔

پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے حدیث ۲۳۲ کی تشریح۔

باب ۲۹۰

الصَّلٰوةِ فِي مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

اونٹ کی جگہوں میں نماز پڑھنے کا بیان

۴۱۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اونٹ کی طرف (رخ کرکے) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في "يصلى الى بعيره"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۶۱ و یاتی ص۷۲ مسلم جلد اول ص۱۹۵ ابوداؤد جلد اول فی باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۱۰۰ ترمذی فی الصلوٰۃ الی الراحلۃ ص۴۶۔

مقصد ترجمۃ اس باب سے امام بخاری کا مقصد جمہور کی موافقت و تائید ہے، علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ جمہور ائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور صاحبینؒ وغیرہ کے نزدیک اونٹوں کی معاطن (تھانوں) میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ جگہ پاک ہو اور اس جگہ نجاست نہ ہو۔

امام احمدؒ اور اہل ظاہر کے نزدیک نماز درست نہیں۔ وعن احمدؒ فی روایۃ مشہورۃ عنہ اذا صلی فی اعطان الابل فصلاتہ فاسدۃ وھو مذھب اھل الظاھر (عمدہ) امام بخاریؒ کا مقصد انکی تردید ہے۔

امام بخاریؒ یہ تبلانا چاہتے ہیں کہ جن احادیث میں اونٹوں کے معاطن میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے وہ دوسری وجہ سے ہے کہ بعض اونٹ شریر ہوتے ہیں اگر بدک جائیں تو نماز پڑھنی مشکل ہوجائے ورنہ اگر سدھائے ہوں اور سواری کے ہوں تو ان کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی فساد نہیں

نماز درست ہوگی۔

تشریح البتہ ایک اشکال ہوتا ہے کہ باب تو ہے مواضع ابل یعنی اونٹوں کے رہنے کی جگہ (یعنی تھانوں میں) نماز پڑھنے کا بیان۔

اور جو حدیث نقل کی گئی ہے وہ ہے ایک اونٹ کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا ذکر، اس سے باب کی مطابقت نہیں ہوتی۔

جواب یہ ہے کہ مواضع ابل میں نماز کی ممانعت صرف اونٹوں کے قرب کیوجہ سے ہے بخاری بتلانا چاہتے ہیں کہ اگر اونٹ مانع ہوتا تو استقبال میں بھی ممانعت ہوتی۔ باب سے بخاری نے بتلادیا کہ اونٹ کا قرب نماز میں مخل نہیں۔

اور جن روایتوں میں مبارک ابل میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیساکہ ابوداؤد جلد اوّل باب النہی عن الصلوٰۃ فی مبارک الابل ص۷۲ میں حضرت براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لاتصلوا فی مبارك الابل فانها من الشياطين و سئل عن الصلوٰة فی مرابض الغنم فقال صلوا فيها فانها بركة۔

اس حدیث میں بالتصریح مرابض غنم اور مبارک ابل میں فرق معلوم ہوتا ہے، عندالجمہور جب سب جگہ جائز ہے تو وجہ تفریق کیا ہے؟

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اصحاب اونٹ اونٹ کی آڑ میں بیٹھکر پیشاب یا ئخانہ کرتے ہیں۔

۲ اونٹ جناتی مخلوق ہے ہمہ وقت خطرہ رہتا ہے جس سے نماز کا خشوع وخضوع مشکل ہے اور اس کا تقاضہ یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اونٹ کی شیطنت وشرارت سے تحفظ واطمینان ہو تو اس کے پاس نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳ ایک وجہ یہ بھی منقول ہے کہ اونٹ میں بدبو ہے۔ ۴ روایات ممانعت مکروہ تنزیہی پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم

بَاب ۲۹۱ مَنْ صَلّٰی وَقُدَّامَهٗ تَنُّوْرٌ اَوْ نَارٌ اَوْ شَیْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَاَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ الزُّهْرِیُّ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّیْ

جو شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے سامنے تنور یا آگ ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت کیجاتی

ہو لیکن اس (نمازی) کی نیت اللہ عزّوجل کی عبادت ہو (تو نماز درست ہے) اور زہری رح نے کہا کہ مجھ کو حضرت انس بن مالک رض نے خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے جہنم لائی گئی۔ اور میں (اس وقت) نماز پڑھ رہا تھا۔

تشریح والحدیث طرف من حدیث طویل یاتی مولانی مر الاعتصام ص ١٠٨٣۔

٤١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اُرِیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا کَالْیَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رض نے فرمایا کہ سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسوف کی) نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے نماز کی حالت میں) دوزخ دکھائی گئی چنانچہ میں نے آج کی طرح کا خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "اریت النار"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ٦١ ویاتی ص ١٠٣ و ص ١٤٣ تا ص ١٤٤ و ص ٨٢ تا ص ٨٣، مطولا ومسلم اول ص ٢٩٥ ونسائی اول فی قدر القراءۃ فی صلوٰۃ الکسوف ص ١٦٥

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو نماز کو مکروہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھتا ہے جس کے سامنے جلتی ہوئی آگ یا تنور یا ایسی کوئی چیز ہو جس کی اللہ تعالےٰ کے سوا پرستش (پوجا) کیجاتی ہو مثلاً پیپل کا درخت سامنے ہو لیکن نمازی کی توجہ اس طرف نہ ہو بلکہ نمازی کی نیت صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت اور رضا حاصل کرنے کی ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

البتہ حنفیہ وحنابلہ نیز ابن سیرین رحمہم اللہ مکروہ کہتے ہیں جیسے طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت تشبّہ بعبادۃ الاوثان کیوجہ سے بالاجماع مکروہ ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے انہ کرہ الصلوٰۃ الی التنور وقال ھو بیت نار یعنی ابن سیرین نے تنور کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے اور کہا کہ یہ آگ کا گھر ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کے ترجمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہو جائیگی لیکن کراہت وعدم کراہت کی تصریح نہیں ہے لہٰذا یہ دیکھا جائے گا کہ نماز ایسی چیزوں کے ہٹانے یا سامنے

سے اِدہر اُدہر کرنے پر قادر ہے پھر نہیں کر رہا ہے تو نماز مکروہ ہوگی ورنہ نہیں (فتح اول ص ۴۱۹)

امام بخاریؒ کا استدلال

امام بخاریؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ پہلی روایت میں حضرت انسؓ سے تعلیقاً ذکر کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جہنم (دوزخ) پیش کی گئی لیکن آپؐ نے نماز نہیں توڑی اور نہ نماز کا اعادہ فرمایا۔

جواب یہ ہے کہ اولاً تو وہ تکوینی امور و عالم غیب کی چیز تھی جو بحث سے خارج ہے اس لئے کہ اس وقت حضور اقدس علیہ السلام بھی عالم غیب میں ہو گئے۔

ثانیاً اس میں یہ احتمال ہے کہ وہ نار دوزخ دائیں یا بائیں ہو بالکل سامنے نہ ہو۔

ثالثاً یہ بھی احتمال ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر ہو اور حضورؐ کیلئے حجابات اٹھادیئے گئے ہوں۔ رابعاً یہ بھی احتمال ہے سامنے نہ ہو بلکہ پیچھے ہو تو جسطرح حضور اقدس علیہ السلام نمازیوں کے رکوع وسجود دیکھ لیتے تھے اسی طرح دوزخ کو بھی دیکھا۔

اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے استدلال درست نہیں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا استدلال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سے ہے، یہاں روایت مختصر ہے مفصل روایت آگے آئیگی وہاں پوری تفصیل بھی آئے گی۔ مختصراً یہ جواب ہے کہ مذکورہ احتمالات اس میں بھی ہیں اس لئے استدلال تام نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ استدلال کمزور ہے اور کوئی صریح حدیث بھی عدم کراہت کی نہیں ہے (واللہ اعلم)

باب ۲۹۲

كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

قبرستان میں نماز کی کراہت کا بیان

۴۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں اپنی نمازوں کا کچھ حصہ پڑھا کرو۔ اور انہیں بالکل قبریں نہ بنالو۔

مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ولا تتخذوھا قبورًا"

کیوں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرما رہے ہیں، معلوم ہوا کہ قبریں محل صلوٰۃ نہیں ہیں لہٰذا قبرستان میں بلاسترہ نماز مکروہ ہوگی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صفحہ ۶۲ و یاتی ص ۱۵۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت کو بیان کرنا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم الخ"

اس میں مِن تبعیضا ہے ای بعض صلوٰتکم اور مراد نوافل ہیں یعنی اپنے گھروں میں کچھ نوافل پڑھا کرو۔ ولا تتخذوھا قبورا۔ اور تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو یعنی مردے نماز نہیں پڑھتے ہیں تو حضور علیہ السّلام گھروں کو مقابر بنانے سے منع فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ قبر محل نماز نہیں ہے مطلب یہ ہوا کہ تم میت کیطرح سے نہ ہو جاؤ کہ گھر تمہارا تمہارے واسطے مثل قبر کے ہو جائے بلکہ تم اپنے گھروں میں کچھ نمازیں پڑھا کرو جیسے زندہ مسلمان پڑھتے ہیں۔

باب ۲۹۳

الصَّلٰوۃِ فی مواضِعِ الخَسْفِ والعَذابِ ویُذکرُ اَنَّ علیًّا رضی اللہُ عنہُ کَرِہَ الصَّلٰوۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ۔

ایسے مقامات میں نماز پڑھنے کا حکم جہاں زمین دھنس جانے کا عذاب یا کوئی اور عذاب نازل ہوچکا ہو اور حضرت علی رضہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بابل میں زمین دھنسنے کے عذاب کی وجہ سے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھا۔

۴۲۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِیْنَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَاِنْ لَمْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیْهِمْ لَا یُصِیْبُکُمْ مَا اَصَابَهُمْ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان معذبین کے مقاموں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ (اللہ تعالےٰ کے خوف سے) روتے ہوئے اور اگر تم رونہ سکو

تو ان کے مقاموں میں مت جاؤ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " لا تدخلوا علیٰ ھٰؤلاء المعذبین الخ" کیونکہ معذبین کے مساکن و مقامات میں داخل ہونے سے روکا گیا تو لامحالہ نماز کی کراہت و ممانعت بھی ثابت ہوگی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ وص۴۷۸ وص۴۷۹ وفی المغازی ص۶۳۷ وفی التفسیر ص۶۸۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ان مقامات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ ترجمۃ الباب میں کراہت وعدم کراہت کے متعلق کوئی تصریح موجود نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے حضرت علیؓ کا اثر "کرہ الصلوٰۃ" پیش کر کے مقصد ظاہر کر دیا (عمدہ) مگر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ امام کا مقصد کراہت کے ساتھ جواز بتانا ہے۔

تشریح الفاظ مواضع الخسف والعذاب قولہ" والعذاب من باب عطف العام علی الخاص امام بخاریؒ نے اشارہ کر دیا ہے کہ یہ حکم عام ہے یعنی عذاب الٰہی خسف یعنی زمین دھنسنے کی صورت میں ہو یا کسی اور طرح کا عذاب ہو ان جگہوں میں نماز مکروہ ہوگی۔ کما یشیر الیہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلوا علیٰ ھٰؤلاء المعذبین،

بابل علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے کما فی القرآن الحکیم وما انزل علی الملکین ببابل. الآیۃ (پ۱ ع۱۲)

بابل قدیم زمانہ میں یہ عظیم الشان شہر تھا جو دریائے فرات کے دونوں جانب واقع تھا بابل کی ساحری اور مے خواری مشہور ہے یہ مدت تک سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے یہاں نمرود بن کنعان بادشاہ نے ایک بہت بڑا اونچا محل بنوایا تھا جو پانچ ہزار گز بلند تھا جس سے نمرود کا مقصد یہ تھا کہ آسمان کی خبریں سنا کرے گا، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ قال اصحاب الاخبار بنی نمرود القصر بھا وطولہ فی السماء خمسۃ آلاف ذراع وھو البنیان الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز بقولہ تعالیٰ فاتی اللہ بنیانھم من القواعد الآیۃ (سورہ نحل آیت ۲۶)

(پھر اللہ کا حکم ان کی عمارت کی تباہی کیلئے ان کی بنیادوں کیجانب سے آپہنچا کہ اوپر سے ان پر چھت آگری جس سے دب کر سب ہلاک ہو گئے جو حفاظت کا سامان کیا تھا وہی ہلاکت کا سبب بن گیا)

خلاصہ یہ کہ حضرت علیؓ خسف بابل میں نماز کو مکروہ کہتے تھے چوں کہ روایت میں ہے عن علیؓ قال

ماکنت لاصلی فی الارض خسف اللہ بھا ثلاث مرار (فتح) یعنی حضرت علی رضؓ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی اور سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضؓ سے مروی ہے قال ان حِبّی (وفی نسخۃ حبیبی) علیہ السلام نہانی الخ (ابوداؤد اول منک)

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا اور نیز مجھ کو منع فرمایا کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کیوں وہ ملعون جگہ ہے۔

علامہ علی خطابی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں اس باب کی پہلی حدیث میں ارشاد نبوی ہے جعلت لی الارض مسجدا وطہورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ کے قابل اور پاک کردی گئی ہے)

جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور صحیحین کی حدیث ہے اور اس کے معارض ہے، اگر یہ حدیث ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ نہی حضرت علی رضؓ کے ساتھ خاص ہے، جیساکہ نہانی (بصیغہ متکلم) سے بظاہر مترشح ہے۔ رہا یہ اشکال کہ حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں قیام کیا؟

توجواب یہ ہیکہ خاص ارض بابل مراد ہے جیساکہ گذرا خسف اللہ بھا ثلث مرار۔ اثبات ترجمہ کیلئے امام بخاری رحؒ نے دوسرا استدلال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: لاتدخلوا علی ھولاء المعذبین سے کیا ہے جس کا تعلق تبوک کے سفر میں مقام حجر سے ہے اس کی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص۴۹۱ کا عنوان (مقام حجر) اور ص۵۰۹ کا باب ۶۳۷ باب نزول النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحجر۔

بَابٌ۲۹۴ الصَّلٰوۃِ فِی الْبِیْعَۃِ وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ کَنَائِسَکُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْھَا الصُّوَرُ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُصَلِّیْ فِی الْبِیْعَۃِ اِلَّا بِیْعَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ۔

گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت علی رضؓ نے فرمایا (اونصرانیو) ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان مجسموں کیوجہ نہیں جاتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ گرجا گھر میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر اس گرجا گھر میں نماز نہیں پڑھتے تھے جس میں مجسمے ہوتے۔

تشریح الفاظ بیعۃ بکسر الباء الموحدۃ گرجا گھر عیسائیوں کا عبادت خانہ جمع بِیَعٌ کنیسۃ یہودیوں کا عبادت خانہ جمع کنائس لیکن کنیسہ کا اطلاق بیعہ پر ہوتا ہے:

والکنائس ایضا للنصاریٰ کالبیعۃ کما قالہ الجوھری (قس)

تماثیل تمثال کی جمع ہے بمعنی مجسمہ، تصویر۔ التی فیہا الصور جملۃ اسمیۃ لان الصور مبتداء مرفوع وقولہ فیہا خبرہ ای فی الکنائس والجملۃ صلۃ الموصول وقعت صفۃ للتمائس لا للکنا ثیل لفساد المعنی لان التماثیل ھی الصور (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ الصورُ مبتدا مرفوع ہے اور اسکی خبر فیہا ہے اور ضمیر ھا کنائس کیطرف راجع ہے۔

اور اگر الصورِ مجرور پڑھیں تو تماثیل سے بدل یا عطف بیان ہوگا۔

نیز یہ بھی جائز ہے کہ الصورَ کو منصوب پڑھیں اختصاص کی بناء پر یا اعنی فعل مقدر کا مفعول ہوگا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بیعہ اور کنائس میں اسوقت نماز مکروہ ہوگی جبکہ اس میں تصاویر (مورتیاں) ہوں۔

۲ یا یہ کہا جائے کہ امام بخاری کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو بیعہ میں علی الاطلاق نماز پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔

یہی حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے کہ کنائس اگرجا گھروں) میں نماز بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ تماثیل وتصاویر (یعنی اسباب شرک) نہ ہوں۔

وقال عمر رض علامہ عینی رہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رض جب شام پہونچے تو وہاں کے ایک بڑے پادری نے کھانے کی دعوت کی اس پر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ہم تمہارے گرجا گھروں میں ان تصاویر کیوجہ سے نہیں داخل ہوتے ہیں کہ اس میں تصویریں (مورتیاں) ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر تصویر و مورتیوں سے پاک صاف ہو تو نماز جائز ہے۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَاَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جس کو انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا جس کو ماریہ کہا جاتا ہے (یعنی اس کا نام ماریہ تھا) حضرت ام سلمہؓ نے ان تصویروں (مورتیوں) کا بھی ذکر کیا جنہیں اس میں دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایسے لوگ تھے کہ ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا (یا یوں فرمایا نیک شخص) تو وہ اس قبر پر مسجد بنا لیتے اور ان میں تصویریں رکھتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

مطابقۃ الترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور، لان الباب فی الصلوٰۃ فی البیعۃ وقد مر انہا تکرہ فی البیعۃ اذا کانت فیہا صور (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھہنا ص۶۲ ومر ص۶۱ ویاتی ص۱۷۹ وفی ھجرۃ الحبشۃ ص۵۴۷ ومسلم اول ص۲۰۱ ونسائی اول فی باب النہی عن اتخاذ القبور مساجدا ص۸۲

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہے۔

تشریح اس حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۲۴۱ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے۔

باب ۲۹۵

غیر منون لان الاعراب لا یکون الا بعد العقد والترکیب (عمدہ)

حَدَّثَنَا ابُو الیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ وعبد اللہ بن عباس قالا لما نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَۃً لَّہٗ عَلٰی وَجْہِہٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِہَا کَشَفَہَا عَنْ وَجْہِہٖ فَقَالَ وَھُوَ کَذٰلِکَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض الوفات نازل ہوا تو (یعنی اخیر وقت میں) اپنی چادر کو اپنے چہرہ مبارک پر ڈالنے لگے اور جب اس سے گرمی محسوس ہوتی (گھبراہٹ ہوتی) تو اس کو چہرہ سے ہٹا دیتے آپؐ نے اسی حالت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہوئی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا آپؐ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کاموں

سے ڈرا رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اتخذوا قبور انبیائھم مساجد، لانھم اذا اتخذوھا مساجد یصلون فیھا ویسمون المساجد البیع والکنائس والباب فی الصلوٰۃ فی البیع (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۲ ویاتی ص۱۷۷ وص۱۸۶ وص۴۹۱ وفی المغازی ص۶۳۹، وفی اللباس ص۸۶۵ ومسلم ص۲۰۱ ونسائی اوّل فی "النھی عن اتخاذ القبور مساجد" ص۸۲

۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمہ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں وھو کالفصل من الباب الذی قبلہ (ای کالفصل من الباب السابق) یعنی من وجہ باب سابق ہی سے متعلق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دونوں بابوں میں قبروں کو سجدہ گاہ بنانے پر زجر و توبیخ ہے حتیٰ کہ آپؐ نے مرض الوفات میں خاص طور سے یہود و نصاریٰ کی اس بدعت و مشرکانہ حرکت کا ذکر فرما کر اپنی امت کو ڈرایا کہ کہیں بندگی سے آپؐ کو بڑھا چڑھا کر خدائی تک نہ پہنچا دیں۔ جیسا کہ باب کی پہلی روایت میں تصریح ہے۔ "یحذر ما صنعوا"

حضور اقدسؐ یہودیوں و نصرانیوں کے فعل بد "اتخاذ القبور مساجد" سے ڈرا رہے تھے اور جب پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانا حرام اور باعثِ لعنت ہے تو پیغمبروں کے علاوہ خواہ قطب و ابدال ہی کیوں نہ ہو کسی کی قبر پر سجدہ کرنا حرام اور باعثِ لعنت بطریق اولیٰ ہوگا۔

اشکال نصاریٰ کے صرف ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور حدیث میں صاف ارشاد ہے۔ بینی وبین عیسیٰ لیس نبی اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اب باب کی پہلی حدیث پر اشکال یہ تھا کہ نصاریٰ کا اپنے انبیاء کے قبور کو مساجد بنانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب ۱: یہود کے بہت سارے پیغمبر گذرے ہیں اور ان پیغمبروں کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے۔

۲. قبور انبیائھم مجموعہ کے لحاظ سے فرمایا گیا ورنہ فی حد ذاتہ مراد یہود ہیں جیساکہ باب کی دوسری روایت میں اور کتاب المغازی یعنی نصر الباری کی آٹھویں جلد کی روایت ۴۳۸ میں صرف یہود کا لفظ ہے۔

۳ نصاریٰ چوں کہ حواریین کو بھی پیغمبر جانتے ہیں۔

۴ ارشادِ نبوی بینی وبین عیسٰی لیس نبی سے اولوالعزم پیغمبر یا نبی مرسل کی نفی ہے۔

بَابٌ ۲۹۶ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے لئے ساری زمین سجدہ اور پاک کرنیوالی بنائی گئی ہے۔ یعنی زمین کے ہر حصہ پر نماز پڑھنے اور تیمم کرنے کی اجازت ہے جبتک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو۔

۴۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ ...... هو ابو الحكم قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئی تھیں (ایک یہ کہ) ایک مہینہ کی مسافت تک (دشمنوں پر) میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی اور (دوسرے یہ کہ) ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اس لئے میری امت میں جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔ اور (تیسرے) میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے اور (چوتھی چیز) یہ کہ (اگلے زمانے میں) نبی کو خاص اس کی قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں، اور

(پانچویں) مجھ کو شفاعت کبریٰ ملی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "جعلت لی الارض مسجدا وطهورا"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۶۲ ومر فی التیمم ص ۴۸ وخرجه مسلم ص ۱۹۹ و الترمذی اول ص ۱۸ والنسائی اول فی باب التیمم بالصعید ص ۴۸ تا ص ۴۹۔

تشریح تشریح کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ثانی حدیث ۳۲۷ کی تشریح۔

مقصد ترجمہ روئے زمین کا ہر حصہ سجدہ گاہ بننے کے لائق ہے اور جن جن مقامات میں کراہت منقول ہے وہ عارض کیوجہ سے ہے عوارض کی بنیاد پر ہے، عوارض اگر ختم ہو جائیں تو اصلی حکم یعنی جواز نماز کا حکم لوٹ آئے گا۔ اور نماز پڑھنا درست ہوگا جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضؓ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے "انا لا ندخل کنائسکم من اجل التماثیل التی فیھا الصور الخ" ملاحظہ ہو باب ۲۹۴۔

باب ۲۹۷

نوم المرأۃ فی المسجد

عورت کا مسجد میں سونا / مسافر عورت جس کا گھر نہ ہو مسجد میں سونا جائز ہے

۴۲۵۔ حدثنا عُبَیدُ بنُ اسمٰعِیلَ قال حدثنا ابو اُسامۃَ عن هِشامٍ عن ابیهِ عن عائشۃَ انَّ ولیدۃً کانت سوداءَ لحیٍّ من العربِ فاعتقُوها فکانت معهُم قالت فخرجت صبیۃٌ لهم علیها وشاحٌ احمرُ من سُیُورٍ قالت فوضعتهُ او وقع منها فمرَّت بهِ حُدَیّاۃٌ وهو مُلقیً فحسِبتهُ لحمًا فخطِفتهُ قالت فالتمسُوهُ فلم یجدُوهُ قالت فاتَّهمُونی بهِ قالت فطفِقُوا یفتِّشُون حتی فتَّشُوا قُبُلها قالت واللهِ انی لقائمۃٌ معهُم اذ مرَّت بهِ الحُدَیّاۃُ فالقتهُ قالت فوقع بینهم قالت فقلتُ هٰذا الذی اتَّهمتمُونی بهِ زعمتُم وانا منهُ بریئۃٌ وهو ذا هو قالت فجاءت الی رسولِ اللهِ صلی اللهُ علیهِ وسلَّمَ فاسلمت قالت

عَائِشَةُ فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي

قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هٰذَا؟ قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ۔

ترجمہ | حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی باندی تھی جس کو ان لوگوں نے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ ان ہی کے ساتھ رہا کرتی تھی اس باندی نے بیان کیا (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) اس قبیلہ کی ایک لڑکی (جو دلہن تھی نہانے کو) نکلی اس نے چمڑے کے تسمہ میں سرخ جڑاؤ والا ہار پہن رکھا تھا، حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ پھر اس لڑکی نے وہ ہار اتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا پھر ایک چیل اس ہار کے پاس سے گذری وہ پڑا ہوا تھا چیل نے اسے گوشت سمجھا اور اچک لیا۔ قبیلہ والوں نے ہار تلاش کیا مگر انہیں نہیں ملا باندی نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے اس ہار کی چوری کی تہمت مجھ پر لگادی اور میری تلاشی لینے لگے۔ یہاں تک کہ شرمگاہ کی تلاشی لی۔ باندی نے بیان کیا خدا کی قسم میں ابھی (چپ چاپ صبر کئے ہوئے) ان لوگوں کے ساتھ کھڑی تھی کہ وہ چیل گذری اور ہار پھینکدیا۔ بیان کیا کہ وہ ہار ان لوگوں کے درمیان گرا۔ باندی نے بتایا کہ اب میں نے کہا یہی وہ ہار ہے جسکی تہمت تم لوگوں نے مجھ پر لگائی تھی حالانکہ میں اس سے بالکل بری ہوں۔ وہ ہار یہ ہے حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ پھر وہ باندی (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ منورہ میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہو گئی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس باندی کا خیمہ یا (شک راوی) چھوٹا سا جھونپڑا مسجد نبوی میں پڑا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ وہ (کبھی کبھی) میرے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کرتی تھی اور جب کبھی میرے پاس بیٹھا کرتی تو یہ شعر ضرور کہتی۔ ویوم الوشاح الخ

اور ہار کا دن ہمارے پروردگار کے عجائب میں سے ہے، اسی دن انھوں نے مجھ کو کفر کے شہر سے نجات دی ہے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس باندی سے کہا کیا بات ہے کہ جب بھی کبھی تو میرے پاس آتی ہے تو یہی شعر پڑھتی ہے تب اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فکان لھا خباء فی المسجد،

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۲ تا ص۶۳ وباقی ص۵۴۱۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں ای ھو جائز وان کان احتمال ورود الطمث الخ (شرح تراجم)

یعنی مسجد میں سونا جائز ہے اگرچہ عورت کے سونے میں حیض آنے کا احتمال ہے حضرت شاہؒ فرماتے ہیں کہ حیض آنے پر مسجد سے نکل جائے گی۔

علامہ عینیؒ استنباط مسائل میں فرماتے ہیں: قال ابن بطال فیہ ان من لم یکن مسکن و لا مکان مبیت یباح لہ المبیت فی المسجد سواء کان رجلا او امرأۃ عند حصول الامن من الفتنۃ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نوم المرأۃ فی المسجد کا جواز رخصت کے درجہ میں ہے یعنی ضرورت کیوقت

تشریح وھو ذا علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ھو مبتدا اور ذا خبر اول اور ھو خبر ثانی ہے یا ھو ثانی اول کی تاکید ہے ۳ ھو اول مبتدا اور ذا مبتدا ثانی اور ھو ثانی خبر وغیرہ۔

بَابٌ ۲۹۸

نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ۔ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ كَانَ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءُ۔

مردوں کے مسجد میں سونے کا بیان (یعنی سونے کا جواز)

اور ابو قلابہ (عبداللہ بن زید) نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا کہ قبیلہ عکل کے چند افراد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور صفہ میں رہے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ صفہ میں رہنے والے فقیر لوگ تھے۔

۴۲۶ (حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے تھے۔ درانحالیکہ جوان غیر شادی شدہ تھے اور ان کی بیوی نہ تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "کان ینام الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی بطولہ فی باب فضل قیام اللیل ص۱۵۱ و ص۱۵۵ و ص۵۲۹ ،، و ص۱۰۳۹ و ص۱۰۴۰ تا ص۱۰۴۱۔

۴۲۷ (حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ اُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ)

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہیں پایا آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ تمہارے چچا کے بیٹے (حضرت علیؓ) کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ایسی بات ہوگئی کہ مجھ پر خفا ہو کر باہر چلے گئے اور (آج) میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (سہل بن سعدؓ) سے فرمایا دیکھو وہ (علیؓ) کہاں ہیں؟ چنانچہ وہ دیکھ کر آئے اور عرض کیا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے ان کی چادر ایک طرف سے گر گئی (یعنی کھسک گئی) تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود اپنے دست مبارک سے) ان کے بدن سے پوچھنے لگے اور فرمانے لگے ابو تراب اٹھو، ابو تراب اٹھو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ھو فی المسجد راقد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی فی مناقب علی ص۵۲۵ وفی الادب ص۹۱۵ تا ص۹۱۶ و ص۹۲۹ ومسلم ثانی ص۲۸۰

۴۲۸ (حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ

مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر اصحاب کو دیکھا جن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو یا تو صرف تہبند تھا اور یا صرف کملی تھی جس کو وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے ان میں سے بعض کی کملیاں آدھی پنڈلیوں تک پہونچتی اور بعض کی ایسی جو ٹخنوں تک پہنچتی، اور یہ شخص اپنے ہاتھ سے پکڑے رکھتا اس خطرہ سے کہ شرمگاہ نہ دکھائی دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مُطَابَقَةُ الْحَدِيْثِ لِلتَّرْجَمَةِ "رأيت سبعين من أصحاب الصفة" کیوں کہ صفہ مسجد نبوی میں ایک حصہ تھا جس پر سائبان پڑا ہوا تھا اور اس میں غریب و نادار طلبہ رہتے تھے

والحدیث ھٰھنا ص۶۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد وہی ہے جو سابق باب میں بیان کیا گیا ہے کہ مسجد میں ضرورت کے وقت سونا جائز ہے خواہ مرد ہو یا عورت؟ اس لئے کہ روایات جو ذکر کی ہیں وہ جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اسی کے جمہور قائل ہیں اگرچہ بعض بزرگوں سے کراہت منقول ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے نوم المرأۃ کو نوم الرجال پر مقدم کردیا چونکہ عورت محل فتنہ ہے اس لئے عدم جواز کا وہم ہوتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو مقدم کرکے جواز کو واضح کردیا مگر یہ جواز ضرورت کے وقت ہے یعنی جب کوئی گھر نہ ہو بلا ضرورت مالکیہ کے نزدیک ناجائز اور عند الجمہور مکروہ ہے

واللہ اعلم

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کے ثبوت میں دو تعلیقات اور تین روایات ذکر کی ہیں۔ پہلی تعلیق کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المحاربین ص۱۰۰۵ میں موصولاً اسی لفظ سے ذکر کیا ہے جس کا تعلق قبیلہ عکل و عرینہ سے ہے واقعہ کی تفصیل کیلئے دیکھئے نصر الباری، کتاب المغازی یعنی جلد ۸ ص۲۵۴۔

باب قصۃ عکل و عرینہ،

دوسری تعلیق کا تعلق اصحاب صفہ سے ہے کہ یہ حضرات غریب فقرا تھے، معلوم ہوا کہ ضرورۃً یہ

یہ حضرات مسجد کے ایک گوشہ میں رہتے تھے اور مسجد میں سونے کی اجازت رخصت کے درجہ میں ہے نہ کہ عزیمت۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ نے تین روایات ذکر کی ہیں ان تینوں سے بھی جواز ثابت کرنا مقصود ہے

این ابن عمك حضرت علی رض حضرت فاطمہ رض کے چچا کے لڑکے نہ تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادہ تھے۔

جواب ۱: یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای ابن عم ابیك۔

۲: عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو چچا کا بیٹا کہدیتے ہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رض سے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کہاں ہیں؟ بلکہ قرابت کا ذکر فرمایا تاکہ حضرت فاطمہ رض کو محبت پیدا ہو۔

بَابُ ۲۹۹ الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ۔

سفر سے واپسی پر نماز کا بیان ۔ اور حضرت کعب بن مالک رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور وہاں نماز پڑھتے

تشریح سنت یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان سفر سے اپنے محلہ میں آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے یعنی حق تعالے کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا اور گھر پہنچایا یعنی یہ نماز شکرانہ ہے۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ۔

ترجمہ حضرت جابر بن عبداللہ رض نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ محارب نے یہ بتایا کہ وہ چاشت کا وقت تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو، اور حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ میرا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض تھا وہ آپ نے ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "صلّ رکعتین"

تعدد موضعہ حافظ عسقلانی لکھتے ہیں قد اخرجہ المصنف ایضاً فی نحو من عشرین موضعا مطولا ومختصرا الخ (فتح الباری اوّل صفہ ۲۲۶) تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) ھھنا ص ۶۳ (۲) مفصلا ص ۲۸۲ (۳) ص ۳۰۹ تا ص ۳۱۰ (۴) ص ۳۲۱ (۵) ص ۳۲۲ (۶) ص ۳۲۴ (۷) ص ۳۳۵ (۸) ص ۳۵۵ (۹) ایضا ص ۳۵۵ (۱۰) ص ۳۷۵ (۱۱) ص ۴۰۱ (۱۲) ص ۴۱۶ (۱۳) ص ۴۳۴ (۱۴) ایضاً فی باب الطعام عند القدوم ص ۴۳۴ (۱۵) فی النکاح ص ۷۶۰ (۱۶) ص ۷۸۹ (۱۷) ایضا ص ۷۸۹۔

فلہٰذا قال العلامۃ العینیؒ اخرجہ البخاری فی سبعۃ عشر موضعا (عمدۃ ج ۴ ص ۲۰۱)۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد تحیۃ القدوم من السفر کا استحباب بتلانا ہے یعنی جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز تحیۃ القدوم من السفر پڑھے۔

امام بخاریؒ نے ترجمہ کے اثبات کیلئے حضرت کعب بن مالکؓ کی روایت تعلیقاً ذکر کی ہے یہاں ترجمۃ الباب میں مفصل حدیث کعب بن مالک کا ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جو بخاری ص ۶۳۴ کی آخری سطر ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل وعمل ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد امام بخاریؒ نے حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کی حدیث ذکر کی جس میں حضور اقدس ﷺ کا قول موجود ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ کو بھی اس نماز کا حکم فرمایا۔

اور چونکہ حضرت جابرؓ کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب سفر سے واپس آئے تھے جیسا کہ ص ۲۸۲ کی روایت میں ہے عن جابر بن عبد اللہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ الخ اور ص ۳۰۹ کی آخری حدیث میں ہے عن جابر بن عبد اللہ کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الخ اس لئے ترجمۃ الباب سے عدم مطابقت کا اشکال درست نہیں واللہ اعلم

فائدہ حضرت کعب بن مالکؓ کی مفصل حدیث مع تشریح کیلئے نصر الباری کتاب المغازی یعنی نصر الباری آٹھویں جلد ص ۷۸۹ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۳

إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے

۴۳۰ حدثنا عبد الله بن یوسف قال أخبرنا مالك عن عامر بن عبد الله بن الزبير عن عمرو بن سليم الزرقي عن أبي قتادة السلمي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس۔

ترجمہ حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة، الترجمة ومتن الحديث سواء

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۶۳ ويأتي ص۱۵۶ وخرجه مسلم اول في باب استحباب تحية المسجد ص۲۴۸ وابو داؤد اول في "باب ماجاء في الصلوٰة عند دخول المسجد ص۶۷ والترمذي في باب ماجاء اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين ص۴۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

تشریح فلیرکع اطلق الجزء واراد الکل (یعنی جزء رکوع بولکر کل (نماز) مراد ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں قال ابن بطال اتفق ائمۃ الفتوی انہ محمول علی الندب (عمدہ) تقریبًا یہی حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ائمہ اربعہ وجمہور فقہاء اسلام کے نزدیک تحیۃ المسجد مستحب ہے یہی ابن حزم ظاہری کا مذہب ہے۔

اور اہل ظاہر یعنی امام داؤد ظاہریؒ نے واجب کہا ہے (عمدہ، فتح)

بعض اہل ظاہر تو تہجد، چاشت اور فجر کی سنت کو بھی واجب کہتے ہیں گویا اتنے فرض وواجب کا اضافہ ہوگیا۔ پانچ نمازوں پر۔ مگر حنفیہ نے اگر حدیث سے نماز وتر کو واجب کہدیا تو یہ اہل حدیث

سلفی حضرات طعن کرنے لگے کہ ایک نماز زیادہ کردی فیا للعجب و المستغان فلیبکع ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ امر استحباب کیلئے ہے اگر تحیۃ المسجد واجب ہوتی تو صحابہ کرام رض ضرور اہتمام کرتے حالانکہ ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخلون المسجد ثم یخرجون ولا یصلون الخ

قبل ان یجلس امام مالکؒ اس قید سے استدلال کرتے ہیں کہ تحیۃ المسجد اس کیلئے ہے جو مسجد میں بیٹھنے کا ارادہ کرے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ یہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کیلئے مستحب ہے جو مسجد جائے خواہ بیٹھنے کا ارادہ ہو۔

نیز حنابلہ اور شوافع کے نزدیک جلوس سے تحیۃ المسجد فوت ہوجاتی ہے مگر حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک گرچہ افضل یہی ہے کہ بیٹھنے سے قبل پڑھنا چاہیئے لیکن بیٹھنے کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے

اذا دخل احدکم الخ حضرات شوافع کے نزدیک اپنے عموم کیوجہ سے تحیۃ المسجد ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے اگرچہ وقت مکروہ ہو۔ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ جن نمازوں اور نوافل کے اسباب معلوم ہیں ان کے بارے میں یہ نہی نہیں ہے تحیۃ المسجد کا سبب دخول مسجد معلوم ہے اس لئے اوقات مکروہہ میں بھی پڑھنا جائز ہے۔

لیکن حنفیہ اور مالکیہ بلکہ جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تحیۃ المسجد بھی اوقات مکروہہ میں مکروہ ہے لہٰذا جو شخص اوقات منہیہ میں داخل مسجد ہو اس کیلئے تحیۃ المسجد اور کوئی نماز درست نہیں الاعصر یومہ عند الغروب۔

کیونکہ مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رض سے روایت موجود ہے۔

ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب

تین اوقات ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں منع فرماتے تھے کہ ان میں نماز پڑھیں ۱ جس وقت آفتاب طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ وہ بلند ہوجائے ۲ جس وقت ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے ۳ اور جس وقت سورج ڈوبنے لگے یہاں تک کہ غروب ہوجائے

(مسلم شریف اول ص۲۷۶ وغیرہ

معلوم ہوا کہ ان تین اوقات میں نماز فرائض، نوافل ادا اور قضا حتی کہ نماز جنازہ اور سجدہ

تلاوت سب ممنوع ہیں الا عصر یومہ عند الغروب۔
اوقات مکروہہ کی مزید تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمان۔
محمد عثمان غنی بیگوسرائے

بَاب ۳۰۱ الحَدَثِ فِی المَسجِدِ

مسجد میں حدث ہونے (یعنی وضو ٹوٹ جانے) کا بیان

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ قَالَ اَخبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ الزِّنَادِ عَنِ الاَعرَجِ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ المَلَائِکَۃَ تُصَلِّی عَلٰی اَحَدِکُم مَادَامَ فِی مُصَلَّاہُ الَّذِی صَلّٰی فِیہِ مَا لَم یُحدِث تَقُولُ اَللّٰھُمَّ اغفِر لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارحَمہُ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فرشتے تم میں سے کسی بھی شخص کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں وضو ٹوٹنے سے پہلے بیٹھا رہے۔ فرشتے اس طرح دعا کرتے ہیں یا اللہ اسکی مغفرت فرمائے اللہ اس پر رحم کر۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "مادام فی مصلاہ الذی صلی فیہ" ای فی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۳ ویاتی ص۶۹ وص۸۹ تا ص۹۰ وص۹۰ تا ص۹۱ وص۲۸۴ تا ص۲۸۵ وص۴۵۸ ابوداؤد اول باب فضل القعود فی المسجد ص۶۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد حدث فی المسجد کا جواز بتلانا ہے یعنی اگر مسجد کے اندر بیٹھے بیٹھے ریح خارج کرنے کی ضرورت ہو جائے تو خارج کرنا جائز ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیان جواز کے ساتھ خلاف اولویت کو بھی بیان کرنا ہے یعنی کراہت تنزیہی کیطرف اشارہ ہے چونکہ روایت سے معلوم ہوا کہ فرشتے مصلی کے لئے دعا کرتے ہیں مالم یحدث یعنی جب تک باوضوء ہے اور جب بے وضو ہو گیا تو ملائکہ کی دعا سے محروم ہو گیا لہٰذا اس محرومی کے باعث خلاف اولیٰ ہوگا۔

ع غ بیگوسرائے

باب ۳۰۲
بُنیانِ المَسجِدِ

مسجد کی تعمیر کا بیان (یعنی مسجد بنانے کا بیان)

وَقَالَ ابُوسَعِیدٍ کَانَ سَقْفُ المَسْجِدِ مِن جَرِیدِ النَّخلِ وَاَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ المَسْجِدِ وَقَالَ اَکِنَّ النَّاسَ مِنَ المَطَرِ وَاِیَّاکَ اَن تُحَمِّرَ اَوْ تُصَفِّرَ فَتَفتِنَ النَّاسَ وَقَالَ اَنَسٌ یَتَبَاهَونَ بِهَا ثُمَّ لَا یَعْمُرُونَهَا اِلَّا قَلِیلًا وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخرِفُنَّهَا کَمَا زَخرَفَتِ الیَهُودُ وَالنَّصَارٰی

ترجمہ اور حضرت ابوسعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور حضرت عمر رضؓ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور فرمایا کہ: لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور (مسجد کو) سرخ رنگ یا زرد رنگ کرنے سے بچاؤ کہ (ایسا نہ ہو کہ رنگ کرکے) لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کردو (یعنی مسجد کے نقش ونگار دیکھکر اس میں مشغول ہوجائیں گے اور نماز میں خیال بٹ جائے گا) اور حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ لوگ مساجد کے بنانے میں فخر ومباہات کرینگے (مخریہ مقابلہ کرینگے جیساکہ فی زمانہ شروع ہوگیا ہے) مگر عبادت سے آباد بہت کم لوگ کریں گے۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تم بھی (آئندہ) مساجد کو ایسا ہی آراستہ اور منقش کروگے جیسے یہود ونصاریٰ نے (اپنے عبادت خانوں) کو کیا تھا۔

۴۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بنُ عَبدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا یَعقُوبُ بنُ اِبرَاهِیمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی عَن صَالِحِ بنِ کَیسَانَ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَخبَرَهُ اَنَّ المَسجِدَ کَانَ عَلٰی عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَبنِیًّا بِاللَّبِنِ وَسَقفُهُ الجَرِیدُ وَعَمَدُهُ خَشَبُ النَّخلِ فَلَم یَزِد فِیهِ اَبُوبَکرٍ شَیئًا وَزَادَ فِیهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلٰی بُنیَانِهِ فِی عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالجَرِیدِ وَاَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَیَّرَهُ عُثمَانُ فَزَادَ فِیهِ زِیَادَةً کَثِیرَةً وَبَنٰی جِدَارَهُ بِالحِجَارَةِ المَنقُوشَةِ وَالقَصَّةِ وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِن حِجَارَةٍ مَنقُوشَةٍ وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تیار کی گئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی

کے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے (اپنی خلافت میں) اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی البتہ حضرت عمرؓ نے مسجد کو بڑھایا اور اس کی تعمیر و توسیع کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون (نئے) کھجور کی لکڑی کے لگائے پھر حضرت عثمان رضؓ نے اس کو بدل دیا اور اس میں بہت زیادہ اضافہ فرمایا اور اسکی دیواریں منقش پتھر اور گچ سے بنوائیں اور اس کی چھت ساگون کی کر دی۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ مبنیًا باللبن الخ والحدیث ھھنا [۶۴]

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا اس باب سے دو مقصد ہیں (۱) تعمیر مساجد کے اہتمام کو بیان کرنا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو کام آپؐ نے کیا وہ مسجد کی تعمیر تھی۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ مساجد بنانے میں ایسے نقش و نگار، زیبائش و آرائش سے اجتناب و پرہیز کریں جس سے نمازی کا خشوع و خضوع متأثر ہو اور نماز میں خلل انداز ہو۔

تشریح امام بخاریؒ نے اثبات ترجمہ کیلئے چار صحابہ کے آثار پیش فرمائے۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضؓ کا اثر مسجد نبوی کے متعلق ہے کہ حضور اقدس صلعم نے سب سے پہلے مسجد بنانے کا اہتمام فرمایا اور بالکل سادہ نقش و نگار سے پاک و صاف بنایا۔

دوسرا اثر حضرت عمرؓ کا ہے جس میں دونوں مقصد واضح اور ظاہر ہیں کہ مسجد بنانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ آرائش و زیبائش سے اجتناب کا حکم موجود ہے پھر حضرت انس رضؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے آثار پیش فرمائے ان آثار سے بھی مزخرفات سے ممانعت ظاہر ہے کیونکہ مساجد کا مقصد نماز اور ذکر اللہ ہے

آخر میں امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت پیش کی ہے جس میں مسجد نبوی کا پورا نقشہ آگیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے خلفاء راشدین تک مسجد کی کس طرح توسیع اور ترقی ہوئی۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ضرورت کے مطابق عالیشان و عظیم الشان مسجدیں بھی بنانی جائز ہیں۔ کہ من احکام تختلف باختلاف الزمان والمکان۔ لیکن ایسے نقش و نگار و زیبائش سے اجتناب ضروری ہیں جو نمازی کے نماز میں خلل انداز ہو اور لہو و لعب کا سبب بنائے بالخصوص قبلہ کیجانب بالکل سادہ رکھنا چاہیئے اور فضول خرچی سے پرہیز لازم ہے۔

الفاظ کی تشریح | جرید النخل کھجور کی وہ شاخ جس کی پتی نکال لی گئی ہو وان لم یجد یلبس

سعفا یعنی اگر پتے صاف نہ کیے گئے ہوں بلکہ پتے موجود ہوں تو اس شاخ کو سعف کہتے ہیں۔

وقال اکنّ الناس علامہ عینیؒ فرماتے ہیں " فیہ اوجہ "، یعنی اکن میں مختلف لغات ہیں۔

ما بفتح الھمزہ وکسر الکاف وفتح النون علی صورۃ الامر (عمدہ) یعنی باب افعال اکنان سے امر کا صیغہ ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔ وھی الاظھر۔

ع۲ اُکن بضم الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون المضمومہ الخ (عمدہ) یعنی مضارع متکلم کا صیغہ اس صورت میں ترجمہ ہوگا، میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں۔

ع۳ کِنّ بحذف الھمزہ وکسر الکاف وتشدید النون اس صورت میں بھی امر ہی کا صیغہ ہوگا اور معنی اکنّ ہوگا ع۴ بضم الکاف الخ

بَابُ التَّعَاوُنِ فِی بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰہِ الْآیَۃَ۔

۴۳۳ (حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِہٖ عَلِیٍّ انْطَلِقَا اِلٰی اَبِیْ سَعِیْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِیْثِہٖ فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا ھُوَ فِیْ حَائِطٍ یُّصْلِحُہٗ فَاَخَذَ رِدَاءَہٗ فَاحْتَبٰی ثُمَّ اَنْشَأَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی اَتٰی عَلٰی ذِکْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ کُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَۃً لَبِنَۃً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَیْنِ لَبِنَتَیْنِ فَرَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْہُ وَ یَقُوْلُ وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ عَمَّارٌ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ۔

باب۔ مسجد کی تعمیر میں باہمی تعاون کا بیان۔ اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے، مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں درانحالیکہ وہ خود اپنے کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سب اعمال اکارت (اور ضائع) ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

(سورۃ توبہ آیت ۱۷ و ۱۸)

ترجمہ حضرت عکرمہ رضؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے صاحبزادے علی رضؓ سے کہا کہ تم دونوں حضرت ابوسعید خدری رضؓ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی حدیثیں سنو چنانچہ ہم لوگ گئے تو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں ہیں اور اس کی اصلاح کر رہے تھے (انھوں نے ہمیں دیکھا تو) آپ

چادر لی اور احتباء کر کے بیٹھے (یعنی سُرین زمین پر رکھ کر گھٹنے کھڑے کر لئے اور چادر کو کمر سے گھٹنوں تک لپیٹ کر بیٹھ گئے) پھر ہم نے حدیث بیان کرنے لگے حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا ہم تو مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔ اور عمارؓ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے افسوس ہے عمار پر اس کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی عمار انہیں جنت کی دعوت دینگے اور وہ عمار کو جہنم بلائیں گے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمارؓ کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " کنا نحمل لبنۃ" لبنۃ الخ

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا صفحہ ۶۴ ویاتی فی الجھاد صفحہ ۳۹۴۔

مقصد ترجمہ | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اس میں اجر و ثواب ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک وہم کا ازالہ ہے کہ جب حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کیلئے بنی نجار سے ان کے باغ کے متعلق گفتگو کی اور ثمن (قیمت) دریافت فرمائی تو بنی نجار نے صاف کہا لا نطلب ثمنہ الا الی اللہ عز وجل الخ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فی سبیل اللہ لینے سے انکار فرمایا۔

اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر میں کسی سے اعانت و مدد نہ لینی چاہیے۔

امام بخاریؒ نے باب التعاون فی بناء المسجد، کا ترجمہ قائم کر کے اس وہم کو دور کر دیا اور فرمایا کہ مسجد مسلمان باہمی تعاون سے تعمیر کریں اس لئے کہ مساجد عامۃ المسلمین کی ہیں اس کی تعمیر صرف مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ باہمی تعاون سے مساجد کی تعمیر کریں۔

اس کے اثبات کیلئے امام بخاریؒ نے آیت کریمہ ذکر فرما کر تبلا دیا کہ مسجد کی تعمیر میں مسلمانوں سے تعاون لیا جائے گا مشرکین سے نہیں۔

لیکن اگر کوئی مشرک عقیدت اور محبت سے از خود مسجد میں چندہ دے تو اسکی دلجوئی کیلئے قبول کرنا جائز ہے اور مسجد کا غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں لگانا درست ہے مگر اصل مسجد کی بنیادی جگہ، نماز پڑھنے کی جگہ سے ہر حال میں پرہیز کرنا افضل و بہتر ہے۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی چلبل

باب ۳۴۲

(الاِسْتِعَانَۃِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ)

بڑھئی اور کاریگروں سے مسجد کی تعمیر اور منبر کی لکڑیوں کو بنوانے میں مدد لینے کا بیان

۴۳۴ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی امْرَاَۃٍ مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَیْھِنَّ۔

ترجمہ | حضرت سہل (ابن سعد ساعدی رضؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عائشہ) کو کہلا بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دے کہ میرے لئے (منبر کی) لکڑیاں بنا دے کہ میں ان پر بیٹھا کروں گا۔

مُطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی (مُری غلامك النجار یعمل لی الخ

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا صـ۶۴ ومرّ صـ۵۵ ویاتی صـ۱۲۵ و صـ۲۸۱ و صـ۳۴۹ ومسلم اول صـ۲۰۶ ابوداؤد جلد اوّل صـ۱۵۴ تا صـ۱۵۵ نسائی اوّل کتاب المساجد الصلوٰۃ علی المنبر صـ۸۵ تا صـ۸۶ ابن ماجہ اول باب ماجاء فی بدء شان المنبر صـ۱۰۳۔

۴۳۵ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَیْمَنَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ امْرَاَۃً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْہِ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ۔

ترجمہ | حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کیلئے ایک چیز (یعنی منبر) نہ بنوا دوں جس پر آپ (خطبے کیوقت) بیٹھا کریں۔ کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑھئی۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو (یعنی اگر تیری مرضی ہو تو بنوا دو) چنانچہ اس نے منبر بنوا دیا۔

مُطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا صـ۶۴ وھو طرف من حدیث یاتی فی الجمعۃ فی باب الخطبۃ علی المنبر صـ۱۲۵ و فی البیوع فی باب النجار صـ۲۸۱ و ایضا صـ۵۰۶۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر اور اس کے متعلقات مثلاً دروازے اور کھڑکی کی تیاری میں معماروں اور دوسرے کاریگروں کی ضرورت ہو تو ہر طرح کے کاریگروں سے مدد لینا جائز ہے چونکہ قاعدہ ہے کہ ہر کارے را ہر مردے. مطلب یہ ہے کہ ہر کام ہر آدمی نہیں کر سکتا ہے بلکہ مختلف کام مختلف لوگوں کے ہوتے ہیں. اس لئے یہاں منبر بنانے کیلئے بڑھئی کی ضرورت تھی کہ لکڑیوں کے تختوں سے منبر تیار کروایا گیا. امام بخاریؒ کے ترجمہ میں تعمیم بعد التخصیص سے صاف اشارہ ہے کہ بڑھئی کے علاوہ دوسرے کاریگروں سے بھی مسجد کی تعمیر میں مدد لینا جائز ہے۔

۲۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب سے کنز العمال کی ایک روایت کی طرف اشارہ کیا۔ جنبوا مساجدکم من النجار والصناع اوکما قال ۲ بظاہر حدیث الباب سے تعارض ہے۔

جواب ۱ یہ ہے کہ بخاری شریف کی روایت کے مقابلے میں مرجوح ہے قابل استدلال نہیں

۲ بہتر جواب یہ ہے کہ کنز العمال کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ صُنّاع خود اپنا کام و پیشہ مسجد میں کرنے لگیں یہ جائز نہیں لیکن اگر مسجد کا کام مسجد میں کریں تو بلا شبہ جائز ہے یہی حدیث الباب سے ثابت ہے

تشریح نجّار بتشدید الجیم بمعنی بڑھئی۔ صُنّاع بضم الصاد و تشدید النون جمع صانع بمعنیٰ کاریگر۔

اشکال باب کی دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے پہلی روایت ۴۳۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائش کی اور دوسری حدیث ۴۳۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عورت نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی۔

جواب: تطبیق کیصورت یہ ہے کہ پہلے خود عورت نے درخواست کی تھی اس وقت حضور اکرم ﷺ نے ضروری نہیں سمجھا اور عورت کی مرضی پر چھوڑ دیا تو چونکہ حضور اکرم ﷺ نے عورت کو اختیار دیا تھا اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ اِن شِئتِ، اس لئے عورت نے کوئی خاص عجلت نہیں سمجھی بعد میں تاخیر دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاددھانی کیلئے عورت کو بلا بھیجا. فلا اشکال۔

باب ۳۰۵ من بنیٰ مسجدًا

ای هذا باب فی بیان فضل من بنی مسجدا

یعنی اس شخص کی فضیلت کا بیان جس نے کوئی مسجد بنائی

۴۳۶ - حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی عمرو ان بکیرا حدثه ان عاصم بن عمر بن قتادة حدثه انه سمع عبید الله الخولانی انه سمع عثمان بن عفان رضی الله عنه یقول عند قول الناس فیه حین بنی مسجد الرسول صلی الله علیه وسلم انکم اکثرتم وانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من بنی مسجدا قال بکیر حسبت انه قال یبتغی به وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة۔

ترجمہ عبید اللہ خولانی رحؒ نے حضرت عثمان بن عفان رضؓ سے سُنا جب آپ (حضرت عثمان رضؓ) نے مسجد کی (اپنے ذاتی خرچ سے منقش پتھر اور گچ سے) تعمیر فرمائی تو لوگوں کے اعتراضات کو سنکر فرمایا کہ تم لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی، بکیر نے کہا میرا خیال ہے کہ عاصم نے کہا اس سے مقصود اللہ تعالےٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالےٰ اس کیلئے جنت میں مسجد کے مثل گھر بنائیں گے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة لان الباب فی بیان فضل من بنی المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا فی البخاری ص۶۴ وفی مسلم اول ص۲۰۱ والترمذی اول ص۴۳ وابن ماجه اول ص۵۴۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد تعمیر مسجد کی فضیلت کا بیان ہے۔

تشریح اس سے دو باب قبل باب ۳۰۲ کی حدیث ۴۳۲ میں گذر چکا ہے کہ مسجد نبوی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عمر فاروق رضؓ اضافہ کر چکے تھے پھر نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جب حضرت عثمان رضؓ نے مسجد نبوی میں اپنے دورِ خلافت ۳۰ھ میں اچھا خاصا

اضافہ فرمایا اور اس کی دیواریں منقش پتھر اور چونے سے بنوائیں اور جاندار اور شاندار بنوادیا۔ اس پر لوگوں نے کثرت سے اعتراضات کرنے شروع کئے۔ جیساکہ مسلم شریف میں حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے۔

عن محمود بن لبید ان عثمان بن عفان رضؓ اراد بناء المسجد فکرہ الناس ذالک فاحبوا ان یدعہ علیٰ ھیئتہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنیٰ مسجدا للہ بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلہ۔

(مسلم شریف جلد اول ص۲۰۱ وثانی ص۴۱۱)

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے جب مسجد (نبوی) کی تعمیر (جدید) کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اور لوگوں نے چاہا کہ اس مسجد کو اپنی سابق ہیئت پر باقی رکھیں اس پر حضرت عثمان رضؓ نے (لوگوں کے جواب میں) فرمایا (یعنی ایک حدیث سنائی) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے من بنیٰ مسجدا للہ الخ

من بنیٰ مسجدا۔ التنوین فیہ للشیوع فیتناول من بنیٰ مسجد اکبیرا اوصغیرا (عمدہ)

للہ یعنی خالصا لوجہ اللہ ہو. ریاو نمود اور شہرت کیلئے نہ ہو حتیٰ قال ابن الجوزی رہ من کتب اسمہ علی المسجد الذی یبنیہ کان بعیدا من الاخلاص (عمدہ)

یعنی جس نے اپنا نام کندہ کرایا وہ مخلص نہیں۔

اشکال وجواب

ارشادِ ربانی ہے: من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا الآیۃ (انعام آیت ۱۶۰) اور اس حدیث میں ہے مثلہ فی الجنۃ جو باعثِ اشکال ہے۔

جواب ۱۔ حدیث میں مثلہ فرمایا گیا لیکن یہ نہیں کہ ایک گھر ہوگا یعنی کیفیت کے اعتبار سے جنت میں چھوٹا بڑا گھر ہوگا اور آیت کریمہ میں کمیت بتایا ہے۔ ای بنی اللہ لہ عشرۃ ابنیۃ مثلہ اذ الحسنۃ بعشر امثالھا فلا اشکال۔

۲۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حدیث نزول آیت سے قبل کی ہے۔

۳۔ وقال البعض مثلیت سے زیادہ کی نفی نہیں ہے۔

۴۔ مثلیت سے مراد نفس مکان کی مثلیت مراد ہے لیکن جنت کا مکان نہایت قیمتی ہوگا۔ جیساکہ ایک حدیث میں ہے کہ مسجد بنانے والے کو جنت میں یاقوت اور موتیوں سے مرصع گھر ملے گا۔

۵۔ والاصل ان جزاء الحسنۃ الواحدۃ واحد بحکم العدل والزیادۃ علیہ بحکم الفضل

(قس) یعنی ہر عمل کے اجر میں برابری تو عدل ہے اور کم وکیف میں زیادتی اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے۔
(محمد عثمان غنی جلیل بیگوسرائے)

بَابٌ ۳۰۶
یَاخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ

جب کوئی مسجد میں (تیر لئے ہوئے) جائے تو تیر کا پھل (دھار) تھامے رہے (تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے)

۴۳۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا۔

ترجمہ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن دینار سے کہا کہ تم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں آیا اور اس کے ساتھ تیر تھے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیر کے پھل (یعنی ان کی نوکیں) پکڑے رہو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی آمسِك بِنِصالِها۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ ویاتی فی الفتن ص۱۰۴۷ وخرجہ مسلم فی کتاب البر والصلۃ والادب ص۳۲۸ ونسائی اول فی "اظہار السلاح فی المسجد ص۸۳ تا ص۸۴ وابن ماجہ جلد ثانی ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ مقصد ظاہر ہے کہ اگر ضرورۃً کوئی شخص جارح چیز لیکر مسجد سے گذرے تو اسکی دھار کو تھامے رکھے تاکہ کسی کو زخم نہ لگ جائے۔

بَابٌ ۳۰۷ الْمُرُورِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں سے گذرنے کا بیان (یعنی تیر وغیرہ لیکر)

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلَى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرُ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا۔

ترجمہ ابوبردہ اپنے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیر لیکر ہماری مسجدوں یا بازاروں میں سے گذرے تو اسے اس کے پھلوں کو پکڑ لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من مرفی شئی من مساجدنا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۴ ویاتی فی کتاب الفتن ص۱۰۴۷ ومسلم جلد ثانی ص۳۲۸ ابوداؤد اول کتاب الجہاد ص۳۴۹ ابن ماجہ ابواب الادب ص۲۷۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ جب کوئی شخص ضرورت کے وقت مسجد سے گذرے یا بازار سے تو اس بات کا خیال ضرور رکھے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اگر اسکے ہاتھ میں کوئی جارح (زخمی کرنے والی) کوئی چیز ہو تو اس کے پھل نوک کو ہاتھ سے تھامے رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

تشریح سند کے اندر ہے حدثنا ابو بردۃ بن عبد اللہ قال سمعت ابا بردۃ عن ابیہ الخ ابو بردۃ بضم الباء وسکون الراء ہے۔ اس میں ابو بُردہ دو مرتبہ آیا ہے اول کا نام بُرید بضم الباء مصغر ہے۔

اور ثانی ابو بردہ کا نام عامر ہے جو ابو بردہ اول کا دادا ہے اسکی وضاحت ابن ماجہ کی روایت سے ہوتی ہے۔ عن برید عن جدہ ابی بردۃ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ابن ماجہ ص۲۷۶)

بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں شعر پڑھنے کا بیان

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ

حَسَّانَ بنَ ثابتٍ الانصاريَّ يَستَشهِدُ اباهُريرةَ اَنشُدُكَ اللهَ هل سمعتَ النبيَّ صلى الله عليهِ وسلَّمَ يقولُ ياحسَّانُ اَجِبْ عن رسولِ اللهِ صلى الله عليهِ وسلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوحِ القُدُسِ قالَ ابوهُريرةَ نعمْ۔

ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف تابعی نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضؓ سے سنا کہ وہ (حسان رضؓ) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے گواہی چاہتے تھے کہ (اے ابوہریرہ) میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) کے ذریعہ حسان کی مدد فرما حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں (بے شک میں شہادت دیتا ہوں)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ غیر ظاهرۃ لانہ لیس فیہ صریحا انہ کان فی المسجد والترجمۃ هو الشعر فی المسجد ولکن البخاری روی هذا الحدیث فی کتاب بدء الخلق وفیہ التصریح انہ کان فی المسجد (عمدہ)

یعنی امام بخاری رحؒ یہی روایت کتاب بدء الخلق صفحہ ۴۵۶ میں لائے ہیں جس میں صراحۃً مسجد کی قید ہے مر عمر فی المسجد وحسان ینشد فقال کنت انشد فیہ وفیہ من هو خیر منك الخ بخاری صفحہ ۴۵۶۔

حاصل یہ کہ ایک روز حضرت حسان رضؓ حضرت فاروق اعظم رضؓ کے عہد میں مسجد نبوی میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضؓ کا گذر ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضؓ نے گھور کر دیکھا اور ناگواری کا اظہار کیا اس پر حضرت حسان رضؓ نے فرمایا کہ میں تو مسجد نبوی میں اشعار سنایا کرتا تھا جب کہ تم سے بہتر ذات یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی شہادت سے فاروق اعظم رضؓ کو مطمئن کیا۔ بہر حال مسجد میں اچھے اشعار کا پڑھنا اور سننا جائز ہے جو حمد، نعت اور دین اسلام کی خوبیوں پر مشتمل ہوں۔ یا دشمنانِ اسلام کے حملوں کا جواب دیا گیا۔ البتہ برے اشعار جو فرضی معشوقوں کے لب و رخسار و خرافات پر مشتمل ہوں پڑھنا جائز نہیں ایسے ہی خرافات کے بارے میں ارشاد ہے لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر من ان یمتلی شعرا (ابوداؤد ثانی کتاب الادب صفحہ ۶۸۳۔

یعنی کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ اشعار سے بھرے۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا صفحہ ۶۴ تا صفحہ ۶۵ وباقی صفحہ ۴۵۶ وفی باب هجاء المشرکین صفحہ ۹۰۹ ومسلم جلد ثانی فی فضائل حسان صفحہ ۳۰۰ ابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب فی ما جاء فی

الشعر ص۹۸۴ والنسائی جلد اول فی " الرخصۃ فی انشاد الشعر الحسن فی المسجد ص۸۳

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اشعار حسنہ یعنی جو اشعار اچھے ہوں مثلاً حمد باری تعالیٰ یا لغت رسول وغیرہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے یہی جمہور علماء اسلام کا قول ہے۔ واللہ اعلم

باب ۳۰۹ اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں نیزے والوں کے آنے (کے جواز) کا بیان

حِرَاب بکسر الحاء جمع ہے حَرْبَۃ بفتح الحاء کی بمعنی نیزہ۔

اگر جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے مشق و تمرین کیلئے آپس میں مظاہرہ کریں، کرتب دکھائیں تو جائز ہے خواہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو۔

۴۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِیْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِیْ بِرِدَائِهٖ اَنْظُرُ اِلٰى لَعِبِهِمْ زَادَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ

ترجمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازے پر دیکھا اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے (یعنی ہتھیار کی مشق کر رہے تھے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھ کو ڈھانپے ہوئے تھے میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم بن منذر نے اپنی سند سے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھ کو یونس نے خبر دی انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ حبشہ کے لوگ اپنے نیزوں سے کھیل رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " والحبشۃ یلعبون بحرابھم۔

نیز امام بخاری رحمہ نے اس دوسری روایت کو ذکر کر کے یہ بھی تبلادیا کہ پہلی روایت جو صالح بن کیسان کی ہے اس میں اگرچہ مطلقاً لعب ہے لیکن مقصد وہاں بھی لعب بحرابہم ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی فی کتاب العیدین ص۱۳۰ و ص۱۳۵ و ص۴۰۷ و ص۵۰۰ وفی النکاح ص۵۸۷ و ص۷۸۸ ومسلم اول ص۹۱ تا ص۹۲

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد یہ ہے کہ نیزہ وغیرہ ساتھ لے کر بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور ایک باب پہلے جو گذرا ہے جس میں حکم تھا امسك بنصالها اس کا مطلب یہ ہے کہ سرور کے وقت پھل کو تھامے رکھے۔ کنٹرول میں رکھے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر جہاد کی نیت سے تمرین و مشق مقصود ہو تو چونکہ غفلت نہیں ہوتی ہے اس لئے مشق و مظاہر بھی کر سکتا ہے اوقات نماز کے علاوہ۔ واللہ اعلم

باب ۳۱

ذِكرِ البَيعِ والشِّرَاءِ عَلَى المِنبَرِ فِي المَسجِدِ

مسجد کے منبر پر خرید و فروخت کے ذکر کرنے کا بیان

۴۴۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عَبدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَانُ عَن يَحيَى عَن عَمرَةَ عَن عَائِشَةَ قَالَت أَتَتهَا بَرِيرَةُ تَسأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَت إِن شِئتِ أَعطَيتُ أَهلَكِ وَيَكُونُ الوَلَاءُ لِي وَقَالَ أَهلُهَا إِن شِئتِ أَعطَيتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفيَانُ مَرَّةً إِن شِئتِ أَعتَقتِهَا وَيَكُونُ الوَلَاءُ لَنَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتهُ ذٰلِكَ فَقَالَ ابتَاعِيهَا فَأَعتِقِيهَا فَإِنَّ الوَلَاءَ لِمَن أَعتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنبَرِ وَقَالَ سُفيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى المِنبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقوَامٍ يَشتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيسَ فِي كِتَابِ اللهِ مَنِ اشتَرَطَ شَرطًا لَيسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيسَ لَهُ وَإِنِ اشتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَن يَحيَى عَن عَمرَةَ أَنَّ بَرِيرَةَ وَلَم يَذكُر صَعِدَ المِنبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحيَى وَعَبدُ الوَهَّابِ عَن يَحيَى

عن عمرۃ نحوہ وقال جعفر بن عون عن یحییٰ سمعت عمرۃ قالت سمعت عائشۃ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہ رضؓ اپنے بدل کتابت کے سلسلہ میں ان کے پاس مدد مانگنے آئیں اس پر حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے آقا کو (بدل کتابت) دیدوں اور ولاء (یعنی تیرا ترکہ) میرے لئے ہوگا اور بریرہؓ کے مالکوں نے کہا (حضرت عائشہ رضؓ سے) اگر آپ چاہیں تو جو بدل کتابت اس کے ذمہ باقی ہے وہ دیدیں۔ اور سفیان نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا (کہ مالکوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا) اگر آپ چاہیں تو اس کو (بدل کتابت دیکر) آزاد کردیں اور حق ولاء (ترکہ) ہمارا ہی ہوگا پھر حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ نے (یعنی میں نے) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا تو اس (بریرہ رضؓ) کو بے تامل خرید لے اور اس کو آزاد کردے اس کے ولاء کا حق اسی کیلئے ہے جس نے آزاد کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور کبھی سفیان نے کہا (بجائے قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صعد علی المنبر) یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ معاملہ میں ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شخص کسی معاملہ میں ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس شرط کا اس کو کوئی فائدہ نہ ہوگا اگرچہ سنو شرطیں لگالے۔

اس حدیث کو امام مالک رحؒ نے یحییٰ سے روایت کیا انھوں نے عمرہ سے پھر حضرت بریرہؓ کا قصہ بیان کیا اور منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا۔ علی بن مدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالوہاب نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انھوں نے عمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا میں نے عمرہ سے سنا عمرہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ،، علی المنبر فقال ما بال اقوام یشترطون شروطا الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۲۰۲ وص۲۸۸ وص۲۹۰ وص۳۴۴ وص۳۴۸ چھ طریقے سے وص۳۴۹ فی باب اذا قال المکاتب اشترنی الخ وفی الھبۃ ص۳۵۰ وص۳۷۵ وص۳۷۶ وص۳۷۷ وص۳۸۱ وص۶۹۵ تا ص۶۹۶ وص۸۱۶ تا ص۸۱۷ وص۹۹۴ وص۹۹۹ و ص۱۰۰۰ ومسلم اول جلد مطولا ومختصرا ص۴۹۳ تا ص۴۹۴ ابوداؤد جلد ثانی کتاب العتق باب فی

بیع المکاتب الخ صفحہ ۵۴۸ وترمذی جلد ثانی ابواب الوصایا صفحہ ۳۴ ونسائی جلد ثانی کتاب البیوع۔ بیع المکاتب صفحہ ۲۰۳ وابن ماجہ ثانی ابواب العتق صفحہ ۱۸۴ مؤطا امام مالک باب بیع الولاء صفحہ ۳۴۵ تا صفحہ ۳۴۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ جو معاملہ خرید و فروخت کا گذر چکا ہے اس کا منبر پر آکر ذکر کر دیا جائے تو جائز ہے نیز بیع و شراء، خرید و فروخت کے مسائل کا بیان کرنا بھی درست ہے یہی مقصد حافظ عسقلانی وغیرہ نے بیان کیا ہے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ عقد بیع یعنی باضابطہ ایجاب وقبول مسجد میں ممنوع ہے البتہ معتکف کیلئے ضرورتاً بغیر احضار مبیع ایجاب وقبول کی اجازت ہے۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ اگر مبیع حاضر نہ ہو تو عقد بیع یعنی ایجاب وقبول کرنا جائز ہے۔

لیکن حدیث الباب سے یہ مقصد واضح نہیں ہوتا ہے روایت سے تو صرف مسائل کے بیان کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔

تشریح یہ حدیث بخاری میں تقریباً پچیس[25] جگہ ہے جیسا کہ اوپر بقید صفحات مذکور ہے: قالت اتتھا بریرۃ قالت کے فاعل میں دو احتمال ہے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فاعل ہو تو التفات من الحاضر الی الغائب ہوگا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا نام اصح الاقوال میں مغیث بضم المیم ہے تسألھا فی کتابتھا الخ حضرت بریرہ مکاتبہ تھیں۔

مکاتب اور مکاتبہ اس غلام اور باندی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا (مالک) کے ساتھ ایک معین رقم پر معاملہ طے کرلے کہ اتنی رقم کی ادائے گی پر آپ مجھکو آزاد کردیں اور آقا قبول کرلے تو اس معاملہ کو مکاتبت کہتے ہیں اور اس معینہ رقم کو بدل کتابت۔ اب خواہ بدل کتابت ایک ساتھ ادا کرلے یا طے شدہ معاملہ کے مطابق قسط وار ادا کرے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آقا سے قسط وار نو[9] اوقیہ پر مکاتبت کرلی تھی اسی رقم (بدل کتابت) کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کیلئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں جب کہ ان کے ذمہ پانچ اواقی رہ گئے تھے۔

ذکرتہ ذالک بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح بتشدید الکاف تذکیر سے ہے جس کے معنی آتے ہیں یاد دلانا۔ اس پر بعض لوگوں نے یہ اشکال فرض کرلیا کہ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم تو پہلے سے نہیں تھا اسلئے مؤطا امام مالکؒ کی روایت راجح ہے مؤطا کے الفاظ ہیں فذکرت ذالک الخ بلاشبہ اس صورت میں تو اشکال ہی نہیں، لیکن روایت بخاری کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بہت ممکن ہے کہ حضور اقدس صلعم کو حضرت عائشہ رضؓ کے بیان سے قبل معلوم ہو چکا تھا مگر عائشہ رضؓ نے جب ولاء کی شرط سنکر ارادہ ملتوی کردیا تو حضور اکرم صلعم نے معلوم فرمایا اور حضرت عائشہ رضؓ نے تذکیر کی فلا اشکال۔

بیع مکاتب احناف وشوافع رحؒ کے نزدیک مکاتب کی بیع جائز نہیں لیکن اگر خود مکاتب راضی ہو تو جائز ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں خود مکاتبہ حضرت بریرہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے اظہار خیال کیا ہے فلا اشکال ولا اعتراض۔

سؤال وجواب حدیث الباب میں ہے من اشترط لیس فی کتاب اللہ الخ یہاں سوال یہ ہے کہ کتاب اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب ۱. کتاب اللہ سے حکم اللہ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم جس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم داخل ہے لقولہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔

۲. اور ہو سکتا ہے کہ کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہو فلا اشکال۔

(بَابُ ۳۱۱ التَّقَاضِی وَالْمُلَازَمَۃِ فِی الْمَسْجِدِ)

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ کَعْبٍ اَنَّہٗ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا کَانَ عَلَیْہِ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا حَتّٰی سَمِعَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ اِلَیْھِمَا حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِہٖ فَنَادٰی یَا کَعْبُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَیْنِکَ ھٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَیْہِ اَیِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُمْ فَاقْضِہٖ۔

باب، مسجد میں (قرضدار سے) تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا۔

ترجمہ حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجدِ نبوی میں تقاضا کیا اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان آوازوں کو حجرہ میں سن لیا. اور آپؐ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور آپؐ نے پکارا اے کعب! کعب نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا اپنے اس قرض میں سے اتنا معاف کردے اور آپؐ نے اشارہ کیا نصف کی طرف، کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کر دیا (یعنی حکم کے مطابق میں نے آدھا معاف کر دیا) پھر آپؐ نے ابن ابی حدردؓ سے فرمایا اٹھو اور ان کا قرض ادا کر دو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "تقاضی ابن ابی حدرد دیناً لہ" دراصل ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں یہاں صرف ایک جزء میں قرض کے تقاضا کا ذکر ہے اور دوسرے جزء یعنی قرضدار کے پیچھا کرنے کا ذکر نہیں ہے لیکن بخاری اوّل کتاب الصلح باب الملازمۃ ص۳۲۷ میں اسکی تصریح ہے فلقیہ فلزمہ۔

امام بخاری رح نے اپنی عادت کے مطابق دوسرے جزء کیلئے اشارہ کر دیا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ومایلی ص۶۷ تا ص۶۸ و ص۳۲۶ و ص۳۲۷ و ص۳۷۳ و ص۳۷۴ ومسلم جلد ثانی ص۱۷ ابوداؤد ثانی، باب فی الصلح ص۵۰۶ ونسائی ثانی اشارۃ الحاکم علی الخصم بالصلح ص۲۶۳

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں اپنے قرض وغیرہ کا تقاضا کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا جائز ہے۔

اس ترجمہ کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ ابن ماجہ میں ایک مرفوع حدیث ہے۔

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم الخ ص۵۵

بخاری رح نے بتایا کہ بوقت ضرورت جائز ہے بالخصوص جب مسجد سے باہر قرضدار سے ملاقات نہ ہوتی ہو۔

باب ۳۱۲ کَنْسِ المَسْجِدِ وَالتِقَاطِ الخِرَقِ وَالقَذٰی وَالعِیْدَانِ۔

۴۴۳۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوْ اِمْرَاَۃً سَوْدَاءَ کَانَ یَقُمُّ المَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہُ فَقَالُوْا مَاتَ فَقَالَ اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ بِہٖ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِہٖ اَوْ قَالَ قَبْرِھَا فَاَتٰی قَبْرَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْھَا۔

(باب مسجد میں جھاڑو دینے اور مسجد سے چیتھڑے، کوڑے کرکٹ کو چننا)

کنس مصدر از باب نصر جھاڑو دینا التقاط مصدر زمین سے اٹھانا خِرَق بکسر الخاء وفتح الراء جمع خِرقۃ چیتھڑا، کپڑے کا ٹکڑا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اس کا انتقال ہوگیا، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (نہیں دیکھا تو) اس کے متعلق دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتلایا کہ اس کا انتقال ہوگیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے اس کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی؟ مجھے اس کی قبر بتلاؤ چنانچہ آپؐ اسکی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کان یقمّ المسجد، ای یکنسہ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۱۷۸ واخرجہ مسلم فی الجنائز ص۳۰۹ تا ص۳۱۰ وابوداؤد ثانی فی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر ص۴۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے مسجد میں جھاڑو دینے اور ہر طرح کے کوڑے کرکٹ سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

علامہ عینیؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے قال ابن بطال فیہ الحض علی کنس المساجد وتنظیفہا الخ

تشریح حدیث الباب سے ترجمۃ الباب کا صرف جزء اول یعنی کنس المسجد ثابت ہوتا ہے باقی اجزاء کو امام بخاریؒ نے اسی پر قیاس کر لیا ہے۔ والجامع التنظیف۔

ظاہر ہے کہ مسجد میں جھاڑو دینا تنظیف کے واسطے ہوتا ہے اور خس وخاشاک لکڑیوں کے تنکے وغیرہ چن لینے میں بھی تنظیف وصفائی ہی ہے۔

ان رجلا الخ اس روایت میں شک کے ساتھ ہے اور یہ شک ثابت بنانیؒ کو ہوا ہے یا ابو رافع تابعیؒ کو۔ فالشک ھنا من ثابت علی الراجح وسماھا فی روایۃ البیہقی ام محجن (قسطلانی)

چنانچہ ایک باب کے بعد یعنی باب ص۱۲۷ میں یہی روایت آرہی ہے جس میں ابو رافعؒ کے الفاظ ہیں. ولا اراہ الا امرأۃ، جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ عورت ہی تھی جس کا نام خرقاء اور کنیت ام محجن ہے۔

صلوٰۃ علی القبر فقال مالکؒ لا یصلی علی القبر وقال ابوحنیفۃؒ لا یصلی علی القبر الا الولی فقط اذا فاتتہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔

یعنی اگر جنازہ کی نماز ہو چکی ہے تو قبر پر نہیں پڑھی جائے گی البتہ اگر ولی دور رہنے یا اور کسی

وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہیں تھا تو قبر پر پڑھ سکتا ہے۔ وقال الشافعی واحمد وداؤد و جماعۃ یصلی علی القبر من فاتتہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔ (بدایۃ المجتہد جلد اول)

یعنی حضرات شوافع وحنابلہؒ کے نزدیک جو لوگ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ ام محجن کی نماز جنازہ ہو چکی تھی پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھی

جواب ۱ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے چنانچہ خود آپ کا ارشاد ہے:

ثم قال ان ھٰذہ القبور مملوءۃ ظلمۃً علی اھلھا وان اللہ ینورھا لھم بصلوٰتی علیھم۔ (مسلم اول ص۳۱)

(قبر پہ نماز پڑھنے کے بعد) آپؐ نے فرمایا قبر والوں پر یہ قبریں تاریک رہتی ہیں اور بلاشبہ ان پر میرے نماز پڑھنے سے اللہ تعالے قبر والوں کیلئے منور کر دیتا ہے۔

اس سے حضورؐ کی خصوصیت صاف معلوم ہوئی جو دوسروں کیلئے ثابت نہیں ہے۔

۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے ولی ہیں تو آپؐ نے بحیثیت ولی میت قبر پر نماز ادا فرمائی۔ واللہ اعلم

بابٌ ۳۱۳

تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد

باب۔ مسجد میں شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان

۴۴۴۔ حدثنا عبدان عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن مسلم عن مسروق عن عائشۃ قالت لما انزلت الآیات من سورۃ البقرۃ فی الربوا خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد فقرأھن علی الناس ثم حرم تجارۃ الخمر۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا جب ربوا (سود) کے متعلق سورہ بقرہ کی آیت نازل ہوئیں تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ان آیتوں کو پڑھکر لوگوں کو سنایا پھر آپؐ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم حرم تجارۃ الخمر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ ویاتی ص۲۷۹ و ص۲۹۷ وفی کتاب التفسیر ص۶۵۱ وایضا متصلا ص۶۵۱ " " وصلم ثانی ص۲۲ تا ص۲۳ والبوداؤد ثانی کتاب البیوع ص۴۹۳ وابن ماجہ جلد ثانی ابواب الاشربۃ فی باب التجارۃ فی الخمر ص۲۵۰

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجدیں عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں اس میں فواحش ومنکرات سے اجتناب لازم ہے اس لئے یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ شراب وسود جیسی حرام وخبیث چیز کا تذکرہ بھی مسجد میں نہ ہونا چاہیے ان خبیث اشیاء کا نام لینا بھی مسجد میں ادب واحترام کے خلاف ہے۔

امام بخاریؒ نے بتلادیا کہ یہ اشیاء بلاشبہ حرام وخبیث ہیں لیکن انکی حرمت کا مسئلہ بتانا جائز ہے باقی اشکال وجواب کیلئے نصر الباری کتاب التفسیر ص۹۳ ملاحظہ فرمایئے۔

بَابُ ۳۱۴ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدِمُهُ۔

۴۴۵ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهَا۔

مسجد کیلئے خدام مقرر کرنا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آیتِ کریمہ نذرت لک الآیۃ (اے پروردگار میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد رہے گا) کے متعلق فرمایا کہ وہ مسجد اقصیٰ کیلئے آزاد رہے گا کہ مسجد کی خدمت کرتا رہے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا ایک مرد مسجد میں جھاڑو دیا کرتا تھا ابورافع کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ عورت ہی تھی پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی (جو ایک باب قبل گذرچکی ہے) کہ آپؐ نے اس کی قبر پہ نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کانت تقم المسجد"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۵ تا ص۶۶ وص۶۵ ویاتی ص۱۷۸۔ باقی مواضع کیلئے حدیث

۴۴۳ کے مواضع ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کیلئے خادم مقرر کرنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کرتا رہے خواہ اس کا وظیفہ مسجد کے مال یعنی مال وقف سے ہو تب بھی جائز ہے اور امام بخاری رح نے قال ابن عباس سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسجد کی خدمت کیلئے خادم مقرر کرنا سنت قدیمہ ہے البتہ اگر کوئی مسلمان اپنے آپ کو خدمت کیلئے پیش کرے تو نورٌ علی نور۔

بَابُ ۳۱۵ الْاَسِيْرِ اَوِ الْغَرِيْمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ

قیدی یا قرضدار کا بیان کہ مسجد میں باندھ دیا جائے تو جائز ہے

۴۴۶۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهُ اِلٰى سَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنات میں سے ایک سرکش جن گذشتہ رات اچانک میرے پاس آیا یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی تاکہ میری نماز میں خلل ڈالے پھر اللہ تعالے نے اس پر مجھے قدرت دیدی تو میں نے ارادہ کرلیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ تم صبح کو آؤ اور تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان ع کی یہ دعا یاد آئی (جو سورہ ص میں ہے) پروردگار مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کو میسر نہ ہو روح نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل کرکے واپس کردیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث "فاردت ان اربطہ الی ساریۃ من سواری المسجد"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ و ص۱۶۱ و ص۴۶۲ و ص۴۸۶ تا ص۴۸۷ وجلد ثانی ص۷۰۱ ومسلم اوّل ص۲۰۵۔

مقصدِ ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اسیر یعنی قیدی یا قرضدار کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے تو جائز ہے۔

اسیر کا مقید کرنا تو روایت سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید شیطان پر قادر کر دیا تھا۔ جیسا کہ حدیث الباب میں مصرح ہے فامکننی اللہ منہ فاردت ان اربطہ۔

لیکن غریم یعنی قرضدار کے باندھنے کا اثبات روایت سے معلوم نہیں ہوتا ہے علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ قلت بالقیاس علی الاسیر۔ یعنی قرضدار کو قیدی پر قیاس کر لیا۔ چونکہ وجوب حق میں دونوں شریک ہیں۔

تشریح عفریت سرکش دیو، وہ جن جو موذی اور خبیث ہو۔ تفلت بفتح الفاء وتشدید اللام ای تعرض لی فلتۃً یعنی اچانک میرے سامنے آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات کا وجود ہے اور یہی علماء اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ فاردت ان اربطہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو باندھ دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا ہے۔ وفی القرآن الحکیم انہ یرٰکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم (اعراف) بظاہر تعارض ہے لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم کا جملہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں ہے یعنی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنات ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم جنات کو نہیں دیکھتے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی وقت بھی کوئی شخص کسی صورت میں ان کو نہ دیکھ سکے۔ پس آیت سے رویتِ جن کی بالکلیہ نفی پر استدلال کرنا کوتاہ نظری ہے۔

علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ اغلب احوال واکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ انسان نہیں دیکھتا ہے اور جن انسان کو دیکھتا ہے۔

سوال وجواب سوال یہ ہے کہ جن ہو یا شیطان انسان کیطرح خاکی مخلوق نہیں ہے بلکہ لطیف ہے پھر اس کو کیسے باندھتے۔؟

جواب: جن یا شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت کے علاوہ انسان، حیوان، سانپ، بچھو، بلی اور کتا کی شکلوں میں متشکل ہو سکتے ہیں۔ تو جب انسان کی شکل میں ہوگا تو انسان

کے لوازمات اس میں آجاتے ہیں۔ من تزیابن تیٔ شئ یا خذ حکمہ پھر اس کو باندھنے میں کیا اشکال ہے!
ع۲ بعض روایات میں ہے کہ یہ عفریت بلی کی شکل میں آیا تھا لہٰذا باندھنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر یہ عفریت اپنے اصلی صورت میں آیا ہو تو اس شکل میں دیکھنا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہوگی۔ دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ[۳۱۶] الِاغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ وَرَبْطِ الْأَسِيرِ أَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ

وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلَى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ.

۴۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ.

باب۔ قبول اسلام کے وقت غسل کرنیکا بیان اور قیدی کو مسجد میں باندھنے کا بیان۔ اور قاضی شریح رہ قرضدار کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس[۳۰] سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو، پھر وہ مسجد کے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کیا پھر مسجد میں آئے اور یہ کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ ترجمہ کے دو جز ہیں ۱ اغتسال الکافر اذا اسلم ۲ ربط الاسیر۔ لیکن بعض نسخوں میں یہاں باب بلا ترجمہ ہے علامہ عینی رہ فرماتے ہیں والصواب هنا النسخة التي فيها ذكر الباب مفردا بلا ترجمة۔ اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں کہ باب در باب ہے اور بعض نسخہ میں باب الاغتسال اذا اسلم ہے۔ اس صورت میں بھی تکرار ترجمہ کا اشکال

نہیں ہوگا۔ باقی ترجمہ سے مطابقت کیلئے یہ کافی ہے فاغتسل ثم دخل المسجد الخ کیونکہ ثمامہ نے یہ غسل قبول اسلام ہی کیلئے کیا تھا۔

ہمارے ہندوستانی نسخہ کے مطابق ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں اور حدیث کی مطابقت جزء ثانی یعنی ربط الاسیر سے بالکل ظاہر ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے ایک مستقل مسئلہ بھی ثابت ہوتا تھا اس لئے اغتسال اذا اسلم کو بھی ثابت کر دیا۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ربط الاسیر فی المسجد جائز ہے چونکہ عہد رسالت میں باقاعدہ قید خانہ نہیں تھا اس لئے مسجد ہی میں قید کیا جاتا تھا۔

۲ یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اغتسل اذا اسلم ہو اور ربط الاسیر ضمنا ہو

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۶ وباقی ص۶۷ وص۳۲۶ تا ص۳۲۷ وایضا متصلا فی الباب الآتی ص۳۲۷ وفی کتاب المغازی ص۶۲۷ یطولا۔ ومسلم ثانی ص۹۳ تا ص۹۴ وابوداؤد جلد ثانی ص۳۶۳ تا ص۳۶۴ ونسائی اوّل تقدیم غسل الکافر اذا اراد ان یسلم ص۲۳۔

اقوال ائمہ امام احمد حنبل کے نزدیک غسل کرنا واجب ہے خواہ موجب غسل پایا گیا ہو یا نہیں اور خواہ قبول اسلام سے قبل غسل کیا ہو یا نہیں اسلام قبول کرنے کے بعد غسل لازم ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی موجب غسل پایا جا رہا ہو مثلاً احتلام یا جماع اور عورت کیلئے حیض و نفاس تو غسل واجب ہے ورنہ مستحب۔

۳ پھر اگر اسلام لانے سے پہلے موجب غسل پایا گیا اور اس نے بحالت کفر یعنی قبول اسلام سے پہلے غسل کر لیا تو حنفیہ کے نزدیک غسل معتبر ہوگا۔ اسلئے کہ ان کے نزدیک وضو اور غسل کے اندر نیت شرط نہیں ہے بخلاف حضرات شوافع وغیرہ کے نزدیک وضو اور غسل میں نیت شرط ہے اس لئے قبول اسلام کے بعد غسل لازم ہے اور کفر کی حالت کا غسل معتبر نہیں ہوگا۔

تشریح حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے۔ نصر الباری کتاب المغازی ص۴۴۹

محمد عثمان غنی غفرلہ چلمل ضلع بیگوسرائے

باب ۳۱۷

الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم

مسجد میں بیماروں اور دوسرے لوگوں کیلئے خیمہ لگانے کا بیان

۴۴۸۔ حدثنا زكريا بن يحيىٰ قال حدثنا عبد الله بن نمير قال حدثنا هشام عن أبيه عن عائشة قالت أصيب سعد يوم الخندق في الأكحل فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد ليعوده من قريب فلم يرعهم وفي المسجد خيمة من بني غفار إلا الدم يسيل إليهم فقالوا يا أهل الخيمة ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا سعد يغذو جرحه دما فمات فيها۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ غزوہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ اکحل میں (تیر کا) زخم لگا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرادیا تھا تاکہ نزدیک سے انکی عیادت کر سکیں۔ اور مسجد میں ایک خیمہ قبیلہ بنی غفار کا تھا۔ تو وہ لوگ اس وقت گھبرا گئے جب خون انکی طرف بہہ بہہ کر آنے لگا۔ توان لوگوں نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری جانب سے ہماری طرف بہہ کر آرہی ہے؟ دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اسی میں انتقال ہوگیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فضرب النبي صلى الله عليه وسلم خيمة في المسجد الخ

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۶۶ ويأتي ص۵۵۲ وفي المغازي مفصلاً ص۵۹۱ ومسلم جلد ثاني في كتاب الجهاد والسير ص۹۵ وابوداؤد جلد ثاني في الجنائز في باب في العيادة ص۴۴۲ ونسائی اول کتاب المساجد فی ضرب الخباء فی المساجد ص۸۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ضرورت اور مصلحت کیوقت مسجد کے ایک طرف خیمہ لگانا جائز ہے خواہ مریض کیلئے ہو یا دیگر مسافروں کیلئے، اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں مریضوں کیلئے خیمہ لگانا درست نہ ہو اس لئے کہ مریضوں کا کوئی بھروسہ نہیں کہ کس وقت کیا گذرے، اور مسجد کی نظافت کا حکم دیا گیا ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے پیش نظر بتلادیا کہ جائز ہے۔

تشریح | اصیب سعد یوم الخندق حضرت سعد بن معاذ رض کے اکحل میں حبّان بن عرقہ کا تیر لگا تھا۔

حبّان بکسر الحاء المھملۃ وتشدید الباء الموحدۃ ابن العرقہ بفتح العین المھملۃ وکسر الراء و بالقاف والعرقہ امّہ وابوہ قیس کما فی بعض النسخ وھو حبّان بن قیس عمدہ ج ۱۷۱ ص ۱۹۱ ۔ الاکحل بفتح الھمزہ وسکون الکاف و باللام وھو عرق فی وسط الذراع (عمدہ) فی المسجد مراد مسجد نبوی ہے جیساکہ احقر نے نصر الباری کتاب المغازی ص۱۷۶ حدیث ص۱۹۲ کے ترجمہ میں مسجد نبوی کی تصریح کردی ہے۔ یہی امام بخاری رح کا رجحان معلوم ہوتا ہے۔

بعض اہل سیر نے اس کو مسجد لغوی یعنی نماز پڑھنے کی جگہ مراد لی ہے۔ اس صورت میں امام بخاریؒ کا ترجمہ ثابت نہ ہوگا۔ فیھا ای فی الخیمہ اور فی تلک المرضۃ وفی روایۃ المستملی فمات منھا ای من الجراحۃ۔

باقی واقعہ کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص۱۷۶ کی مفصل روایت دیکھئے۔

باب ۳۱۸

اِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

۴۴۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

باب ۔ کسی ضرورت (بیماری وغیرہ) کی وجہ سے اونٹ کو مسجد میں داخل کرنے کا بیان۔ اور حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر بیٹھکر طواف کیا۔

ترجمہ حدیث | ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حجۃ الوداع) میں عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (یعنی پیدل طواف پر قادر نہیں ہوں) تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھ کر طواف کرلو چنانچہ میں نے طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے آپ سورہ والطور وکتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ طوفی من وراء النّاس وانت راکبۃ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۶ ویاتی فی الحج ص۲۱۹ وص۲۲۰ وص۲۲۱ وفی کتاب التفسیر ص۷۱۹ تا ص۷۲۰ ومسلم اوّل ص۴۱۳ وابوداؤد جلد اوّل فی کتاب المناسک فی باب الطواف الواجب ص۲۵۹ ونسائی جلد ثانی فی کتاب الحج باب کیف طواف المریض ص۲۹ ابن ماجہ ثانی ابواب المناسک باب المریض یطوف راکبا ص۲۱۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ علالت یا نقاہت کی مجبوری کے وقت اونٹ کو مسجد میں داخل کرنا جائز ہے، اس کیلئے امام بخاری رح نے پہلے تو حضرت ابن عباس رض کا ایک ارشاد پیش کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا پھر اس ارشاد کو کتاب المناسک (یعنی کتاب الحج) میں مستقل ترجمہ باب المریض یطوف راکبا۔ قائم کر کے حضرت ابن عباس رض کی یہ حدیث بسند متصل ذکر فرمائی ہے۔ (ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت وھو علی بعیر الخ بخاری اول ص۲۲۰) معلوم ہوا کہ یہاں بھی للعلۃ سے مراد مرض ہی ہے نیز ممکن ہے کہ امام بخاری رح نے ابوداؤد کی روایت کیطرف اشارہ کیا ہو عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم مکۃ وھو یشتکی نطاف علی راحلتہ الخ (ابوداؤد باب الطواف الواجب ص۲۵۹)

تشریح امام بخاری رح نے اثبات مقصد کیلئے باب کے تحت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رض کی روایت پیش کی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں اپنی علالت ونقاہت کی مجبوری ظاہر کی تو آپ ؐ نے فرمایا کہ سواری پر سوار ہو کر طواف کر لو۔

اس سے امام بخاری رح یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ بیت اللہ مسجد حرام میں ہے اسلئے اس کا طواف سوار ہو کر کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے بنا پر مسجد میں اونٹ وغیرہ لیجانا جائز ہے۔

لیکن یہ استدلال بایں وجہ محل نظر ہے کہ عہد مبارک میں مسجد حرام کی یہ صورت نہیں تھی بلکہ مسجد حرام مطاف تک تھی بخاری میں ہے۔

لم یکن علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حول البیت حائط کانو یصلون حول البیت حتی کان عمر فبنی حولہ حائطا۔

(بخاری اوّل ص۵۴۰)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کوئی دیوار نہیں تھی مسلمان بیت اللہ کے چاروں طرف نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رض کا دور آیا تو بیت اللہ کے گرد دیوار بنوادی الخ

بہرحال بغیر مجبوری کے جانوروں کو مسجد میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ہے البتہ اگر تلویث کا خطرہ نہ ہو اور معقول عذر ہو تو گنجائش ہے۔

بہت ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام سلمہؓ کا اونٹ سدھایا ہوا ہو۔ معلّم و ٹرینڈ ہو اس۔ لئے ہر ایک کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۱۹

۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَاَحْسِبُ الثَّانِیْ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص اندھیری رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے ایک عباد بن بشرؓ اور دوسرے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ وہ حضرت اسید بن حضیرؓ تھے ان دونوں اصحاب کے ساتھ (نور کے) دو چراغ ہو گئے۔ جو ان کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے۔ پھر جب وہ دونوں (راستے میں) الگ الگ ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ رہا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہونچ گئے۔

مطابقۃ الحدیث یہ باب بلا ترجمہ ہے اس سلسلے میں احقر نے نصر الباری جلد اول کے مقدمہ میں قدرے تفصیل سے بیان کر دیا ہے ملاحظہ ص۵۰ تا ص۵۲۔ یہاں باب بلا ترجمہ ہے اور بخاری شریف کے باب بلا ترجمہ کے متعلق اکثر یہ توجیہ چل جاتی ہے کہ کالفصل من الباب السابق یعنی آئندہ مضمون نہ تو باب سابق سے بالکل متحد ہے اور نہ بالکل مغائر بلکہ من وجہ باب سابق سے متعلق ہوتا ہے اس لئے ترجمۃ الباب کی ضرورت نہیں اور چونکہ من وجہ مغائر ہے اس لئے باب لکھدیا جاتا ہے۔

لیکن یہاں یہ مراد لینا دشوار ہے اس لئے کہ اس کے ذیل میں جو روایت مذکور ہے سابق ترجمہ ادخال البعیر۔ سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا کہ کالفصل من الباب السابق کہا جا سکے۔ البتہ ابواب مساجد سے اس باب کو مربوط کیا جا سکتا ہے کہ باب سابق میں ادخال البعیر فی المسجد للحاجۃ تھا اور اس باب میں اخراج السراج من المسجد للحاجۃ کا تذکرہ ہے۔ اور ادخال و اخراج میں باہمی ربط ظاہر ہے۔

۲ ابواب مساجد سے ربط و مناسبت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ دونوں صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں دیر تک بیٹھے رہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تاریک رات میں بیٹھنا نماز عشاء

کیلئے انتظار میں تھے خداوند قدوس نے ان کو نور عطا فرمادیا جو ان کی کرامت تھی اور حضور اقدس ﷺ کا معجزہ۔

۳ امام بخاریؒ کا مقصد کلام فی المسجد کا جواز ثابت کرنا ہے۔

۴ امام بخاریؒ کبھی کبھی ترجمۃ الباب کو چھوڑ کر طلبہ حدیث کا امتحان اور ان کے ذہن کی تمرین کرانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ از خود حدیث ذیل سے کوئی مناسب ترجمہ قائم کرلیں۔ فضل المشی الی المسجد فی اللیلۃ المظلمۃ مطلب یہ ہے کہ مساجد تحصیل نور کا ذریعہ ہیں گویا اس میں حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہوگا۔

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ۔ (ابوداؤد جلد اول ص۸۳)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۶ ویاتی ص۵۱۶ و ص۵۳۷

باب ۳۲۰ الخوخۃ والممر فی المسجد

مسجد میں کھڑکی اور راستہ رکھنے کا بیان

۴۵۱۔ حدثنا محمد بن سنان قال نا فلیح قال نا ابو النضر عن عبید بن حنین وعن بسر بن سعید عن ابی سعید الخدری قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ سبحانہ خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ما عند اللہ فبکی ابو بکر فقلت فی نفسی ما یبکی ھذا الشیخ ان یکن اللہ خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ما عند اللہ عز وجل فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو العبد وکان ابو بکر اعلمنا فقال یا ابا بکر لا تبک ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر ولو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو خطبہ میں فرمایا کہ بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے وہ ان نعمتوں کو اختیار کرے جو اللہ کے پاس ہے چنانچہ اس بندے نے ان نعمتوں کو پسند کرلیا جو

اللہ کے پاس ہیں (یعنی آخرت کو پسند کرلیا) یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان شیخ کو کس چیز نے رُلایا؟ (حضرت ابوسعید خدریؓ پہلے یہ نہیں سمجھ سکے کہ بندے سے کون مراد ہے تو حضرت ابوبکرؓ کے رونے سے ان کو تعجب ہوا کہ رونے کیوں ہیں؟) اگر اللہ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا اور اس بندے نے آخرت کو اختیار کرلیا پھر بعد میں مجھکو معلوم ہوا کہ اس بندے سے مراد خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ آپ روئے مت بلاشبہ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اگر میں امت میں سے کسی کو اپنا خلیل (جانی دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا (یعنی جانی دوستی تو پیغمبر کو سوائے خدا کے کسی سے نہیں ہوسکتی) لیکن اسلامی اخوت و محبت ہے مسجد میں ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا تمام دروازے بند کردیئے جائیں۔

مُطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "لایبقین فی المسجد باب الا سُدّ الاباب ابی بکر۔"

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۶۶ تا ص۶۷ ویاتی ص۵۱۶ وص۵۵۲ ومسلم ثانی ص۲۷۲۔

۴۵۲۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللہِ بنُ مُحَمَّدِنِ الجُعْفِیُّ قَالَ نَا وَھبُ بنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی قال سمعتُ یَعْلَی بنَ حَکِیْمٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابنِ عبّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی مَرَضِہِ الَّذِی مَاتَ فِیْہِ عَاصِبًا رَاسَہٗ بِخِرْقَۃٍ فَقَعَدَ عَلَی المِنْبَرِ فَحَمِدَ اللہَ وَاثْنیٰ علیہ ثُمَّ قَالَ اِنَّہٗ لیسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَیَّ فِی نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ من اَبِی بَکْرِ بْنِ اَبِی قُحَافَۃَ وَلوکنتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خلیلًا وَلٰکن خُلَّۃُ الاسلامِ اَفضَلُ سُدُّوْا عَنِّی کُلَّ خَوْخَۃٍ فِی ھٰذَا المَسْجِدِ غیرَ خَوْخَۃِ اَبِی بَکْرٍ۔

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں ایک کپڑے سے سر باندھے ہوئے باہر نکلے (یعنی مسجد میں تشریف لائے) پھر منبر پر بیٹھ گئے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو اور اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل (دلی دوست) بناتا تو ابوبکرؓ

کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی سب سے افضل ہے (دیکھو) اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب کو بند کر دو. سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے (یعنی ابوبکرؓ کی کھڑکی رہنے دو)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "سدوا عنی کل خوخۃ فی ھذا المسجد. غیر خوخۃ ابی بکر."

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ ویاتی مختصرا ص۵۱۶ " " و فی الفرائض ص۹۹۸.

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ والظاہر ان مراد البخاری من وضع ھٰذہ الترجمۃ الاشارۃ الی جواز اتخاذ الخوخۃ والممر فی المسجد لان حدیث الباب یدل علی ذالک. یعنی اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسجد میں آنے جانے کیلئے کہ جس سے بوقت ضرورت مسجد میں حاضری آسان ہو کھڑکی کھولنا جائز ہے بالخصوص اہل علم و فضل کیلئے کہ بمقابلہ عوام الناس ان کو حاضری کی زیادہ ضرورت و نوبت آتی ہے۔

تشریح خوخہ، روشندان، چھوٹی کھڑکی جو دیوار میں اذان کی آواز اور ہوا کیلئے کھولدیں یا بڑے پھاٹک میں چھوٹا دروازہ جس سے ضرورت کے وقت آنا جانا ہو۔

ممر: بفتح المیم وتشدید الراء. یہ مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے لیکن یہاں ظرف مکان راجح ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ اس کا ترجمہ لکھتے ہیں "موضع المرور" یعنی گذرگاہ اور یہ خوخہ کی تفسیر ہے چونکہ خوخہ مطلقا کھڑکی کو کہتے ہیں جس میں صرف ہوا آنے کا دریچہ ہو۔ تو امام بخاریؒ نے خوخہ کے بعد ممر کا لفظ لاکر اشارہ کر دیا کہ یہاں وہ خوخہ مراد ہے جو گذرگاہ ہو جس سے ضرورت کیوقت آمد و رفت ہو۔

لوکنت متخذا الخ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی حضرت ابوبکرؓ سے اسلام سے پہلے تھی۔ اور ضرب المثل تھی۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان امن الناس علی الخ شاہد و ناطق ہے کہ سب سے زیادہ جان و مال کی قربانی کرنے والے اور دوستی میں پورا اترنے والے ابوبکرؓ ہیں پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا؟

جواب یہ ہے کہ خلۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو تخلل قلب میں ہو کما قال المتنبی:

عذل العواذل حول قلبی التائہ۔ وھوی الاحبۃ منہ فی سودائہ۔

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھرا ہوا تھا پھر اس میں دوسرے کیلئے کیسے محبت کی جگہ ہو سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خلیل اللہ اور حبیب اللہ دونوں تھے، چنانچہ حبیب اللہ ہونا تو دارمی وغیرہ میں مصرح ہے اور زبان زد خلائق ہے۔

اور صحیح مسلم شریف میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا (مسلم ثانی ص۲۷۳)

اور جب خلۃ خاص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تو اب کسی دوسرے کی گنجائش نہیں لیکن اس سے کمتر درجہ اخوت اسلامی اور مودت اسلامی کا ہے اور اس میں حضرت ابوبکرؓ سب سے اعلیٰ وافضل ہیں۔

لا یبقین فی المسجد باب الا سد یہ ارشاد گرامی چونکہ مرض وفات کا ہے جس میں آپؐ نے امامت صغریٰ کیلئے فرمایا تھا۔ لا یؤمهم الا ابو بکر۔

الا باب ابی بکر علامہ خطابی اور ابن بطال فرماتے ہیں۔ فی ھذا الحدیث اختصاص ظاھر لابی بکر وفیه اشارة قویة الی استحقاقه للخلافة الخ (فتح الباری ص۱۱)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام دروازوں کے بند کرنیکا حکم خلافت سے کنایہ ہے۔ ای لا یطلبن احد الخلافة الا ابا بکر فانه لاحرج علیه فی طلبها والی ھذا اجنح ابن حبان فقال بعد ان اخرج ھذا الحدیث،

فی ھذا الحدیث دلیل علی انه الخلیفة بعد النبی صلی اللہ علیه وسلم لانه حسم بقوله سدوا عنی کل خوخة فی المسجد اطماع الناس کلھم علی ان یکونوا خلفاء بعده (فتح الباری ص۱۱)

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ خلیفہ (جانشین) ہونگے کیوں کہ آپؐ نے یہ کہکر کہ مسجد میں سوائے ابوبکر کے ساری کھڑکیاں بند کر دی جائیں تمام لوگوں کی حرص خلافت کو بالکل ختم کر دیا۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ طبع سلیم رکھنے والوں کیلئے اس خطبے میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کیلئے استدلال بالکل واضح ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲ الْاَبْوَابِ وَالْغَلْقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ یَا عَبْدَ الْمَلِکِ لَوْ رَاَیْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبْوَابَهَا۔

۴۵۳۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَکَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اَغْلَقَ الْبَابَ فَلَبِثَ فِیْهِ

سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلَّى فِيهِ
فَقُلْتُ فِي أَيٍّ فَقَالَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ
أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى۔

باب۔ خانہ کعبہ اور مساجد میں دروازے بنانا اور ان کو قید کرنیکا بیان۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے کہا ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا اے عبدالملک (یہ ابن جریج کا نام ہے) اگر تم ابن عباس کی مسجدیں اور ان کے دروازوں کو دیکھتے (تو تعجب کرتے، یعنی نہایت مضبوط اور پائیدار تھے) یہ ترجمہ بصورت شرطیہ ہے۔ لیکن اگر لو رایت مساجد الخ میں لو تمنی کے واسطے ہو تو حذف عبارت کی ضرورت نہیں۔

ابن ابی ملیکہ نے یہ اس وقت کہا جب مدت گذرنے کی وجہ سے مسجد مندرس ہو چکی تھی تو فرمایا کاش تم دیکھتے۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے سال) مکہ تشریف لائے تو آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا (جو کلید بردار تھے) انھوں نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلالؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ (چاروں حضرات) اندر تشریف لیگئے پھر آپؐ نے دروازہ بند کر لیا اور کچھ دیر اندر رہے پھر سب باہر آگئے، حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں (یہ خبر سنکر) جلدی سے آگے بڑھا اور بلال سے پوچھا (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر کیا کیا؟) تو بلال نے بتلایا کہ آپؐ نے اندر میں نماز پڑھی تو میں نے پوچھا کس جگہ؟ تو انھوں نے بتلایا کہ دو ستونوں کے درمیان۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "ثم اغلق الباب" معلوم ہوا کہ دروازہ تھا۔ اور آپؐ نے بند کیا تاکہ ہجوم نہ ہو جائے۔

روایت میں صرف خانہ کعبہ کا تذکرہ ہے اور مساجد کو قیاساً ثابت فرمایا علت جامعہ دونوں میں بیت اللہ ہونا ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و مر ص۵۷ و یاتی ص۷۲ " " و ص۱۵۶ و ص۲۱۷ و ص۴۱۹ وفی المغازی ص۶۱۴ و ص۶۳۱ و مسلم اول فی الحج ص۴۲۵ و ابوداؤد فی الحج ص۲۷۲ نسائی کتاب المساجد "الصلوٰۃ فی الکعبۃ ص۵۸

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کے اموال و اسباب کی حفاظت کیلئے یا اور کوئی ضرورت

مصلحت ہو تو مسجد میں دروازے لگانا اور بند کرنا جائز ہے۔

قال ابن بطال اتخاذ الابواب للمساجد واجب (عمدہ)

اور ظاہر ہے کہ اموال مسجد کی حفاظت چوروں سے ضروری ہے نیز اگر دروازے نہ ہوں تو ہر طرح کے جانور کتے وغیرہ آمد و رفت کریںگے تو احترام مسجد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ باضابطہ دروازے ہوں اور اوقات نماز کے وقت کھولدی جائے اور الحمدللہ عام طور پر اس پر تعامل بھی ہے۔

تشریح مسجدوں میں دروازے اور قفل لگانا بظاہر اچھا نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ اس کو تو عبادت اور نماز کیلئے ہر وقت کھلا رہنا چاہیئے لہٰذا تالا لگانا، دروازوں کو بند کرنا بظاہر مسجد جانے سے روکنا ہے جبکہ آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی میں مساجد سے روکنے کی ممانعت آئی ہے۔

من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ (بقرہ) — اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ جو اللہ کی مسجدوں کو اس بات سے روکتا ہے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔

٭ ٭ ٭

اسی طرح ایک دوسری آیت ہے ارایت الذی ینھیٰ عبدا اذا صلیٰ (سورہ علق)

بہرحال ان آیات سے بظاہر وہم ہو سکتا ہے کہ منع اور بسبب منع داخل ظلم ہوگا۔

امام بخاریؒ نے بتلادیا کہ آیات کا موقع و محل الگ ہے اموال مساجد کی حفاظت ضروری ہے، لیکن اگر کہیں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو تو تالا لگانا اور بند کرنا ضروری نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۲۲ دُخُولِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں مشرک کے داخل ہونیکا بیان

۴۵۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ

بن اثال تھا اور صحابہ نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی ربطہ بساریۃ من سواری المسجد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و مر ص۶۶۔ باقی مواضع کیلئے باب الاغتسال کی حدیث ص۴۷ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ کسی مشرک یا غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز اور درست ہے، احناف کا مشہور قول یہی ہے گویا امام بخاری رح اس مسئلے میں احناف کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ امام بخاری رح نے ترجمہ میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ مطلقا جواز کے قائل ہیں۔

ائمہ کے اقوال اس مسئلے میں اکابر امت کا اختلاف ہے ۱ حنفیہ کے نزدیک مطلقا جواز ہے علامہ شوکانی رح کہتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اتارا تھا۔

۲ مالکیہ کے نزدیک مطلقا عدم جواز

۳ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک مسجد حرام میں داخلہ ناجائز ہے اور دیگر مساجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ امام محمد رح کے نزدیک بھی شوافع کیطرح مسجد حرام میں دخول مشرک ناجائز ہے۔ کما فی السیر الکبیر والشامی علامہ کشمیری رح فرماتے ہیں کہ امام محمد رح کا مذہب اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ہمارے بعض فقہاء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو درمختار۔

مجوزین کی دلیل امام بخاری رح نے استدلال کیا ہے کہ حضرت ثمامہ کافر تھے جس وقت آپ ص نے مسجد میں باندھا تھا۔

۲ علامہ شوکانی نے بنو ثقیف کے وفد سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ مشرک تھے اور حضور اکرم ص نے انہیں مسجد میں اتارا تھا۔ ۳ امام ابوداؤد رح نے ضمام بن ثعلبہ کے قصہ سے بھی اس پر استدلال کیا ہے۔

حضرات شوافع وغیرہ کی دلیل ارشاد الٰہی ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھٰذا (سورہ توبہ)

یعنی مشرکین بالکل ناپاک ہیں اس لئے اس سال (یعنی ۹ھ) کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ اس آیت میں دو باتیں ہیں ۱ مشرکین ناپاک ہیں۔ ۲ ان کی نجاست و ناپاکی کا خاص دخل مسجد حرام میں ہے۔

جواب یہ ہے کہ آیتِ کریمہ میں نجاست سے مراد نجاست اعتقاد ہے نہ کہ نجاست ابدان جیسا کہ ہو ثقیف کے وفد کے سلسلے میں ارشادِ نبوی ہے:۔

انہ لیس علی الارض من انجاس الناس شیٔ انما انجاس الناس علی انفسھم (احکام القرآن جلد سوم ص۸۸)

انسان کے باطنی نجاستوں کا زمین پر (خارج میں) کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی نجاست کا اثر تو ان کے دلوں پر ہے۔ فلا اشکال

رہ گیا سوال مسجد حرام کی ممانعت؟ دراصل مقصد حج و طواف سے روکنا ہے لیکن احترام مسجد اور احتیاط کا تقاضا بہرحال یہی ہے کہ مسجد حرام میں اجازت نہ ہونی چاہیئے چنانچہ اس وقت حکومت سعودیہ کا عمل بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم

باب ٣٢٣ رَفْعِ الصَّوتِ فِی الْمَسْجِدِ

مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان

٤٥٥۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِیْحٍ الْمَدِیْنِیُّ قَالَ نَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدِنِ الْقَطَّانُ قَالَ نَا الْجُعَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنْتُ قَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِذْهَبْ فَاْتِنِیْ بِهٰذَیْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَیْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ کُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُکُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَکُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث حضرت سائب بن یزید رضؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ تھے پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور ان دو شخصوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ میں ان دونوں کو بلا کر لایا تو حضرت عمر رضؓ نے پوچھا تم دونوں کس قبیلے کے ہو یا فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اگر تم اس شہر (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ: لوکنتما من اھل البلد لاوجعتکما

ترفعان اصواتکما الخ
معلوم ہوا کہ مسجد میں شور مچانا ممنوع ہے۔
والحدیث ھٰھنا ص۶۷۔

۴۵۶۔ حَدَّثَنَا احمدُ بنُ صَالِحٍ قَالَ نا ابنُ وَهبٍ قَالَ اَخبَرَنِي يونسُ بنُ يَزِيدَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبدُ اللّٰهِ بنُ كعبِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ كعبَ بنَ مَالِكٍ اَخبَرَهُ اَنَّهُ تَقَاضٰى ابنَ اَبِي حَدرَدٍ دَينًا كَانَ لَهُ عَلَيهِ فِي عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي المَسجِدِ فَارتَفَعَتْ اَصوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيتِهِ فَخَرَجَ اِلَيهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجفَ حُجرَتِهِ وَنَادٰى كَعبَ بنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعبُ فَقَالَ لَبَّيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطرَ مِن دَينِكَ قَالَ كَعبٌ قَد فَعَلتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ قُم فَاقضِهِ۔

ترجمہ حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد پر اپنے قرض کا مسجد نبوی میں تقاضا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازوں کو اپنے حجرہ میں سنا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور باہر تشریف لائے اور کعب بن مالکؓ کو آواز دی اور فرمایا۔ اے کعب! حضرت کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے قرض میں سے آدھا چھوڑ دو حضرت کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم کی تعمیل کی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے فرمایا" اٹھو اور ان کا قرض ادا کردو۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث " فارتفعت اصواتہما"، اور یہ قصہ مسجد نبوی میں پیش آیا۔

تعدد مواضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۷ و مر ص۶۵ و یاتی ص۳۲۶ و ص۳۲۷ و ص۳۷۳ و ص۳۷۴ باقی مواضع کیلئے حدیث ۴۴۲ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ای ھو مکروہ ولا ینبغی ان یقع من المتقی (شرح تراجم)

امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا صرف دونوں طرح کی روایت ذکر کردی۔ پہلی روایت سے رفع صوت کی کراہت صاف معلوم ہوئی کہ حضرت عمر فاروق رض نے رفع صوت کیوجہ سے سزا کی دھمکی دی۔

اور دوسری روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ ارتفعت اصواتھما کے باوجود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت اور عدم ضرورت کا فرق ہے۔
اسی وجہ سے احناف رح کے نزدیک بلا ضرورت مکروہ ہے لیکن اگر دینی تعلیم اور وعظ ونصیحت کیلئے رفع صوت کی ضرورت ہو تو جائز ہے۔

امام مالک رح کے نزدیک علی الاطلاق مکروہ ہے، خواہ ضرورت بھی ہو۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں والحدیث الاول من الباب بحسب۔ الظاہر موقوف الخ یعنی باب کی پہلی حدیث بظاہر موقوف ہے چونکہ اس میں آپ کے زمانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن بخاری رح کے نزدیک یہ روایت مرفوع ہے چونکہ اس میں مسجد نبوی کا تذکرہ ہے، ایسی تین ہو روایات ہیں۔ جن کو بخاری رح نے مرفوع مانا ہے اور مسلم نے موقوف۔

بہرحال مسجد نبوی میں شور کرنا مکروہ ہے جس طرح حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ادب ضروری ہے اسی طرح جہاں آپ آرام فرما ہیں یعنی مسجد نبوی میں ادب ضروری ہے۔

واللہ اعلم۔ ع۔غ بہاری

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرَىٰ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى وَاِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِهٖ۔

باب۔ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یوں ہی بیٹھنا۔ یعنی موقع ومحل کے اعتبار سے دونوں صورتیں جائز ہیں۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبداللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور

آپؐ اس وقت منبر پر تھے کہ آپ رات کی (یعنی تہجد کی نماز) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پڑھو۔ پھر جب تم میں سے کوئی صبح صادق کے طلوع ہو جانے کا خطرہ محسوس کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے وہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو وتر (یعنی طاق) بنا دے گی۔ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت اپنی آخری نماز کو وتر بنالو اسلئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

مُطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ سال رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر اور ظاہر ہے کہ جب حضورؐ منبر پر تھے تو لوگ آپ کے سامنے حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہونگے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۸ ایضا ص۶۸ ویاتی ص۱۳۵ ، ص۱۳۵ تا ص۱۳۶ و ص۱۵۳ واخرجہ الطحاوی فی معانی الاثار من اثنی عشر طریقا (قالہ العینیؒ)

۴۵۸ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوْتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے اس شخص نے عرض کیا رات کی نماز کس طرح پڑھیں؟ آپؐ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب تمہیں طلوع صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت ملا کر وتر (طاق) پڑھ لو وہ تمہاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو طاق کر دے گی۔ اور ولید بن کثیر نے کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ عمری نے بیان کیا کہ ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمرؓ یہ بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت پکارا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔

مُطابقتہ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ان رجلا نادی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۶۸ من الحدیث الفا ص۶۸ و ص۱۳۵ ، ، ص۱۵۳۔

۴۵۹ - حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال انا مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ ان ابا مرۃ مولی عقیل بن ابی طالب اخبرہ عن ابی واقد اللیثی قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فاقبل نفر ثلثۃ فاقبل اثنان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذھب واحد فاما احدھما فرأی فرجۃ فی الحلقۃ فجلس واما الاٰخر فجلس خلفھم واما الاٰخر فادبر ذاھبا فلما فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم عن النفر الثلثۃ اما احدھم فاوی الی اللہ فاواہ اللہ واما الاٰخر فاستحیی فاستحیی اللہ منہ واما الاٰخر فاعرض فاعرض اللہ عنہ۔

ترجمہ حضرت ابو واقد لیثی رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں تین آدمی (باہر سے) آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) آگئے اور ایک چلا گیا۔ ان دو آنے والوں میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا سب سے پیچھے بیٹھا اور رہا تیسرا تو (باہر ہی سے) پیٹھ موڑ کر چلا گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانا لیا تو اللہ نے ٹھکانا دیا۔ اور دوسرا شخص تو (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور رہا تیسرا تو اس نے اللہ سے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمہ " فرأی فرجۃ فی الحلقۃ فجلس "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۸ ومر فی کتاب العلم ص۱۵ تا ص۱۶ وخرجہ فی الترمذی ثانی ص۹۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا بھی بوقت ضرورت جائز ہے مثلاً خطبہ سننے کیلئے وعظ و نصیحت کے وقت اسی طرح تعلیم کیلئے حلقہ بنا کر بیٹھنا درست ہے۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں یجوز ذلک خصوصا اذا کان لعلم او ذکر او قرأۃ قرآن (عمدہ)

حِلَق بفتح الحاء المھملۃ ویجوز کسرھا واللام مفتوحۃ علی کل حال جمع حلقۃ باسکان اللام (فتح) یعنی حلقہ بسکون اللام کی جمع ہے قوم کا دائرہ، گول۔

اشکال وجواب

اشکال یہ ہے کہ بعض روایات سے حلقہ بنا کر بیٹھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحلق قبل الصلوٰۃ یوم الجمعۃ (ابوداؤد جلد اول ص۱۵۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں صحابہ کرام کو حلقہ بنا کر بیٹھا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ مالی اراکم عزین، کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو الگ الگ ٹکڑوں میں دیکھ رہا ہوں؟

اس سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو مختلف حلقوں میں بیٹھنا آپؐ کو پسند نہ آیا اور آپؐ نے ناگواری کا اظہار فرمایا، بظاہر تعارض ہے۔

جواب: امام بخاری رحؒ نے مستقل ترجمہ قائم کر کے بتایا کہ دونوں طرح کی روایات کا محمل الگ ہے۔

جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنا تو اس لئے منع ہے کہ جمعہ کے روز بڑا اجتماع ہوتا ہے حلقہ کیصورت میں صف بندی میں دشواری ہوگی۔

۲۔ اصل مقصد یہ ہے کہ بلا ضرورت حلقہ بنانا درست نہیں لیکن اگر بضرورت تعلیم یا وعظ سننے کیلئے بیٹھے تو اجازت واباحت ہے۔ واللہ اعلم

صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ رات کی نماز دو دو رکعت ہیں

نفل نماز دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے یا چار چار؟ ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحؒ کے نزدیک نوافل نماز میں مطلقاً چار چار رکعات افضل ہیں۔ خواہ دن کی نفلیں ہوں یا رات کی۔

(۲) امام شافعیؒ وامام احمد رحؒ کے نزدیک نفل نماز صرف مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت ہے یعنی رات کو ایک سلام سے چار رکعت نفلیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) حضرات صاحبین رحؒ کے نزدیک دن کی نفلوں میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت اور رات میں دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ ثلاث اور صاحبین رحؒ یعنی جمہور کا مسلک یہ ہے کہ رات کی نفلوں کو دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے لیکن امام اعظم رحؒ کے نزدیک چار چار رکعات کر کے پڑھنا افضل ہے مگر دو دو رکعات کی نیت باندھنا امام اعظم رحؒ کے نزدیک صحیح اور درست ہے اور روایات سے ثابت ہے جیسا کہ زیر بحث باب کی دو حدیثوں میں مثنیٰ مثنیٰ کی تصریح ہے۔

امام اعظم کی دلیل صحیحین میں حضرت عائشہ رضؓ کی روایت ہے۔

یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثا الخ (بخاری اوّل کتاب التہجد ص۱۵۴ و مسلم ص۲۵۴)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار رکعت پڑھتے تھے اور تم ان کے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو کہ وہ کیسا تھا پھر چار رکعت پڑھتے اور تم انکی خوبی اور درازی کے بارے میں نہ پوچھو پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔

نیز قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے اسلئے کہ چار رکعت میں طول تحریمہ کیوجہ سے مشقت زیادہ ہے: والاجر علی قدر النصب یعنی ثواب بقدر مشقت ایک قاعدہ کلیہ ہے۔

جمہور کیطرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ یہ چار چار رکعتیں آپؐ دو سلاموں کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بہرحال امام اعظم کے نزدیک مثنیٰ مثنیٰ یعنی دو دو رکعت کرکے پڑھنا بھی درست ہے۔ باب کی تیسری حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد اوّل ۶۵ ص۳۸۷ تا ص۳۸۸ ضرور ملاحظہ فرمالیجیے۔

بَابُ ٣٢٥ الِاسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد میں چت لیٹنے کا بیان

۴٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ رَاَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ حدیث عبّاد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپؐ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھ رکھا تھا اور ابن شہاب (یعنی امام زہری رحؒ) سعید بن مسیبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ ایسا کرتے تھے (یعنی مسجد میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹتے تھے)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۶۸ ویاتی ص۸۸۳ وص۹۳۰ ومسلم ثانی ص۱۹۸ وابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب ص۶۶۸ وترمذی جلد ثانی ابواب الاستیذان والادب ص۱۰۰۔ ونسائی اول کتاب المساجد ص۸۳۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری دو چیزوں کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں ایک مسجد میں چت لیٹنا۔ دوسرے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنا جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ثبت فی الباب جواز الامرین الاستلقاء ووضع الرجل علی الرجل (شرح تراجم)

اشکال وجواب بعض روایات میں چت لیٹنے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کی ممانعت آئی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

لایستلقِ احدکم ثم یضع احدی رجلیہ علی الاخری۔ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھکر (مسلم جلد ثانی کتاب اللباس ص۱۹۸)

مسلم ہی کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں لاتضع احدی رجلیک علی الاخری۔ نیز اس مفہوم کی روایت ابوداؤد جلد ثانی ص۶۶۸ میں بھی ہے۔ بظاہر تعارض ہے۔

جواب: دونوں روایتوں کا محمل اور محل الگ الگ ہے اگر کشف عورت کا اندیشہ ہو تو ممانعت ہے اور کشف عورت کا کوئی اندیشہ نہ ہو جیسے پائجامہ پہنکر یا کپڑا ہی اتنا بڑا ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہیں ہے تو اجازت ہے۔

۲۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ممانعت والی روایت منسوخ ہے۔

علامہ کرمانی رحؒ نے ابن بطال سے نقل کیا ہے کہ کان البخاری ذھب الی ان حدیث جابر منسوخ بھذا الحدیث واستدل علی نسخہ بعمل الخلیفتین الخ (شرح کرمانی ج۴ ص۱۳۷)

۳۔ اگر خلوت وتنہائی میں لیٹے تو اباحت واجازت اور مجامع ومحافل میں ممانعت وغیرہ واللہ اعلم

بَابُ۳۲۶ المَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ فِيهِ وَبِهِ قَالَ الحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ۔

۴۶۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ

عَينا يومٌ الّا يأتينا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار بكرة وعشية ثم بدا لابي بكر فابتنى مسجدا بفناء داره فكان يصلي فيه ويقرأ القرآن فيقف عليه نساء المشركين وابناؤهم يعجبون منه وينظرون اليه وكان ابو بكر رجلا بكّاء ولا يملك عينيه اذا قرأ القرآن فافزع ذلك اشراف قريش من المشركين۔

باب۔ راستے میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ اس سے لوگوں کو نقصان نہ پہونچے۔

مسجد کی تعمیر اپنی مملوکہ زمین میں بالاجماع جائز ہے اور غیر کی زمین میں مسجد بنانا بالاجماع ناجائز ہے۔ اور مباحات میں (رفاہ عام جو کسی کی مملوکہ نہ ہو) مسجد بنا دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ کسی کا ضرر نہ ہو۔ حسن بصری رح اور ایوب سختیانی رح اور امام مالک رح سب جواز کے قائل ہیں۔

ترجمہ حدیث | نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اس وقت سے اپنے والدین کو اسلام کا متبع پایا یعنی میرے ہوش سے پہلے ہی وہ دین اسلام قبول کر چکے تھے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گزرا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح اور شام ہمارے یہاں تشریف نہ لائے ہوں پھر حضرت ابوبکر رض کے دل میں ایک بات آئی تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے کے میدان میں ایک مسجد بنائی اور وہ اسی میں نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پاس تعجب سے کھڑے ہو جاتے اور آپ کی طرف دیکھتے رہتے اور حضرت ابوبکر رض بڑے رونے والے شخص تھے اور جب قرآن مجید پڑھتے تو اپنی آنکھوں سے آنسو روک نہ سکتے تھے، چنانچہ مشرکین قریش کے اشراف کو حضرت ابوبکر رض کے اس طرز عمل نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقة الحديث للترجمة فابتنى مسجدا بفناء داره۔

تعدد موضعہ | والحديث ههنا ص۶۸ تا ص۶۹ ويأتي ص۲۸۷ و ص۳۰۷ ويأتي في باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه مفصلا ومطولا ص۵۵۲ تا ص۵۵۵ وفي المغازي ص۵۸۷ ويأتي ص۸۶۴ و ص۸۹۸۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ عام راستہ جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو بلکہ عام

انسانوں کا حق مشترک ہو اس میں مسجد کی تعمیر جائز ہے بشرطیکہ ضرر نہ ہو۔ یعنی ضرورت کیمطابق گذرنے کا راستہ چھوڑ کر مسجد بنائے کہ گذرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تو مسجد بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام مالک وحسن بصری اور ایوب سختیانی رحمہم اللہ سے بھی یہی جواز منقول ہے علامہ عینیؒ اور حافظ عسقلانی رحمہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ جمہور کی یہی رائے ہے لیکن چونکہ امام بخاری رحمہ کو ان تین بزرگوں کی رائے صراحت اور صحیح نقل کے ساتھ معلوم ہوئی تھی اس لئے ان حضرات کے ناموں کی تصریح کی ہے۔

لیکن امام بخاری رحمہ کے، استاذ ربیعۃ الرائی کا اختلاف ہے یعنی جائز نہیں کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے انکی تردید فرمائی۔

تشریح پوری تفصیل تو بخاری کتاب الکفالہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمٰن

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر لی ابھی کچھ دور ہی گئے تھے کہ راستہ میں ابن الدغنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت صدیق اکبر رضی نے جواب دیا کہ میری قوم نے مکہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر آپ میرے ساتھ مکہ چلئے میری ذمہ داری ہے آپ جیسا انسان رہنا چاہیئے چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ لے گئے اور قریش مکہ کے سامنے صدیق اکبر رضی کے اوصاف پیش کر کے اعلان کر دیا کہ میں نے انکو امن دیدیا ہے قریش نے ان کی بات مان لی اور ابوبکر رضی سے تعرض نہ کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن قریش نے یہ شرط لگا دی کہ ابوبکر رضی سے کہدو کہ وہ اپنے گھر ہی میں عبادت کریں۔ حضرت ابوبکر رضی نے چند دنوں اس پر عمل کیا۔ ثُمَّ بدا لابی بکر رضی الخ پھر حضرت ابوبکر رضی نے اپنے گھر کے سامنے یعنی گھر سے باہر میدان میں مسجد بنا لی۔ اس کا ترجمہ دیکھئے۔

بَابٌ ۳۲۷ الصَّلٰوۃِ فِی مَسْجِدِ السُّوْقِ وَصَلّٰی ابْنُ عَوْنٍ فِی مَسْجِدٍ فِی دَارٍ یُغْلَقُ عَلَیْھِمُ الْبَابُ

بازار کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان، اور عبداللہ بن عونؒ گھر کی ایسی مسجد میں نماز پڑھی جس کا دروازہ بند کیا جاتا تھا

۴۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ تَزِیْدُ

عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِی بَیْتِہٖ وَصَلٰوتِہٖ فِی سُوْقِہٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً اَوْحَطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ فِی صَلٰوۃٍ مَا کَانَتْ تَحْبِسُہٗ وَتُصَلِّی الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلَیْہِ مَادَامَ فِی مَجْلِسِہِ الَّذِی یُصَلِّی فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ مَالَمْ یُؤْذِ یُحْدِثْ فِیْہِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز انسان کا اپنے گھر میں یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے پچیس۲۵ گنا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے کہ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے (یعنی فرائض کے ساتھ سنن و مستحبات کا لحاظ کر کے وضو کرے) اور مسجد میں صرف نماز ہی کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک کہ نماز اس کو مسجد میں روکے تو وہ نماز ہی میں ہے (یعنی جب تک وہ نماز کے انتظار میں مسجد میں رکا رہے گا اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔) اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے اس وقت تک فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخش دے اور اے اللہ اس پر رحم فرما جبتک کہ وہ مسجد میں حدث کر کے (یعنی ریاح خارج کر کے) کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وصلوٰتہ فی سوقہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ ومر ص۶۳ ویاتی ص۸۹ و ص۹۰ و ص۲۵۴ تا ص۲۸۵ و ص۲۵۸ ومسلم اوّل ص۲۳۱ وابوداؤد باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ والترمذی ابواب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل الجماعۃ ص۳۰ وابن ماجہ فی الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ ص۵۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مسجد سوق یعنی بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس ترجمہ کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ حافظ عسقلانیؒ نے مسند بزار کے حوالہ سے نقل کیا ہے شر البقاع اسواقھا الخ یعنی بازار بدترین مقامات ہیں۔ اور مساجد خیر البقاع۔ برتر و بہتر مقامات ہیں (فتح)

اور ظاہر ہے کہ بازار میں شور و غل، مکر و فریب اور جھوٹی قسموں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ اسے شیاطین کا مستقر و خرافات کا مرکز سمجھنا چاہیئے اس لئے اس کو شر البقاع کہا گیا۔ اس سے وہم ہوسکتا ہے کہ بازار میں نماز پڑھنا اور مسجد بنانا (یعنی نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کرنا) جائز نہ ہو۔

امام بخاری رح نے بتادیا کہ نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور مسجد السوق کہکر یہ بتادیا کہ بازار میں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

اس کے لئے امام بخاری رح نے پہلے ابن عون کا اثر ذکر کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کیلئے مقرر کردہ جگہ اگرچہ شرعی و اصطلاحی مسجد نہیں ہے مگر نماز درست ہے۔

بعض فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص گھر کی مسجد جو شرعی و اصطلاحی مسجد اگرچہ نہیں ہے لیکن نماز باجماعت پڑھے تو تارک جماعت نہ ہوگا بلکہ باجماعت نماز کا ثواب ہوگا۔ البتہ مسجد کی جماعت کا ثواب نہیں ملیگا۔ واللہ اعلم

تشریح صلی ابن عون فی مسجد الخ بظاہر ترجمہ سے مناسبت نہیں ہے:۔

جواب یہ ہے کہ امام بخاری رح نے مسجد سوق کو قیاس کیا ہے مسجد دار پر جو بند کر دیجائے تو جیسے گھر کی مسجد (جائے نماز) محجوب ہے عام اجازت نہیں ہوتی ہے اسی طرح بازار میں نماز پڑھنے کی جگہ بھی محجوب و مخصوص ہوتی ہے پس مناسبت واضح ہوگئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باجماعت نماز میں بہ نسبت تنہا نماز کے جو گھر میں پڑھے یا بازار میں پچیس ۲۵ گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

یعنی تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب میں تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ لیکن اسی بخاری ص۸۹ میں حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ" بظاہر تعارض ہے؟

جواب ۱: عدد اقل اکثر کی نفی نہیں کرتا۔ ۲ یہ اجر و ثواب کی زیادتی و کمی نمازی کے خشوع و خضوع کی اختلاف پر مبنی ہے کہ بعض کو ستائیس ۲۷ گنا اور بعض کو پچیس ۲۵ گنا۔ ۳ الزائد اولیٰ من الناقص ۴ صلوٰۃ جہریہ میں ستائیس ۲۷ گنا اور سریہ میں پچیس ۲۵ گنا ۵ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر بڑی جماعت ہے تو ستائیس ۲۷ گنا ورنہ پچیس ۲۵ گنا۔

بَابٌ ۳۲۸ تَشْبِيْكُ الْاَصَابِعِ فِى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

ابنِ عمر او ابنِ عمرٍو قال شبّک النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اصابعہٗ
وقال عاصمُ بنُ علیٍّ نا عاصمُ بنُ محمّدٍ قال سمعتُ ھٰذا الحدیثَ
من ابی فلم احفظہُ فقوّمہٗ لی واقدٌ عن ابیہِ قال سمعتُ ابی
وھو یقولُ قال عبدُاللّٰہ بنُ عمرٍو قال رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ
وسلّم یا عبدَاللّٰہِ بنَ عمرٍو کیفَ بکَ اِذا بقیتَ فی حُثالۃٍ من النّاسِ
بھٰذا۔

باب ۔ مسجد اور غیر مسجد میں انگلیوں کو قینچی کرنے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنے) کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو قینچی کیا (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایکدوسرے میں داخل کیا) اور عاصم بن علی نے کہا کہ ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے والد محمد بن زید سے سُنی پھر وہ مجھے یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اس کو اپنے والد سے صحیح طریقہ پر بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمرو اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو کوڑا کرکٹ جیسے خراب لوگوں میں باقی رہ جائے گا اس طرح (یعنی آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے میں کرکے صورت واضح کردی)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "شبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ، والحدیث ھٰھنا م۶۹ ۔

۴۶۴ ۔ حدّثنا خلّادُ بنُ یحییٰ قال نا سفیٰنُ عن ابی بُردۃَ بنِ عبدِاللّٰہِ بنِ
ابی بُردۃَ عن جدِّہٖ عن ابی موسیٰ عن النبیِّ صلی اللّٰہ علیہِ وسلم
انّہٗ قال اِنّ المؤمنَ للمؤمنِ کالبُنیانِ یشدُّ بعضُہٗ بعضًا وشبّکَ
اصابعہٗ ۔

ترجمہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو قوت پہنچاتا ہے (یعنی اعانت و مدد کرتا ہے) اور آپؐ نے (تمثیلا) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا (یعنی مسلمانوں کو اس طرح آپس میں شیر و شکر ہوکر مل جل کر رہنا چاہیے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "شبّک اصابعہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ ویاتی ص۲۳۱ و ص۸۹۰ ومسلم ثانی ص۲۱۳ والترمذی جلد ثانی ابواب البر والصلۃ ص۱۵ نسائی اول کتاب الزکوٰۃ ص۲۷۵۔

۴۶۵ - حدثنا اسحٰق قال نا ابن شمیل قال انا ابن عون عن ابن سیرین عن ابی ھریرۃ قال صلّی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم احدی صلوتی العشی قال ابن سیرین قد سمّاھا ابو ھریرۃ ولکن نسیت انا قال فصلّی بنا رکعتین ثم سلّم فقام الی خشبۃ معروضۃ فی المسجد فاتکأ علیھا کانہ غضبان ووضع یدہ الیمنٰی علی الیسرٰی وشبّک بین اصابعہ ووضع خدہ الایمن علی ظھر کفہ الیسرٰی وخرجت السرعان من ابواب المسجد فقالوا قصرت الصلوٰۃ وفی القوم ابوبکر وعمر فھاباہ ان یکلماہ وفی القوم رجل فی یدیہ طول یقال لہ ذوالیدین قال یارسول اللّٰہ انسیت ام قصرت الصلوٰۃ قال لم انس ولم تقصر فقال اکما یقول ذوالیدین فقالوا نعم فتقدم فصلّی ما ترک ثم سلّم ثم کبّر وسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع راسہ وکبّر ثم کبّر وسجد مثل سجودہ او اطول ثم رفع راسہ وکبّر فربما سألوہ ثم سلّم فیقول نبئت ان عمران بن حصین قال ثم سلّم۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شام کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی، ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضہ نے تو اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا حضرت ابوہریرہ رضہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کی جانب تشریف لے گئے اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ غصے میں ہیں اور آپ نے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا اور اپنے انگلیوں کے درمیان تشبیک کی (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا) اور آپ نے اپنے داہنے رخسار مبارک کو اپنے بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے باہر نکل گئے اور (آپس میں) کہنا شروع کیا کہ نماز میں کمی کردی گئی ہے اور اس وقت لوگوں میں حضرت ابوبکر رضہ

حضرت عمر رضہ بھی تھے مگر ان دونوں حضرات پر آپؐ سے بات کرنے میں ہیبت مانع ہوئی (کیونکہ نزدیکاں را بیش بود حیرانی) اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے دونوں ہاتھ کچھ لمبے تھے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ بھول گئے ہیں یا نماز (کی رکعتیں) کم کردی گئی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے، پھر آپؐ نے (لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر) پوچھا ایسا ہی ہوا ہے جیسا ذوالیدین کہتے ہیں؟ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں "یہ معلوم کرکے آپؐ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑ دی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہا اور (سہو کا) سجدہ کیا۔ عام سجدہ کی طرح یا اس سے کچھ طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے بہت بار ابن سیرین سے پوچھا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا؟ (یعنی سجدہ سہو کے بعد آپؐ نے سلام پھیرا یا نہیں؟ تو ابن سیرینؒ جواب دیتے تھے کہ مجھکو خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین رضہ نے فرمایا کہ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "وشبّک بین اصابعہ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۶۹ و یاتی ص۹۹ " فی باب اذا سلّم فی رکعتین ص۱۶۳ و ص۱۶۴ ،، وایضا فی باب یکبر فی سجدۃ السھو ص۱۶۴ و ص۸۹۴ و ص۱۰۷۰ و مسلم اوّل ص۲۱۳ و ص۲۱۴، ابوداؤد اوّل فی باب فی سجدتی السھو ص۱۴۴ و نسائی جلد اوّل "ما یفعل من اثنتین ناسیا ص۱۳۷ و ابن ماجہ اوّل فی الصلوٰۃ فی" باب فیمن سلّم من ثنتین او ثلث ساھیا ص۸۵ وایضا طحاوی شریف۔

مقصد ترجمہ تشبیک کے معنی ہیں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ امام بخاری کا مقصد تشبیک کا جواز بیان کرنا ہے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: غرضہ اثبات جوازہ للشافہ (شرح تراجم) تقریباً یہی حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں، جنوح البخاری الی جوازہ فی غیر الصلوٰۃ الخ (الفیض الجاری)

اشکال بعض روایات میں تشبیک کی ممانعت آئی ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے تشبیک کی کراہت پر مستقل باب قائم کرکے حضرت کعب بن عجرہ رضہ کی روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا توضأ احدکم فاحسن وضوءہٗ ثم خرج عامدا الی المسجد فلا یُشبّکنّ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا ارادہ کرکے نکلے تو اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں

بین اصابعہ فانہ فی صلوٰۃ۔ میں نہ ڈالے کیونکہ وہ نماز (کے حکم) میں ہے
(ترمذی اول ص۵۱) نیز ابوداؤد جلد اول ص۸۲

اس سے معلوم ہوا کہ تشبیک اصابع جائز نہیں ہے۔

بلکہ بعض روایت میں تو آیا ہے اذا صلّی احدکم فلا یشبکنّ بین اصابعہ فان التشبیک من الشیطان (عمدہ)

امام بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کا محمل الگ الگ ہے۔

اگر تشبیک علی وجہ العبث کرے خواہ مسجد میں یا خارج مسجد ممنوع ہے اسی طرح اگر نماز کی حالت میں ہو تو بھی ممنوع ہوگا کیونکہ اس سے تکاسل پیدا ہوتا ہے اور نیند آنے لگتی ہے اس لئے اجازت نہ ہوگی۔

لیکن اگر کسی صحیح مقصد کیلئے ہو جیسے کسی اہم بات کو سمجھانے کیلئے ہو تو بلاشبہ جائز ہے، اور یہ تشبیک مسجد اور غیر مسجد دونوں میں درست ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے فلا تعارض ولا اشکال۔

کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ اور ائمہ عظام کے اقوال

حنفیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے راجح قول پر کلام فی الصلوٰۃ عمداً ہو یا نسیاناً قلیل ہو یا کثیر، جہلاً عن الحکم ہو یا خطاءً، اصلاح صلوٰۃ کی غرض سے ہو یا اس غرض سے نہ ہو بہر صورت ناجائز اور مفسد صلوٰۃ ہے۔

۲ شافعیہ فرماتے ہیں کہ کلام اگر نسیاناً ہو اور مختصر ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں۔

۳ مالکیہ کے نزدیک کلام قلیل اگر اصلاح صلوٰۃ کیلئے ہو تو جائز ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔ حضرات شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ حضرت ذوالیدین کی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں آپؐ اور صحابہؓ سب کا کلام کرنا ثابت ہے۔

حضرات احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالیدین کی روایت اس زمانہ کی ہے۔ جب نماز میں گفتگو کی اجازت تھی بعد میں یہ اجازت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے:

قال کنا نتکلم فی الصلوٰۃ یکلم الرجل صاحبہ وھو الی جنبہ فی الصلوٰۃ حتی نزلت وقوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونھینا عن الکلام مسلم اول ص۲۰۴ ایضاً بخاری جلد ثانی کتاب التفسیر ص۶۵ واللفظ لمسلم ایضاً بخاری اول ص۱۶۰ ابوداؤد جلد اول فی "باب

النہی عن الکلام فی الصلوٰۃ ص۱۳۷۔
حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث ذوالیدین ان احادیث سے منسوخ ہے۔
مزید تفصیل آئے گی جہاں امام بخاری کلام فی الصلوٰۃ کیلئے مستقل ترجمہ باب ماینہی من الکلام فی الصلوٰۃ منعقد کرینگے۔ بخاری اول ص۱۶۰ بہرحال اس پر اجماع ہے کہ کلام فی الصلوٰۃ اگر عمداً ہو اور اصلاح صلوٰۃ کیلئے نہ ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ ع غ چلوی

بَابُ ۳۲۵ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔

باب: ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستے پر (یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان) واقع ہیں اور (اس راستہ کے) ان مواضع کا بیان جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔

ترجمہ | موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے) راستے میں ان مقامات کو ڈھونڈھتے تھے (جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی) پھر وہاں نماز پڑھتے تھے۔ اور بیان کرتے تھے کہ ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور یہ کہ عبداللہ بن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقاموں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا ابن عمرؓ سے کہ وہ (عبداللہ بن عمرؓ) ان مقامات میں نماز پڑھتے تھے اور میں نے سالم سے (ان مقاموں کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے وہی تمام مقامات بتلائے جو نافعؒ نے بتائے تھے مگر یہ کہ شرف روحاء کی مسجد کے بارے میں دونوں کا اختلاف رہا۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی تلک الامکنۃ"۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۶۹ تامہ وياتی متصلا من طریق نافع ص۔ ویاتی ص۲۰۸ و

ص ۳۱۴ ومقطعاً ۱۰۹۱۔

۴۶۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِىْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِىْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ اِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِىْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَاِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِىْ عَلٰى شَفِيْرِ الْوَادِى الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْاَكَمَةِ الَّتِىْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِىْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّىْ فَدَحَا فِيْهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِىْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّىْ فِيْهِ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ نافع سے روایت ہے کہ ان سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کیلئے سفر فرماتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے اس جگہ نزول فرماتے جہاں اب ذوالحلیفہ کی مسجد ہے اور جب آپ کسی غزوہ سے یا حج وعمرے سے (مدینہ منورہ کو) واپس آتے اور اُس (ذوالحلیفہ والے) راستہ میں ہوتے تو وادی (عقیق) کے نشیب میں اترتے پھر جب وادی کے نشیب سے اوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے مشرقی کنارے پر واقع ہے چنانچہ آخر شب میں وہاں اتر کر صبح تک آرام کرتے۔ یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد ہے بلکہ وہاں ایک گہرا نالہ تھا حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے اس وادی کے نشیب میں ریت کے تودے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر سیلاب (پانی کی رَو) نے وہاں کنکریاں لاکر ڈال دیں یہاں تک کہ اس جگہ کو پاٹ دیا (یعنی برابر کردیا) جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یصلی"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۲۰ ویاتی مختصرا فی المناسك فی "باب الصلوٰۃ بذی الحلیفہ" ص۲۰۷ ویاتی متصلا فی "باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الطریق الشجرۃ ص۲۰۶ وایضا ص۲۴۲۔

۴۶۸۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی حَیْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِیْرُ الَّذِیْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یُعْلِمُ الْمَکَانَ الَّذِیْ کَانَ صَلّٰی فِیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ یَمِیْنِكَ حِیْنَ تَقُوْمُ فِی الْمَسْجِدِ تُصَلِّیْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰی حَافَۃِ الطَّرِیْقِ الْیُمْنٰی وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّۃَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ الْاَکْبَرِ رَمْیَۃٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو شرف الروحاء میں ہے اور عبد اللہ بن عمرؓ اس جگہ کا پتہ تبلاتے تھے. جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی فرماتے تھے کہ جب تم مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوگے تو وہ جگہ تمہارے داہنے ہاتھ کی طرف پڑے گی اور یہ (چھوٹی) مسجد مکہ کیطرف جاتے ہوئے داہنی راہ کے کنارے پر واقع ہے اور اس چھوٹی مسجد اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے. یا اس سے کچھ کم وبیش (یعنی دونوں کے درمیان کچھ کم وبیش اتنا فاصلہ ہے کہ ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو دوسری مسجد میں گرے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "یعلم المکان الذی کان صلّی فیہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۶۹۔ وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ اِلَی الْعِرْقِ الَّذِیْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ اِنْتِهَاءُ طَرَفِہٖ عَلٰی حَافَۃِ الطَّرِیْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَکَّۃَ وَقَدِ ابْتُنِیَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ یَکُنْ عَبْدُ اللّٰہِ یُصَلِّیْ فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ کَانَ یَتْرُکُہٗ عَنْ یَسَارِہٖ وَوَرَائَہٗ وَیُصَلِّیْ اَمَامَہٗ اِلَی الْعِرْقِ نَفْسِہٖ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ یَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا یُصَلِّی الظُّهْرَ حَتّٰی یَاْتِیَ ذٰلِكَ الْمَکَانَ فَیُصَلِّیْ فِیْہِ الظُّهْرَ وَاِذَا اَقْبَلَ مِنْ مَکَّۃَ فَاِنْ مَرَّ بِہٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَۃٍ اَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰی

يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ ـ

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی پہاڑی کیطرف نماز پڑھتے جو روحار کے اخیر کنارے پر ہے اور یہ چھوٹی پہاڑی (عرق الظبیہ) وہاں ختم ہوتی ہے جہاں راستہ کا کنارہ ہے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحار کے آخری حصہ کے درمیان میں ہے مکہ کو جاتے ہوئے اور اب اس جگہ ایک مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس کے آگے خاص عرق الظبیہ میں نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحار سے چلتے مگر ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے جب تک اس جگہ نہیں پہونچ جاتے پھر اس جگہ پہنچکر ظہر کی نماز پڑھتے اور جب وہ مکہ سے (مدینہ منورہ) آتے تو اگر صبح سے ایک ساعت پہلے یا اخیر سحری کے وقت وہاں سے گذرتے تو وہاں اتر پڑتے یہاں تک کہ فجر کی نماز یہیں پڑھتے۔

۴۷۰ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُونَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيقِ فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ اَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ اَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِي جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ ـ

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافعؒ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے جو (درخت) راستہ کے داہنی طرف اور راستہ کے سامنے کشادہ ہموار نرم جگہ میں مقام رویثہ کے قریب واقع ہے یہانتک کہ آپؐ اس ٹیلے سے پار ہوجاتے جو رویثہ کے ڈاک گھر سے دومیل کے قریب ہے جس درخت کے نیچے آپؐ نزول فرماتے اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں سے دوہرا ہوکر جڑ پر کھڑا ہے اور اس کی جڑ میں ریت کے بہت سارے ٹیلے ہیں۔

۴۷۱ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ اَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيقِ بَيْنَ اُولٰئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ اَنْ تَمِيلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي

الظُّهْرَ فِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے (یہ بھی) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلے کے کنارے پر نماز پڑھی جو کہ مقام عرج کے پیچھے ہے۔ ہضبہ پہاڑی کیطرف جاتے ہوئے۔ اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر بڑے بڑے پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ راستے کی داہنی جانب ان درختوں کے پاس واقع ہیں جو راستے میں ہیں۔ ان درختوں کے درمیان (نماز پڑھی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد مقام عرج سے چلتے پھر ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھتے۔

۴۷۲۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِي مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشَى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ اِلٰى سَرْحَةٍ هِيَ اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ اَطْوَلُهُنَّ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع رحؒ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے درختوں کے پاس اترتے جو راستے کے بائیں طرف اس نالہ (یعنی نشیبی حصہ) میں واقع ہیں جو ہرشیٔ پہاڑی کے قریب ہے وہ نالہ ہرشیٔ کے کنارے سے مِل گیا ہے اسمیں اور راستہ میں ایک تیر پھینکنے کے بقدر فاصلہ ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے جو سب درختوں میں راستہ سے قریب تر ہے اور سب سے اونچا ہے (مگر اب نہ درخت موجود ہے اور نہ ہی علامات کے ذریعہ معلوم کرنا ممکن ہے۔

۴۷۳۔ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ اَدْنٰى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ اِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ (نشیبی حصہ) میں نزول فرماتے تھے جو مرّ الظہران کے قریب ہے (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں) مدینہ کیطرف (یعنی مدینہ سامنے پڑتا ہے) صفراوات سے اترتے وقت آپؐ اس نالہ کے نشیب میں اترتے یہ مکہ کو جاتے ہوئے راستہ کے بائیں طرف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل اور راستہ کے درمیان

ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے۔

۴۷۴ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَنْزِلُ بِذِیْ طُوًی وَیَبِیْتُ حَتّٰی یُصْبِحَ یُصَلِّی الصُّبْحَ حِیْنَ یَقْدَمُ مَکَّۃَ وَمُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ لَیْسَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ بُنِیَ ثَمَّ وَلٰکِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ عَلٰی اَکَمَۃٍ غَلِیْظَۃٍ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے اور صبح تک رات وہیں گذارتے اور صبح کی نماز پڑھ کر مکہ مکرمہ تشریف لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ (ذی طوی میں) ایک بڑے ٹیلے پر تھی یہ ٹیلہ اس مسجد میں نہیں جہاں اب مسجد بنا دی گئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑے ٹیلے پر ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۷ ویاتی ص۲۳۷ ایضا ص۲۳۸ وخرجہ مسلم فی کتاب الحج ص۱۰۴۔

۴۷۵ - وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَیِ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَبَلِ الطَّوِیْلِ نَحْوَ الْکَعْبَۃِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِیْ بُنِیَ ثَمَّ یَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَکَمَۃِ وَمُصَلَّی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْہُ عَلَی الْاَکَمَۃِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَکَمَۃِ عَشَرَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَھَا ثُمَّ تُصَلِّیْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَیْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَ الْکَعْبَۃِ۔

ترجمہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کی طرف رخ کیا جو پہاڑ آپ کے اور اس لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبہ کی طرف تو ابن عمرؓ اس مسجد کو جو وہاں تعمیر ہوئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ٹیلے کے کنارے پر واقع ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ رنگ کے ٹیلے پر ہے، تم اس ٹیلے سے دس ہاتھ یا کم وبیش چھوڑ دو پھر اس پہاڑ کے دونوں کونوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۷ ومسلم شریف اول ص۱۰۴۔

مقصد امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن مقامات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں ان مقامات کو خاص شرف اور تقدس حاصل ہوگیا ہے اس لئے وہاں پہنچکر نماز کیلئے خاص طور سے اہتمام کرنا اور ان سے خیر و برکت حاصل کرنا جائز و مستحسن ہے۔

اور اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ باقاعدہ اہتمام کرتے تھے ویسے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع سنت میں شدت و اہتمام مشہور ہے حتی کہ اگر کسی جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس جگہ پیشاب کرنے کیلئے بیٹھ جاتے تھے گو اس وقت پیشاب کی حاجت نہ رہی ہو۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے بھی تقریباً یہی قول منقول ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج کے مواضع نزول کا ذکر ہے تاکہ لوگ ان مقامات میں نمازیں پڑھ کر برکت حاصل کریں اور دعائیں کریں (لامع)

بہر حال یہ استبراک خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اسی کو اپنے لئے نماز گاہ بنا لوں اور آپ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا یہ واضح دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کے آثار سے استبراک یعنی برکت حاصل کرنا مستحسن ہے۔

اشکال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے والد محترم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طرز عمل تو استبراک کے مسئلہ میں بالکل برعکس نظر آتا ہے اور اس معاملہ میں بہت زیادہ سخت واقع ہوئے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک جگہ جمع ہوتے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لینی چاہیئے ورنہ آگے بڑھ جانا چاہیئے۔

انما هلك اهل الكتاب انهم كانوا اتبعوا الآثار انبيائهم فاتخذوها كنائس وبيعاً (عمدہ)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کے اس دوڑ دھوپ اور شدت اہتمام پر نکیر فرما رہے ہیں کہ امر مستحسن و مستحب کو واجب کا درجہ دیا جا رہا ہے اب اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکیر نہ فرماتے اور تائید کرتے تو بعد کو آنیوالے لوگ واجب و فرض ہی قرار دیتے چونکہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں تھے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین پر عمل کرنے کیلئے تیار ہوجاتے اور ظاہر ہے کہ ایک مستحب کو فرض واجب کا درجہ دینا غلط ہے اور اس کا ترک ضروری ہے ورنہ بجائے استبراک کے بدعات میں داخل ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ امت نے اہتمام کو نہیں اپنایا چنانچہ اب وہ مقاماتِ نزول ومواضع صلوٰۃ مِٹ چکے ہیں صرف مسجد ذی الحلیفہ اور مسجد روحاء باقی ہیں جنہیں وہاں کے لوگ پہچانتے ہیں لیکن حضرت ابن عمرؓ سے یہ خطرہ قطعاً نہیں تھا حضرت ابن عمرؓ فرقِ مراتب سے خوب واقف تھے۔

تشریحات

امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایتیں ذکر کی ہیں۔

باب کی دوسری روایت یعنی ۴۶۷ اس لمبی حدیث کو امام بخاریؒ نے ایک سیاق میں نقل کیا ہے حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سیاق نو۹ حدیثوں پر مشتمل ہے، علامہ قسطلانیؒ نے ان احادیث کو الگ الگ نو۹ اجزاء میں تقسیم کر دیا ہے اور باقاعدہ سب پر نمبر شمار لگایا ہے اسی کے مطابق ان احادیث کی الگ الگ مختصر شرح کی جاتی ہے۔

اس لمبی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان منازل کا تذکرہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج و عمرہ میں جاتے ہوئے نزول فرمایا ہے اور جہاں آپؐ نے نمازیں پڑھی ہیں ایسے کل مقامات دس ہیں اور جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا ہے وہ کل سات منازل ہیں۔

منازل سبعہ ۱ ذوالحلیفہ ۲ شرف الروحاء ۳ رُوَیثہ ۴ عَرج ۵ ہرشٰی ۶ مرّ الظہران ۷ ذوطویٰ۔

کان ینزل بذی الحلیفۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذوالحلیفہ میں ببول کے درخت کے نیچے نزول فرماتے تھے۔

ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا مشہور میقات ہے وھو من المدینۃ علی اربعۃ امیال (عمدہ) یعنی مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ آجکل اس کو بیر علی کہتے ہیں۔

سمرۃ یضم المیم ببول کا درخت بطحاء وہ کشادہ نالہ جہاں پانی بہنے کی وجہ سے کنکریاں جمع ہوجائیں الشرقیۃ یہ بطحاء کی صفت ہے (عمدہ، قس، کرمانی)

یعنی بطحا کے دو جانب ہیں، شرقیہ، وغربیہ، یا یہ وادی کی صفت ہے عرس ثم تعریس کے معنی ہیں مسافر کا اخیر رات میں تھوڑی دیر استراحت کیلئے اترنا۔

لیس عند المسجد ای لیس تعریسہ صلے اللہ علیہ وسلم عند المسجد الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت کی جگہ اس مسجد کے پاس نہیں تھی جو پتھر کی ہے اور نہ اس ٹیلے پر بلکہ بطحاء شرقیہ میں آپ کا

قیام ہوتا تھا تمر ثاء مثلثہ کو فتحہ ہے بمعنی ہناک خلیج نہر، کسی سمندر یا بڑے دریا سے جو نالہ نکلے یعنی دھانہ۔

اس میں ایک منزل یعنی پہلی منزل کا بیان تھا اور دو جگہ نماز پڑھنے کا۔

دوسری منزل یعنی حدیث ۴۶۸ اب یہاں سے دوسری منزل کا ذکر کرتے ہیں۔ دوسری منزل شرف روحاء ہے جو مدینہ منورہ سے دو رات کی مسافت پر ہے (یعنی دو دن کے فاصلے پر ہے)

اس کا مختصر تعارف باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث ۴۶۶ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔

اب دوسری منزل میں دو مسجدوں کا ذکر ہے ایک چھوٹی مسجد ہے جو شرف روحاء کی بڑی مسجد کے قریب ہے ان دونوں کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک مسجد سے پتھر پھینکا جائے تو وہ دوسری مسجد میں گریگا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)

حاصل یہ کہ مکہ جاتے وقت راستہ کی تین مسجدوں اور دو منزلوں کا بیان ہوا ایک منزل ذوالحلیفہ دوسری روحاء۔

وکان عبد اللہ یروح اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب روحاء سے چلتے تھے تو وہاں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ آخر روحاء میں نماز پڑھتے تھے اور جب مکہ سے (مدینہ) واپس آتے تھے رات کا کچھ حصہ باقی ہوتا تو وہیں رات گذارتے تھے پھر صبح کی نماز پڑھ کر آگے چلتے تھے۔

حدیث ۴۶۹ ترجمہ گذر چکا ہے علامہ قسطلانی رح اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وان ابن عمر کان یصلی الی العرق بکسر العین وسکون الراء المھملتین وبالقاف، الجبل الصغیر او عرق الظبیۃ الوادی المعروف الذی عند منصرف الروحاء، بفتح الراء فیھما ای عند آخرھا۔ وذلک العرق انتھاء طرفہ علی حافۃ الطریق، ولابی ذر عن الکشمیھنی انتھی طرفہ بالقصر ورفع طرفہ «دون» ای قریب اوتحت "المسجد الذی بینہ

اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ عرق کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے عرق عین کے کسرہ اور سکون راء سے ہے بمعنی چھوٹی پہاڑی یا اس سے مراد عرق الظبیہ ہے جو ایک مشہور وادی ہے جو روحاء کے موڑ پر پڑتی ہے جہاں روحاء کا مقام ختم ہوجاتا ہے اور الروحاء کی راء بھی مفتوح ہے اور منصرف کی راء بھی مفتوح ہے مراد روحاء کا آخری حصہ ہے (وذلک العرق مبتدا ہے اور اسکی خبر پورا جملہ علی حافۃ الطریق تک ہے پس اس میں انتھاء طرفہ مبتدا اور علی

وبين المنصرف بفتح الراء وانت ذاهب الى مكة وقد ابتنى. بضم المثناة الفوقية مبنيا للمفعول «ثم اى هناك مسجد فلم يكن عبد الله يصلى» وللاصيلى فلم يكن عبد الله بن عمر يصلى في ذلك المسجد كان» وللاصيلى وكان يتركه عن يساره ووراءه» بالنصب على الظرفية بتقدير في او الجر عطفا على سابقه «ويصلى امامه» اى قدام المسجد «الى العرق نفسه وكان عبد الله يروح من الروحاء» فلا يصلى الظهر حتى ياتى ذلك المكان فيصلى فيه الظهر واذا اقبل من مكة فان مرّبه قبل الصبح بساعة او من آخر السحر ما بين الفجر الكاذب والصادق والفرق بينه وبين قوله قبل الصبح بساعة انه اراد بآخر السحر اقل من ساعة وحينئذ فيغاير اللاحق السابق عرس حتى يصلى بها الصبح -

حافة الطريق کائن سے متعلق ہو کر خبر پھر پورا جملہ ذلك العرق کی خبر ہے) اور ابو ذر نے کشمیہنی سے یوں نقل کیا ہے وذلك العرق مبتدا انتهى طرفه ماضی معروف اس کا فاعل طرفه مرفوع اور على حافة انتهى سے متعلق ہے (حافة تخفیف فاء بمعنی کنارہ ہے) دون کے معنی قریب یا نیچے۔ المسجد الذى بينه وبين المنصرف اس میں بھی راء کو فتحہ ہے، دون، ذلك العرق کا ظرف مستقر ہے اور بينه کی ضمیر بھی عرق کیطرف لوٹتی ہے یعنی وہ مسجد عرق اور منصرف کے بیچ میں پڑتی ہے مکہ جاتے وقت اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے مگر وہ عین نماز گاہ کے پاس نہیں ہے اسلئے عبد اللہ بن عمرؓ اس نئی بنی ہوئی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے تھے قوله ابتنى ماضی مجہول ہے ثَمّ بمعنی هناك ہے، اصیلی کے نسخہ میں یہاں بھی عبد اللہ کے بعد ابن عمر کا اضافہ ہے اور اس بنی ہوئی مسجد کو بائیں طرف پیچھے چھوڑ دیتے تھے (اسمیں عن يساره موضع ظرف میں ہے اور عن کیوجہ سے مجرور ہے اور وراءه میں دونوں حرکتیں جائز ہیں منصوب تو بنیرت کا مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اور يساره پر عطف کیوجہ سے مجرور. ويصلى امامه اور اس مسجد کے آگے نماز پڑھتے تھے. خود عرق الظبیہ پہاڑی کے پاس، اور عبد اللہ بن عمرؓ مدینہ سے جاتے ہوئے، منصرف الروحاء سے دن ڈھلنے کے بعد روانہ ہوتے تھے مگر اس عرق الظبیہ تک پہنچنے سے پہلے ظہر کی نماز نہیں پڑھتے تھے. عرق الظبیہ پہنچکر ہی ظہر پڑھتے تھے اور جب مکہ سے آتے ہوئے مدینہ کو جانا ہوتا تو اگر منصرف الروحاء سے گذر صبح ہونے سے ایک گھنٹہ یا اس سے کم بھی موقع ملتا تو یہیں منصرف الروحاء میں اتر پڑتے اور عرق الظبیہ کے پاس نماز فجر پڑھتے اور من آخر السحر سے مراد صبح کاذب اور صبح صادق کے بیچ کا حصہ ہے جس میں ایک گھنٹہ سے بھی کم وقت ملتا ہے اس طرح قبل الصبح بساعة اور آخر السحر معطوفین کے درمیان مناسبت

ہوگئی عرس آرام کرنے کیلئے یہاں اترتے اور یہیں صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

حدیث ۴۷۰ تیسری منزل وان عبد الله حدثه یہاں سے تیسری منزل رویثہ کا ذکر ہے یہ ایک قریہ جامعہ یعنی بڑی آبادی ہے اور یہ رُویثہ مدینہ منورہ سے سترہ فرسخ یعنی اکاون میل کے فاصلہ پر ہے اور روحاء سے چودہ میل کا فاصلہ ہے۔

عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ آپؐ (رویثہ) میں ایک بہت بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور غالبا اسی درخت کے نیچے نماز پڑھتے تھے اور یہ درخت راستہ کے دائیں طرف اور سامنے تھا (مطلب یہ ہیکہ سڑک پورے طور پر سیدھی نہیں تھی بلکہ ایسا گھوم تھا کہ دائیں طرف ہونے کے باوجود سامنے معلوم ہوتا تھا) اس کے بعد پھر ترجمہ پر نظر ڈالئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس بڑے درخت کی کتنی علامتیں بتائیں۔ بہرحال آپؐ ٹیلہ سے گذرتے ہوئے بڑے درخت کے نیچے نزول فرماتے اور نماز پڑھتے۔

حدیث ۴۷۱ چوتھی منزل ان عبد الله بن عمر حدثه یہاں سے چوتھی منزل عرج کا بیان ہے عرج بفتح العین المهملة وسکون الراء ثم جیم قریة جامعة علی طریق مکة من المدینة بینها وبین الرویثة اربعة عشر میلا (عمدہ) یعنی عرج مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک بڑی بستی ہے اس کے اور رویثہ کے درمیان چودہ میل کا فاصلہ ہے۔ باقی حدیث کا ترجمہ دیکھئے سلمات جمع ہے سلمة کی بمعنی پتھر۔

حدیث ۴۷۲ پانچویں منزل یہاں سے پانچویں منزل ہرشیٰ کا بیان ہے ہرشیٰ بفتح الهاء و سکون الراء وفتح الشین المعجمة اس کے بعد الف مقصورہ بروزن فعلیٰ (عمدہ)

یہ ہرشیٰ ایک پہاڑی ہے جو مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں شام اور مدینہ منورہ کے راستے مل جاتے ہیں سرحات سرحة کی جمع ہے بمعنی بڑا درخت مسیل پانی بہنے کی جگہ نالہ۔ کُراع کے معنی ہیں کنارہ۔ اس کے علاوہ کُراع گائے بکری کے پائے کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں بمعنی کنارہ ہے مزید وضاحت کیلئے ترجمہ دیکھئے۔

حدیث ۴۷۳ چھٹی منزل یہاں چھٹی منزل مرّ الظہران کا تذکرہ ہے یہ میم کے فتحہ، راء کی تشدید ظاء کے فتحہ اور ہاء کے سکون کے ساتھ ہے۔

یہ ایک وادی ہے جہاں سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ سولہ میل رہ جاتا ہے آپؐ مرّ الظہران کی وادی میں بائیں جانب نزول فرماتے تھے جبکہ جانے والا مکہ مکرمہ کا قصد کر رہا ہو آپؐ راستے سے اتنی دور نزول فرماتے تھے

کہ مقام نزول اور راستہ کے درمیان صرف پتھر پھینکنے کے بقدر فاصلہ رہتا۔ (باقی ترجمہ دیکھئے)

حدیث ۴۷۴ ساتویں منزل

یہ آپ کی ساتویں منزل اور آخری منزل ذی طوی ہے۔
طُوىٰ بضم الطاء للاکثر (فتح، عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے۔ وقال النووی رحمہ ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمہا وکسرھا الخ (عمدہ) یعنی اکثر کی روایت بضم الطاء ہے وقال النووی رحمہ ذوطوی بالفتح افصح ویجوز ضمہا و کسرھا الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ کہ طاء پر تینوں حرکتیں جائز ہیں اور واؤ کے بعد الف مقصورہ ہے یہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے صرف تین میل کا فاصلہ ہے۔

اس کے بعد حدیث ۴۷۴ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں نزول فرماتے تھے۔ اور صبح تک وہاں قیام کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازگاہ ایک بڑے ٹیلے پر ہے وہاں جو مسجد بنی ہے اسمیں نہیں بلکہ اس سے نیچے ہے۔

بعض روایت میں ہے حتی یصبح ویغتسل ثم یدخل مکۃ نہارا، ان تمام روایات کے پیش نظر چند باتوں کا استحباب معلوم ہوا۔

(۱) جس شخص کے راستے میں ذوطوی پڑے اس کو وہاں رات گذارنا مستحب ہے۔
(۲) صبح کی نماز ذوطوی میں پڑھنا مستحب ہے (۳) دخول مکہ کیلئے غسل کرنا مستحب ہے گرچہ وضو کرلینا بھی کافی ہے (۴) مکہ مکرمہ میں بجائے رات کے دن کو داخل ہونا افضل ہے گرچہ رات کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونا مکروہ نہیں کیوں کہ رات کو داخل ہونا عمرہ جعرانہ سے ثابت ہے۔

حدیث ۴۷۵ آٹھویں مسجد فرضتی الجبل

فرضۃ کا تثنیہ فرضتین ہے اضافت کی وجہ سے نون گرگیا۔ تو فرضتی الجبل ہوگیا۔ فرضۃ الجبل کے معنی ہیں مدخل الطریق الی الجبل (عمدہ) یعنی پہاڑ پر جانے کا راستہ ۲
پہاڑ کا نشیبی حصہ خواہ بیچ پہاڑ میں ہو یا کونے میں، یہاں دو مسجدیں ہیں ایک تو وہ ہے جو اکمہ یعنی اونچے ٹیلے پر ہے اور دوسری اس سے بائیں طرف ہٹ کر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں نماز نہیں پڑھی بلکہ آنحضورؐ مسجدوں کو بائیں طرف چھوڑ کر کالی پہاڑی میں سے دس ہاتھ نیچے اتر کر نماز پڑھتے تھے۔

لیکن یہ مستقل کوئی منزل نہیں ہے بلکہ صرف آپؐ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

اس موقع پر نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی ص۲۔۷۴ کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ
محمد عثمان غنی چلملوی

باب ۳۲ سُتْرَۃُ الْاِمَامِ سُتْرَۃُ مَنْ خَلْفَہٗ

امام کا سترہ ان لوگوں کا بھی سترہ ہے جو اس امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں (یعنی مقتدیوں کو علیحدہ سترہ لگانا ضروری نہیں امام کا سترہ کافی ہے)

۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ نَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاکِبًا عَلٰی حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاہَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی اِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذٰلِکَ عَلَیَّ اَحَدٌ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منیٰ میں دیوار کے علاوہ (کسی اور چیز کا) سترہ کرکے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے بعض حصہ کے سامنے سے گذرا اور اتر گیا اور میں نے گدھی کو چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شامل ہو گیا پھر کسی نے اس سلسلہ میں مجھ پر اعتراض نہیں کیا (یعنی نہ حضور اقدس ﷺ نے اور نہ ہی کسی صحابی نے اعتراض کیا۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مستنبط من قولہ الی غیر جدار، علامہ عینی فرماتے ہیں کہ لفظ غیر جدار، یعنی دیوار کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف منہ کرکے یعنی سترہ بنا کر نماز پڑھا رہے تھے۔

قابل غور یہ ہے کہ جدار کی نفی کا فائدہ تو جب ہی ہوگا کہ دوسری چیز یعنی لاٹھی، نیزہ وغیرہ کا سترہ ہو پس ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہو گئی۔

اشکال یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع بھی ہوئی؟ ہو سکتا ہے کہ ابن عباس رضؓ دوسری صف یا آخری صف میں شامل ہوئے ہوں، علامہ قسطلانی رحؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یری فی الصلوٰۃ

من ورائه کما یری من امامه (قس) فلا اشکال۔
اس حدیث کی مزید تشریح کیلئے نصر الباری جلد اوّل حدیث ۲۵ کی تشریح کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ و ص۱۲ و یاتی ص۱۱۹ و ص۲۵۰ و فی المغازی ص۶۳۳۔

۴۷۷۔ حدثنا اسحٰق قال نا عبد اللہ بن نمیر قال نا عبید اللہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج یوم العید امر بالحربۃ فتوضع بین یدیہ فیصلی الیھا والناس ورائہ وکان یفعل ذالک فی السفر فمن ثم اتخذھا الامراء۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کیلئے) نکلتے تو اپنے خادم کو نیزہ لے چلنے کا حکم دیتے چنانچہ وہ نیزہ آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اس کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے رہتے اور آپ سفر میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امراء نے اس کو اختیار کیا ہے (یعنی نیزہ ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔)

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی امر بالحربۃ فتوضع بین یدیہ فیصلی الیھا والناس ورائہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ و یاتی فی باب الصلوٰۃ الحربۃ ص۷۱ و فی العیدین ص۱۳۲ و فی باب حمل العنزۃ او الحربۃ بین یدی الامام یوم العید ص۱۳۳۔

۴۷۸۔ حدثنا ابو الولید قال نا شعبۃ عن عون بن ابی جحیفۃ قال سمعت ابی یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بھم بالبطحاء بین یدیہ عنزۃ الظھر رکعتین والعصر رکعتین تمر بین یدیہ المرأۃ والحمار۔

ترجمہ حضرت جحیفہؓ (وہب بن عبداللہؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو (میدان بطحاء میں ظہر کی نماز دو رکعت اور عصر کی دو رکعت نماز پڑھائی (اور مسافر ہونے کی وجہ سے) اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گذرتے رہتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی بین یدیہ عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۱ و ص۳۱ و ص۵۰۲ و یاتی ایضا باب الصلوٰۃ الی العنزہ ص۷۱

وص۲۲ وص۸۸ " وص۵۰۲ وص۵۰۳ وص۸۶۱ وص۸۷۱ واخرجہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ ص۱۹۵ تا ص۱۹۶

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں "غرض المؤلف من عقد هذا الباب ان سترة الامام كاف للقوم الخ (شرح تراجم)

یعنی جماعت کی نماز میں ہر شخص کو الگ الگ سترہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امام کیلئے جو سترہ قائم کیا گیا ہے وہی سترہ پوری قوم کیلئے ہے۔

یعنی امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے کافی ہوگا۔ مقتدیوں کو علیحدہ سترہ قائم کرنیکی ضرورت نہیں۔

تشریحات سترہ بضم السین ما یستتر بہ یعنی سترہ کے لغوی معنی ہیں ہر وہ چیز جس کے ذریعہ پردہ یا آڑ قائم کیجائے۔

فقہاء کی اصطلاح میں سترہ وہ چیز ہے جو نمازی کے آگے گذرنے والوں سے آڑ قائم کیجائے جس کی اونچائی یعنی طول کے اعتبار سے ایک ذراع اور موٹائی میں ایک انگلی کے برابر ہو تو کافی ہے اور سترہ بالکل پیشانی کی سیدھ میں نہ رکھنی چاہئے بلکہ دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے کرلینا چاہئے۔

امام بخاریؒ مسجد کے احکام سے فراغت کے بعد سترہ کے احکام کو بیان کر رہے ہیں چونکہ عام طور پر مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس لئے احکام مسجد کے بعد سترہ کا بیان شروع فرمایا کہ اگر مسجد کے علاوہ کھلے میدان میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو سترہ قائم کرلینا چاہئے۔

اور یہ سترہ قائم کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق مستحب ہے صرف امام احمدؒ سے بعض حضرات نے وجوب کا قول نقل کیا ہے واللہ اعلم

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ جماعت کی نماز میں امام کیلئے سترہ قائم کرلینا کافی ہے۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ جو سترہ امام کا ہوتا ہے وہی مقتدیوں کیلئے بھی ہوتا ہے یا مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

جمہور ائمہ ثلاث حنفیہ شافعیہ اور حنابلہ تو یہی کہتے ہیں کہ جو سترہ امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے۔ لیکن مالکیہ کے یہاں معتمد اور مشہور قول یہ ہے کہ امام کا سترہ تو وہی ہے جو امام کے سامنے قائم کیا گیا ہے لیکن مقتدیوں کا سترہ خود امام ہے۔

باب ۳۳ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي اَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْمُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ

نمازی اور سترہ کے درمیان کتنی مقدار کا فاصلہ ہونا چاہئے؟

۴۷۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ

اَبِیْہِ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ مُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاۃِ۔

ترجمہ | حضرت سہل بن سعدؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز (یعنی موضع سجود) اور دیوار قبلہ کے درمیان ایک بکری کے گذر سکنے کے بقدر فاصلہ تھا۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی "کان بین مصلّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین الجدار ممر الشاۃ۔

تعدد موضعہٗ | والحدیث ھٰھنا مکرر ویاتی فی کتاب الاعتصام ص۱۰۹۱ واخرجہ مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ وابوداؤد فی کتاب الصلوٰۃ ص۱۰۱۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ نَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ قَالَ کَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا کَادَتِ الشَّاۃُ تَجُوْزُھَا۔

ترجمہ | حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی دیوار منبر سے اتنی قریب تھی کہ بمشکل بکری گذر سکے۔

ثلاثیات بخاری | ھٰذا الحدیث من ثلاثیات البخاری ای بینہ وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ رجال۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ۔ کان جدار المسجد عند المنبر ما کادت الشاۃ تجوزھا۔

مقصد ترجمہ | حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ مصلی (نمازی) کیلئے سترہ سے جو فاصلہ باب کے دونوں حدیثوں میں مذکور ہے اس سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ یعنی سترہ نمازی کے سجدہ گاہ سے بالکل قریب ہونا چاہیئے اتنا قریب کہ ایک بکری بھی بمشکل گذر سکے۔

اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ گذرنے والوں کا راستہ بھی تنگ نہ ہوگا۔

بَابُ ۳۳۲ الصَّلٰوۃِ اِلَی الْحَرْبَۃِ

نیزہ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ

عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلّم کان یُرکَزُ لہُ الحَربۃُ فیصلّی اِلیہا۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نیزہ گاڑدیا جاتا تھا اور آپؐ اسکی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے۔

مُطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی کان یرکز لہ الحربۃ فیصلی الیہا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۱ ویاتی ص۱۳۳، وص۷۱ برقم ۴۷۷۔

مقصد ترجمہ | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ایک شبہ کا ازالہ ہے چونکہ بعض اقوام ہتھیاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور بت پرستوں کے تشبہ سے بچنا شریعت مطہرہ کا ایک اصول ہے جیسے آگ کیطرف رخ کرکے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ ہتھیاروں کا سترہ بنانا، انکی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا جائز نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے حدیث پیش کرکے اس کا جواز ثابت کردیا چنانچہ آنے والا باب سے بھی یہی مقصد ہے۔

بَاب ۳۳۳ الصّلوٰۃ اِلی العَنزۃ

عنزہ (یعنی چھوٹے نیزے) کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا بیان

۴۸۲۔ حدّثنا آدمُ قال نا شعبۃُ قال نا عونُ بن ابی جُحیفۃ قال سمعتُ ابی قال خرجَ اِلینا النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلّم بالہاجرۃ فاُتِیَ بِوَضوءٍ فتوضّأ فصلّی بنا الظّہرَ والعصرَ وبینَ یدیہِ عنزۃٌ والمرأۃُ والحمارُ یمرّانِ من وّرائہا۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ "وھی اقصر من الحربۃ" (قسطلانی)

ترجمہ حدیث | حضرت ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کا پانی لایا گیا اور آپؐ نے وضو کیا اور آپؐ نے ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اور آپؐ کے سامنے (بطور سترہ) چھوٹا نیزہ تھا۔ اور عورتیں اور گدھے اس کے پیچھے سے گذر رہے تھے۔

مُطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی بنا الظہر والعصر وبین یدیہ

عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ملے ومر ص۳۱ و ص۵۴ و یاتی ص۷۲ و ص۸۸ و ص۵۰۲ و ص۵۰۳ ومسلم ص۱۶۹۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاء حاجت کیلئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے چلتے درانحالیکہ ہمارے ساتھ سنان دار ڈنڈا یا لاٹھی یا چھوٹا نیزہ ہوتا تھا اور ہمارے ساتھ پانی کا ایک لوٹا ہوتا تھا پھر جب آپ اپنی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو ہم آپ کو لوٹا دیدیتے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ومعنا عکازۃ او عصا او عنزۃ۔ اس میں او تنویع کیلئے ہے یعنی ان تین چیزوں سے کوئی ایک چیز ساتھ ہوتی تھی جس سے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ سترہ کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ملے ومر ص۲۷ " " و ص۳۵

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سترہ میں تعمیم ہے خواہ بڑا نیزہ ہو یا چھوٹا نیزہ۔ تو سابق باب میں بڑے نیزے کا بیان تھا اور اس باب میں چھوٹے نیزے کا بیان ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک ہاتھ کا بھی سترہ ہو تو کافی ہے باقی تفصیل کیلئے نصر الباری جلد دوم حدیث نمبر ۱۵۱ اور حدیث ۱۵۲ کا مطالعہ کیجئے۔

باب ۳۳ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا

مکہ معظمہ اور اسکے علاوہ دوسری جگہوں میں سترہ قائم کرنیکا بیان

۴۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ۔

ترجمہ حضرت جحیفہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور آپؐ نے بطحا میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں اور اپنے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ قائم کر لیا اور آپؐ نے وضوء کیا تو لوگ آپؐ کے وضو کے پانی کو (بطور تبرک) اپنے منہ پر ملنے لگے

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ونصب بین یدیہ عنزۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا م۶۲ ومر م۳۱ وص۵۵ ویاتی م۸۸ وم۵۰۲ وم۵۰۳ وم۸۶۱ و م۸۷۱ باقی حوالہ کیلئے باب م۲۵۰ کی حدیث م۳۶۸ ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ سترہ کے مسئلہ میں مکہ مکرمہ اور دوسرے مقامات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح غیر مکہ میں کھلے میدان میں نماز پڑھنے کیلئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اسی طرح اگر مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنی ہو تو اور لوگوں کے آمد و رفت کا امکان ہو تو سترہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

حکمت سترہ سترہ میں دو حکمت ہے (۱) ربط خیال یعنی نمازی کا خیال منتشر نہ ہو یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیطرف پوری توجہ رہے خشوع ضائع نہ ہو۔

دوسری حکمت ہے حد بندی یعنی مصلی اپنی جائے نماز کو محدود کر لیتا ہے گویا زبان حال یعنی اپنے عمل سے گذرنے والے کو بتلا رہا ہے کہ یہ جگہ محدود و محفوظ ہے یہاں غلام اپنے مالک کے سامنے بصد تعظیم کھڑا ہو کر ہمکلامی کا شرف حاصل کر رہا ہے ایسی حالت میں درمیان سے گذرنا سخت منع اور بے ادبی ہے اس لئے سترہ قائم کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حکمت کا تقاضا ہے کہ جہاں بھی کسی کے گذرنے کا امکان ہو، خواہ مکہ مکرمہ ہو یا اور کہیں سترہ کا حکم ہوگا۔ واللہ اعلم ع غ بیگوسرائے

باب ۳۳۵ الصلوٰۃ الی الاسطوانۃ وقال عمر المصلون احق بالسواری من المتحدثین الیھا ورای ابن عمر رجلا یصلی بین اسطوانتین فادناہ الی ساریۃ فقال صل الیھا۔

۴۸۵ ۔ حدثنا المکی بن ابراھیم قال نا یزید بن ابی عبید قال کنت آتی مع سلمۃ بن الاکوع فیصلی عند الاسطوانۃ التی عند المصحف فقلت یا ابا مسلم اراک تتحری الصلوٰۃ عند ھذہ الاسطوانۃ قال فانی رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری الصلوٰۃ عندھا۔

باب۔ ستون کیطرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان لوگوں سے جو اس پر ٹیک لگا کر باتیں کریں۔

اور حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر ایک ستون کے قریب کر دیا اور فرمایا اس طرف رخ کر کے نماز پڑھو

تشریح اسطوانہ بضم الهمزہ ستون، کمبا جمع اساطین المصلون احق نمازی زیادہ مستحق ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے والے اور باتیں کرنے والے ستون کی ضرورت میں دونوں مشترک ہیں یعنی باتیں کرنیوالوں کو ٹیک لگانے کی ضرورت ہے اور نماز پڑھنے والوں کو سترہ بنانے کی ضرورت ہے لیکن نمازی چونکہ عبادت میں ہے اس لئے زیادہ حقدار ہے (عمدہ)

سواری ساریۃ کی جمع ہے، بمعنی ستون، اب ترجمۃ الباب سے اثر کی مطابقت بھی واضح ہو گئی لان السواری هی الاساطین۔

ترجمہ حدیث یزید بن ابی عبیدؒ (مولیٰ سلمہ بن اکوعؓ) نے بیان کیا کہ میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آیا تھا تو وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جہاں مصحف یعنی قرآن شریف رکھا رہتا تو میں نے کہا اے ابو مسلم (کنیت حضرت سلمہؓ) میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں (اسکی کیا وجہ ہے؟) تو حضرت سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کوشش کر کے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیصلی عند الاسطوانۃ"۔

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ اَدْرَكْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابۂ کرامؓ کو دیکھا کہ مغرب (کی اذان) کے وقت ستون کیطرف (دو رکعت پڑھنے کیلئے) لپکتے اور شعبہ نے عمرو بن عامر سے انھوں نے حضرت انسؓ سے اس حدیث میں اتنا اضافہ کیا ہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرہ سے) باہر تشریف لائیں۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی یبتدرون السواری عند المغرب، لان السواری ھی الاساطین کمامرّ آنفا

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ ویاتی ص۸۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے سترہ کے معاملہ میں توسع وتعمیم کی وضاحت ہے کہ ایک تو سترہ کیلئے حربہ، عنزہ اور لاٹھی ہی ضروری نہیں ہے بلکہ سترہ سے مقصود حدبندی ہے خواہ جس چیز سے بھی ہو۔

دوسرے یہ کہ سترہ کی ضرورت اگرچہ میدان میں زیادہ ضروری ہے مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ فرض سے قبل یا بعد کے سنن ونوافل بھی کسی ستون کی آڑ میں پڑھے تاکہ نمازیوں کو نکلنے میں یا اندر جانے میں سہولت ہو، سنن ونوافل میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کسی ستون کے قریب پڑھے کسی آنے جانیوالوں کیلئے رکاوٹ نہ بنے۔

باب ۳۳۶ الصَّلٰوۃِ بَیْنَ السَّوَارِیْ فِیْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ

دو ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنے کا بیان (یعنی جائز ہے)

۴۸۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسیٰ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ نَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَیْتَ وَاُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَۃَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَکُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰی اَثَرِہٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَیْنَ صَلّٰی فَقَالَ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے اندر تشریف لیگئے اور آپؐ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار) اور بلالؓ (بھی اندر گئے) آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر نکلے اور میں پہلا شخص تھا جو آپؐ کے بعد داخل ہوا اور حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ تو انھوں نے کہا آگے کے دو ستونوں کے درمیان

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فسالت بلالا این صلی فقال بین العمودین المقدمین۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ ویاتی متصلا ص۷۲ ومر ص۵۷ وص۶۷ وص۲۱۷ ، وص۴۱۹ و ص۶۱۴ وص۶۳۱ ومسلم فی الحج ص۴۲۸ وابوداؤد فی المناسک فی باب الصلاۃ

فی الکعبہ صـ۲۷۷ ونسائی کتاب المساجد فی الصلوٰۃ فی الکعبہ صـ۸۰

۴۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهِ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَائَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ لَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبیؓ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے پھر عثمان بن طلحہؓ نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور آپؐ کعبہ کے اندر ٹھہرے رہے پھر جب آپؐ باہر نکلے تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کام کیا؟ تو انھوں نے تبلایا کہ آپؐ نے ایک ستون کو تو اپنے بائیں طرف کیا اور ایک ستون کو اپنے داہنی طرف کیا اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے چھوڑا اور اس زمانہ میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھی۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں اور ہم سے اسماعیل بن ابی ادیس نے کہا کہ مجھ سے امام مالکؒ نے یہ حدیث یوں بیان کی کہ آپؐ نے اپنے داہنی طرف دو ستونوں کو کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "جعل عمودا عن یسارہ وعمودا الی اخرہ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۷۲ باقی صفحات کیلئے حدیث مذکورہ بالا دیکھئے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں " ای ھی جائزۃ والکراھۃ لیس الا فی الصلوٰۃ بین السواری فی الجماعۃ "

یعنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا جائز ہے کراہت تو صرف جماعت کی نماز میں ہے یعنی اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے درمیان پڑھ سکتا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں فی غیر جماعۃ کی قید لگا کر واضح کر دیا کہ بعض روایات میں جو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اس کا تعلق نماز جماعت سے ہے امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایات

ذکر کرکے ثابت کردیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنا جائز ہے۔

اشکال باب کی دوسری روایت یعنی امام مالکؒ کی روایت میں یہ اشکال ہے کہ جعل عمودا عن یسارہ اور عمودا عن یمینہ تو یہ دو یعنی دو ستون ہوئے اس کے بعد فرمایا: وثلاثة اعمدة ورائه، یعنی تین ستون آپؐ نے پیچھے چھوڑے تو مجموعہ پانچ ہوئے۔ پھر فرماتے ہیں وکان البیت الخ یعنی اس زمانے میں بیت اللہ میں چھ ستون تھے (عمدہ)

علامہ عینیؒ علامہ کرمانی کے حوالہ سے جواب نقل کرتے ہیں کہ لفظ عمود جنس ہے ایک اور دو سب کا احتمال ہے جیسا کہ امام مالکؒ ہی سے دوسری روایت ذکر کرکے اشکال کو دور کردیا حدثنی مالک فقال عمودین عن یمینه. اس سلسلہ میں امام مالکؒ سے مختلف الفاظ منقول ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے عمودین عن یسارہ وعمودا عن یمینه۔

مزید تفصیل کیلئے عمدۃ القاری کا مطالعہ کیجیے۔

بابٌ ۳۳۷ بلا ترجمہ

۴۸۹- حَدَّثَنَا اِبرَاهِيمُ بنُ المُنذِرِ قَالَ نَا اَبُو ضَمرَةَ قَالَ نَا مُوسٰى بنُ عُقبَةَ عَن نَافِعٍ اَنَّ عَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ الكَعبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجهِهٖ حِينَ يَدخُلُ وَجَعَلَ البَابَ قِبَلَ ظَهرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُونَ بَينَهٗ وَبَينَ الجِدَارِ الَّذِى قِبَلَ وَجهِهٖ قَرِيبًا مِن ثَلٰثَةِ اَذرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخَّى المَكَانَ الَّذِى اَخبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيهِ قَالَ وَلَيسَ عَلٰى اَحَدِنَا بَاسٌ اِن صَلّٰى فِى اَىِّ نَوَاحِى البَيتِ شَاءَ.

بابٌ هٰذا باب بالتنوين من غير ترجمة۔

ترجمہ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو اپنے سامنے کی جانب بڑھتے چلے جاتے اور خانہ کعبہ کے دروازے کو اپنی پشت کی طرف کرلیتے اور آگے بڑھتے یہاں تک کہ جب ان کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو سامنے کی جانب میں تھی قریب تین ہاتھ کے فاصلہ رہ جاتا تو نماز پڑھتے اور اسی جگہ قصد کرکے نماز پڑھتے جس جگہ کے بارے میں حضرت بلال رضؓ نے انہیں اطلاع دی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ ہم میں سے کسی کیلئے اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ بیت اللہ کے جس گوشہ میں چاہے نماز پڑھے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ؟ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے باب سابق میں بین السواری نماز کا بیان تھا اور اس باب روایت میں بین السواری نماز کی تصریح نہیں ہے اس لئے پورے طور پر باب سابق سے متعلق نہیں ہے کہ آپؐ نے دیوار کعبہ سے تین ذراع کے فاصلہ پر نماز پڑھی ہے اور یہ جگہ ستونوں کے درمیان ہی تھی اس لئے باب سابق سے ایک گونہ تعلق ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۲ و مر ص۵۷ و ص۶۲۔ باقی کیلئے حدیث سابق دیکھئے۔

مقصد امام بخاریؒ نے خود حضرت ابن عمرؓ کے قول سے وضاحت کر دی کہ حضرت ابن عمرؓ کا اتباع وتتبع واجب وضروری سمجھ کر نہیں تھا صرف مندوب ومستحب خیال کر کے کرتے تھے جیسا کہ فرمادیا: ولیس علی احدنا الخ یعنی بیت اللہ کے اندر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

باب ۳۴۵ الصَّلوٰۃِ اِلَی الرَّاحِلَۃِ وَالْبَعِیْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ۔

سواری اور اونٹ اور درخت اور کجاوہ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ الْمُقَدَّمِیُّ الْبَصْرِیُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یُعَرِّضُ رَاحِلَتَہٗ فَیُصَلِّیْ اِلَیْہَا قُلْتُ اَفَرَاَیْتَ اِذَا ھَبَّتِ الرِّکَابُ قَالَ کَانَ یَاْخُذُ الرَّحْلَ فَیُعَدِّلُہٗ فَیُصَلِّیْ اِلٰی آخِرَتِہٖ اَوْ قَالَ مُؤَخَّرِہٖ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو سامنے عرض (چوڑائی) میں بٹھالیتے پھر اسکی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا بتائیے تو کہ اگر سواری حرکت کرنے لگے (پیاس سے پانی پینے یا چرنے چلی جائے) تو آپؐ کیا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آپؐ کجاوہ لیتے اور اس کو اپنے سامنے سیدھا رکھتے پھر اسکی پچھلی لکڑی کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھتے۔ نافع کہتے ہیں کہ اور ابن عمرؓ بھی ایسا کیا کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ یعرض راحلتہ فیصلی الیہا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۲ ومرّ ص۶۱ ومسلم ص۱۹۵

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کیلئے سترہ میں توسع ہے جیسے درخت دیوار کو سترہ بنا کر نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح اونٹ وغیرہ کو بھی سترہ کے طور پر استعمال کرنا درست ہے حیوان کو سترہ بنانے کے مسئلہ میں امام مالک رحؒ اور امام شافعی رحؒ سے کراہت منقول ہے۔

لیکن جمہور حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک حیوان کو سترہ بنانا درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ یہی امام بخاری رحؒ کا بھی مذہب ہے گویا امام بخاری رحؒ جمہور حنفیہ وحنابلہ کی موافقت وتائید کر رہے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی روایت پیش کردی۔ یعرض راحلتہ فیصلی الیھا۔

اس سلسلہ میں امام ابوداؤد رحؒ نے مستقل باب قائم کیا ہے باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ، اور حضرت ابن عمر رضؓ کی حدیث نقل کی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الی بعیرہ۔

(ابوداؤد اول ص۱۰۰)

بَابُ ۳۳۹ الصَّلٰوۃِ اِلَی السَّرِیْرِ

تخت (یا چارپائی) کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ نَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ فَیَجِیْءُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطُ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّیْ فَاَکْرَہُ اَنْ اَسْنَحَہٗ فَانْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰی اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کردیا بلاشبہ میں نے اپنے تئیں دیکھا (یعنی بے شک مجھے خوب یاد ہے) کہ میں چارپائی پر لیٹی رہتی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے بیچ میں آجاتے اور نماز پڑھتے پھر مجھے برا معلوم ہوتا کہ آپ کے سامنے رہوں تو میں چارپائی کی پائنتی کیطرف سے کھسک کر لحاف سے نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فیتوسط السریر فیصلی"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ و مر ص۵۶ ،، وياتی ص۴۳ ،، ،، وص۴۶ ،،
وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۳۸ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ تا ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس باب سے سترہ کے مسئلہ میں مزید توسع اور عموم بتانا چاہتے ہیں کہ سترہ کیلئے اگر لاٹھی ونیزہ کے علاوہ گھر کی چارپائی وپلنگ وغیرہ کو سترہ بنا کر نماز پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔

باب ۳۴۷ لِیَرُدَّ المُصَلِّی مَن مَرَّ بَینَ یَدَیهِ وَرَدَّ ابنُ عُمَرَ فِی التَّشَھُّدِ وَفِی الکَعبَۃِ وَقَالَ اِن اَبٰی اِلَّا اَن یُّقَاتِلَہٗ قَاتَلَہٗ۔

۴۹۲ - حَدَّثَنَا اَبُو مَعمَرٍ قَالَ نَا عَبدُ الوَارِثِ قَالَ نَا یُونُسُ عَن حُمَیدِ بنِ ھِلَالٍ عَن اَبِی صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِیدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بنُ اَبِی اِیَاسٍ نَا سُلَیمٰنُ بنُ المُغِیرَۃِ قَالَ نَا حُمَیدُ بنُ ھِلَالٍ العَدَوِیُّ قَالَ نَا اَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ رَاَیتُ اَبَا سَعِیدٍ الخُدرِیَّ فِی یَومِ جُمُعَۃٍ یُصَلِّی اِلٰی شَیءٍ یَستُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِن بَنِی اَبِی مُعَیطٍ اَن یَّجتَازَ بَینَ یَدَیهِ فَدَفَعَ اَبُو سَعِیدٍ فِی صَدرِہٖ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَم یَجِد مَسَاغًا اِلَّا بَینَ یَدَیهِ فَعَادَ لِیَجتَازَ فَدَفَعَہٗ اَبُو سَعِیدٍ اَشَدَّ مِنَ الاُولٰی فَنَالَ مِن اَبِی سَعِیدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَروَانَ فَشَکَا اِلَیهِ مَالَقِیَ مِن اَبِی سَعِیدٍ وَدَخَلَ اَبُو سَعِیدٍ خَلفَہٗ عَلٰی مَروَانَ فَقَالَ مَالَکَ وَلِابنِ اَخِیکَ یَا اَبَا سَعِیدٍ قَالَ سَمِعتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُم اِلٰی شَیءٍ یَستُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَن یَّجتَازَ بَینَ یَدَیهِ فَلیَدفَعہُ فَاِن اَبٰی فَلیُقَاتِلہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیطٰنٌ۔

باب۔ اگر کوئی نمازی کے سامنے سے گذرنا چاہے تو اسے روک دینا چاہیے، حضرت ابن عمرؓ نے التحیات پڑھتے وقت اور کعبہ میں (گذرنے والے کو) روکا اور فرمایا کہ اگر کوئی گذرنے والا لڑائی کے بغیر باز نہ آئے تو اس سے لڑنا چاہیے۔

ترجمہ حدیث ابوصالح السمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے آڑ کئے ہوئے (یعنی کسی چیز کا سترہ قائم کر کے) نماز پڑھ رہے ہیں، ابومعیط کی اولاد میں سے ایک جوان (ولید بن عقبہ) نے ان کے سامنے سے گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعیدؓ نے اس کے

سینے پر ہاتھ مار کر ہٹا دیا اس پر جوان نے (ادھر ادھر) دیکھا مگر سوائے ان کے سامنے گذرنے کے کوئی راستہ نہیں پایا پھر دوبارہ گذرنا چاہا تو حضرت ابوسعید رضؓ نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے دھکا دیا تو اس (بدتمیز) نے حضرت ابوسعید خدری رضؓ کو گالی دی پھر مروان کے پاس پہنچا اور حضرت ابوسعید رضؓ سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی۔ اس کی شکایت کی اور حضرت ابوسعید رضؓ بھی اس کے پیچھے ہی مروان کے پاس پہنچے، مروان نے کہا اے ابوسعید آپ کے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ حضرت ابوسعید رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جب تم سے کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھے اور کوئی اس کے سامنے گذرنا چاہا تو وہ اس کو روک دے پھر اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے قتال کرے کیونکہ وہ گذرنے والا شیطان ہے۔

مُطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ۔

تعدد موضع | والحدیث ھٰھنا ص۷۳ وباقی ص۴۶۳ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۹۷ وابوداؤد اوّل فی الصلوٰۃ ص۱۰۱

مقصد ترجمہ | چونکہ حدیث پاک کے فلیدفعہ میں اختلاف ہے کہ یہ امر کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک اباحت کیلئے ہے یعنی رخصت ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک استحباب کیلئے ہے ۳ ظاہریہ کے نزدیک وجوب کیلئے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور یعنی ائمہ ثلاث رح کی موافقت وتائید ہے یعنی دفع المار مستحب ہے۔

تشریح | اس حدیث میں دو چیزیں مذکور ہیں (۱) دفع المار یعنی گذرنے والے کو دفع کرنا، روکنا۔ (۲) مقاتلہ یعنی گذرنے والا اگر اشارے سے یا تسبیح سے باز نہ آئے تو سختی کرے یعنی دھکا دیدے۔

دفع المار کا ایک فائدہ تو مصلی کا ہے کہ خشوع زائل نہ ہو، اور دوسرا فائدہ گذرنے والے کا ہے کہ نمازی کے آگے گذرنے کے گناہ سے بچ جائے گا۔

دوسری چیز مقاتلہ ہے قال عیاض اجمعوا علی انہ لا تلزمہ مقاتلتہ بالسلاح ولا بما یؤدی الی ھلاکہ الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ ہتھیار سے یا ہتھیار جیسے مہلک اشیاء سے لڑنا لازم نہیں کیونکہ اس صورت میں عمل کثیر ہوگا جو مفسد صلوٰۃ ہوگا۔

اس لئے محتاج تاویل ہے ۱ یہ ارشاد بطور تغلیظ ہے فی الواقع قتال کی اجازت مقصود نہیں۔

۲ قتال مراد لعنت ہے۔
۳ یہ منسوخ ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب نماز کے اندر افعال واقوال جائز تھے لیکن جب آیت شریفہ قوموا للہ قانتین نازل ہوئی تو یہ سب منسوخ ہو گئے۔
۴ بعض حضرات نے بعد الصلوٰۃ پر محمول کیا ہے کہ نماز کے بعد تنبیہ کرے بہر حال نمازی کو تو حالت نماز میں دفع المار سے بھی پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔ چہ جائے کہ قتال و فساد۔
واللہ اعلم

باب ۳۴۳ اِثْمِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ

نمازی کے سامنے سے گذرنیوالے کے گناہ کا بیان

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَہٗ اِلٰی اَبِیْ جُھَیْمٍ یَسْأَلُہٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ اَبُوْ جُھَیْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَھْرًا اَوْ سَنَۃً۔

ترجمہ حدیث بسر بن سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد جہنی انصاری رضہ نے انہیں (یعنی بسر بن سعید کو) حضرت ابو جہیم انصاری رضہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ حضرت ابو جہیم رضہ سے یہ پوچھیں کہ انھوں نے نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سُنا ہے تو حضرت ابو جہیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا یہ جانتا کہ اس گذرنے پر کتنا گناہ ہوگا تو البتہ چالیس تک کھڑا رہنا اس کو پسند ہوتا اس سے کہ سامنے گذرے۔ ابو النضر کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ بسر بن سعید رضہ نے چالیس دن کہا تھا یا چالیس مہینے یا چالیس سال؟

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لو یعلم المار بین یدی المصلی"

ماذا علیہ الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳ وخرجہ مسلم اوّل ص۱۹۷ وابن ماجہ ص۶۸۔

مقصد ترجمہ باب سابق کی حدیث میں تھا فلید فعہ، اس کی تشریح میں بتایا گیا تھا کہ اس میں دو احتمال ہے ۱ مصلی کا فائدہ کہ وصلہ خداوندی ختم نہ ہو، خشوع زائل نہ ہو۔ دوسرا فائدہ دفع المار سے گذرنے والے کا ہے۔

امام بخاریؒ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

امام بخاریؒ نے اس مقصد کا استدلال حدیث پاک کے "ماذا علیہ" ای من الاثم سے کیا ہے۔ یعنی گذرنے والا اگر مصلّی کے سامنے سے گذرے گا تو گنہگار ہوگا لہٰذا اس گناہ اور اس گناہ کے وبال سے بچانے کیلئے فلیدفعہ کا حکم دیا جیسے کوئی اندھا جا رہا ہو اور اس کے آگے کنواں آجائے جس میں اس اندھے کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس مصلّی کو نماز توڑ دینی ہو گی اسی طرح یہاں چونکہ گذرنے والا ایک بڑے وبال سے گذر رہا ہے لہٰذا اس سے اس کو بچانا ضروری ہے اور حکم ہوا فلیدفعہ۔

قال اربعین یہاں روایت میں ابہام ہے لیکن بعض روایت میں تصریح ہے وقد وقع فی مسند البزار من طریق ابن عیینۃ التی ذکرھا ابن القطان لکان ان یقف اربعین خریفا (فتح الباری جلد اوّل ص۶۹۷)

اس سے متعین ہو گیا کہ چالیس سال کھڑا رہنا پسند کریگا لیکن گذرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔

۳۴۲ بَابُ اِسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّي

ذَكَرَهٗ عُثْمَانُ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي وَهٰذَا اِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهٖ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ اِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ۔

۴۹۴۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَاِنِّي لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهٗ فَاَنْسَلُّ

اِنسِلا لًا وعَنِ الاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ نَحْوَہٗ۔

باب۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو دوسرے شخص کا اس نمازی کیطرف منہ کرنے کا بیان۔ اور حضرت عثمان نے مکروہ قرار دیا ہے کہ کوئی شخص نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھے۔

امام بخاری رح کہتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ جب کہ نمازی کا دھیان بٹے لیکن اگر اس کا دھیان نہ بٹے تو حضرت زید بن ثابت رض نے فرمایا کہ میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کیوں کہ مرد کا سامنے سے آنا مرد کیلئے قاطع نماز نہیں ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ان کے (یعنی حضرت عائشہ رض کے) سامنے ان چیزوں کا تذکرہ ہوا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چنانچہ لوگوں نے کہا کہ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتی ہیں۔ (یعنی اگر نمازی کے آگے ان میں سے کوئی آجائے) اس پر حضرت عائشہ رض نے فرمایا! تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتا بنا دیا (یعنی کتے کے برابر کر دیا) حالانکہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور میں آپ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان تخت پر لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت ہوتی۔ تو میں آپ کے سامنے منہ کرنا ناپسند کرتی تو میں (پائنتی سے) کھسک جاتی۔ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انھوں نے حضرت عائشہ رض سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " واکرہ ان استقبلہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۳، وص۵۶ " " وص۷۲ ویاتی ص۷۳ " وص۷۴ " وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۲۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا قاطع صلوٰۃ نہیں ہے

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب ہے استقبال الرجل الرجل یعنی مرد کا مرد کے سامنے ہونا اور روایت میں عورت کا مرد کے سامنے ہونا ہے۔

جواب: جب عورت کے سامنے آنے سے نماز میں کوئی خلل وفساد نہیں آتا تو مرد کے سامنے آنے سے بدرجہ اولیٰ فساد نہ ہوگا۔

بَابُ ۳۴۳ الصَّلوٰۃِ خَلْفَ النَّائِمِ

سونے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوْتِرَ أَيْقَظَنِيْ فَأَوْتَرْتُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے بچھونے پر آڑے (جنازے کی طرح) سوتی رہتی پھر جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بیدار کردیتے اور میں وتر پڑھتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في "يصلي وانا راقدة معترضة على فراشه"

اشکال ترجمة الباب خلف النائم ہے اور حدیث شریف میں خلف النائمة ہے۔ فکیف التطبیق؟

جواب ۱۔ احکام شرعیہ میں مرد و عورت یکساں ہیں۔ الا ماخصہ الدلیل۔

۲۔ جب سونے والی عورت کے پیچھے نماز جائز ہے تو سونے والے مرد کے پیچھے بطریق اولی جائز ہوگا۔

۳۔ ترجمۃ الباب میں خلف النائم سے مراد خلف الشخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۳ ومر ص۵۶ " وص۷۲ ومياتي ص۷۳ " " وص۷۴ وص۱۳۶ وص۱۶۱ وص۹۳۸۔

مقصد ترجمہ چونکہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت سے سونے والے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اس لئے امام بخاری رح نے صاف کردیا کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ تفصیل یہ ہے کہ اگر سونے والے کے کسی حرکت سے نماز کے خشوع کے قاطع و زائل ہونے کا اندیشہ ہو۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی کی روایت ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصلوا خلف النائم ولا المتحدث۔ — نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز مت پڑھو۔

(ابوداؤد جلد اول ص۱۰۱)

ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان — رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باتیں کرنے والے

یصلی خلف المتحدث والنائم۔ اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ص۶۹۔

امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ ان روایتوں میں بھی وہی تاویل کیجائے گی کہ سونے والا مثلاً زور سے خراٹے لیتا ہے یا باتیں کرنے والا زور سے باتیں کرتا ہے جس سے نمازی کی طبیعت میں انتشار پیدا ہو جائے۔ یا سونے والے کو ضراط وغیرہ خارج ہو تو خشوع میں فرق پڑے۔ تو ان صورتوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیئے کہ نماز میں وصلہ خداوندی نے فاسد ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن اگر سونے والے یا باتیں کرنے والے سے اس طرح کی کسی حرکت کا اندیشہ نہ ہو تو نماز جائز ہے جیسا کہ امام بخاری رح نے حضرت عائشہ رض کی روایت پیش کر کے ثابت کیا ہے اور اس طرح کی روایت مسلسل آرہی ہیں۔

بَابٌ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ

عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنے کا بیان

۴۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

ترجمہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی جگہ میں ہوتے پھر جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے مجھکو چھو دیتے (یعنی پاؤں پر ہاتھ رکھدیتے) تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ ان دنوں گھر میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "کنت انام بین یدی رسول اللہ صلی علیہ وسلم ورجلای فی قبلتہ

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۳ باقی صفحات کے لئے حدیث سابق حدیث ص۴۹۵ کے صفحات دیکھیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت سامنے لیٹی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے رہا یہ اشکال کہ یہ جواز کا حکم تو فرض نماز ہو یا نفل سب جائز ہے پھر نفل کی خصوصیت کیوں؟

جواب: چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرائض ہمیشہ مسجد ہی میں ادا فرماتے تھے گھر میں تو سنن ونوافل ہی پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بعض حضرات سے جو خلف المرأۃ کی کراہت منقول ہے امام بخاری رح کو تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے امام بخاری رح نے مختلف ابواب کے اندر مختلف طور سے جواز ثابت کر دیا۔

یا یہ کہا جائے کہ کراہت اس وقت ہے جبکہ نمازی کے خشوع میں خلل کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں

نیز اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے

بَابُ ۳۴۵ مَنْ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

۴۹۷ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جو نماز توڑ دیتی ہیں یعنی کتا، گدھا اور عورت (یعنی ان چیزوں کا نمازی کے سامنے گذرنا قاطع صلوٰۃ ہے) تو حضرت عائشہ رض نے فرمایا تم لوگوں نے ہم (عورتوں) کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ قرار دیا، خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں اس بات کو پسند نہ کرتی کہ میں آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کو تکلیف دوں تو میں چارپائی کی پائنتی سے کھسک کر نکل جاتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ یدل علی ان الصلوٰۃ لا یقطعھا شیٔ۔

یعنی حدیث پاک کا مضمون و مفہوم صاف دلالت کر رہا ہے کہ نماز کسی بھی چیز کے سامنے آنے سے نہیں ٹوٹتی۔

رہا یہ اشکال کہ مسلم شریف وغیرہ کی روایت یقطع الصلوٰۃ المرأۃ والحمار والکلب ویقی ذٰلک مثل موخرۃ الرحل (مسلم اوّل ص۱۹۷)

امام نووی لکھتے ہیں کہ "قال مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہم والجمہور العلماء من السلف والخلف لا تبطل الصلوٰۃ بمرور شیٔ من ھؤلاء ولا من غیرھم (شرح نووی ص۱۹۷)

جمہور علماء نے ان روایتوں کی تاویل کی ہے۔

قطع صلوٰۃ سے مراد وصلِ خداوندی اور خشوعِ صلوٰۃ کا انقطاع ہے۔

۲ قطع صلوٰۃ والی روایات ابتداءِ اسلام پر محمول ہیں اور لا یقطع الصلوٰۃ شیٔ متاخر ہے۔ لہٰذا قطع صلوٰۃ والی روایت منسوخ ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۳ ومرّ مرارا۔

۴۹۸ - حَدَّثَنِی إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاھِیْمَ قَالَ نَا ابْنُ أَخِی ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ سَأَلَ عَمَّہٗ عَنِ الصَّلٰوۃِ یَقْطَعُھَا شَیْءٌ قَالَ لَا یَقْطَعُھَا شَیْءٌ أَخْبَرَنِی عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُصَلِّی مِنَ اللَّیْلِ وَإِنِّی الْمُعْتَرِضَۃُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ عَلٰی فِرَاشِ اَھْلِہٖ۔

ترجمہ | ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبد اللہ) نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا نماز کو کوئی چیز توڑتی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ہے مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان آپ کے گھر کے بچھونے پر عرض میں (جنازے کی طرح) لیٹی رہتی۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قول الزھری لا یقطعھا شیٔ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۳ ومرّ مرارا۔

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی موافقت و تائید ہے کہ کوئی چیز قاطع صلوٰۃ نہیں ہے۔ خلافا للظاھریہ۔

بَابٌ ۳۴۶ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلٰوةِ

جب نماز میں چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر اُٹھالے؟ (تو نماز فاسد نہیں ہوگی)

۴۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمامہ (اپنی نواسی) کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کی اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس (آپ ﷺ کے داماد) کی بیٹی تھیں چنانچہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ان کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو اٹھا لیتے (یعنی اپنی گردن پر اٹھا لیتے)

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في "كان يصلي وهو حامل امامة بنت زينب۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۴ ويأتي ص۸۸۷ مسلم اول في الصلوٰة ص۲۰۵ وابوداؤد في باب العمل في الصلوٰة ص۱۳۲۔

مقصد ترجمہ قال ابن بطال اراد البخاري ان حمل المصلي الجارية" اذا كان لا يضر الصلوٰة فمرورها بين يديه لا يضر الخ (فتح الباری اوّل ص۴۰۳) یعنی جب بچی کا اٹھانا قاطع صلوٰۃ نہیں تو پھر عورت کا سامنے سے گذر جانا بدرجہ اولیٰ قاطع نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ بخاری رح جواز بتانا چاہتے ہیں۔

چنانچہ علامہ قسطلانی رح فرماتے ہیں کہ انما فعل ذلك عليه الصلوٰة والسلام لبيان الجواز وهو جائز لنا وشرع مستمر الى يوم الدين وهذا مذهبنا الخ

اور یہی جمہور علماء حنفیہ۔ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ یہ صورت مفسد صلوٰۃ نہیں اور نہ ہی اس کو عمل کثیر کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو ہاتھ تک لگانے کی ضرورت نہ ہوتی تھی بلکہ امامہ خود ہی

چڑھ جاتی تھی پھر رکوع اور سجود میں جاتے وقت گرنے کے خوف سے اتر جاتیں اور پھر سجدہ سے اٹھتے وقت کاندھے پر (یا گردن پر) بیٹھ جاتیں۔
عمل کثیر تو اس وقت ہوتا جب دونوں ہاتھ کا استعمال ہو۔
ے سب سے بہتر تعریف تو یہ ہے کہ دیکھنے والے شک میں پڑ جائے کہ نماز پڑھ رہا ہے یا نہیں ؟ واللہ اعلم

بَابٌ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ

۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي۔

۵۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا عَلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

باب۔ ایسے بستر کی طرف رخ کرکے نماز پڑھے جس پر حیض والی عورت پڑی ہو (تو نماز درست ہے)

ترجمہ حدیث ۵۰۰ عبداللہ بن شداد بن ہاد نے کہا کہ میری خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض بنت حارث نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا بستر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کے برابر میں ہوتا پھر کبھی ایسا ہوتا کہ آپ کا کپڑا میرے بدن پر پڑ جاتا جب کہ میں اپنے بستر پہ ہوتی (یعنی حیض کی حالت میں جیسا کہ اگلی روایت میں تصریح آرہی ہے۔

ترجمہ حدیث ۵۰۱ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ میں آپ کے پہلو میں سوتی رہتی پھر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا میرے جسم پر آپڑتا اور میں حیض کے حالت میں ہوتی۔

مطابقۃ الحدیثین للترجمہ مطابقت واضح ہے صرف پہلی روایت میں حیض کی تصریح نہیں تھی لیکن دوسری روایت سے وضاحت ہوگئی کہ پہلی روایت بھی اسی پر محمول ہوگئی، الحدیث یفسر بعضہ بعضاً

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ حائضہ نمازی کے پہلو میں ہو یا برابر

میں تو عورت کے گذرنے سے بطریق اولیٰ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور ترجمۃ الباب میں اِلٰی کا لفظ ہے یعنی بچھونے کیطرف. توشاید الیٰ عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بائیں طرف. بہر حال نماز درست ہے۔

بَابٌ ۳۴۸ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ ؟

کیا مرد سجدہ کرتے وقت اپنی عورت کا بدن چھو سکتا ہے سجدہ کیلئے ؟

۵۰۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيَى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت برا کیا کہ ہم (عورتوں) کو کتے اور گدھے کے برابر کر دیا. بلاشبہ میں نے خود اپنے تئیں دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے پھر جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میری پیروں کو چھو دیتے تو میں ان کو سمیٹ لیتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فاذا اراد ان یسجد غمز رجلیّ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۶، ومر ۵۵ تا ۵۶ " " وص۷۳ وص۷۳ " " وياتی ص۱۳۶، ص۱۶۱ وص۹۲۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ جب نماز میں عورت کا چھو دینا مفسد نماز نہیں ہے تو صرف آگے سے عورت کا گذر جانا بطریق اولیٰ قاطع نماز نہ ہوگا۔

بَابٌ ۳۴۹ الْمَرْأَةُ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى

باب، عورت اگر نمازی کے بدن پر سے کچھ گندگی پھینکدے ؟

(تو کیا حکم ہے ؟)

۵۰۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلَى هٰذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلَى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيْءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور کفار قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں بیٹھی تھی اتنے میں ان میں سے ایک کہنے والے (ابو جہل) نے کہا کہ کیا تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے؟ تم میں کون ہے جو آل فلاں کی ذبح کی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کا گوبر، خون اور بچہ دانی اٹھالائے پھر ان صاحب کا انتظار کرے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ کریں تو ان کے مونڈھوں کے درمیان رکھدے چنانچہ اس جماعت کا سب سے بدبخت انسان (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اٹھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے یہ سب آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھدیا اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی میں ٹھہرے رہے کفار ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے سبب بعض بعض پر جھک جاتے ایک جانیوالا حضرت فاطمہؓ کے پاس گیا حضرت فاطمہؓ چھوٹی لڑکی تھیں یہ سنکر وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور آپ اس وقت تک سجدہ ہی کی حالت میں تھے یہانتک کہ حضرت فاطمہؓ نے حضور اقدس کے کاندھے سے گرادیں پھر حضرت فاطمہؓ نے کفار کو مخاطب کر کے انہیں برا بھلا کہا پھر جب رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے تو دعا کرنے لگے اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے لے۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لیلے۔ پھر آپؐ نے نام لیکر فرمایا اے اللہ عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو اپنی گرفت میں لیلے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان تمام نامرد لوگوں کو غزوہ بدر والے دن مردہ حالت میں پڑے دیکھا پھر ان کی لاشوں کو کھینچکر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کنویں والوں پر لعنت مسلّط کر دی گئی (یعنی آخرت میں بھی مزید ذلیل وخوار ہوں گے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " فاقبلت تسعیٰ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ عنہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۴ و مر ص۳۷ ج ، ویاتی ص۲۱۱ ص۴۵۲ و ص۵۴۳ تا ص۵۴۴ و ص۵۶۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد عورت کے غیر قاطع صلوٰۃ ہونیکا اثبات ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ نمازی کے بدن پر سے کوئی بھاری چیز ہٹانے کیضرورت ہو تو جس طرف سے بھی سہولت ہو خواہ نمازی کیسامنے سے ہی ہو ہٹا سکتی ہے اس سے نماز فاسد ہوگی

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عورت کا نمازی کے سامنے ہونا یا سامنے سے گذرنا مفسد صلوٰۃ نہیں۔

ع۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رحنے اس سے اشارہ کیا ہو کہ مسّ مرآۃ ناقض وضو نہیں ہے جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے تو اس صورت میں حنفیہ کی تائید ہو گی۔ واللہ اعلم ع ۶ چلل بگوسرائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مواقیت الصلوٰۃ

کتاب اوقات نماز کا بیان

باب ۳۵ مواقیت الصلوٰۃ وفضلها وقوله تعالى إن الصلوٰۃ كانت على المؤمنين كتابا موقوتا موقتا وقته عليهم۔

۵۰۴ - حدثنا عبد الله بن مسلمة قال قرأت على مالك عن ابن شهاب أن عمر بن عبد العزيز أخر الصلوٰۃ يوما فدخل عليه عروة بن الزبير فأخبره أن المغيرة بن شعبة أخر الصلوٰۃ يوما وهو بالعراق فدخل عليه أبو مسعود الأنصاري فقال ما هذا يا مغيرة؟ أليس قد علمت أن جبريل عليه السلام نزل فصلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال بهذا أمرت فقال عمر لعروة اعلم ما تحدث به أو أن جبريل هو أقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم وقت الصلوٰۃ؟ قال عروة كذلك كان بشير بن أبي مسعود يحدث عن أبيه قال عروة ولقد حدثتني عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل أن تظهر۔

باب، نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت کا بیان۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد (سورۂ نساء میں) بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے مقررہ وقتوں میں۔

فرماتے ہیں موقوت صیغہ اسم مفعول بمعنی موقت ہے۔ موقت کہتے ہیں جسکی حد بندی کی گئی ہو اور وقته علیهم یعنی اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں پر نماز کا وقت مقرر کر دیا ہے۔

(یہی آیت کریمہ اوقات نماز میں اصل ہے جو نماز کی صحت کیلئے شرط ہے) امام بخاری رح نے یا تو استدلالاً ذکر فرمائی ہے کہ اس کا ثبوت قرآن حکیم سے بھی ہے۔

یا استبراک کیواسطے یہ آیت ذکر فرمائی ہے۔

ترجمہ حدیث | ابن شہاب (یعنی محمد بن مسلم بن شہاب زہری رح) سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے

ایک دن (عصر کی) نماز میں تاخیر کردی تو ان کے پاس عروہ بن زبیر پہونچے اور ان سے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے ایک دن جبکہ وہ عراق میں تھے نماز میں تاخیر کردی تو حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ ان کے پاس گئے اور کہا اے مغیرہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جبرئیل علیہ السلام (لیلۃ المعراج کی صبح کو آسمان سے) اترے اور نماز پڑھی (ظہر کی) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (عصر) پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر انھوں نے نماز (مغرب) پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (عشاء) کی نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر انہوں نے (فجر کی) نماز پڑھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی ان اوقات میں نماز پڑھنے کا)

اس پر عمر بن عبدالعزیز رحؒ نے عروہ سے کہا خوب سوچ سمجھ لو کہ تم کیا بیان کر رہے ہو کیا جبرئیل عؑ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا وقت مقرر کیا تھا؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابی مسعود اپنے والد (حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ) سے اسی طرح حدیث بیان کرتے تھے۔

عروہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ان جبرئیل علیہ السلام نزل فصلی الی آخرہ وھی خمس مرات فدل ان الصلوٰۃ موقتۃ بخمسۃ اوقات (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۵ ویاتی ص۴۵۵ ایضا فی المغازی ص۵۷۱ تا ص۵۷۲ وحدیث عائشۃ رضؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی العصر الخ ھھنا ص۷۵ ویاتی ص۷۷ وص۷۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے پہلے تو استقبال قبلہ کے ابواب ذکر کئے تھے جو نماز کی ایک شرط ہے اس کے بعد قبلہ کی حفاظت کیلئے سترہ کے ابواب ذکر کئے اب نماز کی دوسری شرط اوقات صلوٰۃ کو بیان فرما رہے ہیں یعنی امام بخاری رحؒ کا مقصد اوقات نماز کی فرضیت و فضیلت کو بیان کرنا ہے۔

تشریحات ہمارے ہندی نسخوں میں اسی طرح ہے کہ بسملہ کے بعد کتاب مواقیت الصلوٰۃ ہے اور اسی طرح اکثر نسخوں میں ہے مثلاً عمدۃ القاری ارشاد الساری وغیرہ لیکن بعض نسخوں میں ہے کتاب مواقیت و فضلھا۔ باب مواقیت الصلوٰۃ، کمافی الحاشیۃ۔

حضرت شیخ الحدیث رحؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہی نسخہ راجح ہے جو حاشیہ پر ہے یعنی کتاب میں مواقیت و فضل دونوں کا ذکر ہونا افضل و راجح ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ کتاب جملہ مضامین کے واسطے

جامع ہوتی ہے اس واسطے اس میں مواقیت اور فضل دونوں ہوں گے لیکن اگر یہی نسخہ ہو جو ہمارے سامنے ہے تب بھی کوئی اشکال نہیں رہے گا چونکہ امام بخاری رح یہاں مواقیت و فضل مواقیت دونوں کو ذکر فرما رہے ہیں مواقیت تو ابو مسعود رض کی روایت میں ہے اور فضل اس طرح ثابت ہوگا کہ عروہ نے عمر بن عبدالعزیز کی تاخیر پر انکار فرمایا تھا یہ انکار بنا پر فضیلت ہی کے تھا۔

اخر الصلوٰۃ یوما یعنی ایک دن تاخیر کردی، اس سے معلوم ہوا کہ عادت تاخیر کی نہ تھی بلکہ ایک روز کسی مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تھی اگرچہ ان کے خاندان کے لوگ یعنی بنو امیہ تاخیر صلوٰۃ کے عادی تھے اور یہ عصر کی نماز تھی جیسا کہ بخاری بدء الخلق ص۴۵۷ میں تصریح ہے اخر العصر شیئا، نیز لفظ شیئا سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تاخیر زائد نہیں تھی معمولی سی تھی کہ آپ رح کا معمول جس وقت مستحب پر پڑھنے کا تھا اس میں کچھ تاخیر ہوگئی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ آپ ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے۔

اس تاخیر پر عروہ رح نے عمر بن عبدالعزیز رح پر نکیر کی اور فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے تاخیر کی تھی۔ تو حضرت ابو مسعود رض انصاری ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ما ھذا یا مغیرہ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ اوقات نماز کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل ع کو حضور اقدس ص کے پاس بھیجکر اوقات کی تعیین فرمائی پھر کوتاہی کیوں؟

اخر الصلوٰۃ یوما وھو بالعراق یہ بھی نماز عصر ہی تھی حضرت مغیرہ بن شعبہ رض نے عصر کی نماز میں تاخیر کردی تھی جیسا کہ کتاب المغازی ص۵۷۱ کی روایت میں ہے کہ اخر المغیرۃ بن شعبۃ العصر وھو امیر الکوفۃ، یہاں لفظ عراق اور کوفہ سے اشکال نہ ہونا چاہیئے کہ کوفہ عراق ہی کا ایک مشہور و معروف شہر ہے اور یہ مغیرہ بن شعبہ رض حضرت امیر معاویہ رض کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ ان جبرئیل صلی اللہ علیہ وسلم الخ امام المغازی محمد بن اسحاق نے لکھا ہے کہ لیلۃ المعراج کی صبح میں اترے تھے اور صبح سے مراد معراج کی رات گذرنے کے بعد آنیوالا دن ہے اور سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی گئی ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں تصریح ہے کہ آپ نے فرمایا۔ امنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظھر فی الاولیٰ منھما۔ (ترمذی اول ص۲۱)

سوال ۱: یہ پیدا ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کیوں نہ پڑھی؟

جواب ۱: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں فجر کی نماز پڑھ کر واپس تشریف لائے تھے۔

نمبر۲. بلا شبہ نماز کی فرضیت رات میں ہو چکی تھی لیکن بیان سے قبل ادا کا وجوب نہیں ہوا تھا اور فجر کے وقت سے بیان کا سلسلہ اس لئے شروع نہیں کیا گیا کہ وہ سونے اور غفلت کا وقت ہوتا ہے اسلئے سب کی موجودگی

دشوار تھی۔ اور مقصود یہ تھا کہ بیان اوقات ایسے وقت سے شروع کیا جائے جب کہ سب موجود ہوں اس لئے فجر کی نماز کے بجائے ظہر کا وقت اختیار کیا گیا۔

نصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. فاء تعقیب مع الوصل کیلئے آتی ہے مگر یہ تعقیب اجزاء صلوٰۃ کے اعتبار سے ہے یعنی آپ ہر ہر جزء جبرئیل علیہ السلام کے کرنیکے بعد فرماتے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کے ساتھ ساتھ نماز پڑھی جیسا کہ ترمذی کی روایت مذکور ہے امنی جبرئیل الخ

ثم صلی فصلی الخ. ثم تراخی کیلئے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ الگ الگ مختلف اوقات میں نزول ہوا اور اوقات کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی کہ حق تعالٰے کے نزدیک اوقات صلوٰۃ کی اتنی اہمیت وفضیلت ہے کہ اس کی تعیین کیلئے حضرت جبرئیل ؑ کو بھیجا اور الگ الگ پانچ اوقات میں بھیجکر اوقات کی ابتداء وانتہاء واضح فرمادی۔

سوال روایت میں اوقات صلوٰۃ کا بظاہر بیان نہیں ہے بلکہ صرف صلوٰۃ جبرئیل ؑ اور اقتداء رسول ؐ کا تذکرہ ہے۔

جواب: روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل پانچ دفعہ آئے یہ آمد اوقات کی تعیین ہی کیلئے تو تھی، تفصیلی روایت ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔

اشکال حضرت جبرئیل ؑ فرشتہ ہیں فرشتے نماز پنجگانہ کے مکلف نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوچکی تھی۔ اس سے اقتداء المفترض خلف المتنفل کا جواز معلوم ہوتا ہے جو حنفیہ کے خلاف ہے۔

جواب: حضرت جبرئیل ؑ حق تعالٰے کے حکم سے امامت کیلئے آئے تھے تو امامت پر مامور ہونے کی وجہ سے جبرئیل ؑ پر امامت فرض ہوگئی اس لئے اقتداء المفترض خلف المفترض ہے جیسا کہ خود روایت میں موجود ہے۔ بھذا امرت. تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاء اللہ

اعلم ما تحدث به. یہ امر کا صیغہ ہے کہ اب یا تو علم سے ہے اس میں معنی ہوگا۔ سوچ سمجھ لو کیا بیان کررہے ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کو امامت جبرئیل والی حدیث کا علم پہلے سے نہ تھا اس لئے ان کو اشکال ہوا کہ امامت تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے اس لئے اس صورت میں مفضول کی امامت لازم آتی ہے۔

اور اگر اعلام سے امر کا صیغہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ نشاندہی کرو یعنی سند بیان کرو چنانچہ عروہ نے سند بیان کردی قال عروۃ کذلک کان بشیر بن ابی مسعود الخ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے اس جملہ اوان جبریل ھو اقام الخ سے یہی النسب معلوم ہوتا ہے

اس لئے کہ عروہ نے اس کے بعد سند بیان کر دی اور سند بیان کرنے کے بعد مزید فرمایا ولقد حدثتنی عائشۃ الخ یعنی مجھ سے حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب دھوپ ان کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی اس اثر کے ذکر کرنیکی وجہ یہ ہے کہ عروہ جو اشکال کیا تھا اس کا تعلق نماز عصر ہی سے تھا۔ اور نماز عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اول وقت میں پڑھنے کا تھا تو اس کی تائید میں عروہ نے حضرت عائشہ رضی کی روایت کو ذکر فرمایا ہے اس سے نماز عصر میں تعجیل و تاخیر کا مسئلہ نکلتا ہے اسکی تفصیل عنقریب آئے گی۔ "باب وقت العصر، بخاری ص۷۸" میں انشاء اللہ الرحمان۔

بَابُ (۳۵۱) قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

۵۰۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ۔ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيْرِ۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ روم میں) اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور اور نماز کو قائم کرو اور مشرکین میں سے مت بنو۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینے میں پہونچ سکتے ہیں اس لئے آپ ہمیں ایسی بات بتلائیے جس کو ہم بھی اپنا معمول بنالیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (وطن میں) رہ گئے ہیں ان کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں (جن باتوں کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں) اللہ پر ایمان لانا پھر آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسکی تفسیر کی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ میرے پاس داخل کرنا اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے سے، سبز ٹھلیا سے، روغنی برتن سے اور لکڑی کے کریدے ہوئے برتن سے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ من حیث ان فی الآیۃ المذکورۃ اقتران نفی الشرک باقامۃ الصلوٰۃ وفی الحدیث اقتران اثبات التوحید باقامتہا (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵ وص۱۳ وص۱۹ وغیرہ ملاحظہ ہو نصر الباری جلد اول ص۳۵۶

تشریح مفصل بحث گذر چکی ہے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص۳۵۱ تا ص۳۵۶

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے نماز کی اہمیت اور اوقات نماز کی اہمیت کا بیان ہو کیوں نماز اہم ترین عبادت اور کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رح سے تو منقول ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

باب ۳۵۲ البَیعَۃِ عَلٰی اِقَامِ الصَّلوٰۃِ

نماز کے قائم رکھنے پر بیعت لینے کا بیان

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسٌ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلوٰۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رض سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۵ ومر ص۱۳ وص۱۴ ویاتی ص۱۸۸ وص۲۸۹ وص۳۷۹ وص۱۰۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد نماز کی فضیلت بیان کرنا ہے جو بالکل واضح ہے کہ نماز کی اہمیت اس قدر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رض سے اقامتہ صلوٰۃ پر بیعت لی ہے اور اقامت

صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام شرائط وارکان وآداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اور چوں کہ اقامۃ صلوٰۃ مواقیت ہی میں ہوگی اس لئے مواقیت سے بھی مطابقت ہو جائے گی۔

تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیوں کہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم اور اصل ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے۔ اس کے بعد چونکہ جریرؓ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اس لئے انہیں تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی تاکید کی گئی تھی جیسے عبد القیس کے لوگوں کو مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا چوں کہ یہ لوگ مجاہدین تھے۔ کفار مضر سے مقابلہ رہا کرتا تھا۔ اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مشائخ کو بیعت کے وقت ہر شخص کے مناسب جو بات ہو اس کو ذکر کر کے بیعت لینی چاہیئے۔ بحمد اللہ مشائخ عظام اس کا خیال و لحاظ بھی کرتے ہیں۔

بَابٌ الصَّلٰوۃُ کَفَّارَۃٌ

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ اَنَا كَمَا قَالَهُ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيْءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنَّ الْفِتْنَةَ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَا يُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهُ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

ترجمہ حدیث حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر) فرمایا تم میں سے کسی کو فتنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے۔؟ میں نے (یعنی حذیفہؓ نے) کہا مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح کہ آپ نے فرمایا تھا حضرت

عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک تم تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم (کی بات بیان کرنے) پر یا اس روایت کے بیان کرنے پر جری ہو (حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ انسان جو اپنے اہل وعیال اور اپنے مال و اولاد اور ہمسایہ کے بارے میں مبتلائے فتنہ ہوتا ہے تو نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مقصد اس فتنہ کے بارے میں معلوم کرنا نہیں ہے میرا مقصد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کی طرح جوش زن ہوگا (یعنی وہ عالمگیر فتنہ جو امنڈ آئے گا) حذیفہ رضؓ نے کہا اے امیرالمومنین آپ کو اس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے بلا شبہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، تبلاؤ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضؓ نے کہا توڑا جائے گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کبھی بند نہ کیا جاسکے گا۔ شقیق کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت حذیفہؓ سے کہا "ہاں اسی طرح جانتے تھے جیسے تم، کل سے پہلے رات ہونے کو جانتے ہو، حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے (یعنی عمرؓ سے) وہ حدیث بیان کی جو پہیلی نہ تھی (یعنی غلط نہ تھی) شقیق کہتے ہیں کہ ہمیں (دروازہ) کے متعلق) حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرنے میں ڈر لگا (یعنی ان کا رعب مانع ہوا) تو ہم نے مسروق سے کہا تو انہوں نے پوچھا تو حذیفہ رضؓ نے فرمایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے۔

مُطابقۃ للترجمۃ | مُطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ تکفرھا الصّلوٰۃ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ۷۵ وباقی ۱۹۳ و ۲۵۴ و ۵۰۷ و ۱۰۵۱۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَۃٍ قُبْلَۃً فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِیْ ھٰذَا قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّھِمْ۔

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اپنا قصور بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے (سورہ ہود کی) یہ آیت نازل فرمائی، دن کے دونوں کناروں (صبح وشام) اور رات کے کچھ حصوں میں

نماز قائم رکھو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ حکم خاص میرے لئے ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا میری تمام امت کیلئے یہی حکم ہے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ان الحسنات یذھبن السیئات"

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۷۵ ویاتی ص۶۷۵۔

مقصد ترجمہ | اب یہاں امام بخاریؒ نماز کی بڑی فضیلت بیان فرما رہے ہیں کہ نماز اتنی بڑی اور عظیم ترین فضیلت کی چیز ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیئات۔

تشریحات | تکفرھا الصلوٰۃ الخ حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ مرجئہ نے اس باب کی دونوں حدیثوں کے ظاہر سے یہ استدلال کیا ہے کہ افعال خیر کبائر وصغائر سب معاصی کیلئے کفارہ ہوجاتے ہیں لیکن جمہور اہل سنت کے نزدیک صرف صغائر معاف ہوتے ہیں کیوں کہ بعض روایت میں قید مذکور ہے اذا اجتنب الکبائر (مسلم)

نیز قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:۔

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ النساء آیت ۳۱) — اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کردینگے۔

بہرحال کبائر کی معافی کیلئے ضابطہ ہے توبہ کما فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ التحریم)

اہل سنت کے نزدیک بلا توبہ بھی معاف ہوسکتا ہے لیکن ضابطہ توبہ ہے۔

ایکسر ام یفتح ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ نے کسر سے کنایہ کیا ہو قتل سے اور فتح سے کنایہ کیا ہو موت سے۔

دوسری روایت ص۷۵ میں ہے ان رجلا اصاب الخ اس رجل کے سلسلہ میں اصح الاقوال یہ ہے کہ حضرت ابو الیسرؓ (بفتح الیاء والسین المہملہ (عمدہ)

مزید تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم ص۲۹۷-تا ص۲۹۸

التنویر بصلوٰۃ الفجر افضل | علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وفی الآیۃ المذکورۃ اقم الصلوٰۃ طرفی النھار الخ دلیل علیٰ قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ الخ (عمدہ)

فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں ابو حنیفہؒ کی دلیل ہے کہ فجر میں اسفار اور عصر میں تاخیر افضل ہے اس لئے کہ دن

کے دو کنارے طلوع و غروب ہیں ان دونوں اوقات میں بالاتفاق نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے مجازی معنی یعنی قریب طلوع اور قریب غروب متعین ہوگا یعنی فجر کی نماز طلوع آفتاب کے قریب پڑھی جائے یعنی اسفار میں۔

اسی طرح عصر کی نماز غروب آفتاب کے قریب پڑھی جائے لیکن چونکہ غروب آفتاب سے قبل اصفرار شمس وقت مکروہ ہے اس لئے وقت مکروہ میں یعنی اصفرار شمس سے پہلے پڑھی جائے گی۔

نیز آیت کریمہ میں زلفامن اللیل ہے اور زلف جمع زلفۃ کی اور اقل جمع تین ہے اس لئے رات کے حصے میں تین وقت ایسے ہونے چاہیں کہ جن میں نماز پڑھی جائے جن میں دو یعنی مغرب اور عشاء تو بالکل ظاہر ہے اور تیسری نماز وتر ہے۔

تفصیل اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ۔ محمد عثمان غنی بیگوسرائے

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهٗ لَزَادَنِيْ۔

ترجمہ حدیث ابو عمرو سعد بن ایاس شیبانی کہتے ہیں کہ ہم سے اس گھر والے نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا گھر بتلایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپؐ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ابن مسعودؓ نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا۔ پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ (تین) باتیں مجھ سے بیان کیں اور اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو آپؐ اور زیادہ بیان فرماتے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الصلوٰۃ علی وقتھا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھھنا ص۷۵ تا ص۷۶ ویاتی فی کتاب الجہاد ص۳۹۰ وص۴۸۲ و ص۱۱۲۴ مسلم اوّل ص۶۲۔

مقصد ترجمہ | باب سابق میں بیان کیا گیا تھا الصلوٰۃ کفارۃ۔ اس باب سے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ گناہوں کا کفارہ نماز ہوگی جو وقت پر پڑھی جائے جیسا کہ ترجمہ میں امام نے تصریح کردی ہے "لوقتھا"۔ اگر بے وقت پڑھی جائے گی تو یہ فضیلت وانعام تو درکنار اس پر استغفار کی ضرورت ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ ترجمہ شارحہ ہے چونکہ حدیث الباب میں الصلوٰۃ علی وقتھا تھا اس لئے امام نے شرح فرمادی کہ یہاں علیٰ لام کے معنی میں ہے اس لئے کہ علیٰ سے بظاہر شبہ ہوتا تھا کہ وقت سے پہلے پڑھے کیونکہ علیٰ استعلاء کیلئے ہے اس لئے وضاحت کردی اور مطلب یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے قضا نہ کیجائے۔

ای العمل احب الخ اس کی پوری تفصیل جلد اوّل میں آچکی ہے کہ جوابات کے اختلاف کا سبب مختلف ہے کبھی سائل کے احوال کا اختلاف اور کبھی اختلاف ازمنہ وواقعات وغیرہ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص۲۱۹ بعنوان اشکال۔

ولو استزدتہ لزادنی یعنی اگر میں اور اعمال واشیاء کے متعلق پوچھتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مزید بتلاتے لیکن ملول کے خیال سے میں نے مزید سوال چھوڑ دیا۔

بَابٌ ۳۵۵ اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا إِذَا صَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُولُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

باب، پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہیں جب کوئی ان نمازوں کو جماعت سے یا (عند العذر) بغیر جماعت کے اپنے وقت پر پڑھے۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوہریرۃ رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ

فرماتے تھے کہ بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ پانچ مرتبہ کا غسل کرنا اس کے میل کچیل کو باقی رہنے دے گا؟ صحابہ نے عرض کیا جی نہیں یہ غسل اس میل کچیل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہنے دے گا۔ آپ نے فرمایا بس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ انکے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ذٰلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بھا الخطایا۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومسلم اول ص۲۳۵ وترمذی ثانی فی ابواب الامثال ص۱۱۱ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ صلوات خمسہ کفارہ ہیں جب کہ ان کو اپنے اوقات میں ادا کیا جائے۔

اور ایک باب پہلے جو گذرا ہے باب ۳۵۵ اس میں خمسہ کی قید نہیں ہے اور یہاں قید ہے تو معلوم ہوا کہ پہلا باب عام ہے اور یہ باب خاص ہے پس تکرار کا اشکال ختم ہو گیا۔

تشریح کیلئے حدیث ۵۰۵ ملاحظہ فرمایئے مرجیہ کا استدلال وجواب۔

بَابٌ ۳۵۶ فِی تَضْيِيعِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا

باب، نماز کو بیوقت کر کے ضائع کر دینے کے بیان میں

۵۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ الصَّلٰوةُ قَالَ أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا۔

ترجمہ حدیث | حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھیں انمیں سے میں اب کوئی بات باقی نہیں پاتا ہوں عرض کیا گیا کہ نماز؟ (یعنی نماز تو باقی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ نماز کے اندر بھی تم نے وہ ہیر پھیر کر رکھی ہے جو کر رکھی ہے؟

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ الیس صنعتم ما صنعتم فیھا۔ بعض نسخہ میں ہے الیس ضیعتم ما ضیعتم فیھا

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وھو اوضح فی مطابقۃ الترجمۃ۔ یعنی یہ نسخہ ترجمۃ الباب

کے زیادہ مناسب ہے ۔

۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ اَبُوْ عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ اَخِيْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ رَوَّادٍ نَحْوَهٗ ۔

ترجمہ ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبدالواحد بن واصل ابو عبیدہ حدّاد نے بیان کیا اور ان سے عثمان بن ابی روّاد نے جو عبدالعزیز بن روّاد کے بھائی ہیں۔ بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام زہری سے سُنا وہ فرمارہے تھے کہ میں دمشق میں (جو ملک شام کا عظیم ومشہور شہر ہے) حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گیا وہ رُو رہے تھے میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ (یعنی رونے کا سبب کیا ہے؟) تو فرمایا میں نے جو چیزیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں) دیکھی ہیں اب ان میں سے کوئی چیز نہیں پاتا۔ صرف ایک نماز ہے اور یہ نماز بھی برباد کردی گئی ہے اور بکر بن خلف نے کہا کہ ہم سے محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہ ہم سے عثمان بن ابی روّاد نے اسی طرح بیان کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وھٰذہ الصلٰوۃ قد ضیّعت"۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس سے پہلے بتلایا کہ نمازوں کو وقت پر پڑھنا بڑی فضیلت کی چیز ہے اور مکفر سیئات ہے اب اپنی عادت کریمہ قدیمہ کے طور پر اسکی ضد بیان کررہے ہیں کہ جو وقت چھوڑ کر بے وقت ادا کریگا اس پر گناہ لازم۔

۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے سورہ مریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہو:

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلٰوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔ (سورہ مریم آیت ۵۹)

پھر ان (سلف صالحین) کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کردیا اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے لگ گئے۔ سو یہ لوگ عنقریب گمراہی (یعنی عذاب) میں مبتلا ہوں گے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک وقت مستحب سے تاخیر مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز کا وقت بالکل نکلکر وقت کے بعد پڑھے اور بتادیا کہ یہ لوگ اس وعید میں داخل ہیں۔

تشریح امام بخاری نے اس باب میں حضرت انس بن مالکؓ کی دو روایتیں پیش کی ہیں پہلی روایت میں اختصار ہے مسند احمد میں تفصیل ہے: عثمان بن سعد کہتے ہیں کہ:

سمعت انس بن مالك يقول ما اعرف شيئا مما عهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اليوم فقال ابو رافع يا ابا حمزة ولا الصلوٰة فقال اوليس قد علمت ما صنع الحجاج في الصلوٰة۔

میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں آج ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی محفوظ نہیں پاتا جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھا تھا تو ابو رافع نے کہا اے ابوحمزہ اور نہ نماز کو؟ تو فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حجاج نے نماز میں کیا کیا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۲۰۸)

٭ ٭ ٭

اشکال بخاری کی اس ص کی روایت میں تو یہ ہے کہ نماز بھی صحیح نہ تھی لیکن بخاری ص ۱۰۰ پر حضرت انسؓ سے منقول ہے ما انکرت شيئا الا انكم لا تقيمون الصفوف۔

بظاہر دونوں میں تعارض ہے اس لئے کہ اس باب کی روایت کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہوں نے سب کچھ ضائع کر دیا اور ص۱۰۰ کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک تھا صرف صفوں کے اندر خرابی تھی۔

جواب: اس باب والی روایت کا تعلق دمشق سے ہے اور ص۱۰۰ والا واقعہ مدینہ کا ہے جیسا کہ خود روایت تصریح ہے۔

صورت یہ ہے کہ حضرت انسؓ اس نیت سے دمشق تشریف لیگئے کہ وہاں جا کر ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج کی شکایت کریں وہاں جا کر دیکھا کہ ان لوگوں (یعنی بنی امیہ والے) نے جس طرح اور چیزوں کو ضائع کر رکھا تھا نماز کو بھی ضائع کر رکھا تھا وقت پر ادا نہ کرتے تھے یہ منظر دیکھ کر حضرت انسؓ رونے بیٹھ گئے اور یہ فرمایا لا اعرف الخ اور جب وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ مدت کے بعد آئے ہیں ہمارے اندر کوئی تغیر تو نہیں پایا تو فرمایا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے صرف اتنی بات ہے کہ صفوں کے اندر سیدھا پن نہیں ہوتا یہ کوتاہی ہوتی ہے۔

باب ۳۵۷ المُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ

نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ

فَلَا يَتْفُلَنَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

ترجمہ حدیث | حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ اپنی داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا صلّی یناجی ربّہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومرّ الحدیث ص۳۸ ص۵۸ وص۵۹ ” ” وص۱۶۳۔

۵۱۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ وَاِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا يَتْفُلُ قُدَّامَهٗ اَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَقَالَ شُعْبَةُ لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْزُقُ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ۔

ترجمہ | حضرت انسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے یا داہنی جانب ہرگز نہ تھوکے اس لئے کہ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے سرگوشی کر رہا ہے، اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے آگے یا سامنے (شک راوی) نہ تھوکے لیکن اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور شعبہ نے قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نمازی اپنے سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے۔ لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے اور حمید نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قبلہ کیطرف نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب البتہ اپنے بائیں طرف یا اپنے قدم کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمہ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فانّہ یناجی ربّہ۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومرّ آنفا ص۷۶ ویاتی ص۱۶۳۔

مقصد ترجمہ | مقصد یہ ہے کہ جب نمازی نماز میں اپنے پروردگار سے مناجات و سرگوشی کا شرف حاصل

کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ پروردگار سے مناجات وسرگوشی عظیم ترین مرتبہ وبلند درجہ ہے تو اس سے لازم ہے کہ مومن اپنے اندر نماز کی لگن پیدا کرے اور سبقت کرے، فرائض کو اس کے وقت پر ادا کرنے کا پورا پورا اہتمام کرے چونکہ نماز مواقیت ہی میں ادا ہوتی ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا فافہم سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قرب ہوتا ہے اس لئے پورے شرائط وآداب کا لحاظ ضروری ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں زمین پر رکھ کر کلائیاں اٹھائے رکھے۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے متعدد سندوں سے تھوکنے کے متعلق روایات ذکر کی ہیں۔ تو چونکہ اس کی حدیث ۳۹۵ سے باب ۲۶۹ حدیث ۴۰۵ تک۔

خلاصہ یہ ہے کہ سامنے تھوکنے کی ممانعت مناجات وسرگوشی کیوجہ سے ہے اور داہنی طرف کی ممانعت فرشتوں کیوجہ سے۔

بَابُ ۳۵۸ الابْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ

باب۔ گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بنُ كَيْسَانَ حَدَّثَنَا الاَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَنَافِعٌ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ حدیث صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ ہم سے عبدالرحمان بن ہرمز اعرج وغیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) نافع رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی اور ان دونوں حضرات ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اس لئے کہ گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار کیوجہ سے ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالصلوٰۃ" لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظہر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۱۶ وسیاتی الحدیث ۵۱۷ مع زیادۃ ذکر اشتکاء النار ویاتی

تلک الزیادۃ نقط فی بدء الخلق فی باب صفۃ النار ص۴۶۲ وابن ماجہ ص۴۹ وابوداؤد فی باب وقت صلوٰۃ الظہر ص۵۸ تا ص۵۹ ومسلم ص۲۲۴۔

۵۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ۔

ترجمہ حضرت ابو ذرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ گرمی میں) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مؤذن (بلالؓ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہو نے دو ٹھنڈا ہونے دو یا فرمایا ٹھہر جا ٹھہر جا اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے (یعنی جہنم کی حرارت کے انتشار سے ہوتی ہے) اس لئے جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈا وقت کے انتظار میں مؤخر کر دیا کرو یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

تلول بضم التاء المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف اللام جمع تل بفتح اولہ الخ یعنی ٹیلا قسطلانی

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ لان المراد بالصلوٰۃ صلوٰۃ الظہر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۶ تا ص۷۷ ویاتی فی باب الابراد بالظہر فی السفر ص۷۷ و یاتی ص۸۸ تا ص۸۸ وص۴۱۱ تا ص۴۶۲۔

۵۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اور یہ کہ جہنم نے اپنے پروردگار سے شکایت کی کہ اور کہا اے پروردگار میرے بعض حصے نے بعض حصے کو

کھالیا تو پروردگار نے اس کو (سال میں) دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں اور وہی سخت گرمی ہے جس کو تم (موسم گرما میں) محسوس کرتے ہو اور سخت سردی ہے جو تم (جاڑے میں) سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا مکرر وهذا الحدیث له طرفان اما طرفه الاول وهو طرف الابراد بالصلوٰۃ فقد مرّ وامّا طرفه الثانی وهو طرف اشتکام النار فسیاتی ص۴۶۲ واخرجه النسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ تَابَعَهُ سُفْيَانُ وَيَحْيٰى وَاَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اس روایت کو اعمش سے بیان کرنے میں سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید القطان اور ابو عوانہ نے حفص بن غیاث کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ابردوا بالظهر فان شدۃ الحر من فیح جهنم"۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا مکرر یاتی ص۴۶۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب الابراد سے ان حضرات کی تردید ہے جو لوگ نماز ظہر میں علی الاطلاق تعجیل کو مستحب قرار دیتے ہیں اور ابراد کے منکر ہیں۔

نیز ان حضرات کی بھی تردید داخل مقصود ہے جو ابراد کے واسطے شروط وقیود کو مانتے ہیں مثلاً جس کا مکان مسجد سے دور ہو اور راستہ سایہ دار نہ ہو (۲) گرم ملک ہو (۳) مسجد جماعت میں آنا ہو تو اس وقت ابراد مستحب ہے جیسا کہ حضرات شوافع رحؒ سے منقول ہے۔

امام بخاری رحؒ نے رد کردیا کہ انفراد وجماعت دور ونزدیک کی کوئی قید نہیں بلکہ ابراد کا سبب فقط شدت حر (گرمی کی شدت) ہے چنانچہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب کو مطلق رکھکر بتلادیا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو

ابراد اولیٰ وافضل ہوگا خواہ کسی وقت ہو، کسی مکان میں ہو، جماعت کی نماز ہو یا منفرد کی، ہر حال میں گرمی کی شدت کے وقت ابراد افضل ہوگا۔

یعنی امام بخاریؒ نے جمہور بالخصوص احناف کی موافقت کی ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نماز کی فضیلت کے بعد اوقات نماز کا بیان شروع کر رہے ہیں اور پانچوں نمازوں کے الگ الگ اوقات تفصیل سے بیان کر رہے ہیں اس سلسلے میں سب سے پہلے نماز ظہر کا ذکر کیا ہے اس وجہ سے کہ امامت جبرئیلؑ کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضور اقدس ﷺ کو سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔

سوال قاعدہ کے مطابق امام بخاریؒ کو چاہیئے تھا کہ پہلے ظہر کا بیان کرتے اس کے بعد ابراد بالظہر کو ذکر فرماتے کیونکہ ابراد بالظہر اوصاف میں سے ہے اور اوصاف موصوف کے تابع ہوتا ہے۔

جواب: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں انما قدم ابراد بالظہر علی باب وقت الظہر للاھتمام بہ (عمدہ)

یعنی ابراد بالظہر کا اہتمام بیان کرنے کیواسطے اس کو مقدم کر دیا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ باب سابق میں امام بخاریؒ نے مناجات کا باب قائم کیا کہ نماز کے اندر اللہ تعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے، مسلمانوں کی معراج ہوتی ہے تو یہ باب باب سابق کیلئے بطور تکملہ کے ذکر فرمایا کہ جب نماز پروردگار عالم کے ساتھ مناجات وسرگوشی ہے تو ابراد کے وقت صحیح ہوگی جو سکون واطمینان کا وقت ہے شدت گرمی میں صحیح نہیں ہوسکتی اسکی وجہ ایک یہ ہے کہ سکون قلب میسر نہ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شدت گرمی غضب خداوندی کے مظاہرہ کا وقت ہے اس لئے اس وقت تاخیر کر کے ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔

تیسری حدیث یعنی حدیث ۵۱۵ میں ہے اشتکت النار ای قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتکت النار الخ اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ شکایت بزبان قال تھی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام عیاض، قرطبی اور امام نوویؒ کی یہی رائے ہے بلاشبہ حق تعالیٰ کو قدرت ہے کہ کسی بھی مخلوق کو قوت گویائی عطا کر دے جیسا کہ ہُدہُد کا واقعہ شاہد ہے۔ تفصیل کیلئے عمدۃ القاری دیکھئے۔

اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ شکایت نار کنایہ ہے غلیان جوش مارنے سے اور اکل کنایہ ہے بعض اجزاء کے ازدحام سے تنفسہا مجاز عن خروج ما یبرز منہا (عمدہ)

سوال جہنم نے شکایت کیوں کی؟ جواب: یہ تو حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ البتہ بیان اس واسطے کر دیا کہ جہنم کی

شدت معلوم ہوجائے پھر بندہ اعمال صالحہ اختیار کرے۔

تنفس فی الشتاء ونفس فی الصیف الخ جہنم کے دو سانس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دو طبقے ہیں ایک نار اور دوسرا زمہریر کا، جہنم اپنے طبقہ نار کے سانس سے گرمی پھینکتی ہے اور طبقہ زمہریر کے سانس سے سردی پس دونوں طبقوں کو شکایت ہوگئی تھی جیساکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں: وھواشد ماتجدون من الحر الخ

باب ۳۵۹ الإبراد بالظهر في السفر

باب سفر میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

۵۱۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَفَيَّؤُ يَتَمَيَّلُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ مؤذن نے ظہر کی نماز کیلئے اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہوجانے دو پھر (کچھ دیر بعد) مؤذن (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) نے اذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہوجانے دو۔ یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے اس لئے جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتفیؤ کے معنی ہیں یتمیل یعنی جھکتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنا فی سفر فاراد المؤذن ان یؤذن للظهر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابرد۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۷ ومر ص۷۶ ویاتی ص۸۵ تا ص۸۸ وص۲۶۱ تا ص۲۶۲ ومسلم فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد غالباً امام شافعی رحمہ اللہ پر رد ہے کیوں کہ امام شافعی رحمہ اللہ ابراد کے واسطے انتیاب من بعید کی قید لگاتے ہیں یعنی یہ ابراد اس وقت پر محمول ہے جب لوگ دور سے نماز پڑھنے

کیلئے مسجد میں آتے ہوں ان لوگوں کی رعایت سے نماز موٴخر کرنا بہتر ہے۔

امام بخاری رح نے حدیث الباب سے رَدکردیا کہ حدیث الباب میں سفر کا واقعہ ہے اور سفر میں انتیاب من بعید کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ سفر میں تمام نمازی ساتھ تھے۔ کسی شخص کے دور سے آنے کا احتمال نہیں تھا اس کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض کو بار بار ابراد کا حکم دیا۔ چنانچہ امام ترمذی رح باوجود شافعی ہونے کے فرماتے ہیں۔

قال ابوعیسیٰ ومعنی من ذھب الی تاخیر الظھر فی شدۃ الحر ھو اولی واشبہ بالاتباع واما ما ذھب الیہ الشافعی ان الرخصۃ لمن ینتاب من البعد وللمشقۃ علی الناس فان فی حدیث ابی ذر ما یدل علی خلاف ما قال الشافعی الخ (ترمذی ص۲۳ ج۱)

حافظ عسقلانی کی تاویل

حافظ عسقلانی رح نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ قد کان ذٰلک فی السفر فلعلہ اخر الظھر حتی یجمعھا مع العصر (فتح)

حافظ فرماتے ہیں کہ یہ سفر کا واقعہ ہے اس لئے آپ کا قصد نماز ظہر کو عصر کے وقت میں پڑھنا تھا یعنی یہ تاخیر جمع بین الصلوٰتین کیلئے تھی۔ نہ کہ اس وجہ سے کہ ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے۔

جواب: یہ تاویل بالکل درست نہیں اس لئے کہ اسطرف نہ روایت میں کوئی اشارہ ہے اور نہ ہی ترجمۃ الباب میں۔ یہاں تو امام بخاری رح ابراد فی السفر کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ باب سابق میں ابراد فی الحضر کو بیان فرمایا ہے نیز خود الفاظ روایت میں غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ آپ نے ابرد ابرد فرمایا اگر مقصد جمع بین الصلوٰتین ہوتا تو فرماتے "اخر حتی نجمع"

امام بخاری رح کے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ گرمی کی شدت کے موقع پر ظہر کی نماز میں ابراد کا حکم (یعنی ٹھنڈا ہوجانے تک تاخیر کا حکم) سفر و حضر دونوں میں عام ہے۔

امام بخاری رح کی عادت مبارکہ

امام بخاری رح کی عادت ہیکہ جب حدیث پاک میں کوئی ایسا لفظ آجائے جو قرآن مجید میں بھی آیا ہے تو قرآن مجید کے لفظ کی بھی تفسیر کردیتے ہیں یہاں حدیث پاک میں فی کا لفظ آیا تھا۔ (بفتح الفاء وسکون الیاء بعد ہا ہمزہ ہو ما بعد الزوال فی الظل) اور اسی مادّہ سے قرآن مجید سورہ نحل آیت ۴۸ میں یتفیّؤ ظلٰلہٗ آیا تھا اس لئے اس کی تفسیر بیان کردی کہ بمعنی یتمیّل ہے یعنی اس کے سائے دائیں بائیں جھک جاتے ہیں۔

حتی راینا فیٔ التلول تلول بضم المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف اللام جمع تل بفتح اولہ بمعنی ٹیلہ۔ حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں کہ پھر حضرت بلال رض نے اتنی تاخیر کی کہ ہم لوگوں نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا، اور یہ مشاہد ظاہر

ہے کہ ٹیلے منبسط یعنی عریض و پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے اسکا سایہ دیر میں ظاہر ہوتا ہے۔

بخاری رح کی ایک اور روایت میں ہے حتی ساوی الظل التلول، (بخاری ص۸۷ تا ص۸۸) یعنی ٹیلوں کا سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا یعنی سایہ ایک مثل ہوگیا تب نماز پڑھی جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ نماز مثل ثانی میں ہوئی اور ظہر کا وقت مثلین تک رہتا ہے یہی حنفیہ کے یہاں مفتی بہ قول ہے۔

بَابُ ٣٦١ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ۔

٥٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

باب، سورج ڈھلنے کے وقت سے ظہر کا وقت (شروع ہوتا ہے) یعنی زوال کے بعد سے ظہر کا وقت ہو جاتا ہے بالاتفاق اور حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں پڑھتے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رض بن مالک سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے وقت باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا۔ اور یہ بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے امور پیش آئیں گے پھر فرمایا جو شخص بھی کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ جبتک میں اس جگہ ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھوگے میں تبلادوں گا۔

یہ سنکر لوگ خوف کے مارے رونے لگے اور آپ بار بار یہی فرماتے کہ مجھ سے سوال کرو چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رض کھڑے ہوئے اور پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر آپ بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو تو حضرت عمر رض (ادب سے) دوزانو بیٹھکر عرض کرنے لگے ہم اللہ تعالےٰ کے پروردگار

ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں اس پر آپؐ نے سکوت فرمایا پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس دیوار کے گوشے میں ابھی جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئیں تو میں نے (جنت کی طرح) بہتر اور (جہنم کیطرح) بدتر کوئی چیز نہیں دیکھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "خرج حین زاغت الشمس فصلی الظہر"

تعدد موضعہٖ | قولہ وقال جابر" ھو طرف من حدیث وصلہ فی باب وقت المغرب ص۷۹ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر ص۲۰ ویاتی ص۶۶۵ و ص۹۴۱ و ص۹۶۰ و ص۱۰۵۱ " " و ص۱۰۸۳ " " "

۵۲۱۔ حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ عن ابی المنھال عن ابی برزۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصبح واحدنا یعرف جلیسہ ویقرأ فیھا ما بین الستین الی المائۃ ویصلی الظھر اذا زالت الشمس والعصر واحدنا یذھب الی اقصی المدینۃ رجع والشمس حیۃ ونسیت ما قال فی المغرب ولا یبالی بتاخیر العشاء الی ثلث اللیل ثم قال الی شطر اللیل وقال معاذ قال شعبۃ ثم لقیتہ مرۃ فقال او ثلث اللیل۔

ترجمہ | حضرت ابو برزہ اسلمی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی (نماز سے فارغ ہوکر) اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپؐ اس میں ساٹھ آیات سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے، اور ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا، اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی مدینہ کے آخری کنارے تک چلا جاتا تھا (یعنی گھر لوٹ جاتا تھا) اور آفتاب متغیر نہیں ہوتا (یعنی آفتاب کا رنگ زرد نہ ہوتا) راوی (ابو المنہال) نے کہا کہ مغرب کے بارے میں میں بھول گیا کہ ابو برزہ رضؓ نے کیا کہا تھا، اور آپؐ عشاء کی نماز میں ایک تہائی رات مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے پھر ابو المنہال نے کہا کہ نصف رات تک مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے اور معاذ بن معاذ بصری نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ پھر میں ابو المنہال سے ایک بار ملا تو انھوں نے کہا تہائی رات (یعنی مؤخر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے تھے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی الظھر اذا زالت الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا مے ویأتی مے وفی باب القرأۃ ملا ۔

٥٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اِتِّقَاءَ الْحَرِّ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوپہر دن میں ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے تو گرمی سے بچنے کیلئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان صلوٰتھم خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالظہائر یدل علی انھم کانوا یصلون الظہر فی اول وقتہ وھو وقت اشتداد الحر عند زوال الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا مے ومر ملا ویأتی ملا۔

مقصد ترجمہ اس ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد ایک تو ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو لوگ قبل الزوال وقت الظہر کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے، علامہ ابن رشد فرماتے ہیں: اتفقوا علی ان اول وقت الظہر الذی لا تجوز قبلہ ھو الزوال الا خلافا شاذا روی عن ابن عباس والا ما روی من الخلاف فی صلوٰۃ الجمعۃ علی ما سیاتی۔
(بدایۃ المجتہد ملا)

یعنی ظہر کے وقت کی ابتداء عند الزوال یعنی سورج ڈھلتے ہی ہو جاتی ہے اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ ھو الذی استقر علیہ الاجماع (فتح)

امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں عند الزوال کی قید سے قائلین قبل الزوال پر رد کر دیا۔

۲ نیز ان لوگوں پر بھی رد مقصود ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ زوال کے بعد فوراً ظہر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے بلکہ زوال کے بعد بقدر الشراک سایہ کے بعد ظہر کا وقت ہوتا ہے۔

بہرحال امام بخاری رحؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کہ ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ باب کی پہلی حدیث میں ہے خرج (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حین زاغت الشمس فصلی الظہر الخ اور معلوم ہے کہ فا تعقیب بلا تاخیر کیلئے ہے یعنی آپؐ نے سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

۳ نیز امام کا مقصد یہ بھی بتلانا ہو سکتا ہے کہ سابق باب میں جو ابراد بالظہر یعنی شدید گرمی کے وقت ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا چاہیئے یہ حکم استحبابی ہے۔

نیز اس باب کی دوسری روایت اور تیسری روایت سے بھی ثابت ہے کہ ظہر کا وقت بعد الزوال بلا تاخیر شروع ہو جاتا ہے اور قبل الزوال نہ ظہر جائز ہے اور نہ جمعہ جائز۔

بَابُ تَاخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ

باب، ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کرنے کا بیان

۵۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فَقَالَ أَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسَى۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے (یعنی حالت اقامت میں) سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں نماز (ایک ساتھ) پڑھیں یعنی مغرب اور عشاء کو ملا کر سات رکعتیں اور ظہر اور عصر کو ملا کر آٹھ رکعتیں (ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ لف نشر غیر مرتب ہے) ایوب سختیانی رحؒ نے جابر بن زید رحؒ سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہوگا؟ جابرؒ نے کہا ہو سکتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "سبعا وثمانیا" اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہو گی انشاء اللہ

تعدد موضع والحدیث ھھنا ص۷۸ وباقی ص۷۹ وص۱۵۷ مسلم اول ص۲۴۶ ابوداؤد ص۱۷۱ فی باب الجمع بین الصلوٰتین۔ والنسائی ص۷۸ فی الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں امام بخاری رحؒ نے **ظہر کا ابتدائی وقت بتایا تھا**۔ وقت الظہر عند الزوال اس باب میں ظہر کے انتہاء وقت کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں۔ "تاخیر الظہر الی العصر" یعنی ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

اس سے امام بخاریؒ نے ان لوگوں پر رد فرمادیا جو لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک یا وقت مہمل مانتے ہیں امام نے بتلا دیا کہ ظہر کا وقت عصر تک رہتا ہے۔

یعنی ظہر کا آخری وقت اس وقت ہوتا ہے جب عصر کا ابتدائی وقت ہوتا ہے. معلوم ہوگیا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے وقت الظهر مالم يحضر العصر.

ع۲ بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رہ کا مقصد اس باب سے جمع صوری کو بیان کرنا ہو جس کے قائل حنفیہ ہیں گویا امام بخاری حنفیہ کی موافقت وتائید کر رہے ہیں.

ظہر کا آخری وقت

ظہر کے وقت کی ابتداء باتفاق ائمہ زوال کے بعد سے ہوتی ہے جس کی تفصیل باب ع۳۶ میں گذر چکی ہے.

ظہر کے آخری وقت میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے:-

(۱) جمہور علماء اور صاحبین کے نزدیک مثل واحد ہے یہی ایک روایت امام اعظم سے بھی ہے.

(۲) امام اعظم رح اور سفیان ثوری رح سے مشہور وظاہر روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے یعنی ہر شے کا سایہ اس سے دوگنا ہوجائے.

(۳) تیسرا قول امام مالک رح کا ہے کہ ظہر کا وقت مثل واحد تک ہے جمہور کے موافق لیکن مثل واحد کے بعد یعنی مثل ثانی کے شروع میں چار رکعت کی مقدار وقت ظہر وعصر دونوں کا مشترک وقت ہے اس کے عصر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے.

بہرحال امام بخاری رہ کا رجحان ومیلان یہی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر وعصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے اور نہ مہمل.

جمع بین الصلوٰتین

اس پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ بغیر کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین حقیقی جائز نہیں البتہ ائمہ ثلاثہ رح عذر کی صورت میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز کہتے ہیں، مثلاً سفر، مرض اور مطر یعنی بارش کی وجہ سے حقیقی جمع جائز ہے.

پھر عذر کی تفصیل میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے.

جمع حقیقی کا مطلب یہ ہے کہ وقت کے اعتبار سے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا. اور جمع صوری کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں (مثلاً ظہر کی نماز بالکل آخری وقت اور عصر کی نماز بالکل شروع وقت میں ادا کیجائے) اس طرح دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہونگی. لیکن ایک ساتھ ہونے کی بناء پر صورتاً جمع بین الصلوٰتین کہدیا گیا.

جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب

(۱) امام شافعیؒ، امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر اور مطر (بارش) کی وجہ سے جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۲) امام احمدؒ واسحاقؒ کے نزدیک سفر ومطر کے علاوہ مرض کی وجہ سے بھی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے

(۳) سفر، مرض اور مطر کے بغیر یعنی بلا کسی عذر کے جمع بین الصلوٰتین ابن سیرینؒ ربیعۃ الرایؒ اور ابن منذر اور اہل حدیث کی ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اسکو عادت نہ بنالی جائے۔

(۴) امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ اور حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ جمع بین الصلوٰتین حقیقی صرف ایام حج میں عرفات اور مزدلفہ میں مشروع ہے اس کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں البتہ جمع صوری جائز ہے۔

اس اختلاف کا سبب ان روایات کی توجیہ میں ہے جو جمع بین الصلوٰتین کے بارے میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے صلی بالمدینۃ سبعا وثمانیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہتے ہوئے سات رکعتیں اور آٹھ رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔

سبعا سے مراد مغرب وعشاء ہے اور ثمانیا سے مراد ظہر اور عصر ہے تو چونکہ ظاہر لفظ حدیث سے شبہ ہو سکتا ہے کہ مثلاً ظہر وعصر کے وقت میں پڑھ لی یا اس کے برعکس اسی طرح مغرب وعشاء دونوں مغرب کے وقت میں پڑھ لی یا علی العکس۔

تو امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب سے صورت متعین کردی کہ ظہر کی تاخیر عصر تک ہے یعنی ظہر کی نماز کو ظہر کے آخری وقت تک مؤخر فرمادیا اور عصر کو اول وقت میں پڑھ کر جمع صوری فرمائی۔

جیسا کہ بخاریؒ ص۱۵۸ میں حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت ان کے شاگرد ابوالشعثاء (جابر بن زید) نے یہی مفہوم بیان کیا ہے ابوالشعثاء جابر بن زید کا بیان ہے۔

قال سمعت ابن عباس قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظہر وعجل العصر وعجل العشاء واخر المغرب قال وانا اظنہ۔

(بخاری اول ص۱۵۸)

جابر بن زید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں ملاکر (ظہر وعصر کی) اور (مغرب وعشاء کی) سات رکعتیں ملاکر پڑھیں عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر میں جلدی (ابتدائی

وقت میں) اور عشاء میں جلدی کی (یعنی ابتدائی وقت میں) اور مغرب میں تاخیر کی (یعنی آخری میں پڑھی)
ابو الشعثاء نے کہا میں بھی سمجھتا ہوں۔

نیز بعض روایت میں ہے من غیر خوف ولا مطر (نسائی ص۸۹) اور بعض روایت میں ہے من خوف ولا سفر (نسائی ص۸۹)

بہرحال احادیث جمع بین الصلوٰتین محتمل ہیں گنجائش دونوں معنی کی ہے۔

نیز اس قصہ کو سفر تبوک پر محمول کرنا مشکل ہے کیوں کہ سفر میں قصر کی وجہ سے ثمانیاً مشکل ہے اس لئے دو دو رکعت کرکے اربعاً ہوتا۔

۱ لفظ مدینہ کی صراحت ہے ۲ نسائی کی روایت میں صراحۃً سفر کی نفی موجود ہے۔

دلائل احناف

احناف کے اصول میں سے یہ ہے کہ وہ اختلافات روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو اختیار کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا اوفق بالقرآن ہے۔

(۱) قول تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

(۲) حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

ان آیات میں یہ بات واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات مقرر ہیں اور ان کی محافظت واجب ہے ان اوقات کی خلاف ورزی باعث عذاب ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آیات قطعی الثبوت والدلالۃ ہیں اور اخبار آحاد اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں بالخصوص جب کہ اخبار آحاد محتمل و گنجائش توجیہ ہو۔

(۳) نیز بعض صحیح احادیث میں جمع صوری ہونے کی تصریح موجود ہے مثلاً بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے: قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعجله السیر فی السفر یوخر صلوٰۃ المغرب حتی یجمع بینها وبین العشاء قال سالم وکان عبد الله بن عمر یفعله اذا اعجله السیر یقیم المغرب فیصلیها ثلاثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء الخ (بخاری اول ص۱۴۹)

اس میں صراحت ہو رہی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر ٹھہر جاتے تھے پھر اس کے بعد نماز عشاء پڑھتے تھے۔

تو حضرت ابن عمرؓ کا مغرب پڑھ کر ٹھہرنا صرف اس لئے تھا کہ وقت عشاء کے دخول کا تیقن ہو جائے تھے۔ خود حافظ ابن حجر نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس میں جمع صوری کی دلیل ملتی ہے۔

(فتح الباری جلد ۲ ص۴۶۵)

(۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ الا لمیقاتھا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع الخ (مسلم اول ص۴۱۷ و بخاری اول ص۲۲۸)

صحیح بخاری و مسلم شریف کی یہ حدیث بالکل صریح اور صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نماز کو غیر وقت پر پڑھتے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپؐ نے مغرب و عشاء کو جمع کرکے پڑھا پس ایام حج کے علاوہ جمع بین الصلوٰتین کی روایات جمع صوری پر محمول ہونگی۔ واللہ اعلم ابو عمران محمد عثمان

بَابُ (۳۶) وَقْتِ الْعَصْرِ

باب۔ عصر کے وقت کا بیان

۵۲۴۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ دھوپ ان کے حجرے سے باہر نہ نکل پاتی تھی۔

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۷ ومرّ الحدیث ص۷۵ و یاتی ص۷۸۔

۵۲۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی کہ دھوپ ابھی ان کے حجرے میں تھی اور سایہ ان کے حجرے سے بلند نہ ہوا تھا (یعنی دیوار پر نہیں چڑھا تھا۔

مُطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولھا صلی العصر والشمس فی حجرتھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص٧٨ تا ص٨٠ و یأتی ص٨٨ و ص٤٣٧ نسائی ص٥٩۔

۵۲۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِي حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ دھوپ میرے حجرے میں ہوتی تھی اور سایہ ابھی تک نہ چڑھا ہوتا۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ امام مالک اور یحیٰ بن سعید اور شعیب بن ابی حمزہ اور ابن ابی حفصہ نے اپنی روایتوں میں یہ کہا کہ دھوپ ابھی اوپر نہ چڑھی ہوتی۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولها یصلی صلوۃ العصر و الشمس طالعۃ فی حجرتی۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص٧٨ ومر ص٧٥ و ص٧٧ و ص٧٨ و ص٤٣٧۔

۵۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِي عَلٰى اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِي كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِي اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ۔

ترجمہ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے والد نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن وقتوں میں پڑھتے تھے حضرت

ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے تھے، جب دوپہر ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز (ایسے وقت پر) پڑھتے کہ پھر ہم میں سے کوئی اپنے گھر کی جو مدینہ کی اخیر میں ہوتا واپس پہونچ جاتا اور آفتاب ابھی زندہ ہوتا۔ سیار کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مغرب کے بارے میں کیا کہا اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں جس کو تم عتمہ کہتے ہو تاخیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سوجانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ انسان اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ویصلی العصر ثم یرجع احدنا الی رحلہ فی اقصی المدینۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۶ ومر فی ص۷۷ ویاتی ص۷۸ وص۸۴ وص۱۰۶۔

۵۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر انسان بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (جو قبا میں تھا) جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ ھٰذا الحدیث ومطابقۃ بقیۃ احادیث ھٰذا الباب للترجمۃ من حیث ان دلالتہا علی تعجیل العصر وتعجیلہ لا یکون الا فی اول وقتہ وھو عند صیرورۃ ظل کل شئ مثلہ او مثلیہ علی الخلاف (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۷۷ ومر ص۷۷ ویاتی ص۱۰۹۰ ومسلم ص۲۲۵ والنسائی ص۵۹ تا ص۶۰۔

۵۲۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا

ابُوبَکرِ بن عُثمان بنِ سَهلِ بنِ حُنَیفٍ قَالَ سَمِعتُ اَبَا اُمَامَةَ یَقُولُ صَلَّینَا مَعَ عُمَرَ بنِ عبد العَزِیزِ الظُّهرَ ثُمَّ خَرَجنَا حتی دَخَلنَا عَلٰی اَنَسِ بنِ مَالِكٍ فوَجَدنَاهُ یُصَلِّی العَصرَ فَقُلتُ یَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوۃُ الَّتِی صَلَّیتَ قَالَ العَصرُ وَهٰذِهِ صلوٰۃُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ الَّتِی کُنَّا نُصَلِّی مَعَهٗ۔

ترجمہ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (خلیفہ) کے ساتھ پڑھی پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالکؓ کے پاس پہونچے تو ان کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں میں نے عرض کیا، چچا یہ کونسی نماز ہے؟ جو آپ نے پڑھی فرمایا عصر کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی جس کو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقت کیلئے حدیث بالا یعنی حدیث ۵۲۸ کی مطابقت دیکھئے۔

۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قَالَ اَخبَرَنَا مَالِكٌ عَن ابنِ شِهَابٍ عَن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی العَصرَ ثُمَّ یَذهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا اِلٰی قُبَاءَ فَیَاتِیهِم وَالشَّمسُ مُرتَفِعَةٌ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ) پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک (جو مدینہ منورہ سے ایک کوس ہے) جاتا تو وہاں پہونچ جاتا اور آفتاب بلند ہوتا۔

مطابقۃ للترجمۃ ملاحظہ فرمایئے حدیث ۵۲۸ کی مطابقت۔

۵۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ قَالَ اَخبَرَنَا شُعَیبٌ عَنِ الزُّهرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِی اَنَسُ بنُ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی العَصرَ وَالشَّمسُ مُرتَفِعَةٌ حَیَّةٌ فَیَذهَبُ الذَّاهِبُ اِلَی العَوَالِی فَیَاتِیهِم وَالشَّمسُ مُرتَفِعَةٌ وَبَعضُ العَوَالِی مِنَ المَدِینَةِ عَلٰی اَربَعَةِ اَمیَالٍ اَو نَحوِهٖ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت

پڑھتے کہ آفتاب بلند اور زندہ ہوتا پھر جانے والا عوالی جاتا تو وہ ایسے وقت میں پہونچ جاتا کہ آفتاب بلند رہتا اور بعض مدینہ سے چار میل یا اس کے قریب دوری پر واقع ہیں۔

مقصد ترجمہ باب سابق ص۳۶۱ میں گذر چکا ہے کہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے وقت الظهر ما لم يحضر العصر۔

جس سے امام بخاری رحمہ کا رجحان و میلان بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ظہر اور عصر کے درمیان نہ کوئی وقت مشترک ہے نہ مہمل ہے بلکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ عصر کے اول وقت کو بیان کر چکے ہیں اب اس باب میں امام بخاری وقت مستحب وافضل کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ نماز عصر میں تعجیل مستحب ہے یا تاخیر؟

بخاری رحمہ کا رجحان بظاہر تعجیل کیطرف ہے بخاری نے اس باب کے تحت آٹھ روایات ذکر کی ہیں لیکن ان روایتوں میں کوئی روایت ایسی نہیں ہے جو تعجیل یا اوّل وقت میں پڑھنے کی صریح دلیل ہو۔ اس لئے امام نے ان ہی محتمل روایات سے استدلال کر لیا ہے۔

پہلی تین روایتیں (۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶) حضرت عائشہ رضہ کی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ دھوپ حجرہ مبارکہ میں ہوتی تھی حجرہ مبارکہ سے باہر نہ نکل پاتی تھی، دوسری روایت اور تیسری روایت میں ہے کہ سایہ حجرہ مبارکہ سے اوپر دیوار پر نہ چڑھا تھا۔

جواب: ۱۔ امام طحاوی رحمہ فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارکہ چھوٹا تھا اس لئے دھوپ غروب شمس کے قریب تک رہتی تھی (طحاوی اوّل باب صلوٰۃ العصر ہل تعجیل او تؤخر ص۹۴)

۲۔ والشمس فی حجرتہا سے وہ دھوپ مراد ہے جو حجرہ شریف کے دروازے کی طرف سے آرہی تھی اس لئے کہ حجرۂ عائشہ رضہ مسجد نبوی کے مشرق میں ہے اور مسجد نبوی حجرہ سے مغرب میں ہے۔ اور اسی طرف حجرہ کا دروازہ ہے تو جب حجرہ کا دروازہ کھلا ہوگا تو مسجد کی جانب سے حجرہ میں غروب کے قریب تک دھوپ رہیگی اس لئے تعجیل پر استدلال صحیح نہیں۔

۳۔ حضرت علی بن شیبانی رضہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے (تو دیکھا کہ) آپ نماز عصر پڑھنے میں تاخیر کرتے تھے جبتک سورج سفید اور صاف رہتا (ابوداؤد ص۵۹ ج۱) یہ حدیث تاخیر عصر کے بارے میں بالکل صریح ہے۔

۴۔ حضرت ام سلمہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں تم سے زیادہ جلدی کرتے تھے

اور تم عصر میں جلدی کرتے ہو (ترمذی اول ص۲۳)
بہرحال احادیث دونوں طرح کے ملتے ہیں بعض سے تعجیل کی افضیلت اور بعض سے تاخیر کی۔
حضور اقدس شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی قطعی حکم کسی ایک جانب کا نہیں ہے اسلئے حضرات مجتہدین رحمہم اللہ نے قرائن واشارے دیکھکر اجتہاد سے ایک جانب کو ترجیح دی ہے امام شافعیؒ کے یہاں قاعدہ کلیہ ہے کہ اول وقت میں نماز افضل ہے اس لئے عصر میں تعجیل کو افضل قرار دیتے ہیں امام اعظمؒ کی اول نظر قرآن حکیم پر جاتی ہے وہ اختلاف روایات کے وقت اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو اوفق بالقرآن ہو اور تاخیر عصر کی روایات اوفق بالقرآن ہیں۔
۵ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی طلوع وغروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے۔ طلوع شمس سے پہلے فجر کی نماز ہوئی اور غروب سے پہلے عصر کی۔
عرف میں قبل اور بعد سے مراد متصل زمانہ ہی مراد ہوتی ہے زیادہ دیر قبل اور بعد نہیں ہوتا۔ اس آیت کا تقاضہ تاخیر فی الفجر والعصر ہے جیسا کہ حنفیہ کا مسلک ہے۔
۶ دوسری آیت ہے اقم الصلوٰۃ طرفی النھار (سورہ ھود آیت ص۱۱۴)
یعنی دن کے دونوں کناروں میں نماز کو قائم کرو۔ اس سے تاخیر کی تائید ہوتی ہے
۷ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ عصر کے بعد نوافل کی ممانعت ہے اس لئے اس کی تاخیر کیصورت میں نوافل کیلئے وقت زیادہ ملتا ہے اور تعجیل میں نوافل کا دروازہ بند ہوتا ہے۔
چوتھی روایت یعنی ۵۲۷ میں ہے اقصی المدینۃ اور پانچویں یعنی ۵۲۸ میں ہے الی بنی عمرو بن عوف۔ اس سے مراد اہل قبا ہیں۔
ان دونوں روایتوں سے بظاہر تعجیل پر استدلال درست نہیں اسلئے کہ قبا مسجد نبوی سے تین میل یعنی ایک کوس ہے جو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کی مسافت ہے اس لئے تعجیل پر استدلال قطعاً درست نہیں دو مثل پر عصر پڑھکر آسانی سے جا سکتا ہے۔
اور بعد کی روایات میں عوالی کا لفظ آیا ہے۔
عوالی عالیۃ کی جمع ہے جس کے معنی بلند کے ہیں مراد اس سے مدینہ منورہ کے ارد گرد وہ بستیاں ہیں جو نجد کی جانب بلندی کیطرف ہیں اس کے مقابل تہامہ کیجانب کو سافلہ کہتے ہیں جمع سوافل۔
اربعۃ امیال یہ امام زہریؒ کا قول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ساری بستیاں چار میل پر نہیں تھیں

ابوداؤد کی روایت میں صاف ہے دو میل یا تین میل، پھر یہ چلنے والے پر موقوف ہے سریع السیر کیلئے ایک گھنٹہ میں چار میل جانا کوئی مشکل نہیں پھر گرمی کے موسم اور سردی کے موسم کا فرق ہوگا۔

غالب گمان ہے کہ عوالی سے بھی مراد قبا ہی ہے فلا اشکال۔

بَابُ ۳۶۳ اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

باب. اس شخص کے گناہ کا بیان جسکی نماز عصر فوت ہوگئی (قضا ہوگئی)

۵۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيْلًا اَوْ اَخَذْتَ مَالَهُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت (قضا) ہوگئی تو گویا اس کا گھر بار، مال اسباب سب لٹ گیا۔

امام بخاریؒ نے کہا (سورہ محمد میں جو آیا ہے لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ) یہ یَتِرَ مشتق ہے وترت الرجل سے جب کسی کے آدمی کو قتل کردو یا اس کا مال لوٹ لو۔

مُطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "الذی تفوته صلوٰۃ العصر فکانما وتر اهله وماله"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۸ ومسلم اول ص۲۲۶ وابوداؤد اول ص۶۰ والنسائی ص۶۰ ترمذی اول ص۴۴ ابن ماجہ ص۵۰۔

مقصد ترجمہ اس باب سے اور آنے والے باب سے امام بخاریؒ کا مقصد صلوٰۃ عصر کی اہمیت بیان کرنا ہے اور خصوصی ترغیب ہے چونکہ صلوٰۃ عصر صلوٰۃ وسطیٰ ہے جس کی محافظت کا خاص طور سے حکم ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۸)

وجہ تخصیص عصر کا وقت ہر موسم میں مشغولیت کا وقت ہے اہل تجارت ہو یا زراعت، مزدور ہو یا صنعتکار (کاریگر) ہو ہر ایک کی مشغولیت وانہماک کا وقت ہوتا ہے۔ نیز یہ وقت شہود ملائکہ اور نزول برکات کا وقت ہے اس لئے بلا شرعی عذر و مجبوری کے نماز عصر کا فوت ہونا باعث اثم (گناہ) ہے اس غفلت و سستی پر وعید آئی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس پر توجہ دلا رہے ہیں۔

وتر اھلہ ومالہ علامہ نووی کہتے ہیں " بنصب اللامین ورفعھما والنصب ھو الصحیح المشھور الذی علیہ الجمھور الخ (شرح مسلم ص۲۲۶)

تقریباً یہی علامہ عینی فرماتے ہیں " بنصب اللامین فی روایۃ " الاکثرین لانہ مفعول ثان لقولہ وُتِر وھو علی صیغۃ المجھول الخ

یعنی اھلہ ومالہ دونوں لام کو نصب ورفع دونوں درست ہے لیکن عند الجمہور مشہور تر نصب کے ساتھ ہے اھلَہ ومالَہ نصب کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں وُتر کے معنی کمی کرنے اور گھٹانے کے ہونگے اور متعدی بدو مفعول ہوگا اور اَھلہ ومالہ مفعول ثانی ہونے کی بنا پر منصب ہوگا اور وُتر کا نائب فاعل یعنی مفعول اول ضمیر مستتر ہوگی جو الذی کیطرف راجع ہے کما فی القرآن الحکیم لن یترکم اعمالکم ای لن ینقصکم اعمالکم اس سے امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے متعدی بدو مفعول کیطرف۔

دوسری صورت رفع کی ہے کہ وتر اھلُہ ومالُہ رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو متعدی الی مفعول واحد ہوگا یعنی اھلُہ ومالُہ نائب فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہوگا۔ اس صورت میں معنی ہونگے، اس کے اہل ومال چھین لیے گئے۔ اس کا گھر بار مال ومتاع لٹ گیا۔ اسی کیطرف امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے وترت الرجل سے الخ (عمدہ)

سوال فوات سے کیا مراد ہے؟

جواب: اقوال مختلف ہیں لیکن ارجح الاقوال والاصح یہ ہے کہ والمراد بفواتھا تاخیرھا عن وقت الجواز بغیر عذر الخ (عمدہ) لیکن بلا کسی عذر کے نماز عصر کو وقت جواز سے مؤخر کرنا (یعنی وقت ختم ہونے کے بعد پڑھنا)

سوال ۲:- یہ وعید وگناہ عامد پر ہے یا ساہی پر؟

جواب:- عند الاکثر ساہی پر محمول ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اسی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے۔ " باب ماجاء فی السھو عن وقت صلوٰۃ العصر " نیز امام بخاریؒ کا بھی یہی رجحان ومیلان معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ عامد کیلئے متصلاً مستقل باب قائم کیا ہے،، باب اثم من ترک العصر "

اس سے ان حضرات کا اعتراض بھی دفع ہوجاتا ہے جن لوگوں نے امام بخاریؒ پر تکرار ترجمہ کا اعتراض کیا ہے کیونکہ پہلا ترجمہ غیر عامد پر محمول ہے اور یہ دوسرا ترجمہ عامد پر ہے کہ جن لوگوں نے عمداً وقصداً نماز عصر

کو چھوڑ دیا اس کے اعمال صالحہ ضائع ہو گئے۔

اشکال اگر فوات سے مراد غیر عامد ہے تو یہ غیر اختیاری ہے پھر فوات غیر اختیاری یعنی ناسی پر گناہ کا کیا مطلب ہے حدیث میں آتا ہے ان اللہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب: فوات اگرچہ غیر اختیاری طور پر ہوا لیکن جن اسباب کی بنا پر یہ کوتاہی ہوئی وہ اسباب غیر اختیاری نہ تھے۔ مال ومتاع، اہل وعیال کی مشغولیت اس درجہ نہ ہونی چاہیئے کہ صلوٰۃ وسطی صلوٰۃ عصر بھی فوت ہو جائے چنانچہ جن دو اسباب کیوجہ سے یہ کوتاہی ہوئی ہے اس روایت میں انہیں کا ذکر ہے وتر اھلہ ومالہ۔

باب ۳۶۴ اِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ

باب۔ اس شخص کے گناہ کا بیان جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی

۵۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِيْ غَزْوَةٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

ترجمہ ابو الملیح (عامر بن اسامہؒ) نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس دن ابر تھا تو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عصر کی نماز جلدی پڑھ لو کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز کو چھوڑ دیا ہے اسکا عمل اکارت ہو گیا (یعنی اس کے اعمال صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہو گیا۔ (والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی من ترک صلوٰۃ العصر حبط عملہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ۷۸ ویاتی ص۸۳ والنسائی ص۵۵ فی باب من ترک صلوٰۃ العصر۔

مقصد ترجمہ سابق باب یعنی باب ۳۶۳ دیکھئے۔

تشریح اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ دونوں باب میں فرق ہے امام بخاریؒ اس باب میں اختیاری طور پر نماز کو ترک کرنے کا حکم بیان کر رہے ہیں باب سابق کی روایت میں وترا ھلہ ومالہ آیا ہے اور اس باب میں حبط عملہ آیا ہے اور ظاہر ہے کہ حبط اعمال مال و دولت اور اہل وعیال کے چھین لیے جانے سے بہت اشد و شدید تر ہے کیونکہ باب اول میں اہل و مال کا نقصان متعلقات کا نقصان ہے اور اس باب میں حبط اعمال کا نقصان خود اپنا نقصان ہے۔

اشکال عمداً و قصداً نماز کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور حبط اعمال تو شرک و کفر کی سزا ہے؟ لقولہ تعالیٰ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ (مائدہ آیت ۵) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون (سورۂ انعام آیت ۸۸) اور ظاہر ہے کہ ترک صلوٰۃ شرک و کفر نہیں ہے۔

جواب ۱ ترک نماز علی سبیل الانکار ہے۔

۲ علی سبیل الاستہزاء مراد ہے۔

۳ زجر و توبیخ پر محمول ہے کما فی الحدیث من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر۔

بَابُ ۳۶۵ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ

باب۔ نمازِ عصر کی فضیلت کا بیان

۵۳۴۔ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃً وَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ اِفْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّکُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبداللہ رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے ایک رات (یعنی چودھویں کی رات) چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کو یقیناً اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، پروردگار کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن ومزاحمت نہ ہوگی پس اگر تم یہ کر سکو کہ آفتاب نکلنے سے پہلے کی (یعنی صبح کی) اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے کی (یعنی عصر کی) نماز سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو (ضرور) کرو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی" وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الآیۃ (طٰہٰ آیت ۱۳۰) یعنی سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کے حمد کی تسبیح بیان کرو (یعنی نماز پڑھا کرو) اسماعیل بن ابی خالد نے کہا کہ افعلوا کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمازیں تم سے فوت نہ ہو جائیں یعنی قضا نہ ہونے دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قولہ " وقبل غروبہا " ای قبل غروب الشمس والصلوٰۃ ہٰذا الوقت ہی صلوٰۃ العصر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ہٰہنا ص۷۸ ویاتی الحدیث فی باب فضل صلوٰۃ الفجر ص۸۱ وفی تفسیر سورۃ قٓ ص۷۱۹ وفی التوحید ص۱۱۰۵ وص۱۱۰۶ ومسلم ص۲۲۸۔

۵۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلوٰةِ الْفَجْرِ وَصَلوٰةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر وہ فرشتے جو رات بھر تمہارے ساتھ رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں تو ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے. تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا فرشتے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں. اور

جب ہم ان کے پاس پہونچے تھے تو بھی وہ نماز میں مشغول تھے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ویجتمعون فی صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۷۹ وباقی صـ۴۵۷ وصـ۱۱۰۵ وصـ۱۱۱۵ ومسلم صـ۲۲۷ والنسائی فی باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ صـ۵۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت کو بیان کرنا ہے۔
قاعدہ ہے الرھبوت خیر من الرحموت،

توامام بخاری رحمہ اللہ نماز عصر کے فوات اور ترک کے مضرات ونقصانات پر تنبیہ فرمانے کے بعد بالفاظ دیگر ترہیب کے بعد نمازِ عصر کی خصوصی فضیلت یعنی ترغیب کا مضمون بیان فرما رہے ہیں قال الحافظ ای علی جمیع الصلوات الا الصبح (فتح)

یعنی نماز عصر کو نماز فجر کے علاوہ تمام نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوقال باب فضل صلوٰۃ الفجر والعصر لکان اولیٰ (عمدہ) یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمۃ الباب میں والفجر کو حذف کر دیا ہے یہ من باب الاکتفاء ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں سرابیل تقیکم الحر میں صرف گرمی کے ذکر پر اکتفا ہے مگر مراد سردی بھی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی والفجر شامل ہے۔

لیکن ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے بس یہ کافی ہے کہ یہاں صلوٰۃ عصر کی تخصیص کی وجہ رہے کہ ابواب میں جو وعید ہے وہ صرف صلوٰۃ عصر ہی کے ترک پر ہے اس لئے یہاں عصر کا ذکر ہے اور آگے جب ابواب الفجر آئینگے تو صلوٰۃ فجر کا فضل تلائینگے۔ فلا اشکال۔

لیلۃ بخاری صـ۸۱ کی روایت میں ہے لیلۃ البدر، چنانچہ ترجمہ حدیث کے قوسین چودھویں کی رات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

لا تضامون اس میں دو روایتیں ہیں ۱ بضم المثناۃ الفوقیۃ وتخفیف المیم ای لا ینالکم ضیم فی رؤیتہ ای تعب اوظلم الخ (قس)

یعنی بضم التاء وتخفیف المیم بروزن تباعون۔ اس صورت میں ضیم سے مشتق ہوگا، یعنی تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے یعنی رویت باری تعالےٰ کیوقت کوئی کسی پر ظلم کر کے تعب ومشقت میں ڈالکر دھکا دے کر رویت باری تعالےٰ سے محروم نہ کر سکے گا بس تشبیہ رویت کی رویت سے ہے نہ کہ مرئی کی مرئی کے ساتھ فافہم فانہ دقیق۔

۲ تضامون۔ بفتح اولہ وتشدید المیم۔ اس صورت میں ضم سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں ملنا یعنی ازدحام ناظرین کی وجہ سے تم رویت باری تعالیٰ سے محروم نہ ہوگے۔

ستروں ربکم بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور چاند کو دیکھنے میں ازدحام نہیں کر رہے ہو۔

رویت باری تعالیٰ اس مسئلہ میں تمام صحابۂ کرام و ائمۂ عظام رضی اللہ عنہم غرض اہلسنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ صرف فرق ضالہ خوارج اور معتزلہ رویت باری کے منکر ہیں۔

آیاتِ قرآنی وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (سورۃ القیامۃ آیت ۲۲ و ۲۳)
اس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے اور اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہونگے۔

اس صریح آیت کے بعد اہل ایمان کو رویت باری میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں چنانچہ تمام اہلسنت والجماعت بالاتفاق یہی مطلب لیتے ہیں کہ آخرت میں اہل جنت اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

۲ اسی کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون (سورہ المطففین آیت ۱۵)

ہرگز نہیں، وہ کفار اپنے رب کے دیدار سے روک دیئے جائیں گے (یعنی محروم ہوں گے) اس آیت میں حجاب کی تخصیص کفار کیلئے ہے اب اگر مؤمنین بھی محجوب ہوں بقول معتزلہ تو تخصیص بے معنی ہوکر رہ جائیں گی جو قانون بلاغت کے خلاف ہے۔

قال الشافعی رح فی الآیۃ دلالۃ علیٰ ان اولیاء اللہ یرون اللہ (مظہری)

اور ظاہر ہے کہ مؤمن و کافر دونوں رویت باری سے آخرت میں محجوب ہوتے تو کافروں پر حجاب سے کچھ الزام نہیں ہو سکتا ہے۔

احادیثِ نبویہ ۱ انکم سترون ربکم الخ (بخاری ص۷۸) ۲ بعض روایت میں ہے سترون ربکم عیانا (بخاری ص۱۱۰۵ تا ص۱۱۰۶)

یعنی تم اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

(۲) ایک حدیث میں ہے واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا (فتح الباری جلد ۸ ص۱۹۳)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ مرنے کے بعد یعنی آخرت میں پروردگار عالم کا دیدار ہوگا۔

(۳) مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے۔ فیکشف الحجاب فما اُعطوا شیئًا احبّ الیھم من النظر الیٰ ربھم۔ (مسلم اول ص۱۰۰) یعنی پھر پردہ اٹھا دیا جائے گا اس وقت جنتیوں کو کوئی چیز محبوب تر نہ ہوگی یعنی اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے۔

معتزلہ وغیرہ کا جواب اب رہ گیا معاملہ فلسفیانہ موشگافیوں کا کہ رویت باری تعالےٰ کے جواز کی صورت میں حق تعالےٰ کی ذات مرئی ہوگی جو رائی (ناظر) کے جہت مقابلہ کی وجہ سے جسمانیت کو مستلزم ہے اور ذات باری تعالےٰ جسمانیت وجسمیت سے منزّہ ہے اس سلسلے میں گذارش کافی ہے کہ حاضر کا قانون غائب پر، آئین سفلیات کو علویات پر، عالم دنیا کے اصول کو عالم آخرت پر جاری کرنا کونسا علم ودانش ہے۔

ع برین عقل ودانش بباید گریست

ے خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد ٪ جو چاہے آپ کی طبع کرشمہ ساز کرے

ان شئت التفصیل فلیراجع الی علم الکلام۔

یتعاقبون فیکم ملائکۃ الخ ملائکہ تمہارے پاس یکے بعد دیگرے یعنی نوبت بہ نوبت آتے ہیں۔

سُوال یہاں فاعل جب مظہر ہے تو فعل مفرد ہونا چاہیئے۔

جواب۔ یہ علیٰ وجہ البدل ہے یعنی یتعاقبون کی ضمیر مبدل منہ ہے اور ملائکۃ الخ بدل واقع ہے (عمدہ ج۲) راوی کا اختصار ہے کہ اصل عبارت ہے الملائکۃ یتعاقبون ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار، وبھذا اللفظ رواہ البخاری فی بدء الخلق فلا اشکال۔

ویجتمعون الخ سب جمع ہوجاتے ہیں۔

سوال تعاقب اور اجتماع میں منافات ہے؟

جواب: دو وقتوں پر محمول ہے۔

حکمت سوال وھو اعلم بھم الخ حق تعالےٰ علیم وخبیر ہیں، وہ فرشتوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر فرشتوں سے سُوال کرنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب: فرشتوں سے شہادت لینا اور اقرار مقصود ہے کہ بنی آدم میں بھی تم جیسے اور تمہاری ہی شہادت سے تسبیح وتقدیس کرنیوالے ہیں۔

گویا فرشتوں نے جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کیوقت کہا تھا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء الخ (سورہ بقرہ)

نیز فرشتوں نے اپنی قابلیت و استحقاق میں کہا تھا نحن نسبح بحمدك ونقدس لك الخ سب کا جواب دینا مقصود ہے۔

۳ استعطاف مقصود ہے تاکہ بندوں پر مہربانی کریں۔

سوال کیف ترکتم عبادی الخ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیف وجدتم عبادی حین اتیتم کیوں نہ فرمایا؟

۲ چونکہ ارحم الراحمین کا مقصد انعام کرنا ہے اسلئے احوال خیری کا سوال کرتے ہیں۔ فیقولون ترکناھم وھم یصلون واتیناھم وھم یصلون۔ چونکہ فرشتے سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالے انعام فرمائیں گے اس لئے سوال ان سے ایک کا تھا لیکن جواب فرشتوں نے دونوں دیئے۔

بَابٌ ۳۱۲ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

باب۔ اس شخص کا بیان جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالیا

۵۳۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے اور جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز میں سے ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز کو پوری کرلے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا ادرک احدکم سجدۃ من العصر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۷۹ ونسائی ص۸۲ وابوداؤد ص۵۹ والترمذی ص۲۶

۵۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ اَيْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ اَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ تمہاری بقا ان امتوں (یہود و نصاریٰ) کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک، توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی تو انھوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ جب آدھا دن گذرا تو وہ تھک گئے تو ان لوگوں کو (ان کے عمل کا بدلہ) ایک ایک قیراط دیا گیا پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انھوں نے عصر کی نماز تک عمل کیا پھر تھک گئے تو انہیں بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر ہم مسلمانوں کو (عصر کے وقت) قرآن دیا گیا اور ہم نے غروب آفتاب تک کام کیا تو ہمیں دو قیراط دیئے گئے اس پر دونوں اہل کتاب نے کہا اے ہمارے پروردگار آپ نے مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ تو میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

مُطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحديث للترجمة في قوله "الى غروب الشمس" فدل على ان وقت العصر الى غروب الشمس وان من ادرك ركعة من العصر قبل الغروب فقد ادرك وقتها فليتم ما بقي (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۷۹ وياتي ص۳۰۲ ايضا ص۳۰۲ وص۴۹۱ وص۷۵۱ وص۱۱۱۲ و۱۱۲۴

۵۳۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاْجَرَ آخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ۔

ترجمہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو مزدور رکھا کہ اس کیلئے رات تک کام کریں چنانچہ ان لوگوں نے آدھے دن تک کام کیا اور کہنے لگے کہ ہمیں تیری مزدوری کی ضرورت نہیں پھر اس نے دوسرے لوگوں کو مزدوری پر رکھا اور کہا تم دن کے بقیہ حصہ پورا کرو۔ اور تم کو وہی مزدوری ملے گی جو میں نے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا یہاں تک جب عصر کا وقت شروع ہوا تو کہنے لگے ہم نے کچھ کام کیا وہ تیرے لئے (یعنی تیرے مفت ہے اُجرت کی ضرورت نہیں ہم سے شام تک کام نہیں ہو سکتا) پھر اس نے دوسرے لوگوں کو (یعنی تیسرے مزدوروں کو) مزدوری پر رکھا اور ان لوگوں نے دن کے بقیہ حصہ میں سورج ڈوبنے تک کام کیا اور انھوں نے پچھلی دونوں جماعتوں کی پوری مزدوری حاصل کر لی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة هذا الحديث للترجمة بطريق الاشارة لا بالتصريح ببيان ذلك ان وقت العمل ممتد الى غروب الشمس واقرب الاعمال المشهورة بهذا الوقت صلوٰة العصر وانما قلنا بطريق الاشارة لان هذا الحديث تقصد به بيان الاعمال لا بيان الاوقات (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ۷۹ وياتي ۳۰۲

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرض البخاری منه اثبات وقت العصر الى غروب الشمس۔ یعنی اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد غروب آفتاب تک عصر کا وقت ثابت کرنا ہے یعنی جو حضرات عصر کے وقت کا منتہیٰ اصفرار شمس کو قرار دیتے ہیں

اور اصفرار شمس کو وقت عصر سے خارج سمجھتے ہیں ان حضرات پر رد کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عصر کا آخر وقت غروب آفتاب ہے نہ کہ اصفرار شمس۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر کسی نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی اور بقیہ رکعتیں غروب آفتاب کے بعد پڑھیں تو نماز ہو گئی قضاء کی ضرورت نہیں۔

تشریح امام بخاری اس باب میں تین حدیثیں لائے ہیں پہلی حدیث حضرت ابوہریرۃؓ کی ہے جس کے الفاظ ہیں اذا ادرک احدکم سجدۃ الخ

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں ادرک رکعۃ ذکر کر کے حدیث پاک کی تفسیر کر دی کہ سجدہ سے مراد رکعت ہے (فتح)

علامہ عینی بھی یہی فرماتے ہیں کہ قلت المراد من السجدۃ الرکعۃ (عمدہ)

نیز اسی بخاری صـ۸۲ میں خود ابوہریرہؓ سے بجائے سجدۃ کے رکعۃ مروی ہے۔

اور وجہ اسکی یہ ہے کہ قبل السجدہ چونکہ رکعت نامکمل رہتی ہے اس لئے سجدہ پر رکعت کا اطلاق کر دیا ہے اور رکعت اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اہم امور رکوع ہے اگر رکوع نہ ملے تو رکعت فوت ہو جاتی ہے اسی واسطے اس کو رکوت کہتے ہیں۔

سوال حدیث پاک میں صلوٰۃ عصر اور صلوٰۃ صبح دونوں کا ذکر ہے لیکن ترجمۃ الباب میں فقط صلوٰۃ عصر ہے۔

جواب: ترجمۃ الباب میں صبح کا ترک باب الاکتفاء سے ہے (عمدہ)

فلیتم صلوتہ ای فلیؤدھا علی وجہ التمام یعنی اپنی نماز پوری پڑھے۔

اگر حدیث کو بنظر غائر دیکھا جائے تو مطلب صاف ہے کہ اگر کوئی شخص بقدر سجدہ بھی غروب شمس سے قبل صلوٰۃ عصر کا وقت پالے یا طلوع شمس سے قبل صلوٰۃ صبح کا وقت پالے تو اس نے وجوب صلوٰۃ پالیا اسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اس پر نماز فرض ہو گئی۔

اس حدیث میں رکعت کی قید بھی نہیں ہے بلکہ لفظ سجدہ ہے یعنی پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا کوئی حصہ مراد ہے۔

اسی وجہ سے امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کوئی تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے کی مقدار بھی وقت پالے یعنی اہل ہو جائے تو اس پر وہ نماز فرض ہو جائے گی اور پوری نماز پڑھنی ہو گی مثلاً حائضہ حیض سے پاک

ہوجائے، یا بالغ بچہ بالغ ہوجائے۔ یا غیر مسلم مسلمان ہوجائے۔ تو اس پر نماز فرض ہوجائے گی۔ اور صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

اس تقریر کا حاصل یہ ہے کہ حدیث پاک میں ادراک سے مراد ادراک وقت ہے اور اس پر قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس اور قبل ان تطلع الشمس۔ جس سے صاف معلوم ہو کہ صلوٰۃ سے مراد وقت صلوٰۃ ہے۔ اور اس تقریر پر انشاء اللہ کوئی اشکال بھی نہیں ہوگا۔

لیکن ائمہ "ثلاثہ" ادراک سے ادراک نماز مراد لیتے ہیں یعنی نماز کا وقت پانا مراد نہیں ہے بلکہ نماز پڑھنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے عصر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج غروب ہوگیا اسی طرح اگر ایک شخص نے فجر کی ایک رکعت پڑھی اور سورج طلوع ہوگیا تو ائمہ ثلاثہ رح فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم ایک ہے اور نمازی اپنی باقی نمازیں پوری کرلے، اسپر قرینہ یہ پیش کرتے ہیں کہ روایت میں فلیتم صلوٰتہ اور بعض روایت میں فلیضف اور بعض میں ہے۔ فلم یفتہ العصر یعنی اسکی عصر فوت نہیں ہوئی

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ فیصلہ آسان نہیں ہے کہ یہ سارے تعبیرات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہیں بہت ممکن ہے کہ حضرات رواۃ سے روایت بالمعنی کے طور پر تنوع پیدا ہوگیا ہے اور اصل حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو بخاری شریف صفحہ ۸۲ میں ہے اور حضرت ابوہریرہ رض ہی کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ادرک من الصبح رکعۃ قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الصبح ومن ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر۔

اور اسی کے متصل دوسری روایت ہے من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک الصلوٰۃ"۔

تشریح حدیث ۵۳۷ انما بقاؤکم فیما سلف۔ علامہ عینی رح اور علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں ظاہرہ لیس بمراد الخ (عمدہ)

یعنی چونکہ فی ظرفیت کیلئے آتا ہے اس لئے ظاہر حدیث سے تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ اس امت محمدؐ کی بقاء امم سابقہ کے زمانہ میں ہوئی حالانکہ یہ مطلب قطعاً نہیں ہے انما معناہ ان نسبتکم الیھم کنسبۃ وقت العصر الی تمام النھار (عمدہ)

حاصل یہ ہے کہ فی بمعنی الی ہے اور عبارت میں مضاف یعنی نسبۃ محذوف ہے عبارت ہوگی انما بقاؤکم بالنسبۃ الی ما سلف الخ

مطلب یہ ہوا کہ تمہاری بقاء (مدت) کی نسبت امم سابقہ کے اعتبار سے وہی ہے جو نسبت عصر کے وقت سے مغرب کے وقت کو پورے دن سے ہے اور ظاہر ہے کہ پورے دن کے مقابلہ میں عصر سے مغرب تک کا وقت بہت کم ہے۔

اس حدیث سے مذہب احناف کی تائید ہوتی ہے کہ عصر کا وقت دو مثل گذرنے کے بعد ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دن کے تین حصے کئے ایک حصہ صبح سے دوپہر تک دوسرا حصہ دوپہر سے عصر تک اور تیسرا عصر سے غروب آفتاب تک۔

یہود نے دوپہر تک کام کیا اور نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک اور ان دونوں نے یہ شکایت کی کہ نحن کنّا اکثر عملاً۔ یعنی ہم نے بمقابلہ اس امت کے زیادہ کام کیا۔

اور یہ اسی وقت درست ہوگا جب ظہر کا وقت عصر سے زیادہ مانا جائے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک اور دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہو ورنہ بعض موسم میں عصر کا وقت ظہر سے زیادہ ہو جائے گا یا کم از کم برابر۔ واللہ اعلم

التوراۃ والانجیل اسمان اعجمیان الخ (کشاف)

یعنی یہ دونوں کلمے عجمی ہیں کیوں کہ ایک قرأت یعنی امام حسن بصریؒ کی قرأت انجیل بفتح الھمزہ ہے جو اسکی عجمیت پر واضح دلیل ہے اس لئے أفعیل کا وزن عربی زبان میں معدوم ہے۔ اب توراۃ کو وریٰ سے تفعلۃ کے وزن پر اور انجیل کو افعیل کے وزن پر نجل سے اشتقاق کے تکلفات صحیح نہیں۔

حدیث ۵۳۸ حدیث ۵۳۷ حدیث ابن عمرؓ اور حدیث ۵۳۸ یعنی حدیث ابو موسیٰ اشعریؓ دونوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی تمثیل بیان فرمائی ہے زمانہ کے قصر وکثرت کے لحاظ سے پھر فرمایا کہ باوجود قصر زمانہ کے اس امت کو اللہ تعالےٰ نے امم سابقہ سے دوگنا اجر عطا فرمایا کہ پہلی امتوں (یہود ونصاریٰ) کو ایک ایک قیراط اور اس امت کو دو دو قیراط ملے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

ایک اشکال یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ حدیث سے یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدت بقاء کم معلوم ہوتی ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہود کی مدت زیادہ سے زیادہ دو ہزار سال ہے اس میں تو ابھی اشکال نہیں ہے لیکن نصاریٰ کی مدت زیادہ سے زیادہ چھ سو سال ہے جب کہ مسلمانوں کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں اور معلوم نہیں کہ قیامت تک اور کتنا زمانہ باقی ہے

پھر یہ کہ یہود و نصاریٰ کیجانب سے روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم نے زیادہ کام کیا ہے اس لئے مسلمانوں کی مدت بقاء کا کم ہونا اور یہود و نصاریٰ کا کام کا زیادہ ہونا باعث اشکال ہے۔

جواب: یہاں امت سے امت کا تقابل نہیں ہے بلکہ آحاد و افراد امت کا آحاد سے تقابل ہے اس امت محمدیہ کے افراد کی عمروں کا اوسط حدیث پاک کی رو سے ساٹھ سے ستر کے درمیان ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر امتی من ستین سنۃ الی سبعین (ترمذی ثانی صـ۵۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر تک ہے۔

نیز آج کی طرح افکار و نت نئے امراض بھی نہ تھے مشہور ہے کہ فرعون کو پانچ سو سال تک درد سر کی نوبت کبھی نہ آئی۔

تو ہمارے لئے پچھلی امتوں کے مقابلہ میں عمل کا وقت کم اور قوای کمزور اسلئے پروردگار عالم نے اپنے حبیب کے صدقے میں ہماری ہر نیکی کو دس کے برابر کر دیا جب کہ امم سابقہ کو ایک نیکی پر ایک ثواب ملتا تھا۔ آحاد سے آحاد کے تقابل کی دلیل یہ ہے کہ لفظ قیراط کو تکرار کے ساتھ قیراطاً قیراطا اور قیراطین قیراطین فرمایا گیا ہے اگر تقابل امت کا امت کے ساتھ ہوتا تو قیراطا کافی تھا تکرار کی ضرورت نہیں تھی مطلب یہ ہے کہ پوری امت کو ایک قیراط نہیں بلکہ امم سابقہ کے ہر ہر فرد کو ایک ایک قیراط اور امت محمدیہ کے ہر ہر فرد کو دو دو قیراط ملے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں آحاد کا آحاد سے تقابل منقول ہے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ عصر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ما اعمارکم فی اعمار من مضی الا کما بقی من النہار فیما مضی منہ۔ (مسند احمد صـ۱۱۶/۲)

تمہاری عمریں گذری ہوئی امتوں کے عمروں کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے گذرے ہوئے دن کے مقابلہ میں دن کا بقیہ حصہ۔

بابُ۳۶۷ وَقتِ المغرِبِ فَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ المَرِيضُ بَيْنَ المَغرِبِ وَالعِشَاءِ

مغرب کے وقت کا بیان اور عطاء بن ابی رباحؒ نے فرمایا کہ مریض مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر سکتا ہے، تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مناسبت یہ ہے کہ مغرب کا انتہاء وقت متصل بوقت العشاء ہے

۵۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الأَوزَاعِيُّ

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو النَّجَاشِیِّ هُوَ عَطَاءُ بْنُ صُهَیْبٍ مَوْلٰی رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ یَقُوْلُ کُنَّا نُصَلِّی الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهٗ لَیُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت رافع بن خدیج رضؓ کے آزاد کردہ غلام ابو النجاشی عطاء بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے اور ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹتا تو اتنی روشنی رہتی کہ وہ اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "کنا نصلی المغرب الی آخرہ" یعنی مغرب کی نماز میں اتنی جلدی کرتے تھے کہ اگر کوئی نماز کے بعد تیر اندازی کرتا تو تیر گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔ اتنی روشنی رہتی۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۹ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ وابوداؤد ص۱۷۱ وابن ماجہ ص۵۰۔

۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِیَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْیَانًا وَاَحْیَانًا اِذَا رَاٰهُمْ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ اَبْطَئُوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ کَانُوْا اَوْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْهَا بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث محمد بن عمرو نے فرمایا کہ حجاج (مدینہ کا حاکم بنکر) آیا (اور نماز میں تاخیر کرنے لگا) تو ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے (اوقات نماز کے بارے) میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھایا کرتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں کہ آفتاب صاف ہوتا تھا اور مغرب کی نماز جب آفتاب غروب ہوجاتا اور عشار کی نماز کبھی اس وقت (یعنی سویرے) اور کبھی اس وقت (یعنی دیر سے) آپؐ جب دیکھتے کہ سب جمع ہو گئے ہیں تو جلد پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ صحابہ نے آنے میں دیر کی تو آپؐ بھی دیر کر دیتے اور صبح کی نماز صحابہ کرام رضؓ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ والمغرب اذا وجبت۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۹ ویاتی ص۸۰ فی باب العشاء اذا اجتمع الناس الخ ومسلم اول ص۲۳۰ وابوداؤد ص۵۵۔

۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

ترجمہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب سورج چھپ جاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب الخ

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۹ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۲۲۸ ابوداؤد فی "باب وقت المغرب ص۶۰ والترمذی ص۲۳ ابن ماجہ ص۵۰۔

۵۴۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا جَمِيعًا۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رکعت ایک ساتھ (یعنی مغرب وعشاء) اور آٹھ رکعت ایک ساتھ (یعنی ظہر وعصر) پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعا جمیعا۔ ای سبع رکعات وھی المغرب والعشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۷۹ ومر ص۷۷ ویاتی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۴۶ وابوداؤد ص۱۷۱ والنسائی ص۷۰ فی باب فی الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمہ سے مغرب کے وقت کی ابتدا اور انتہاء کو بیان کرنا ہے چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباح کا اثر نقل کر کے مغرب کا منتہیٰ بیان کر دیا کہ

وقت عشاء سے متصل ہے۔

اور وقت مغرب کی ابتداء غروب آفتاب سے ہے اور روایات نقل کر کے بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب کی نماز غروب آفتاب سے متصل رکھا ہے۔

تشریح امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت چار روایتیں ذکر کی ہیں جن میں پہلی تین روایتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، نیز مغرب کا وقت اس کے نام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور بالاتفاق مغرب میں تعجیل اولیٰ ہے۔

اور باب کی تیسری روایت یعنی حدیث ۵۴۱ جو ثلاثیات بخاری میں سے چوتھی ثلاثی ہے اس میں اس کی تصریح ہے کہ آپ مع صحابہ مغرب کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے جب آفتاب چھپ جاتا تھا امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں شیعہ کا اختلاف ہے جو قابل توجہ نہیں ہے

حضرات شیعہ کے نزدیک غروب آفتاب کے بعد اشتباک نجوم کے وقت مغرب کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے حتی یطلع الشاهد والشاهد النجم (نسائی اول ص۶۱ فی تاخیر المغرب)

اس کا صاف اور واضح جواب یہ ہے کہ یہ آخری ٹکڑا مدرج ہے۔

۲ اس نجم سے مراد وہ ستارہ ہے جو آفتاب کے غروب ہوتے ہی نظر آنے لگتا ہے۔

۳ ان تمام احادیث صحیحہ مشہورہ سے تعارض ہوگا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتزال امتی بخیر حتی یؤخر المغرب الی اشتباك النجوم۔

۴ وقال علیہ السلام بادروا الی صلوٰۃ المغرب قبل طلوع النجم۔

یہ روایت شیعہ حضرات کی تردید کیلئے کافی ہیں۔

باب کی چوتھی روایت یعنی حدیث ۵۴۲ یعنی آخری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں جمع بین الصلوتین کا مسئلہ ہے، یہ مسئلہ گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۶۱ باب تاخیر الظہر الی العصر۔

باب ۳۶۸ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ

اس شخص کا بیان جس نے اسکو مکروہ سمجھا ہے کہ مغرب کو عشاء کہا جائے

۵۴۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ۔

ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آجائیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اعراب اس نماز (مغرب) کو عشاء کہتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " لا تغلبنکم الاعراب علی اسم صلٰوتکم المغرب الی آخرہ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا منہ

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح مغرب و عشاء کے لغوی معنی الگ ہیں غروب آفتاب کے وقت اور عشاء (بکسر العین) کے معنی ہیں اول ظلام اللیل یعنی رات کی تاریکی کا ابتدائی حصہ جس کا آغاز غروب شفق سے ہوتا ہے اسی طرح شریعت کی اصطلاح میں مغرب اور عشاء الگ الگ مستقل دو نمازوں کے نام ہیں جن کے احکام الگ الگ ہیں اور اوقات متعین ہیں۔ تو چونکہ مغرب پر عشاء کا اطلاق باعث التباس و اشتباہ ہوگا اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تمہاری نماز مغرب کے نام پر اعراب غالب نہ آئیں (کہ تم اعراب کی تقلید و اتباع میں مغرب کو عشاء کہنے لگو۔

اس میں غلبہ اعراب سے نہی صاف موجود ہے، مقصد یہ ہے کہ تم ان کی متابعت نہ کرو ورنہ ان اعراب کی اصطلاح تم پر غالب آجائے گی۔ اور مغرب و عشاء میں التباس ہوجائے گا۔

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فعلی ھٰذا لا یکرہ ان یقال للمغرب العشاء الاولٰی ویؤیدہ قولھم العشاء الآخرۃ کما ثبت فی الصحیح (عمدہ)

حدیث پاک کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ جزم کے ساتھ باب قائم کرتے " باب کراھیۃ ان

یقال للمغرب العشاء۔

لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب من کرہ ان یقال الخ" لکھا جس سے بظاہر تردد معلوم ہوتا ہے چنانچہ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ پر نقد کیا اور اس نقد کو حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل کیا شاید حافظ بھی اس نقد سے متفق ہیں۔ واللہ اعلم

تشریح الاعراب قال القرطبی الاعراب من کان من اھل البادیۃ وان لم یکن عربیا (عمدہ) یعنی اعراب گاؤں کے رہنے والے دیہاتیوں کو کہتے ہیں خواہ عربی ہو یا عجمی؟ اور عرب عرب کے رہنے والے خواہ دیہاتی ہوں یا شہری۔

باب ذِكْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَآهُ وَاسِعًا وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَالْاِخْتِيَارُ أَنْ يَقُوْلَ الْعِشَاءُ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَأَعْتَمَ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ وَقَالَ أَنَسٌ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو أَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ۔

۵۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔

باب، عشاء اور عتمہ کے ذکر کا بیان اور جن لوگوں نے اس کو (یعنی لفظ عتمہ کا اطلاق عشاء پر) جائز خیال کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ منافقین

پر عشار اور فجر کی نماز تمام نمازوں سے زیادہ گراں ہیں۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عتمہ (عشار) اور فجر کی نماز میں ہے تو (ان کیلئے گھسٹتے ہوئے آئیں) لا توھما ولوحبوا ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ عشار کی نماز کہے کیوں کہ اللہ تعالےٰ نے (سورۂ نور میں) فرمایا "مِنۡ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَاءِ" اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے منقول ہے کہ ہم لوگ عشار کی نماز کے وقت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری جایا کرتے تھے تو (ایک مرتبہ) آپؐ نے اس نماز میں تاخیر کی (یعنی دیر سے پڑھی) اور حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اندھیرے میں پڑھی) اور بعض راویوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے یوں روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کی نماز (عشار کی نماز) تاخیر کرکے پڑھی۔ اور حضرت جابر نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ وسلم عشار کی نماز پڑھتے تھے اور حضرت ابو برزہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز میں تاخیر کرتے تھے اور حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) پچھلی عشار کی نماز دیر سے پڑھی اور حضرت ابن عمر رضؓ اور حضرت ابوایوب اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشار کی نماز پڑھی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک رات عشار کی نماز پڑھائی اور یہ وہی نماز ہے جسے لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں پھر آپؐ نماز سے فارغ ہوکر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم اپنی اس رات کو یاد رکھنا اسلئے کہ آج جو لوگ روئے زمین پر ہیں ان میں سے کوئی بھی اس صدی کے آخر تک باقی نہیں رہے گا۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فان فیہ ذکر العشاء والعتمۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صلہ ومر صلہ ۲۲ ویاتی صلہ ۸۴ ومسلم شریف ثانی صلہ ۳۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد خود امام کے جملہ سے واضح اور ظاہر ہے۔ قال ابو عبد اللہ والاختیارات یقول العشاء الخ

یعنی مختار و پسندیدہ تو یہی ہے کہ عشار ہی کہا کرو کیوں کہ ارشاد باری تعالےٰ یعنی قرآن حکیم میں اسی کا ذکر آیا ہے۔ من بعد صلوٰۃ العشاء، (سورہ نور)

یعنی عشار کو عتمہ کہنا جائز خلاف اولیٰ ہے یا یہ کہا جائے کہ چونکہ بعض روایات میں عشار پر عتمہ

کا اطلاق ہوا ہے جس سے عتمہ کہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی حدیث ہے " لو یعلمون ما فی العتمۃ والصبح لاتوھما ولو حبواً "
بخاری اوّل صلاہ ۔

لیکن بعض روایتوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتغلبنکم الاعراب علی اسم صلوٰتکم العشاء فانھا فی کتاب اللہ العشاء وانھا تعتم بحلاب الابل
(مسلم اول ص۲۲۹)

بہترین تطبیق یہ ہے کہ ممانعت کو اکثار پر محمول کیا جائے کہ ہمیشہ اور اکثر عتمہ نہ کہو کہ غلبۂ اعراب ہو جائے۔ مگر کبھی کبھی اس لفظ عتمہ کو استعمال کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سوال جب دونوں میں (یعنی مغرب کو عشاء کہنے اور عشاء کو عتمہ کہنے میں) ممانعت ایک طرز پر ہے یعنی لا تغلبنکم الاعراب الخ پھر امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں فرق کیوں کر دیا؟

جواب: وجہ فرق ۱ مغرب پر عشاء کا اطلاق روایات میں کہیں نہیں ہے۔
۲ مغرب پر عشاء کے اطلاق سے التباس و اشتباہ کا خطرہ ہے کیوں کہ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ہے اور عشاء کا وقت غروب شفق سے شروع ہوتا ہے یعنی دونوں کا الگ الگ وقت ہے اس لئے باب سابق میں کراہت کی تصریح کر دی اور اس باب میں چونکہ عشاء پر عتمہ کا اطلاق روایات سے ثابت ہے اس لئے کراہت کی تصریح نہیں کی ہے بلکہ فرمایا والاختیار الخ یعنی پسندیدہ اور بہتر ہے کہ عشاء کہا جائے۔ اور جن لوگوں نے مکروہ کہا ہے اس سے مراد مکروہ تنزیہی ہے جو جواز سے معارض نہیں ہے۔

تعلیقات ترجمۃ الباب اس باب کے تعلیقات کل کے کل متصل السند حدیثیں ہیں امام بخاریؒ نے محض اختصار کیلئے ان کو تعلیقات (یعنی سندیں حذف کر کے) ذکر فرمایا ہے مثلاً ۱ تعلیق کیلئے دیکھئے صفحہ۹ فی باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعۃ۔
۲ دوسری تعلیق کیلئے ملاحظہ ہو ص۸۶ باب الاستھام فی الاذان۔

ویذکر عن ابی موسیٰ اس تعلیق کو امام بخاری رحؒ نے اسی صفحہ ۸۰ پر باب فضل العشاء کے تحت مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

سوال پھر یہاں صیغہ تمریض سے کیوں ذکر کیا گیا ہے۔
جواب: صیغہ تمریض کی روایات دو قسم کی ہیں ۱ جس کی سند ضعیف ہو۔
۲ جس کی سند ضعیف نہ ہو پھر اگر وہ بخاری شریف ہی میں ہو تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روایت مختصر ہے

اگر امام بخاریؒ اپنی ضرورت کے مطابق صرف ایک جزء کے نقل پر اکتفا کرلیں تب بھی صیغۂ تمریض استعمال کر لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تعلیقات بخاری میں صیغۂ تمریض سے ہونا ضعف کی دلیل نہیں ہے کبھی ویسے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

تشریح حدیث اس حدیث کی تشریح یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت وغیرہ کیلئے نصر الباری جلد نہم یعنی کتاب التفسیر صفحہ ۳۹۰ تا ص ۳۹۳ کا مطالعہ کیجئے نیز نصر الباری جلد اوّل ص ۵۰۲ حدیث ۱۱۵ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابٌ ۳۷ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا

عشاء (کی نماز) کیوقت کا بیان جب لوگ (جلدی) جمع ہوجائیں یا لوگ دیر کریں

۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت محمد بن عمروؒ جو حضرت حسن بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر میں پڑھتے تھے اور عصر کی ایسے وقت پڑھتے کہ سورج زندہ یعنی صاف ہوتا اور مغرب کی جب سورج غروب ہوجاتا اور عشاء کی نماز میں اگر لوگ بہت ہوجاتے تو آپ جلد پڑھ لیتے اور جب حاضرین کم ہوتے تو نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے اور صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھتے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "والعشاء اذا اکثر الناس عجل واذا قلوا اخر"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص ۸۰ و مر ص ۷۹ و مسلم ص ۲۳۰ و ابوداؤد ص ۵۸۔

مقصد ترجمہ | حافظ عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جنہوں نے عشاء اور عتمہ کے اطلاق میں اس طرح فرق کیا ہے کہ اگر عشاء کی نماز جلدی پڑھی جائے تو اس کا نام عشاء ہے اور اگر تاخیر سے پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہتے ہیں۔

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی تردید کی کہ سب پر عشاء ہی کا اطلاق ہوگا خواہ معجل ہو یا مؤخر۔

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ھذا الکلام واہٍ یہ بیکار بات ہے یعنی علامہ عینی رحمہ اللہ نے حافظ کی تردید کی اور کہا کہ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد نماز عشاء کا مختار و مستحب وقت بتانا ہے اور وہ نمازیوں کے اجتماع و تکثر پر ہے کہ اگر اول وقت میں نمازی جمع ہو جائیں تو اول وقت میں پڑھ لینا مختار و پسندیدہ ہے اور اگر دیر سے جمع ہوں تو تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے۔

بَابُ ۳۷۱ فَضْلِ الْعِشَاءِ

باب۔ عشاء کی فضیلت کا بیان

۵۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّفْشُوَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ۔

ترجمہ حدیث | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی اور یہ واقعہ (اطراف عرب) میں اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا ہے (یعنی اس وقت تک مدینہ منورہ کے سوا کہیں مسلمان نہیں تھے) چنانچہ آپ گھر سے نہیں نکلے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر آپ باہر تشریف لائے اور اہل مسجد سے فرمایا کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ما ینتظرھا احد من اھل الارض

غیرکم

تعدد موضعه والحدیث ھٰھنا منٰہ ویاتی منٰہ تا ملکہ ویاتی ص۱۱۹ ایضا ص۱۱۹ و مسلم شریف اول ص۲۲۸۔

۵۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِي فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِي بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِي وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ اَمْرِهٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ اَبْشِرُوْا وَاِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے فرمایا کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے تھے۔ بطحان کے میدان میں اترے ہوئے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خاص شہر) مدینہ میں تھے۔ تو ان میں سے چند آدمی ہر رات نماز عشاء کیوقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آتے رہتے پھر اتفاق سے ایک رات میں اور میرے چند ساتھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ اس رات کسی کام میں مشغول تھے۔ تو آپ نے (عشاء کی) نماز میں دیر کی یہانتک کہ آدھی رات ہو گئی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے حاضرین سے فرمایا۔ ذرا ٹھہرے رہو۔ خوش ہو جاؤ کہ تم پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس وقت (ساری دنیا) میں تمہارے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اس وقت نماز پڑھی ہو۔ ابو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ معلوم نہیں کہ آپ نے ان دونوں جملوں میں سے کیا جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر ہم لوگ بہت خوش خوش واپس

ہوئے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ان من نعمۃ اللہ علیکم انہ لیس احدٌ من الناس یصلی ھٰذہ الساعۃ غیرُکم۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا منہ
ومسلم اول ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ | امام بخاریؒ کا مقصد نمازِ عشار کی فضیلت بیان کرنا ہے جیساکہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشار کے واسطے انتظار کو مشروع قرار دیا اور منتظرینِ صلوٰۃ کو خوشخبری دی ہے کہ تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا منتظر نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ نمازِ عشار ایسی فضیلت والی نماز ہے کہ اس کے واسطے انتظار کرنا مشروع ہے بخلاف اور نمازوں کے کہ اس کے اندر انتظار نہیں ہوتا۔ ۲ یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ نمازِ عشار اس امت کے خصائص میں سے ہے کہ جیساکہ ایک روایت میں ہے: فانکم قد فضلتم بھا علی سائر الامم ولم تصلھا امۃ قبلکم (ابوداؤد ص۶۱)
اس روایت سے صلوٰۃ عشار کا امتِ محمدیہ کے خصائص میں سے ہونا واضح ہے جو فضیلت عشار پر واضح دلیل ہے۔

بَابُ ۳۷۲ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

باب۔ اس نیند کا بیان جو عشار سے پہلے مکروہ ہے

۵۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ نِ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِي بَرْزَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشار کی نماز سے پہلے سونے کو اور عشار کی نماز کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کان یکرہ النوم قبل العشاء۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا منہ ویاتی ص۸۴ وص۱۰۶
وترمذی اول ص۲۴۔

مقصد ترجمہ مشہور بین العلماء ہے فقہ البخاری فی تراجمہ، بلاشبہ حق ہے کہ امام بخاریؒ تراجم کے انعقاد میں جس تفقہہ اور وقت نظر و بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ صرف ان ہی کا حصہ ہے امام بخاریؒ یہ نہیں کہتے ہیں کہ عشاء سے قبل سونا علی الاطلاق مکروہ ہے بلکہ وہ کہتے ہیں ما یکرہ من النوم، یعنی نیند کی کونسی ایسی صورت ہے کہ جس میں کراہت ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ بعض صورت میں کراہت ہے اور بعض صورت میں کراہت نہیں ہے چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کے نزدیک قبل دخول وقت العشاء رخصت ہے والکراهۃ علی ما بعد دخوله (عمدہ)

نیز اگر کوئی جگانے والا موجود و متعین ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جماعت جانے یا وقت مستحب کے چلے جانے یا نماز قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو کراہت ہوگی ورنہ نہیں۔

والحدیث بعدہا نماز عشاء کے بعد بات چیت کرنا مکروہ ہے جبکہ دینی اور دنیوی مصلحت سے خالی ہو یعنی فضول قصے کہانی مکروہ ہے لیکن علم دین کا پڑھنا، پڑھانا، وعظ و نصیحت کرنا غرض جسمیں دینی مصلحت یا دنیوی ضرورت و فائدہ ہو تو قطعاً کراہت نہیں۔

بَابٌ ۳۷۳ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

باب، نیند کا غلبہ ہو تو عشاء سے قبل سونے کا بیان

۵۴۹ - حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا تُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعِشَاءَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی کہ نماز (یعنی نماز

کیلئے تشریف لائے) عورتیں اور بچے سو گئے، چنانچہ آپؐ حجرہ سے نکلے اور فرمایا کہ اہل زمین سے تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے راوی نے بیان کیا کہ ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں (با قاعدہ جماعت کے ساتھ) نماز نہیں ہوتی تھی اور حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ عشاء کی نماز شفق کے غائب ہو جانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک پڑھ لیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نام النساء والصبیان"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا منہ ۸۰ تا ۸۱ ومرّ آنفا فی باب فضل العشاء منہ ۸۰ ویاتی مسا۱۱۹ ومسلم اوّل منہ ۲۲۸۔ حتی ناداہ عمر الصلوٰۃ بالنصب بفعل مضمر تقدیرہ صلّ الصّلوٰۃ۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْھَا لَیْلَۃً فَاَخَّرَھَا حَتّٰی رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَیْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الْاَرْضِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ غَیْرُکُمْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یُبَالِیْ اَقَدَّمَھَا اَمْ اَخَّرَھَا اِذَا کَانَ لَا یَخْشٰی اَنْ یَّغْلِبَہُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِھَا وَکَانَ یَرْقُدُ قَبْلَھَا قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً بِالْعِشَاءِ حَتّٰی رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَیْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَیْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوۃَ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ الْاٰنَ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ مَاءً وَّاضِعًا یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِہٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّصَلُّوْھَا ھٰکَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً کَیْفَ وَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِہٖ یَدَہٗ کَمَا اَنْبَاَہُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِیْ عَطَاءٌ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ شَیْئًا مِّنْ تَبْدِیْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِہٖ عَلٰی قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّھَا یُمِرُّھَا کَذٰلِکَ عَلَی الرَّاْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْھَامُہٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِی

الوَجْهِ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ إِلَّا كَذٰلِكَ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هٰكَذَا۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشار کی نماز کے وقت مشغولیت پیش آگئی تو آپؐ نے عشار (کی نماز کیلئے آنے) میں دیر کی یہاں تک ہم لوگ مسجد میں سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ (اس وقت) ساری دنیا میں سوائے تمہارے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو نماز کا انتظار کر رہا ہو اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ عشار کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر سے پڑھیں بشرطیکہ انہیں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ نماز کے وقت نیند سے مغلوب ہو جائیں گے اور وہ (کبھی) عشار کی نماز سے پہلے سو جاتے تھے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جو نافع سے سنی تھی عطار بن ابی رباح سے بیان کی تو عطار نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشار کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے۔ اور بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور (جاکر آپؐ سے) عرض کیا الصلوٰۃ (یعنی نماز یا رسول اللہ عورتیں اور بچے سونے لگے) عطار کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے گویا میں اس وقت بھی آپؐ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے آپؐ اپنے ہاتھ کو سر پر رکھے ہوئے ہیں پھر آپؐ نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو یقیناً انہیں حکم دیتا کہ عشار کی نماز اس طرح (یعنی اسی وقت) پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطار سے مزید تحقیق حال کی درخواست کی کہ جیسے ابن عباسؓ نے آپ کو بتایا تھا آپ بھی مجھے بتلائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر اپنے ہاتھ کو کیسے رکھا تھا تو عطار نے اپنی انگلیاں قدرے کشادہ کیں پھر انگلیوں کے کنارے سر کے کونے پر رکھے پھر انگلیوں کو سر پر اس طرح گذارا کہ انگوٹھے نے کانوں کے اس کنارے کو مس کیا جو کنپٹی پر داڑھی کے کونے پر چہرے کے قریب ہے نہ آپؐ اس میں کمی کر رہے تھے اور نہ مضبوط پکڑ رہے تھے بس ایسے کر رہے تھے جیسے میں کر رہا ہوں اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کیلئے باعث مشقت نہ سمجھتا تو ان کو حکم دیتا کہ عشار کی نماز اسی وقت پڑھا کریں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ حتی رقدنا فی المسجد (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ملہ ویاتی الحدیث فی کتاب التمنی مرسلا ص۱۰۷۵

مسلم اوّل ص۲۲۹۔

مقصد ترجمہ یہ باب سابق باب سے بمنزلہ استثناء کے ہے کہ اگر نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے یعنی چونکہ اس سلسلے میں روایات دونوں طرح کی وارد ہیں کراہت کی بھی اور اجازت کی بھی۔

امام بخاریؒ کا مقصد تطبیق بین الروایات کو بیان کرنا ہے کہ اگر کسی کو نیند کا غلبہ ہو جائے کہ لعلہ یستغفر فیسب نفسہ یعنی بجائے دعا کرنے کے بد دعا نکلے تو ایسی صورت میں سو جانے کی اجازت ہے جیسا کہ حدیث الباب میں ہے۔ عورتیں اور بچے سو گئے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود علم کے اس پر کوئی نکیر وممانعت نہیں فرمائی۔ اسی سے امام بخاریؒ نے اپنا ترجمہ اخذ کر لیا۔
نیز باب سابق میں تشریح گذر چکی ہے کہ جاگنے کا غالب گمان ہو تو یا جگانے کا انتظام ہو تو اس کے لئے بھی سونے کی اجازت ہے۔

اور کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت یا نماز کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۳۴۲ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَأْخِيرَهَا

باب، عشاء کا وقت نصف رات تک ہے اور حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں دیر کرنا پسند فرماتے تھے

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ قَالَ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوا أَمَا إِنَّكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) عشاء کی نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرما دیا پھر نماز پڑھائی اور فرمایا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے سن لو تم لوگ

جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے (یعنی نماز کا ثواب ملتا رہا) ابن ابی مریم نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا انھوں نے حضرت انس رضؓ سے سنا حضرت انس رضؓ نے فرمایا گویا میں آپؐ کی انگوٹھی کی چمک اس رات میں دیکھ رہا ہوں (یعنی پورے طور پر استحضار ہے)

مطابقۃ للترجمۃ مُطابقۃ الحدیث لِلترجمۃ فی "اخر النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العشاء الی نصف اللیل"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ٨١ ویاتی فی باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء صـ٨٤ وصـ٩١ وصـ١١٧ وفی اللباس صـ٨٧٣ ومسلم اول صـ٢٢٩۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے باب وقت العشاء الی نصف اللیل۔ اس سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے۔؟

قال النوویؒ معناہ وقت لادائھا اختیارا واما وقت الجواز فیمتد الی طلوع الفجر (فتح)

یعنی امام نوویؒ کہتے ہیں کہ وقت مختار و مستحب کو بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن وقت جواز تو طلوع فجر تک ہے۔ یہی شارح بخاریؒ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں قلت المراد من الترجمۃ الوقت المختار من العشاء۔ یعنی ترجمۃ الباب سے مراد عشاء کی نماز کا وقت مختار ہے (شرح کرمانی)

یہی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں (عمدہ)

ویسے یہاں ترجمہ میں دونوں صورتیں مراد ہو سکتی ہیں کہ وقت مستحب اور وقت جواز کا دونوں کا بیان ہو چنانچہ حضرت ابو برزہ رضؓ کی تعلیق سے وقت مستحب کا بیان ہے کہ نصف لیل تک تاخیر وقت مستحب اور حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کا وقت نصف لیل تک بلاکراہت جائز و درست ہے۔

یہی اکثر شراح و جمہور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غروب شفق کے بعد نماز عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور طلوع فجر یعنی صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے البتہ ثلث لیل تک وقت مختار و مستحب ہے۔ اور نصف لیل تک وقت جواز بلاکراہت ہے اور نصف لیل کے بعد جائز مع الکراہت ہے اور یہ کراہت کراہت تنزیہی ہے کیونکہ اس سلسلے کی تمام روایات پر نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کا وقت غروب شفق سے لے کر پوری رات صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔

چنانچہ حدیث الباب حضرت انس رضؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کو آدھی رات تک مؤخر فرمایا ثم صلی پھر نماز پڑھی یعنی آدھی رات کے بعد نماز پڑھی۔

ایک روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ رض کی ہے اعتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ذھب عامۃ اللیل، الخ (مسلم اول ص ۲۲۹)

یعنی ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں اتنی تاخیر فرمائی کہ رات کا بڑا حصہ (یعنی اکثر حصہ) گذر گیا الخ

ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ عشاء کا وقت پوری رات طلوع فجر تک ہے۔

مطلب یہ ہے کہ نصف لیل کے بعد بھی نماز ادا ہوگی قضاء نہیں یہی حنفیہ کا مذہب ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔

وقال الاصطخری من الشافعیۃ- وتنتھا الی نصف اللیل الخ (شرح کرمانی)

اور اصطخری شافعیؒ کا قول ہے کہ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے نصف شب گذرنے کے بعد عشاء کا وقت فوت ہوجاتا ہے۔

بَابٌ ۳۷۵ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَالْحَدِیْثِ

نماز فجر کی فضیلت کا بیان اور نماز فجر کی فضیلت میں وارد حدیث کا بیان

۵۵۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَیْسٌ قَالَ قَالَ لِیْ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَاھُوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوۃٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ زَادَ ابْنُ شِھَابٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا۔

ترجمہ حدیث حضرت جریر بن عبد اللہ رض کا بیان ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا پھر فرمایا، سن لو کہ تم لوگ اپنے پروردگار کو (قیامت میں) اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس وقت) اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری نہ ہوگی یا یہ فرمایا کہ تمہیں کوئی اشتباہ نہ ہوگا تو اگر یہ کرسکو کہ طلوع آفتاب سے پہلے کی نماز

نماز فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے کی نماز (عصر) میں کسی مشغولیت سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو ایسا کرلو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الآیۃ (آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے) امام بخاری رح کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے اسماعیل سے انہوں نے قیس سے انھوں نے حضرت جریر رض سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے پروردگار کو کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ، علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس ۔

تعدد موضعہٗ | والحدیث ھٰھنا ص۸۱ ومر ص۸۰ ویاتی ص۷۱۹ و ص۱۱۰۵ و ص۱۱۰۶ مسلم اوّل ص۲۲۸ ۔

۵۵۳ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا ۔

ترجمہ | حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو ٹھنڈے وقتوں کی نمازیں (فجر اور عصر) پڑھے گا۔ وہ جنت میں جائے گا اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے ہمام نے بیان کیا انھوں نے ابو جمرہ سے ان کو ابو بکر بن عبداللہ بن قیس نے اس حدیث کی خبر دی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، من صلی البردین دخل الجنۃ لان احد البردین صلوٰۃ الفجر ۔

تعدد موضعہٗ | والحدیث ھٰھنا ص۸۱ ومسلم اوّل ص۲۲۸ ۔

۵۵۴ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ۔

ترجمہ حدیث ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہ ہم سے حبان بن ہلال نے کہا کہ ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ابوجمرہ نصر بن عمران نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اور انھوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی سے روایت کی انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا (یعنی یہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " مثلہ "۔
یہ حدیث سابق ہی ہے۔

مقصد ترجمہ یہاں ترجمۃ الباب میں دو جز ہیں. پہلا جز فضل صلوٰۃ الفجر ہے جو محتاج بیان نہیں ہے بالکل واضح ہے کہ نماز فجر کی فضیلت کا بیان مقصود ہے۔

دوسرا جز والحدیث ہے اس کے متعلق شراح نے مختلف عبارت آرائیاں فرمائی ہیں۔

علامہ عینی رح فرماتے ہیں " وقع فی روایۃ ابی ذر ولم یقع فی روایۃ غیرہ "

یعنی یہ لفظ صرف ابوذر کی روایت میں ہے اور اس کے علاوہ دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔

حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ اس لفظ کیلئے یہاں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور علامہ کرمانی رح نے جو اس سے غرض بیان کی ہے کہ " باب فضل صلوٰۃ الفجر و باب الحدیث الوارد فی فضل صلوٰۃ الفجر " یہ بات بعید از فہم ہے کیوں کہ یہ زیادتی کسی مستخرج میں میں نے نہیں دیکھا ہے اور نہ کسی شارح نے اس طرف توجہ کی ہے اسلئے یہ وہم اور غلط ہے (فتح)

علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ کرمانی کی توجیہ کو بعید از فہم اور وہم کہنا وہم ہے۔

آخر تو علامہ عینی رح بڑے اور استاد ہیں، محقق ہیں فرماتے ہیں کہ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاری رح ترجمہ کے پہلے جز سے نماز فجر کی فضیلت بیان کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے جز سے اس حدیث کی فضیلت اور عظیم منقبت بیان کرنا مقصود ہے جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں رویت باری تعالیٰ کی بشارت مذکور ہے جو مومن کیلئے عظیم ترین اور سب سے بڑی عظمت ہے اس لئے امام بخاری رح نے نماز فجر کی فضیلت ثابت فرماتے ہوئے اس حدیث کی فضیلت کو بھی ثابت فرما دیا۔ واللہ اعلم

تشریح ستروں ربکم تمام صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین و محدثین رحمہم اللہ سب کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اہل جنت مومنین حق تعالیٰ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہونگے یہ اجماعی مسلک ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے احقر کی " نصر المنعم ص ۲۰۹ تا ص ۲۱۱ "

باب کی دوسری حدیث من صلی البردین دخل الجنۃ۔ بردین سے مراد صلوٰۃ فجر و عصر ہے

اور اس کو بردین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نمازیں دن کے دونوں طرف واقع ہیں جن اوقات میں ہوا، خوشگوار ہوتی ہے نیز گرمی نہیں ہوتی ہے۔

اشکال اشکال یہ ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو نمازوں کی پابندی پر جنت کی بشارت ہے۔

جواب: ان دونوں نمازوں کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے چونکہ فجر کا وقت راحت و آرام بلکہ سونے کا وقت ہے، اور عصر کا وقت خرید و فروخت، تجارت و دوکانداری کی مشغولیت کا اسلئے آپ نے ان دونوں اوقات کی اہمیت بیان فرمادی کہ جب کوئی شخص ان دو وقتوں کی پابندی کرلیگا تو بقیہ اوقات میں بطریق اولیٰ آسانی سے ادا کرے گا۔

مطلب یہ کہ فجر و عصر کی پابندی دیگر اوقات کی پابندی کو مستلزم ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف دو نمازیں پڑھنا کافی ہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۴۴ وَقْتِ الْفَجْرِ

باب نماز فجر کے وقت کا بیان

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ أَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِي آيَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز (فجر) کیلئے کھڑے ہوگئے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز کے درمیان کتنا فصل تھا تو انھوں نے فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھنے کے بقدر۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انهم قاموا الى الصلوٰة بعد ان تسحروا بمقدار قرأة خمسين آية او نحوها الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۸۱ وياتي متصلا ص۸۲ وص۱۵۲ وص۲۵۷ ومسلم اول في الصوم ص۳۵۰ والترمذي في الصوم ص۸۵ والنسائي في الصيام في قدر ما بين

السحور وبین الصلوٰۃ الصبح ص۲۳۴۔

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا الحسن بنُ الصّبّاح سمع رَوح بن عُبادۃَ قال حدَّثنا سَعِیدٌ عن قتادۃَ عن انس بن مالکٍ انّ نبیّ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وزید بن ثابتٍ تسحّرا فلمّا فرغا من سحورھما قام نبیُّ اللّٰہ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم الی الصلوٰۃ فصلّی قلنا لِانسٍ کم کان بین فراغھما من سحورِ ھما ودخولھما فی الصّلوٰۃ قال قدرُ ما یقرءُ الرّجل خمسین آیۃً۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں نے سحری کھائی پھر جب دونوں سحری سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھائی (قتادہ کہتے ہیں کہ) ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان دونوں کے سحری سے فراغت کرنے اور نماز شروع کرنے تک کس قدر فصل تھا تو فرمایا کہ جتنے وقت میں آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق (عمدہ) یعنی فلمّا فرغا من سحورھما قام نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الخ مطلب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوتے ہی نماز فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۱ تا ص۸۲ ومرّ آنفا ص۸۱ ویاتی ص۱۵۲ وص۲۵۷ ومسلم اول ص۳۵۰ ومذی ص۸۵ ونسائی فی الصوم ص۲۳۴

۵۵۷۔ حدّثنا اِسمٰعِیلُ بنُ ابی اُویسٍ عن اخیہِ عن سُلیمٰن عن ابی حازمٍ انّہ سمع سھل بن سعدٍ یقول کنتُ اتسحّرُ فی اھلی ثمّ تکونُ سُرعۃٌ بی ان اُدرِکَ صلوٰۃ الفجرِ مع رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل (گھر) میں سحری کھاتا تھا پھر مجھے اس بات کی جلدی ہوتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ لوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ ان اول وقت صلوٰۃ الفجر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۲ ویاتی ص۲۵۷۔

۵۵۸۔ حدّثنا یحیی بنُ بُکیرٍ قال حدّثنا اللّیثُ عن عُقَیلٍ عن ابنِ

شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے حاضر ہوتی تھیں پھر وہ نماز سے فراغت کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ اختتام نہایت غلس میں ہوتا تھا اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ طلوع صادق ہی کے ساتھ وقت ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔ ذکر ھٰذا الحدیث ھٰھنا لا یطابق للترجمۃ یعنی اس حدیث کا یہاں ذکر کرنا ترجمۃ الباب سے کوئی مطابقت نہیں ہے۔ (عمدہ)

لیکن حدیث پاک کے مضمون سے فی الجملہ مطابقت ہوسکتی ہے کہ اس میں یشھدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متلفعات الخ یعنی فجر کے اول وقت میں مبادرت و مسابقت سے معلوم ہوا کہ اوّل وقت افضل و مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

تعدد موضعہٗ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ و مر ص۵۴ و یاتی ص۱۲۰ ۔ و مسلم ص۲۳۰ ابوداؤد ص۶۱ ترمذی ص۲۲ نسائی اوّل۔ التغلیس فی الحضر ص۶۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ابتداء فجر کے وقت کو بتانا ہے کہ فجر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فجر کا وقت سحری کے بعد ہے یعنی طلوع صبح صادق سے سحری کا وقت ختم ہوا۔ اور نماز فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے کیوں کہ صرف پچاس آیت کی تلاوت کے بقدر ٹھہر کر نماز شروع فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق ہے اور یہی مقصد ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ طلوع صبح صادق سے نماز فجر کا وقت ہوجاتا ہے۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی اور دوسری یعنی حدیث ۵۵۵ و ۵۵۶ کا مضمون تقریباً ایک ہے صرف سند کا فرق ہے۔

تیسری (۵۵۷) حضرت سہل بن سعدؓ کی ہے فرماتے ہیں کنت اتسحر فی اھلی الخ یعنی میں اپنے

گھر سحری کھا کر بعجلت ممکنہ مسجد نبوی میں پہونچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز فجر میں شرکت کرتا تھا۔

معلوم ہوا کہ نماز فجر رمضان میں سحری سے متصل ہوتی تھی اس سے یہ بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ سحری میں تاخیر مستحب ہے اور رمضان المبارک میں صبح کی نماز غلس میں پڑھنی چاہیئے کیوں کہ احناف کے نزدیک افضلیت اسفار کیوجہ تکثیر جماعت ہے اور رمضان المبارک میں سحری کے فوراً بعد نمازیوں کی کثرت لازمی ہے سونے کے بعد نماز کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہے۔

چوتھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ عورتیں مسجد میں آسکتی ہیں اور نماز پڑھ سکتی ہیں۔

متلفعات بمروطهن بعض روایت میں متلففات آیا ہے کما فی الترمذی اول ملا دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی چادر اوڑھنا۔ بعض نے فرق کیا ہے کہ تلفع میں سر ڈھکا ہوا ہو اور تلفف میں ضروری نہیں۔ مروط مرط بکسر المیم کی جمع ہے بمعنی چادر غلس کے معنی ہیں ظلمۃ اللیل۔

مذاہب ائمہ (۱) ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد) رحمہم اللہ کے نزدیک صبح کی نماز میں تغلیس یعنی غلس میں پڑھنا افضل ہے چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں" وفی هذه الاحادیث استحباب التبکیر بالصبح وهو مذهب مالک والشافعی واحمد رح الخ (شرح مسلم ص۲۳۰)

(۲) امام اعظم ابو حنیفہ رح، صاحبین، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ کے نزدیک اسفار میں پڑھنا اولیٰ ہے لیکن ایسے وقت میں فارغ ہوجانا چاہیئے کہ اگر کسی وجہ سے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو اطمینان کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا ممکن ہو۔

(۳) امام محمد رح فی روایۃ اور امام طحاوی رح فرماتے ہیں کہ غلس میں ابتدا کر کے اسفار میں ختم کرنا افضل ہے تاکہ دونوں طرح کی روایتوں پر عمل ہوجائے

دلائل ائمہ ثلاثہ رح ایک تو باب کی یہی حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں لا یعرفهن احد من الغلس، یعنی اندھیرے کی وجہ سے ان عورتوں کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اتنے سویرے پڑھتے تھے کہ نماز کے ختم ہوجانے کے بعد بھی عورتیں پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

جواب: جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ لفظ من الغلس" حضرت عائشہؓ کا نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہؓ کا قول لا یعرفھن پر ختم ہو گیا اور ان کا منشاء یہ تھا کہ عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی آتی تھیں اس لئے انہیں کوئی پہچانتا نہیں تھا کسی راوی نے یہ سمجھا کہ نہ پہچاننے کا سبب اندھیرا تھا اسلئے اس نے من الغلس کا لفظ بڑھا دیا گویا یہ ادراج من الراوی ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ یہی روایت ابن ماجہ باب وقت الفجر ص۴۹ میں جس کے الفاظ یہ ہیں ثم یرجعن الی اھلھن فلا یعرفھن احد تعنی من الغلس"

اس میں لفظ تعنی صاف بتلا رہا ہے کہ یہ راوی کا اپنا خیال ہے۔

یہی حدیث اسی بخاری ص۱۲۰ میں گذر چکی ہے جس کے الفاظ ہیں یرجعن الی بیوتھن ما یعرفھن احد" اس میں لفظ "من الغلس بالکل نہیں ہے۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ لفظ مدرج من الراوی ہے جو حجت نہیں۔

اور اگر عدم معرفت سے استدلال کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ یہ عدم معرفت چادروں کی وجہ سے تھی نہ کہ اندھیرے کی وجہ سے۔ اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ اصل حدیث میں من الغلس موجود ہے تو کہا جائے گا کہ غلس سے مراد مسجد نبوی کی تاریکی تھی کیوں کہ مسجد نبوی کی دیواریں چھوٹی تھیں، چھت نیچی تھی چراغ کا انتظام بالکل نہیں تھا اس لئے اسفار کے باوجود اندر تاریکی رہتی تھی۔

دلائل احناف

(۱) عن رافع بن خدیج رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر (ترمذی اول ص۲۲ / نسائی ص۶۴)

ایک دوسری حدیث کے الفاظ ہیں ما اسفرتم بالصبح فانہ اعظم للاجر (نسائی ص۶۵)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصبحوا بالصبح فانہ اعظم لاجورکم (ابوداؤد ص۱۱)

حضرات شوافع وغیرہ اسکی تاویل کرتے ہیں کہ اسفار سے مراد یہ ہے کہ فجر کا طلوع ہونا واضح ہو جائے علامہ ابن ہمامؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اعظم للاجر دلالت کرتا ہے کہ اسفار سے پہلے بھی اجر ہے۔ مگر اسفار میں زیادہ ہے۔ اب اگر اسفار سے مراد طلوع فجر کا ظہور دلقین ہو تو اس سے پہلے نماز پڑھنا صحیح ہی نہ ہوگی پھر اجر کیسے مل سکتا ہے۔

دوسری اہم دلیل

اسفار کے استحباب پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی ہے جس کو امام بخاریؒ نے باب من اذن واقام لکل واحدۃ منھما جلد اول ص۲۲۷ میں ذکر کیا ہے اور مسلم شریف اول ص۴۱۷ میں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّٰی صلوٰۃ الا لمیقاتھا الا صلاتین صلوٰۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا (مسلم اول ص۴۱۷)

فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ نماز غیر وقت میں پڑھی ہو. مگر دو نمازیں. ایک مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں آپ نے جمع کرکے پڑھیں اور دوسرے اس روز کی نماز فجر اپنے وقت سے پہلے پڑھی.

ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وقت معتاد سے پہلے قرار دے رہے ہیں کیونکہ اس روز بھی آپ نے طلوع فجر سے قبل تو پڑھی نہ ہوگی اسلئے کہ طلوع فجر سے قبل کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں لامحالہ آپ نے اس روز غلس میں نماز ادا کی تھی جس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وقت معتاد سے قبل قرار دے رہے ہیں. اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کی عام عادت اسفار میں نماز پڑھنے کی تھی. واللہ اعلم

باب ۳۷۷ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً

باب اس شخص کا بیان جو (طلوع شمس سے پہلے) فجر کی ایک رکعت پالے

۵۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

ترجمہ حدیث عطاء بن یسار اور بسر بن سعید اور اعرج تینوں حضرات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورج نکلنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت کو پالیا اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت کو پالیا تو بے شک اس نے عصر کی نماز پالی.

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ. من ادرك من الصبح ركعۃ.

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ومر ص۷۹ ومسلم اول ص۲۲۱ ابوداؤد ص۵۹، ترمذی اول ص۲۶

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے چونکہ باب سابق میں نماز فجر کے وقت کی ابتدا بیان کرچکے تھے کہ سحری کا وقت ختم ہونے پر نماز فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

اب اس باب میں نماز فجر کے وقت کی انتہا بتلا رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

یہی حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غرض البخاری رضی اللہ عنہ منه بیان آخر وقت الفجر کما یدل علیه قبل ان تطلع الشمس (الفیض الباری ص ۳۴)

۲ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ فجر کا وقت اسفار تک ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ ان کی تردید کرکے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں کہ فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

تشریح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت چند ابواب پہلے یعنی باب ۳۶۶ میں گذر چکی ہے اور مطلب صاف ہے کہ ادراک سے مراد ادراک وقت ہے جس پر واضح قرینہ ہے قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر یعنی اگر غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت کے بقدر (یعنی نماز عصر کا کوئی جزء) پالے تو پوری نماز اس پر واجب و لازم ہوگی جیسے بچہ بالغ ہوجائے، حائضہ حیض سے پاک ہو، غیر مسلم داخل اسلام ہو تو عصر کی نماز اس پر لازم ہوگی اور پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

باب ۳۶۶ کا مطالعہ ضرور کرلیا جائے۔

بَابٌ ۳۷۴ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً

باب۔ اس شخص کا حکم جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة فی "من ادرك ركعة من الصلٰوة"

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص ۸۲ و مر ص ۷۹ و مسلم اول ص ۲۲۱ ابوداؤد ص ۵۹، ترمذی ص ۳۶

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث ؒ فرماتے ہیں: چونکہ کثرت سے روایات کے اندر آیا ہے۔ من ادرك ركعة من العصر فقد ادرك العصر و من ادرك ركعة من الفجر فقد ادرك الفجر۔

اس سے بظاہر اس حکم کا اختصاص فجر اور عصر کے ساتھ معلوم ہوتا تھا اس لئے امام بخاری ؒ نے تنبیہ فرمادی کہ یہ کوئی ان دونوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اور نمازوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی اور نمازوں کے اوقات سے صرف بقدر رکعت پالے تو پوری نماز فرض ہوگی (تقریر بخاری)

باب ۳۶۶ کی تشریح میں گذر چکا ہے کہ اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہوا کہ صرف ایک رکعت کے بقدر وقت باقی ہے تو اس پر پوری نماز فرض ہو جائے گی، اسی طرح اگر ایسے وقت میں کافر مسلمان ہو یا حائضہ پاک ہو تو اس کو صحیح وقت پر پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

تشریح تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں فجر اور عصر کی قید ہے وہ قید احترازی نہیں ہے ظہر اور عشاء کا بھی یہی حکم ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں، اجمعوا على انه ليس على ظاهره (کرمانی)

یعنی اس پر علماء کا اجماع ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنے سے پوری نماز کا مدرک ہو گیا ایک ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے بلکہ اس میں تاویل ہوگی یعنی من ادرك ركعة من الصلوٰة فقد ادرك حكم الصلوٰة۔

وقال بعض العلماء معناه من ادرك مع الامام ركعة فقد ادرك فضل الجماعة (کرمانی)

یعنی جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی اس کو جماعت کا ثواب ملے گا۔ اور رکعت سے پوری رکعت مراد نہیں بلکہ نماز کا جزء مراد ہے لہٰذا اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل ہوا تو وہ بھی مدرک جماعت ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

بَابٌ ۳۶۹ الصَّلوٰةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

باب نماز فجر کے بعد آفتاب بلند ہونے تک نماز پڑھنے کا بیان (ای ما حکمہا؟ فتح)

۵۵۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلوٰةِ بَعْدَ الصُّبْحِ

حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے چند پسندیدہ (معتبر) لوگوں نے جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "نہی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۸۲ ویاتی متصلاً صـ۸۲ ومسلم اول صـ۲۷۵ ابوداؤد صـ۱۸۱ فی باب من رخص فیھما اذا کانت الشمس مرتفعۃ۔ والترمذی اول صـ۲۵ فی باب ماجاء فی کراھیۃ الصلوٰۃ بعد العصر وبعد الفجر۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا۔

ترجمہ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے سنا کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے چند لوگوں نے یہ (مندرجہ بالا حدیث کو) بیان کیا۔

تشریح اس سند کو لانے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو العالیہ سے معلوم ہو جائے چونکہ قتادہ پر تدلیس کا الزام ہے اسلئے سماع کا اثبات ضروری ہے۔

اور چونکہ یہ حدیث سابق ہی دوسری سند سے اسلئے فتح الباری، عمدۃ القاری، اور قسطلانی کسی میں اس پر نمبر شمار نہیں ہے اس لئے احقر بھی چھوڑ دیا۔

۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ۔

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بالقصد سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت اپنی نماز نہ پڑھو۔ عروہ نے کہا اور حضرت ابن عمرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج کا کنارہ طلوع ہو جائے تو نماز مؤخر کر دو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جب سورج کا کنارہ ڈوب جائے تو نماز مؤخر کر دو یہاں تک کہ پورا غروب ہو جائے عبدہ بن سلیمان نے اس روایت کے بیان میں یحیٰی بن سعید قطان کی متابعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ لا تحروا بصلاتکم طلوع الشمس،

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ ایضا ص۸۲ و یاتی ص۴۶۳۔

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنْ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیع، دو طرح کے لباس اور دو وقت کی نماز سے منع فرمایا، فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج اچھی طرح نہ نکل آئے اور عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اور اشتمال صمّار سے (یعنی ایک کپڑے کو نماز میں اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ باہر نہ نکل سکے۔) اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا کہ شرمگاہ آسمان کیطرف کھلی رہے اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وعن صلاتین نھی عن الصلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۲ بقیہ مواضع کیلئے ملاحظہ فرمائے نصر الباری جلد دوم باب نمبر ۲۵

حدیث نمبر ۳۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ پانچوں نمازوں کے اوقات کی ابتداء اور انتہاء کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں سے اوقات منہیہ کے ابواب ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی ان اوقات کا بیان شروع کر رہے ہیں جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

تشریح امام بخاری رحمہ نے حکم نہی کو صراحۃً نہیں بیان کیا چونکہ منہی عنہ کی تعیین میں اختلاف ہے کہ مخصوص نمازیں ممنوع ہیں یا سب نمازیں ہیں۔

سوال روایت میں عصر اور فجر دونوں کا تذکرہ ہے تو امام بخاری رحمہ نے ترجمۃ الباب میں صرف فجر کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: چوں کہ اکثر روایات میں اول ذکر بعد فجر کا ہے اُس واسطے اس کو خاص کر کے ذکر فرمایا۔

ع۲ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد العصر نماز پڑھنا ثابت ہے مگر بعد الفجر نہیں اس لئے اس اختلاف کی بناء پر اس کا تذکرہ نہیں فرمایا (عمدہ)

شهد عندی معنی میں ہے اعلمنی، اخبرنی (فتح)

اوقات مکروہہ اور ائمہ کرام کے مذاہب اوقات مکروہہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں قسموں کے احکام میں فرق ہے (۱) پہلی قسم اوقات ثلثہ یعنی طلوع، غروب اور استواء۔ ان تین اوقات میں حنفیہ کے نزدیک ہر قسم کی نماز ناجائز ہے، ان اوقات میں نہ کوئی فرض جائز اور نہ نفل حتیٰ کہ نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بھی ممنوع۔ کیونکہ ان اوقات میں بذاتِ خود قباحت ہے روایات میں ہے کہ ان اوقات میں شیطان آفتاب کو اپنے دونوں سینگوں کے درمیان لے لیتا ہے اور یہ اوقات آفتاب پرستوں کی عبادت کے ہیں۔

(۲) دوسری قسم، دو وقت ہے بعد نماز فجر طلوع تک اور بعد نماز عصر غروب تک۔

اس دوسری قسم کے اوقات صرف نوافل مکروہ و ممنوع ہیں لیکن قضا نماز، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت جائز ہے۔

امام مالک کے نزدیک کل اوقات مکروہہ چار ہیں استواء یعنی نصف النہار کو اوقات مکروہہ کی فہرست میں داخل نہیں مانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ کے نزدیک زوال کے وقت نماز جائز ہے امام شافعیؒ کے نزدیک حنفیہ کی طرح اوقات مکروہہ پانچ ہیں لیکن ان کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نوافل ذوات الاسباب جائز ہیں جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء اور نماز کسوف وغیرہ دلائل کیلئے کتب فقہ دیکھئے۔

باب کی تیسری حدیث باب کی تیسری حدیث میں چھ چیزوں سے ممانعت مذکور ہے: دو طرح کی بیع (ملامسہ، ومنابذہ) جن کا بیان کتاب البیوع میں مفصل آئے گا۔ انشاء اللہ

ویسے احقر کی نصر المنعم شرح مسلم ص۲۱۲ تا ص۲۱۳ کا مطالعہ کافی ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اور دو طرح کے لباس، جس کیلئے کتاب اللباس کا انتظار کیجئے اور دعا فرمائیے۔

اور دو وقت کی نماز بعد الفجر اور بعد العصر جس کے احکام مذکور ہو چکے۔

بَابٌ ۳۸ لَا تُتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

باب (عصر کی نماز پڑھنے کے بعد) سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے

۵۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ۔ "ولا عند غروبها"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۲ ویاتی ص۸۳ " وص۱۵۹ وص۲۲۱ وص۴۶۳۔

۵۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حضرت ابوسعید خدری رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) نہیں ہے یہانتک کہ آفتاب بلند ہوجائے اور نہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) ہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوجائے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بالاشارۃ فی "لاصلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس" (عمدہ)

قال الحافظ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من جھۃ ان الصلوٰۃ المنھیۃ غیر صحیحۃ

فلا زمہ ان لا یقصد لھا المکلف اذ العاقل لا یشغل بما لا فائدۃ فیہ (فتح)

ترالباب سے مطابقت بایں طور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد العصر نماز سے ممانعت فرمادی ہے لہٰذا جب ممانعت ہے تو مسلمان کو چاہیئے کہ قصد نہ کرے۔ واللہ اعلم

۶۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سمعتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ یُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یعنی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

ترجمہ حدیث | حضرت معاویہ رضؓ نے فرمایا اے لوگو تم لوگ ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے مگر ہم نے آپؐ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور بلاشبہ آپؐ نے ان دونوں یعنی نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے منع فرمایا۔

تشریح | اس میں حضرت معاویہ رضؓ رکعتین بعد العصر کی نفی نہیں کر رہے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے تعارض ہو حضرت معاویہ رضؓ اپنے دیکھنے کی نفی کر رہے ہیں اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دو رکعت پڑھنا گھر میں ہے اس لئے حضرت معاویہ رضؓ کو علم نہیں ہوا نیز حضرت معاویہ رضؓ کو آپؐ کی صحبت بھی مختصر ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "لقد نھی عنھما یعنی الرکعتین بعد العصر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۳ و باقی ص۵۳۱ تا ص۵۳۲۔

۶۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ خُبَیْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ حدیث | حضرت ابوہریرۃ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وبعد العصر حتی تغرب الشمس"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ۸۳ و مر بطولہ ۸۲ یعنی باب سابق کی آخری حدیث ۵۶۳ و یاتی ۵۹۵

مقصد ترجمہ | تحرّی کے معنی ہیں کسی چیز کا قصد کرنا، امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ قائم کیا ہے کہ عصر کے بعد سورج ڈوبنے سے پہلے نماز پڑھنے کا قصد نہ کیا جائے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد کیا ہے؟ مختلف اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) مقصد یہ بتانا ہے کہ عصر کے بعد بلا قصد نفس نماز میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن اگر کوئی قصداً غروب ہی کے وقت نماز پڑھے تو کراہت ہوگی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے یہاں پے در پے دو ترجمہ قائم فرمائے ہیں باب سابق کا ترجمہ ہے بعد الفجر اور اس دوسرے باب کا ہے الصلوٰۃ قبل غروب الشمس یعنی بعد العصر، اور دونوں سلسلے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ممانعت ہے باب سابق کی روایت میں ہے نھٰی عن الصلوٰۃ بعد الصبح حتی تشرق الشمس و بعد العصر حتی تغرب۔ دونوں نمازوں کی ممانعت مطلقاً وارد ہے۔

اب اشکال یہ ہے کہ جب روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ان کا طرز ایک ہی ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کیوں طرز بدل دیا؟ کہ پہلے باب صلوٰۃ الفجر کے اندر تو مطلق باب باندھا اور تحرّی کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس پہلے باب کی دوسری روایت میں تحرّی کا ذکر موجود ہے۔ اور اس دوسرے باب میں جو صلوٰۃ عصر کا باب باندھا اس کے ترجمہ میں تحرّی کا لفظ استعمال کیا حالانکہ احادیث کا تقاضہ ہے کہ دونوں یکساں ہیں۔

جواب ۱: تحرّی کے معنی ہیں قصد کرنے کے اور نماز افعال اختیاریہ میں سے ہے تو تحرّی کا مطلب بھی یہ ہوا کہ کوئی شخص ان اوقات میں نماز نہ پڑھے اور ترجمہ کا اختلاف صرف تفنّن فی العبارت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بعد العصر نماز پڑھنا فعل اختیاری ہے تو جب اس کی ممانعت ہے تو تحرّی کی ممانعت ہو گئی۔

جواب ۲: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب اول (بلا قید تحرّی) جمہور کے مذہب کو اختیار فرمایا ہے کہ بعد الفجر نماز مطلقاً ممنوع ہے (حتی کہ اگر فجر کی دو رکعت سنت مؤکدہ فوت ہو گئی ہوں ان کو بھی طلوع آفتاب کے بعد پڑھنا ہوگا)

اور بعد العصر کے مسئلہ میں بخاری رحمہ اللہ نے بعض ظاہریہ کا مسلک اختیار فرمایا ہے کہ اس وقت میں منہی عنہ تحرّی ہے کہ اسی وقت کا بالقصد انتظار کرے تو کراہت و ممانعت تحرّی کی ہے۔

۳ بعض اکابر سے منقول ہے کہ نماز بعد العصر کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ بالقصد والارادہ عصر کے بعد نفل

نماز نہ پڑھے لیکن اگر غیر اختیاری طور پر نفل نماز کا وقوع ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً کوئی فائتہ نماز پڑھ رہا تھا پھر اس میں کوئی ایسا نقصان پیدا ہو گیا کہ اس کا وصف فرضیت باطل ہو گیا اور نماز نفل بن گئی تو چونکہ اس میں تحری یعنی قصد کو دخل نہیں اس لئے مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۸۱ مَنْ لَمْ یَکْرَہِ الصَّلٰوۃَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ رَوَاہُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ وَاَبُوْ ھُرَیْرَۃَ۔

باب. اس شخص کا بیان جس نے صرف عصر اور فجر (کے فرض) کے بعد نماز کو مکروہ سمجھا ہے اسکو حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا ہے

۵۶۸ - حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّیْ کَمَا رَاَیْتُ اَصْحَابِیْ یُصَلُّوْنَ لَا اَنْھٰی اَحَدًا یُصَلِّیْ بِلَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ مَا شَاءَ غَیْرَ اَنْ لَّا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَھَا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو پڑھتے دیکھا ہے میں کسی کو دن یا رات میں جب بھی چاہے نماز پڑھنے سے نہیں روکتا البتہ یہ کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کیوقت قصد کرکے نماز نہ پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " غیر ان لا تحروا الی آخرہ (عمدہ) قولہ " رواہ عمر وابن عمر وابوسعید وابوھریرۃ یرید احادیث ھؤلاء الاربعۃ وھی التی تقدم ایرادہ فی السابین السابقین ص۸۲

تعدد موضع الحدیث والحدیث ھٰھنا ص۸۳ ویاتی ص۱۵۹۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "یعنی یجوز الصلوٰۃ وقت الاستواء الخ

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ امام مالکؒ نے استو ریعنی دوپہر کے وقت نماز کی اجازت دی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے دوپہر کے وقت جمعہ کے دن اجازت دی ہے اس کی بھی اصل ہے، عدم جواز کا حکم صرف طلوع وغروب اور فجر کے بعد قبل الطلوع اور عصر کے بعد قبل الغروب کیلئے ہے استوار اور نصف النہار کے

وقت نماز جائز ہے۔

قائلین کراہت کی دلیل

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی کی یہ حدیث ہے (مسلم اول ص۲۷۶)

ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہانا ان نصلی فیھن او ان نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب۔ (مسلم اول ص۲۷۶)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (ایک تو) جب روشن سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے (دوسرے) جب ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (تیسرے) جس وقت سورج ڈوبنے کی طرف ہو یہاں تک کہ پورا ڈوب جائے۔

حضرت شیخ الحدیث ؒ فرماتے ہیں کہ مؤطا امام مالک کے اندر نہی عن الصلوٰۃ وقت استواء الشمس کی روایت موجود ہے مگر پھر امام مالک ؒ جواز صلوٰۃ وقت استواء کے قائل ہیں۔

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جہاں کسی کا قول کسی روایت کیخلاف ہو تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان امام کو وہ روایت نہیں پہنچی ہو۔ یہ کہہ دینا مطلقاً صحیح نہیں ہے، دیکھو یہاں روایت امام مالک ؒ کو پہنچی ہے لیکن پھر بھی اس کو چھوڑ دیا۔

بلکہ اصل یہ بات ہے کہ امام کسی وجہ سے ترجیح کی بنا پر کسی روایت کے خلاف دوسری کو ترجیح دیتا ہے مثلاً ائمہ ؒ کے یہاں وجوہ ترجیح مختلف ہیں انہی میں امام مالک ؒ کے یہاں عمل اہل مدینہ وجوہ ترجیح میں سے ہے چونکہ اہل مدینہ کا عمل اس وقت صلوٰۃ پڑھنے کا تھا۔ اس لئے امام مالک ؒ نے اس کو ترجیح دی ہے۔

اور جیسے احناف ؒ کے یہاں وجوہ ترجیح میں سے اوفق بالقرآن اور راوی کا افقہ ہونا ہے۔ اور شوافع ؒ کے یہاں سند کا قوی ہونا یا ثقاہت رواۃ (تقریر بخاری جلد سوم)

باب ۳۸۲ مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ۔

۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ وَمَا

لَقِيَ اللهَ تَعَالٰى حَتّٰى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيْرًا مِنْ صَلَاتِهٖ قَاعِدًا تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُّثْقِلَ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ۔

باب، نماز عصر کے بعد قضا نمازوں اور اس کے مثل (مثلاً جنازے کی نماز وغیرہ) پڑھنے کا بیان اور کریب نے حضرت ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ میں قبیلہ عبد القیس کے لوگوں کے ساتھ مشغولیت میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں ظہر کی دو رکعت سنت نہ پڑھ سکا تھا۔ (کما سیاتی ص۱۶۴ تا ص۱۶۵ وفی المغازی ص۶۲۰)

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھالیا کہ آپ نے وفات تک عصر کے بعد دو رکعتوں کو نہیں چھوڑا اور آپ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ نماز سے بوجھل ہوگئے (یعنی تھکان محسوس فرمانے لگے چونکہ اخیر عمر میں جسم مبارک فربہ ہوگیا تھا) اور آپ اکثر اپنی نماز عصر کے بعد کی دونوں رکعتیں بیٹھکر پڑھتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں کو (گھر میں) پڑھا کرتے تھے اور مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اس خوف سے کہ آپ کی امت پر بار نہ ہو اور آپ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "تعنی الرکعتین بعد العصر"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۳ ویاتی ص۸۳ وفی المناسک ص۲۲۱۔

۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ابْنَ اُخْتِي مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے (عروہ سے) فرمایا اے میرے بھانجے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی ترک نہیں کیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "السجدتین بعد العصر" السجدتین یعنی الرکعتین من باب اطلاق اسم الجزء علی الکل۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مرۃ
ومر آنفا مرۃ ۔

۵۷۱ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے (فجر کی سنتیں) اور دو رکعتیں عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ آشکارا (یعنی تنہائی میں ہوتے جب بھی ان سنتوں کو پڑھتے اور جب لوگوں میں ہوتے تب بھی پڑھتے ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعھما سرًّا ولا علانیۃ ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مرۃ
ومر آنفا مرۃ ۔

۵۷۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ۔

ترجمہ حدیث اسود اور مسروق دونوں نے شہادت دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس جب بھی عصر کے بعد تشریف لاتے تو دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینی فی یوم بعد العصر الا صلّی رکعتین ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا مرۃ ۔

مقصد ترجمہ اس سے دو باب قبل باب ۳۷۹ کے تحت اوقات مکروہہ کے اندر مذکور ہو چکا ہے کہ اوقات

مکروہہ کی دو قسمیں ہیں اور دونوں اقسام کے اندر کچھ فرق بھی ہے نیز باب سابق ۳۸۱ بعد العصر نماز کے ممانعت معلوم ہوتی تھی اسلئے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بعد العصر کی نہی نوافل پر محمول ہے فائتہ نمازوں کا پڑھنا جائز ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے من الفوائت کے ساتھ ونحوھا بڑھا دیا یعنی فوائت کے مثل، فوائت کے مثل فوائت جیسی چیزیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مثل فوائت سے کیا مراد ہے؟

حضرات شوافع ؒ فرماتے ہیں کہ نحوھا سے مراد نوافل ذوات الاسباب جیسے تحیۃ المسجد، صلوٰۃ کسوف وغیرہ ہیں۔ یعنی عصر کے بعد صرف وہ نوافل مکروہ ہیں جو ذوات الاسباب نہ ہوں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ نحوھا سے یعنی مثل فوائت سے نوافل کیسے مراد ہو سکتے ہیں؟ مثل فوائت سے واجبات مراد ہیں جیسے سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عصر کے بعد نوافل مطلقاً مکروہ ہیں خواہ ذوات الاسباب ہوں یا غیر۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى فى اثر كل صلوٰة مكتوبة ركعتين الا الفجر والعصر (ابوداؤد اول ص۱۸۱)

رہا اشکال کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا؟ یہ خصائص میں سے ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور ہم لوگوں کو منع فرماتے تھے اور آپ صوم وصال رکھتے تھے اور اس سے منع فرماتے تھے۔ (ابوداؤد اول ص۱۸۲)

ہے۲ اسی باب ۳۸۲ کی حدیث گذری کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعتوں کو مسجد میں اس لئے نہیں پڑھتے تھے کہ امت پر بوجھ نہ پڑے، آپ یہ پسند فرماتے تھے کہ امت پر تخفیف رہے۔

لم يدع هما سرا ولا علانية حدیث ۵۷۱۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر میں اہل خانہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخفا نہیں فرماتے تھے چنانچہ ابھی گذرا ہے کہ لا يصليهما فى المسجد۔

بَابٌ ۳۸۳ التَّبْكِيْرِ بِالصَّلٰوةِ فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ

باب۔ بادل والے دن میں نماز سویرے پڑھنے کا بیان

۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيْحِ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ

فِی یَوْمٍ ذِیْ غَیْمٍ فَقَالَ بَکِّرُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُہٗ۔

ترجمہ حدیث ابو الملیح (عامر بن اسامہ ھذلی تابعیؒ) کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت بریدہؓ کے ساتھ تھے۔ اس روز ابر تھا تو حضرت بریدہ رضؓ نے فرمایا نماز (عصر) سویرے پڑھ لو۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دیا اس کا عمل اکارت ہوگیا (یعنی اس کے اعمالِ صالحہ کا ثواب باطل وضائع ہوگیا۔ والحکم محمول علی الزجر والتوبیخ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "بکّروا بالصلوٰۃ"

تعدد موضعہٖ والحدیث ھٰھنا ۵۸۳ و مر ۵۴۷۔
باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۶۴ کی حدیث ۵۳۳۔

بَابُ ۳۸۴ اَلْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

باب. وقت گذر جانے کے بعد نماز کیلئے اذان دینے کا بیان

۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُکُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَہٗ اِلٰی رَاحِلَتِہٖ فَغَلَبَتْہُ عَیْنَاہُ فَنَامَ فَاسْتَیْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَیْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا اُلْقِیَتْ عَلَیَّ نَوْمَۃٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَاءَ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوۃِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک رات (خیبر سے واپسی میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کاش آپ آخر شب میں ہم سب کے آرام فرمالیتے آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز فجر سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ حضرت بلال ؓ نے عرض کیا کہ میں آپ لوگوں کو جگادوں گا چنانچہ سب حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلال ؓ نے اپنی پیٹھ اپنی سواری سے لگائی (یعنی بیٹھ گئے) مگر ان پر بھی نیند غالب آگئی اور سو گئے پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت بیدار ہوئے کہ سورج کا کنارہ نکل آیا تھا آپؐ نے فرمایا اے بلال تمہارا قول (جگانے کا وعدہ) کہاں گیا۔ حضرت بلال ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی نیند میرے اوپر کبھی مسلط نہیں کی گئی آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا ان روحوں کو تمہارے پاس لوٹا دیا، اے بلال ؓ اٹھو اور لوگوں کو نماز کی اطلاع دینے کیلئے اذان دے دو پھر آپؐ نے وضو کیا اور جب سورج بلند ہو گیا اور سفید ہو گیا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " قم فاذّن بالناس بالصلوٰۃ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۳ ویاتی ص۱۱۱۳ ابوداؤد ص۶۳ تا ص۶۴ والنسائی فی کیف یقضی الفائت من الصلوٰۃ ص۷۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ اس باب میں حدیث لیلۃ التعریس لائے ہیں۔ مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو جائے تو اذان دینا مشروع اور ثابت ہے اور یہی مذہب ہے حنفیہ کا، گویا امام بخاریؒ حنفیہ اور حنابلہ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

اقوال ائمہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک فائتہ نماز کیلئے اذان و اقامت دونوں ہیں۔ امام شافعیؒ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ فائتہ نماز کیلئے اذان نہیں ہے صرف اقامت ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر پوری جماعت کی نماز قضا ہو گئی تو باضابطہ اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ مسجد سے باہر، اب خواہ گھر میں ہوں یا باہر میدان میں۔

تشریح محدثین کرامؒ کے نزدیک اختلاف ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ ایک بار پیش آیا ہے یا متعدد بار؟

بعض کی رائے ہے کہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا ہے اس میں تعدد نہیں ہے۔

لیکن محدثین مثلاً قاضی عیاض اور حافظ عسقلانی اور علامہ سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ تعالےٰ تعدد کے قائل ہیں جیسا کہ ابن العربی سے منقول ہے کہ لیلۃ التعریس کا واقعہ تین بار پیش آیا ہے۔

احادیث و روایات پر غور کرنے سے تعدد ہی سمجھ میں آتا ہے۔
مثلاً اس روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ لیکن حضرت عمران بن حصین رض کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر فلاں فلاں پھر حضرت عمر فاروق رض جب بیدار ہوئے تو زور سے تکبیر کہی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔
(مسلم اول ص۲۴۰)
بغیر تعدد واقعہ کے روایات کی تطبیق مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ بیگوسرائے

بَابُ ۳۸۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ۔

باب۔ اس شخص کا بیان جو وقت گذرنے کے بعد لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے

۵۷۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا كِدْتُ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رض غزوۂ خندق کے دن سورج ڈوبنے کے بعد آئے اور کفار قریش کو برا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں عصر کے قریب نہ جا سکا یعنی عصر نہیں پڑھ سکا یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو گیا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔
پھر ہم سب اٹھ کر مقام بطحان گئے پھر آپ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے وضو کیا پھر آپ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی فصلی العصر بعد ما غربت الشمس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۳ تا ص۸۴ ویاتی فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ ص۸۴ وص۸۹ وص۱۲۹ وفی المغازی ص۵۹۰ ومسلم اول ص۲۲۷ وترمذی اول ص۳۵

مقصد امام بخاری ؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر جماعت کی نماز فوت ہوجائے تو جماعت سے ادا کرنی ہوگی۔

اور امام بخاری ؒ کا مقصد مستفاد ہے۔ فقمنا الی بطحان فتوضاء للصلوٰۃ و توضانا لھا۔

تشریح ماکدت اصلی العصر میں عصر کی نماز کے قریب نہ جاسکا۔
اب سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے عصر کی نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ علامہ عینی ؒ نے پوری تفصیل سے اس پر بحث کی ہے اور اصولی طور پر اپنی تحقیق پیش کی کہ حضرت عمرؓ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اس لئے کہ جب قرب الصلوٰۃ کی نفی کی تو صلوٰۃ کی نفی بطریق اولیٰ ہوگی یعنی حضرت عمرؓ نے نماز نہیں پڑھی۔

علامہ قسطلانی ؒ نے بالکل واضح کردیا۔ فرماتے ہیں

ای ما صلیت حتی غربت الشمس لان کاد اذا تجردت عن النفی کان معناھا اثباتا وان دخل علیھا نفی کان معناھا نفیا لان قولک کاد زید یقوم معناہ اثبات قرب القیام وقولک ما کاد زید یقوم معناہ نفی قرب الفعل وھٰھنا نفی قرب الصلوٰۃ فانتفت الصلوٰۃ بالطریق الاولیٰ۔ (قسطلانی ج۲ ص۲۶۹)

بہر حال راجح اور صحیح یہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔

اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا۔ (سورہ نور)

(اگر اپنا ہاتھ نکالے تو (دیکھنا تو درکنار) دیکھنے کا احتمال بھی نہیں (ترجمہ حکیم الامت)

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کا مقصد یہ ہے کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جاسکا یعنی نہیں پڑھ سکا یہاں تک سورج ڈوبنے لگا۔

پھر مزید دلیل ایک باب کے بعد ہی روایت آرہی ہے جس میں ہے حتی غربت الشمس " یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

۲ عقلا بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تنہا نماز پڑھ لیں۔ جبکہ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات)

سیدنا حضرت عمرؓ کا کفار قریش کو برا بھلا کہنا. حسرت کا اظہار کرنا بھی قرینہ ہے کہ نماز نہیں پڑھی تھی اگر پڑھ لیتے تو اظہار حسرت اور سب وشتم کی کوئی وجہ نہیں تھی چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی کہ عمر ابھی تو ہم نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وادی بطحان کیطرف گئے آپؐ نے بھی نماز کیلئے وضو کیا اور ہم نے بھی. اور غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

ایک اشکال حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق میں صرف عصر کی نماز قضا ہوئی۔ نیز مسلم شریف میں حضرت علیؓ سے روایت ہے شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی صلوٰۃ العصر (مسلم اول ص۲۲۷)

لیکن ترمذی شریف میں ایک روایت ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذھب من اللیل (ترمذی اول ص۲۵)

ترمذی شریف کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقعہ پر چار نماز فوت ہوئیں. ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

بظاہر بخاری شریف کے حدیث الباب سے تعارض ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں، طریق الجمع بین ھٰذہ الروایات ان وقعۃ الخندق بقیت ایاما فکان ھٰذا فی بعض الایام وھٰذا فی بعضھا (شرح مسلم ص۲۲۷)

یعنی غزوہ خندق کی مصروفیات ایک ہی دن نہیں رہیں بلکہ کئی روز مسلسل جاری رہیں مشرکین کی مسلسل تیر اندازی اور خشت باری کیوجہ سے کئی بار نمازیں قضا ہوئیں کسی روز ایک وقت صرف عصر کی اور کسی روز ظہر وعصر دو وقت کی کما فی المؤطا اور کسی روز چار وقت کی. کما فی الترمذی۔

اور چونکہ عصر والی روایت بخاری کی شرط کے مطابق تھی اسلئے اس کو ذکر فرمادیا۔

پھر ترمذی کی روایت میں چار نمازوں کا قضا ہونا تو سعا کہا گیا ہے کیوں کہ اس موقعہ پر صرف تین نمازیں قضاء ہوئیں تھیں. ظہر، عصر، اور مغرب. البتہ عشاء کی نماز میں چونکہ وقت معتاد سے تاخیر ہوگئی تھی لہٰذا حدیث ترمذی میں عشاء کو محض تغلیبا شامل کر لیا گیا ورنہ درحقیقت نماز عشاء قضا نہیں ہوئی تھی جیسا کہ حدیث ترمذی کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ حتی ذھب من اللیل۔

قضاء ہونیکا سبب نمازوں کے قضا ہونے کا سبب دشمنوں کا سخت ہجوم اور خطرناک یورش کی

مدافعت تھی اگرچہ آمنا سامنا تلوار کی لڑائی نہیں تھی مگر دس ہزار سے زائد دشمنوں کی تیراندازی خشت باری سے موقعہ نہ مل سکا جیسا کہ حدیث ترمذی کے الفاظ سے ظاہر ہے ان المشرکین شغلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اور صلوٰۃ خوف کا حکم اس غزوہ کے بعد کا ہے ورنہ دوجماعت کر کے نماز ادا کرلی جاتی۔ واللہ اعلم

بَابٌ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا وَلَا يُعِيْدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِيْدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ۔

۵۷۶۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ وَمُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ قَالَ مُوْسَى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ وَقَالَ حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

باب۔ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے تو اس وقت پڑھ لے اور صرف اسی نماز کو لوٹائے اور ابراہیم نخعی رح نے کہا کہ جس شخص نے بیس سال تک ایک نماز کو چھوڑے رکھا تو وہ صرف اسی نماز کو لوٹائے گا۔

قضا ہونیکا سبب حضرت انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس کو پڑھ لے اس لئے کہ اس قضائے سوا اس کا اور کچھ کفارہ نہیں (سورہ طٰہ) میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ میری یاد کیلئے نماز کو قائم رکھو، موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا کہ ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت قتادہ رضہ سے بعد میں سُنا یعنی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد دوسرے وقت میں سُنا فرمارہے تھے اقم الصلوٰۃ لذکری اور حبان نے کہا کہ ہم سے ہمام نے حدیث بیان کی ہمام نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا کہ ہم سے حضرت انس رض نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ " من نسی صلوٰۃ فلیصل

اذا ذکرھا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ ومسلم اول ص۲۴۱ ابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص۶۴ نسائی فیمن نسی صلوٰۃ۔ ص۷۱

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد بعض حضرات کی غلط فہمی کا ازالہ ہے نسائی شریف جلد اول ص۷۱ اور ابوداؤد ص۶۳ کی طویل روایت کے آخر میں ہے فلیصلھا حین ذکرھا ومن الغد للوقت۔ بعض حضرات نے اس کے ظاہر سے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ جب یاد آئے اس وقت پڑھے اور پھر جب دوسرے دن اسکا وقت آئے تو پھر پڑھے، اسی طرح کی ایک روایت مسلم شریف جلد اول ص۲۳۹ کی نویں سطر کے الفاظ ہیں فلیصلھا حین ینتبہ لھا فاذا کان الغد فلیصلھا عند وقتھا، یعنی جب متنبہ ہو اس وقت نماز پڑھنی چاہیئے پھر جب آئندہ کل کو یہ وقت ہو تو اس نماز کو وقت میں نماز پڑھے۔

ان الفاظ کے ظاہر سے بعض حضرات نے سمجھا کہ فوت شدہ نماز کو دو مرتبہ پڑھنا ہوگا ایک یاد آنے اور تنبیہ کے وقت اور دوبارہ اگلے دن اس کے وقت پر۔

امام بخاری نے اس پر رد فرمادیا کہ لایعید الا تلک الصلوٰۃ، اور من الغد للوقت کا اصل اور صحیح مطلب یہ ہے کہ کل کو جو وقت ہو تو حسب معمول وقت میں نماز پڑھے یہ مطلب نہیں ہے کہ فوت شدہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ واللہ اعلم

اگر کسی روز کسی کی نماز نوم یا نسیان کیوجہ سے قضا ہوجائے تو جس وقت بیدار ہو یا یاد آئے تو اس کو فوراً پڑھ لے (بشرطیکہ اوقات ممنوعہ ثلثہ نہ ہو) لیکن ایسا نہ ہو کہ آئندہ کل بھی اس طرح نماز فوت کردے بلکہ من الغد للوقت یعنی آئندہ کل اس نماز کو وقت پر پڑھے۔

اگر مکروہ وقت میں یاد یا تنبیہ ہو تو عند الاحناف انتظار کرکے صحیح وقت میں پڑھے یہی جمہور ائمہ کا مذہب ہے خلافاً للشوافع رح

بَابٌ ۳۸۷ قَضَاءِ الصَّلَوَاتِ الْأُولٰى فَالْأُولٰى

باب۔ قضا نمازوں کو ترتیب کے ساتھ پڑھنے کا بیان

۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

جَعَلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ یَسُبُّ کُفَّارَھُمْ فَقَالَ مَاکِدْتُ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰی بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک دن) کفار قریش کو بہت برا بھلا کہنے لگے اور فرمایا کہ میں عصر کی نماز کے قریب نہ جا سکا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

حضرت جابرؓ نے فرمایا پھر ہم وادی بطحان میں پہنچے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فصلی بعد ما غربت الشمس ثم صلی المغرب"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ و مر ص۸۳ تا ۸۴ و یاتی ص۸۹ و ص۱۲۹ و فی المغازی ص۵۹۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اگر کسی کی متعدد نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب ضروری اور واجب ہے، گویا اس مسئلے میں بھی امام بخاریؒ حنفیہ و مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ فوائت کی قضا ترتیب وار ہو گی۔

ترتیب کے مسئلے میں ائمہ کرام کے اقوال امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب ضروری و واجب نہیں۔ (۲) امام احمدؒ کے نزدیک مطلقاً ترتیب واجب ہے خواہ پانچ نمازوں سے زیادہ بھی قضا ہو۔ (۳) حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک پانچ تک ترتیب واجب ہے یعنی اگر فوائت کی تعداد پانچ سے بڑھ جائے تو ترتیب ساقط ہو جائے گی تو چونکہ غزوۂ خندق کے موقع میں صرف چار نمازیں قضا ہوئی تھیں اس لئے آپؐ نے نمازیں ترتیب سے ادا فرمائی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ترتیب کا وجوب تین وجہوں سے ساقط ہو جاتا ہے ایک تو اوپر گذر چکا کہ پانچ نمازوں سے زائد قضا ہو جائے۔

(۲) ضیق وقت یعنی وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ فائتہ کو پہلے پڑھنے پر وقتیہ نماز وقت ادا میں پڑھا جا سکے۔

(۳) تیسری وجہ نسیان ہے یعنی فائتہ پڑھنا بھول گیا۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی "التعلیق الممجد" میں مذہب شوافع کو ترجیح دی ہے شاید کہ حضرت کو یہ احادیث نہیں ملیں یا تفردات اکابر کی فہرست میں ڈال کر شذوذ کے درجہ میں رکھا جائے گا۔ واللہ اعلم

بابٌ ۳۸۸ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب۔ عشار کی نماز کے بعد (دنیا کی) باتیں کرنیکی کراہت کا بیان

السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيْعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِيْ مَوْضِعِ الْجَمِيْعِ

سامر (جو قرآن مجید کے سورہ المومنون میں آیا ہے) سَمَر سے مشتق ہے اسکی جمع سُمّار ہے اور سامر اس آیت میں جمع کے معنی میں ہے)

۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِيْ إِلٰى أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ أَبِيْ حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ وَهِيَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْأُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلٰى أَهْلِهٖ فِيْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ مِنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ۔

ترجمہ حدیث ابو المنہال (سیار بن سلامہ) کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ (سلامہ) کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمی رضؓ کے پاس گیا میرے والد نے ان سے کہا کہ ہم سے بیان کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کس طرح (یعنی کن اوقات میں) پڑھا کرتے تھے؟ ابو برزہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ ہجیر (ظہر) کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو ایسے وقت میں پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھر لوٹ جاتا اور ابھی سورج میں زندگی ہوتی ابو المنہال کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رضؓ نے کیا فرمایا آپؐ عشار کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ آپؐ عشار سے پہلے سوجانا اور عشار کے بعد باتیں کرنا مکروہ خیال فرماتے تھے اور آپؐ صبح کی نماز سے فراغت کرکے ایسے وقت لوٹتے تھے کہ ہم میں کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپؐ اس میں ساٹھ آیتیں یا سو آیتوں تک پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وکان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا"، والحدیث بعد العشاء ھو السحر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ۵۴۲ ومر ۵۴۱ ومص ۵۹۹ وص ۵۹۸ ویاتی ۱۰۶۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا یہ ترجمہ شارحہ ہے، حدیث الباب میں ہے کان یکرہ النوم قبلھا والحدیث بعدھا۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں السمر کا لفظ لاکر اشارہ کر دیا کہ کراہت مطلق بات کرنے کی نہیں ہے بلکہ ممانعت و کراہت سمر کی ہے یعنی ایسی فضول گفتگو جس میں کوئی خیر کا پہلو نہ ہو نہ دینی مصلحت ہو نہ معاشرتی ضرورت ہو بلکہ زمانہ جاہلیت کے انداز پر فضول قصے کہانی ہو۔

تشریح حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ والمراد بالسمر فی الترجمۃ ما یکون فی امر مباح (فتح) یعنی ترجمۃ الباب میں سمر سے مراد مباح باتوں سے کراہت ہے کیوں کہ حرام و ممنوع باتیں (جیسے غیبت، جھوٹ) تو ہر وقت ممنوع ہے۔

السامر من السمر چونکہ امام بخاریؒ ماہر حافظ قرآن ہیں اس لئے جب کوئی لفظ حدیث پاک میں قرآن حکیم کا آجائے تو امام بخاریؒ کا ذہن فوراً آیتِ مبارکہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تفسیر کیطرف اشارہ فرما دیتے ہیں چنانچہ یہ لفظ سورۂ مومنون میں ہے:

قَدْ کَانَتْ آیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ عَلٰی اعقابکم تنکصون مُستکبرین بہ سامرا تھجرون۔	ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے ہوئے الٹے پاؤں بھاگتے تھے قرآن حکیم کو قصہ کہانی کہکر چھوڑ دیتے تھے۔

امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ آیتِ کریمہ میں جو سامرا آیا ہے وہ سمر سے مشتق ہے رات کے وقت قصہ گوئی کے معنی میں ہے۔

بخاریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں لفظ سامر جمع کے معنی میں ہے۔

بَابُ ۳۸۹ السَّمَرِ فِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

باب۔ دین کے مسائل اور نیک باتوں سے متعلق عشاء کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتَّى قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهِ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيرَانُنَا هَؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ أَنَسٌ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهُ فَجَاءَ فَصَلَّى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ قَالَ الْحَسَنُ وَإِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُونَ فِي خَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ حدیث قرہ بن خالد روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن بصری (کی تشریف آوری) کا انتظار کر رہے تھے اور انھوں نے آنے میں اتنی دیر کی کہ (روزانہ کے معمول کے مطابق) ان کے (مسجد سے) اٹھنے کا وقت قریب آگیا تب وہ آئے اور (معذرت کرتے ہوئے) فرمایا کہ ہمارے ان پڑوسیوں نے ہمیں بلا لیا تھا پھر انھوں نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا یہاں تک کہ وقت آدھی رات تک پہنچ گیا۔ تب آپؐ تشریف لائے۔ اور ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ سن لو۔ بلاشبہ سب لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ اور سو گئے تھے اور یہ کہ تم لوگ بیشک نماز کا انتظار کرتے رہے برابر نماز ہی (کے حکم) میں رہے حسن بصریؒ نے فرمایا کہ لوگ جب تک نیک کام کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت تک نیک کام میں مصروف سمجھے جاتے ہیں، قرہ بن خالد نے کہا کہ حسن بصریؒ کا یہ قول بھی حضرت انسؓ کی حدیث کا ایک حصہ ہے جیسے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم خطبنا" ای بعد الصلوٰۃ العشاء۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۴ ومر ص۸۱ ویاتی ص۹۱ وص۱۱۷ وص۸۷۲۔

۵۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَاَبُوْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ فِیْ آخِرِ حَیَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَیْلَتَکُمْ ھٰذِہٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَۃٍ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَھَلَ النَّاسُ فِیْ مَقَالَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَا یَتَحَدَّثُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ عَنْ مِائَۃِ سَنَۃٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْقٰی مِمَّنْ ھُوَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنَّھَا تَخْرِمُ ذٰلِکَ الْقَرْنَ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا، کیا تم نے اس رات کو دیکھا (یعنی اس رات کو یاد رکھنا) اس لئے کہ اس رات سے لیکر سو سال کے اختتام تک ان لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جو اس وقت روئے زمین پر ہیں (حضرت ابن عمرؓ فراتے ہیں کہ) لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) ارشاد (کے سمجھنے) میں غلطی کی اور سو برس کے متعلق دوسری باتوں کیطرف خیال دوڑانے لگے۔ (ان ہی خیالوں کو وہ حدیث کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں) حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جو آج زمین پر ہیں یہ سو برس ان میں سے کسی کو باقی نہ دکھیگا آپؐ کی مراد یہ تھی کہ سو سال پر اس قرن (صدی) والے سب گذر جائیں گے۔

تنبیہ اس حدیث میں حیاتِ خضرؑ پر مفصل بحث کیلئے ملاحظہ فرمایئے احقر کی نصر الباری جلد اول ص۵۰۳ اور نصر الباری کتاب التفسیر یعنی جلد نہم ص۳۹۰ و ص۳۹۱۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ فوھل الناس۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۴ و ص۲۲ و ص۰۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سابق باب میں سمر بعد العشاء کی کراہت (یعنی نماز عشاء کے بعد بات چیت کی کراہت) کے تحت امور خیر، دینی علوم اور وعظ و نصیحت کو نہ سمجھا جائے کیوں کہ علمی مذاکرات اور امور خیر میں مشورہ وغیرہ احادیث سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ حدیث الباب سے

ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشار کے بعد خطاب فرمایا۔
باب کی دوسری حدیث کتاب العلم ص۲۲ میں گذر چکی ہے۔ نصر الباری جلد اول ص۱۱۵ دیکھئے۔

بَابُ ۳۹۰ السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ

باب۔ اہل وعیال اور مہمانوں کے ساتھ رات کو عشار کے بعد گفتگو کرنیکا بیان

۵۸۱ - حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَاءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ اَوْ سَادِسٌ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِي وَاُمِّي وَلَا اَدْرِي هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ اَبِي بَكْرٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ اَوَ مَا عَشَّيْتِيْهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ قَدْ عُرِضُوْا فَاَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا لَا هَنِيْئًا لَكُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُو بَكْرٍ وَقَالَ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ۔

ترجمہ حدیث | حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ نادار (غریب)

لوگ تھے۔ اور یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (اصحاب صفہ میں سے) ایک تیسرا آدمی لے جائے اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی لے جائے تو حضرت ابو بکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس آدمی لے گئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ گھر میں اس وقت میں تھا اور میرے والد تھے۔ اور میری والدہ تھیں، ابو عثمان کہتے ہیں کہ مجھکو یاد نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنی اہلیہ اور اس ایک خادم کا بھی ذکر کیا یا نہیں جو ان کے اور حضرت ابو بکرؓ یعنی دونوں کے گھر میں کام کرتا تھا اور یہ کہ حضرت ابو بکرؓ نے شام کا کھانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھالیا پھر جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی وہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ ٹھہرے رہے پھر (نماز کے بعد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے اور آپ ہی کے پاس ٹھہرے رہے یہانتک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کھانا بھی تناول فرمالیا (وعند مسلم حتی نعس النبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر جتنی رات اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ اس کے گذر جانے پر حضرت ابو بکرؓ (گھر میں) آئے تو انکی اہلیہ (ام رومانؓ) نے ان سے کہا کہ آپ اپنے مہمانوں کو یا کہا مہمان کو چھوڑ کر کہاں رک گئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اہلیہ نے کہا انہوں نے آپکے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر انھوں نے انکار کر دیا (یعنی مہمانوں نے صاف کہا کہ جبتک حضرت ابو بکرؓ نہیں آئیں گے ہم نہیں کھائیں گے) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا میں تو (مارے خوف کے) جا کر چھپ گیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا غنثر (او پاجی) پھر کوسا اور بہت برا کہا اور (مہمانوں سے) کہا کھاؤ کچھ لطف کا نہیں یا فرمایا کھاؤ تم کو خوشگوار نہ ہو۔ (حضرت ابو بکرؓ کو جب تحقیق حال سے معلوم ہو گیا کہ گھر والوں کی غلطی نہیں ہے۔ کھانا وقت پر پیش کیا گیا لیکن مہمانوں نے نہیں کھایا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بطور تادیب و تربیت اظہار و ناراضگی فرمایا چونکہ یہ مہمانان کرام اپنے میزبان حضرت صدیقؓ سے چھوٹے درجے کے تھے اس لئے آپؓ نے خفگی کا اظہار کیا کہ ناحق اپنے آپ کو بھوکا مارا ان کو جب کھانا دیا گیا تو کھانا لینا چاہیئے تھا، دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لا کا تعلق هَنِيئًا سے نہیں بلکہ اسوقت کی صورت حال سے ہے یعنی نہ ہونا چاہیئے تھا جو پیش آیا۔ خیر اب کھانا کھائیے کھانا آپ کو مبارک ہو) اور فرمایا خدا کی قسم میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمانؓ کہتے ہیں (کھانا کا یہ حال ہوا) کہ ہم جب اس میں سے ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے اور زیادہ بڑھ جاتا۔ آخر مہمان سب شکم سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اسکی طرف دیکھا کہ وہ اس قدر تھا کہ جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ اور بڑھ گیا ہے۔ تو اپنی بیوی (ام رومان) سے کہا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ماجرا ہے؟ قالت

لا وقرۃ عینی الخ (واؤ قسمیہ ہے اور لا زائدہ ہے) وہ بولیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا تو پہلے سے تگنا ہو گیا ہے تب ابوبکرؓ نے بھی اس میں سے ایک لقمہ کھالیا پھر اس کھانے کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھالائے وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہمارے اور ایک قوم کفار کے درمیان معاہدہ تھا اس کی مدت گذر چکی تھی۔ (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی الگ کئے اور ہر ایک ساتھ کتنے لوگ تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سبھوں نے اس میں سے کھایا او کما قال یا حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جیسا فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ توخذ من قول ابی بکرؓ لزوجتہ اوما عشیتہم ومراجعتہ لخیر الاضیاف وقولہ لاضیافۃ کلوا وکل ذلک فی معنی السمر المباح (عمدہ)

یعنی نماز عشاء کے بعد اپنے اہل وعیال اور مہمانوں سے گفتگو کرنا درست ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۴ تا ص۸۵ ویاتی ص۵۰۶ وص۹۰۶ تا ص۹۰۷ ایضا ص۹۰۷ ابوداؤد کتاب الایمان والنذور ص۱۷۴ ومسلم شریف جلد ثانی ص۱۸۵۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں بیان کیا گیا تھا کہ سمر بعد العشاء کی کراہت سے دینی تعلیم علمی مذاکرات اور وعظ ونصیحت مستثنیٰ ہے۔

اب اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ نماز عشاء کے بعد امور خیر و دینی ضروریات کے علاوہ اگر معاشرہ کے سلسلے میں اہل وعیال سے گفتگو کی ضرورت ہو یا مہمان آجائے اور ان کیلئے نظم کرنے کی ضرورت ہو تو بھی اجازت ہے نماز عشاء کے بعد گفتگو کی کراہت و ممانعت کا اصلی مدار اس پر ہے کہ فضول اور بیہودہ قصے کہانیوں میں گفتگو کرکے وقت ضائع نہ کیا جائے لیکن دینی ضرورت کے علاوہ دنیاوی ضروریات کیلئے بھی بقدر ضرورت گفتگو جائز ہے۔ اصل ممانعت و کراہت کی بنیاد اس پر ہے کہ فجر کی نماز فوت نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمد عثمان غنی جلیل

ضلع بیگوسرائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاذان

مصنف علام امام بخاری رحمہ اللہ اوقات نماز سے فراغت کے بعد اذان سے متعلق ابواب شروع فرما رہے ہیں چوں کہ وقت کے بعد ہی اذان ہوتی ہے۔

اذان کے معنی والاذان فی اللغۃ الاعلام قال اللہ تعالیٰ۔ واذان من اللہ ورسولہ الخ یعنی اذان کے لغوی معنی اعلام یعنی اعلان واطلاع کے ہیں لقول اللہ تعالیٰ "اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے الخ (سورۃ توبہ)

اذان باب تفعیل کا مصدر ہے اذن یؤذن تاذینا واذانا جیسے کلم یکلم تکلیما وکلاما یعنی سلام اور کلام کے وزن پر اذان مصدر قیاسی ہے۔ وقال الھروی اذان، اذین اور تاذین تینوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ (عمدہ)

وفی الشریعۃ الاذان اعلام مخصوص بالفاظ مخصوصۃ فی اوقات مخصوصۃ (عمدہ) یعنی مخصوص اوقات میں مخصوص الفاظ کے ذریعہ نماز کی اطلاع دینا۔

اذان کی مشروعیت ہجرت کے پہلے سال ہی (سلہ) میں اذان مشروع ہوئی۔

باب ۳۹۱ بدء الاذان وقولہ تعالیٰ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ (المائدۃ: ۵۸)

۵۸۲ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ۔

اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد (سورۂ مائدہ میں) جب تم نماز کیلئے اعلان کرتے ہو (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان دیجائے الخ (سورہ جمعہ)

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نماز کے اعلان کیلئے) صحابہ نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں۔

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فامر بلال ان یشفع الاذان" اس سے صاف معلوم ہوا کہ اذان کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔

تعدد موضعہٗ والحدیث ھھنا ص۸۵ و یاتی الحدیث فی باب الاذان مثنیٰ مثنیٰ ص۸۵ وایضا متصلا ص۸۵ وایضا فی باب الاقامۃ واحدۃ الخ ص۸۵ و ص۴۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ والترمذی فی الصلوٰۃ ص۲۷ وابوداؤد ص۷۵ وابن ماجہ ص۵۳۔

۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مسلمان جب (ہجرت کرکے) مدینہ طیبہ آئے تو نماز کے وقت کا اندازہ کرکے نماز کیلئے جمع ہو جاتے تھے نماز کیلئے اذان نہیں دی جاتی تھی تو ایک دن مسلمانوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو بعض نے کہا کہ نصاریٰ کے ناقوس کیطرح ایک ناقوس بنالو اور بعض نے کہا کہ یہود کے نرسنگھا (سنکھ) کیطرح ایک نرسنگھا بنالو (یعنی اس کو پھونک دیا کرو) اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ایک آدمی کو بھیجدیا کریں جو نماز کا اعلان کردیا کرے تو اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو اور نماز کی اطلاع کردو۔

مُطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یا بلال قم فناد بالصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴ وترمذی اول ص۲۷ ابن ماجہ ص۵۲

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اذان کی ابتدا کہاں ہوئی؟ اور کب ہوئی؟ اور کس طرح ہوئی؟

امام بخاریؒ نے اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اس ترجمہ میں بھی دو آیات ذکر فرمائی ہیں، ان آیات کو ذکر فرما کر استبراک کے ساتھ ساتھ یہ اشارہ کر دیا کہ اذان کی اصلیت قرآن حکیم سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان کی ابتدا مدینہ طیبہ میں ہوئی کیونکہ دونوں آیات مدنی ہیں۔

کب ہوئی؟ گذر چکا کہ اذان کی ابتدا ہجرت کے پہلے سال ہی ۱ھ میں ہوئی یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے (فتح) فالراجح ان الاذان کان فی السنۃ الاولیٰ من الھجرۃ (قس، وفتح) اگرچہ بعض حضرات سے ۲ھ کا قول بھی منقول ہے۔

تحقیق الفاظ یتحینون بالحاء المھملۃ بروزن یتقبلون مشتق ہے حین بمعنی وقت سے ناقوس ایک بڑی لکڑی جس پر چھوٹی لکڑی مارتے ہیں تو آواز نکلتی ہے بڑی لکڑی کو ناقوس اور چھوٹی کو وبیل کہتے ہیں. نصاریٰ اس لکڑی کو بجا کر نماز کیلئے لوگوں کو بلاتے تھے۔

بوق بضم الباء الموحدۃ وبعد الواو الساکنۃ قاف وھو الذی ینفخ فیہ (عمدہ) اسی کو قرن اور شبور بفتح الشین المعجمۃ وضم الباء الموحدۃ المثقلۃ ان تینوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے. یہود اس باجہ کو استعمال کرتے تھے جس کو آجکل سنکھ اور نرسنگھا کہتے ہیں یہ سینگ کی شکل کا ایک لمبا باجہ ہوتا ہے جس میں پھونک مارنے سے آواز ہوتی ہے۔

تشریح باب کی پہلی حدیث حضرت انسؓ کی ہے جس میں بہت ہی اختصار ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں واقعہ کی تفصیل ہے

روایاتِ صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں معراج کی رات مکہ مکرمہ ہی میں فرض ہو چکی تھیں مگر اذان نہیں ہوتی تھی مکہ مکرمہ میں تو نماز پڑھنا دشوار تھا اذان کے ذریعہ عام اعلان کیسے ممکن ہوتا لیکن جب صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہونچے تو ابتدا میں جماعت کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا جیسا کہ ابن ماجہ میں اس کی تصریح ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشار الناس لما یھمھم الی الصلوٰۃ الخ (ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۲)

چنانچہ بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ نماز کے وقت جھنڈا کھڑا کر دیا جائے کہ لوگ جھنڈا دیکھ کر نمازی ایک

دوسرے کو اطلاع کر دیا کرینگے، بعض نے کہا کہ آگ جلادی جائے، بعض نے ناقوس کا اور بعض نے بوق کا مشورہ دیا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سارے مشوروں کو رد فرما دیا کہ آگ جلانا مجوس اور ناقوس نصاریٰ اور بوق یہود کا طریقہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ کوئی منادی مقرر کر دیا جائے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "قم فناد بالصلوٰۃ"

اس میں ندا سے مراد اذان معہود نہیں ہے بلکہ اس سے مراد الصلوٰۃ جامعۃ کا کلمہ ہے اس پر چند ہی روز کے عمل سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھکر کہ پورے شہر میں گھومنا پڑتا ہے دوسرے حضرت بلال رضی اللہ عنہ جس محلہ میں پہلے پہونچے وہ تو پہلے آجاتے اور جہاں بعد میں پہنچتے وہ بعد میں آتے اس وجہ سے لوگوں کو بھی پریشانی ہوتی اس لئے مجبوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کا حکم دیدیا اور یہ اسلئے کہ نصاریٰ بہ نسبت یہود کے مسلمانوں کے زیادہ قریب تھے۔

الغرض لوگ ناقوس کی فکر میں لگ گئے تاکہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے اس کو بجایا جائے جیسا کہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں تصریح ہے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل لیضرب بہ للناس لجمع الصلوٰۃ (ابوداؤد ص۷۱ ج۱)

تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے ہے تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم بیچتے ہو؟ تو اس نے کہا تم کیا کروگے؟ میں نے کہا اس سے نماز کیلئے لوگوں کو بلائیں گے اس نے کہا کیا میں تم کو اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتایئے پھر اس نے اذان معہود کے کلمات بتائے پھر کلمات اقامت تلقین کئے۔

یہ خواب حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان ھذہ لرؤیا حق فقم مع بلال فانہ اندی وامد صوتا منک فالق علیہ ما قیل لک الخ (ترمذی ص۲۹)

یعنی آپ نے فرمایا کہ خواب بالکل برحق ہے تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہوجاؤ اس لئے کہ وہ تم سے بلند آواز والے ہیں بلال کو وہ بتاؤ جو تمہیں بتایا گیا ہے وہ اذان دیں چنانچہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سنی تو اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں نے بھی وہی دیکھا ہے جیسے کہ بلال نے کہا ہے (یعنی اذان دی ہے) تو آپ نے فرمایا فللہ الحمد

فذلك اثبت۔

سوال سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا خواب حجت شرعی نہیں ہے پھر حضرت عبداللہ بن زید رضؓ کے خواب پر ایک شرعی حکم اذان کا مدار کیسے رکھا گیا؟

جواب: صرف عبداللہ بن زید رضؓ کے خواب پر نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و تصدیق پر مدار ہے کہ آپؐ نے فرمایا ان ھٰذہ لرؤیا حق۔

۲ اذان کی مشروعیت وحی سے ہوئی چنانچہ عبید بن عمیر رضؓ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا قد سبقك بذلك الوحی (مراسیل ابی داود ص۶)

معلوم ہوا کہ یہ موید بالوحی ہے۔

۳ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ المعراج میں یہ کلمات اذان سنے تھے مگر چونکہ حکم نہیں ملا تھا اس لئے اس پر عمل نہیں ہوا، اور ممکن ہے کہ آپ بھول گئے ہوں۔ واللہ اعلم

بَابٌ (۲۳۱) اَلْاَذَانُ مَثْنٰى مَثْنٰى

باب۔ اذان کے الفاظ کو دو دو بار کہنے کا بیان

۵۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور اقامت و تکبیر میں ایک ایک بار کہیں مگر قد قامت الصلوٰۃ (یعنی تکبیر میں یہ جملہ دو بار کہے جائیں گے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث الاشارۃ لا من حیث التصریح لان لفظ یشفع یدل علی التثنیۃ لکن لا بطریق التصریح (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ و مر ص۸۵ و یاتی ص۸۵ ، وص۴۹۱ ، مسلم فی الصلوٰۃ ص۱۶۴۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوا أَنْ يَعْلَمُوا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ فَذَكَرُوا أَنْ يُورُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب لوگ زیادہ ہو گئے تو انھوں نے یہ تذکرہ کیا کہ نماز کیوقت کی کوئی علامت مقرر کرنی چاہیئے جس کو وہ پہچان لیں۔ (اور لوگ نماز کیلئے جمع ہو جائیں) تو لوگوں نے مشورہ دیا کہ آگ روشن کرلیں یا ناقوس بجادیں آخر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک بار کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث الاول۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۵ و مر ص۸۵ و یاتی ص۸۵ و ص۴۹۱ ایضا مسلم و ترمذی وغیرہ

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے قائلین ترجیع پر رد کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ ترجیع کیصورت میں شہادتین چار مرتبہ ہو جائیں گے۔

امام مالک اور امام شافعی ترجیع کے قائل ہیں۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ترک ترجیع افضل ہے اگرچہ جائز ہے یعنی صرف افضلیت کا اختلاف ہے ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے دو مرتبہ آہستہ سے کہا جائے اور پھر دو مرتبہ بلند آواز سے۔ امام بخاری حنفیہ اور حنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہیں ان میں ترجیع نہیں ہے

۲ اور ممکن ہے کہ امام بخاری کا مقصد اس ترجمہ سے حدیث الباب میں ذکر کردہ "یشفع الاذان" کی تفسیر ہے یعنی یہ ترجمہ شارحہ ہے۔ شفع کے معنی ہیں ضم کے یعنی ملانا تو ممکن ہے کہ کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ایک کلمہ کو دوسرے سے ملانا مقصود ہے۔

تو بخاری نے بتلا دیا کہ یہاں شفع سے مراد مثنیٰ یعنی دو دو بار ہے یہ مثنیٰ اثنین اثنین سے عدل تحقیقی ہے۔

ترجیع کی بحث اور ائمہ کے اقوال اوپر گذر چکا کہ امام اعظم اور امام احمد کے نزدیک ترجیع نہیں ہے۔ حضرات شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ترجیع ہے قائلین ترجیع

ترجیع کہتے ہیں کہ الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ۔

۲ حضرت بلال رضؓ کی اذان مقدم اور ابو محذورہ رضؓ کی اذان مؤخر ہے لہٰذا یہ ناسخ ہوگا۔

۳ نیز مدار اذان حضرت عبد اللہ بن زید رضؓ کا واقعہ ابتداء امر ہے اور حضرت ابو محذورہ رضؓ کی اذان کا قصہ غزوۂ حنین کے بعد ۸ھ کا ہے۔

جواب: حضرت ابو محذورہ رضؓ کی اذان کے بارے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ما رواہ کان تعلیما فظنہ ترجیعا یعنی حضرت ابو محذورہ رضؓ کو ترجیع تعلیم کے واسطے تھی تاکہ ان کے قلب میں توحید و رسالت راسخ ہو جائے چونکہ دراصل یہ کافر تھے۔ اور اسی وجہ سے ابو محذورہ رضؓ نے اس کو آہستہ کہا تھا تو آپ ؐ نے تعلیما ترجیع و تکرار کا حکم دیا۔

حضرات احناف و حنابلہ رحؒ کہتے ہیں کہ آسمانی فرشتہ نے حضرت عبد اللہ بن زید رضؓ کو کلمات اذان تلقین کئے تھے ان میں ترجیع نہیں۔ اور سب سے بڑھ کر سید المؤذنین حضرت بلال رضؓ جو مسجد نبوی کے مؤذن تھے اور حضور اقدس ؐ کی موجودگی میں دس سال تک اذان دیتے رہے ان کے اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ بلکہ عہد رسالت میں جتنے مؤذن تھے سوائے ابو محذورہ رضؓ کے کسی کی اذان میں ترجیع نہیں ہے۔

اور حضرت محذورہ رضؓ کے اذان کی مزید تفصیل کیلئے مسند احمد جلد ثالث دیکھئے۔

اذان کا شرعی حکم

جمہور احناف و شوافع نیز فی قول امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے۔ حنابلہ کا ایک قول اور شوافع کا بھی ایک قول فرض کفایہ ہے۔

۳ امام اوزاعی اور امام داؤد ظاہری رحمہم اللہ کے نزدیک فرض ہے۔

کلمات اذان

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک کلمات اذان پندرہ ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد سترہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی تکبیر جو جمہور کے نزدیک چار ہے مالکیہ اس کو صرف دو بار مانتے ہیں مگر چوں کہ ترجیع کے قائل ہیں اس وجہ سے تعداد کلمات سترہ ہو جاتی ہے۔ شوافع رحؒ کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد انیس ۱۹ ہے۔ چونکہ ان کے یہاں ترجیع بھی ہے اور اللہ اکبر بھی چار مرتبہ ہے۔ اقامت کا مسئلہ آرہا ہے۔

اذان کی حکمت

علامہ نووی رحؒ لکھتے ہیں وذکر العلماء فی حکمۃ الاذان اربعۃ اشیاء اظہار شعار الاسلام وکلمۃ التوحید والاعلام بدخول وقت الصلوٰۃ وبمکانہا والدعاء الی الجماعۃ۔ واللہ اعلم

(شرح نووی ص۱۶۴)

باب ۳۹۳ الاقامة واحدة الا قوله قد قامت الصلوة

باب۔ قدقامت الصلوٰۃ کے علاوہ اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنے کا بیان

۵۸۶۔ حدثنا علی بن عبد الله قال حدثنا اسمٰعیل بن ابراهیم قال حدثنا خالد الحذاء عن ابی قلابة عن انس قال امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة قال اسمٰعیل فذکرته لایوب فقال الا الاقامة۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات کو دو دو بار اور اقامت کے کلمات کو ایک بار کہیں۔ اسماعیل بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو کو ایوب سختیانی رحمہ اللہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا مگر قد قامت الصلوٰۃ۔ (یعنی اقامت کے سارے کلمات ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا مگر قدقامت الصلوٰۃ دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا گیا)

مطابقۃ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان یوتر الاقامة"

تعدد موضع والحدیث ههنا ص۸۵ ومر فی ص۸۵ ، ویاتی ص۴۹۱ ایضا مسلم وترمذی وغیرہ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس باب سے حدیث الباب میں ذکر کردہ یوتر الاقامة کی تعیین مقصود ہے اس لئے کہ وتر کا لفظ واحد سے عام ہے تو ترجمہ میں واحد کا لفظ لاکر متعین کر دیا کہ یہاں ہر طاق (مثلاً تین یا پانچ) مراد نہیں ہے۔

اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیہ کی مخالفت اور شوافع کی موافقت کی ہے کیوں کہ حنفیہ کے یہاں کلمات اقامت بھی مثنیٰ مثنیٰ ہیں۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے آخر میں الا الاقامة کا استثنا ذکر کر دیا جس سے مالکیہ کی مخالفت ہوگئی۔ کیونکہ مالکیہ کے نزدیک اقامت میں قدقامت الصلوٰۃ بھی ایک ہی مرتبہ ہے۔

یعنی ہمارے یہاں (عند الاحناف) کلمات اقامت بھی مثل کلمات اذان ہیں بجز اضافہ قدقامت الصلوٰۃ کے تو ہمارے یہاں اقامت کے کلمات سترہ۔ امام احمد و امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک گیارہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک دس ہوئے چونکہ امام مالک قدقامت الصلوٰۃ میں بھی ایتار کے قائل ہیں۔

بَابُ [۳۹۴] فَضْلِ التَّاذِيْنِ

اذان کہنے کی فضیلت کا بیان

۵۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (آواز کے ساتھ پاد نا ہوا) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب پوری ہوجاتی ہے تو آجاتا ہے یہاںتک کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے حتی کہ جب اقامت پوری ہوجاتی ہے تو پھر آجاتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو یاد نہیں تھیں یہاںتک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث هروب الشیطان عن الاذان فان الاذان لولم یکن له فضل عظیم یتاذی منه الشیطان لم یهرب منه نحن حصول هذا الفضل التاذین یحصل ایضا للمؤذن فانه لا یقوم الابه (عمدہ) اس کی وضاحت مقصد ترجمہ سے ہوگی۔ انشاء اللہ

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۵ ویاتی ص۱۶۳ وص۱۶۴ ،، ص۱۶۴ ابوداؤد فی باب رفع الصوت بالاذان ص۷۶ والنسائی فی الصلوٰۃ فی فضل التاذین ص۸۷

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کہنے کی فضیلت (یعنی مؤذن کی فضیلت) بیان کرنا ہے جیساکہ ترجمۃ الباب میں فضل التاذین سے ظاہر ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث الباب سے اذان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اذان دینے کی؟

جواب: یہ ہے کہ حدیث پاک سے جب اذان کی فضیلت ثابت ہوئی تو اذان کہنے کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی۔

ــ۲ حضرت شیخ الحدیث" فرماتے ہیں "میری رائے یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق ترجمہ سے ان روایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ان کی شرط کے مطابق نہیں ہیں مگر روایت صحیح ہے۔
(تقریر بخاری)

اوران سے اذان کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ (ابن ماجہ ص۵۳)

ابن ماجہ میں متعدد روایات ہیں جو اذان کہنے کی والوں کی فضیلت پر شاہد وناطق ہیں ادبر الشیطان شیطان پشت پھیر کر بھاگتا ہے الظاہر ان المراد بالشیطان ابلیس ویحتمل ان المراد جنس الشیطان یعنی عام شیاطین الجن مراد ہو (فتح)

وله ضراط قال عیاض یمکن حملہ علی ظاہرہ (فتح) یعنی اپنی حقیقت پر محمول ہو یا مجاز ہے اس کی شدت نفرت سے یا کنایہ ہے شغل سے کہ شیطان اپنے نفس کو ایسی چیز میں مشغول کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے اذان نہ سن سکے۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں نہایت عظمت وہیبت رکھی ہے کہ مارے خوف کے اسکی ریح خارج ہوتی ہے وغیرہ

غرض کہ شیطان اذان سنکر ایسا بھاگتا ہے کہ جیسے چور کوتوال سے اوراتنی دور بھاگتا ہے کہ سن نہ سکے بعض حضرات کہتے ہیں کہ اذان سے چونکہ نماز کیلئے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے تو شیطان کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ سجدہ ہی کے ترک سے راندہ درگاہ ہوا ہے اس لئے اذان سننا نہیں چاہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلئے کہ آخرت میں اذان کی گواہی دینی نہ پڑے چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں اس لئے سننے کی تاب نہ لاکر بہت دور بھاگتا ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے کہ روحاء تک بھاگتا ہے جو مدینہ منورہ سے چھتیس میل دور ہے لیکن نماز کے اندر یہ خاصہ نہیں ہے اگرچہ نماز افضل عبادات ہے کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی مناجات وسرگوشی ہے اس میں اعلان کی صورت نہیں اس لئے نماز شروع ہوتے ہی شیطان لوٹ آتا ہے اور طرح طرح سے وسوسے ڈالتا ہے اذکر کذا اذکر کذا کہتا ہے یہ بھی یاد کرو حتی کہ جو بات یاد کرنے سے بھی یاد نہ آتی ہو نماز میں اس کو بھی یاد دلاتا ہے۔

حافظ عسقلانی نے لکھا ہے کہ ایک شخص گھر کا اپنا دفینہ بھول گیا کسی طرح یاد نہ آیا کس جگہ دفن کیا ہے تو امام اعظم سے عرض کیا امام صاحب نے فرمایا گھر جاکر تمام رات نفلیں پڑھ اور پوری کوشش کرو کہ حضور قلب رہے اس نے اس طرح کیا تو شیطان نے یہ سوچ کر کہ یہ تو ساری رات اس خشوع وخضوع کے ساتھ نفلیں پڑھ کر ایک ہی رات میں

مقرب بندہ بن جائے گا اس کو جلد ہی دفینہ کی جگہ یاد دلائی اور اس نے نماز ختم کرکے اس جگہ کو کھودا تو وہ دفینہ نکل آیا۔

محدثین کرام نے اذان کی فضیلت میں روایات واقوال ذکر کئے ہیں، علامہ عینیؒ نے لکھا ہے جب کسی بستی میں اذان دیجاتی ہے تو اس روز وہ بستی عذاب الٰہی سے محفوظ رہتی ہے اور ان ہی فضائل کیوجہ سے امام شافعیؒ اذان کہنے کو امامت پر فضیلت دی ہے لیکن ہمارے نزدیک امامت افضل ہے کیوں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ ہے۔

حتی ثوب تثویب اگر ثوب سے مشتق ہو تو معنی ہونگے کپڑے اٹھاکر مدد کیلئے بلانا۔

اور اگر ثاب یثوب سے مشتق ہو جس کے معنی رجوع کے ہیں تو تثویب کے معنی ہوں گے اعلام بعد الاعلام یعنی رجوع الی الاعلان۔

شریعت میں تثویب کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے ۱ اذان کے بعد اقامت ۲ فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم ۳ اذان اور اقامت کے درمیان نماز کیطرف لوگوں کو متوجہ کرنا خواہ دروازہ کھٹکھٹا کر یا جماعت تیار ہے وغیرہ۔

یہ تیسری صورت صرف حنفیہ کے نزدیک درست ہے مگر فجر کی نماز میں کہ وہ غفلت کا وقت ہے یا پھر خواص کیلئے جیسے قاضی، مفتی یا درس میں مشغول کیلئے متوجہ کرنے کی اجازت ہے لیکن جمہور کے نزدیک بدعت ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۹۵ **رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَّاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔**

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب۔ اذان میں آواز کو بلند کرنیکا بیان۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے (ایک مؤذن سے) فرمایا۔ بالکل سادہ اور سیدھی طرح اذان دو ورنہ ہم سے علیحدہ ہوجاؤ۔

(مقصد یہ ہے کہ گانے کی طرح تغنی تال اور سُر کے بغیر بالکل سادہ اور رواں اذان دو)

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم کو جنگل میں رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے اس لئے میری ایک نصیحت یاد رکھو! جب تم اپنی بکریوں میں یا جنگل میں ہو اور نماز کیلئے اذان دینی ہو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کیا کرو اس لئے کہ مؤذن کی آواز کو جو کوئی جن یا آدمی اور کوئی مخلوق سنے گی تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیگی ابوسعید خدری رضؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فارفع صوتك بالنداء"

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۵ تا ص۸۶ ویاتی ص۴۶۵ و ص۱۱۲۶ وابن ماجہ فی باب فضل الاذان وثواب المؤذنین ص۵۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اذان کی غرض چونکہ توحید ورسالت کی شہادت کیساتھ ساتھ شعائر اسلام کا اعلان ہے اس لئے خوب رفع صوت مطلوب ہے کہ ہر ایک جنات وانسان، شجر وحجر بروز قیامت شہادت دیگی، اسی سے اذان کے وقت کانوں میں انگلی داخل کرنے کی حکمت بھی معلوم ہوگئی کہ جب کانوں میں آواز کم پہنچے گی تو مؤذن اپنی آواز کو مزید بلند کرنے کی کوشش کریگا۔

تشریح بعض بزرگوں کو وہم ہوگیا کہ انی اراك تحب الغنم والبادیۃ مرفوع ہے دراصل حضرت ابوسعید خدریؓ کا مقولہ ہے یعنی موقوف ہے (عینی، قسطلانی)

سوال کفیٰ باللہ شھیدا یعنی اللہ تعالےٰ اعلم بالاشیاء ہیں تو شہادت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ وہاں بھی دنیا کے قانون جاری فرمائیں۔

چونکہ ان اشیاء کی شہادت سے مقصد مؤذن کی عظمت ورفعت کو ظاہر کرنا ہے واللہ اعلم

بَابٌ ۳۹۶ مَا يُحْقَنُ بِالْاَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

باب۔ اذان کی وجہ سے خونریزی روکدیجاتی ہے (اذان کے سبب جانوں کی حفاظت ہوتی ہے)

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يُغِيْرُ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَمْ

يَسْمَعُ اَذَانًا اَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَاَخْرَجْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَ اِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں ساتھ لے کر کسی قوم پر غزوہ (جہاد) کرتے تو اس وقت تک حملہ نہیں کرتے تھے جبتک صبح نہ ہوجائے اور انتظار نہ کرلیں۔ پھر اگر ان میں اذان کی آواز سن لیتے تو ان (پر حملہ کرنے) سے رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ ہم خیبر کی طرف (جہاد کیلئے) نکلے تو ہم رات کے وقت ان کے قریب پہونچے پھر جب صبح ہوئی اور آپ نے اذان کی آواز نہیں سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں بھی ایک گھوڑے پر) حضرت طلحہ رضؓ کے پیچھے سوار ہوگیا اور میرا پاؤں (چلنے میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو چھو رہا تھا، حضرت انس رضؓ کہتے ہیں پھر خیبر والے یہودی اپنے ٹوکرے اور کدالیں لے کر نکلے۔ (اپنے معمول کے مطابق چونکہ خبر نہیں تھی) جب انھوں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے کہ محمد (م) قسم خدا کی محمد (م) مع پوری فوج کے آپہونچے، حضرت انس رض کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر تباہ ہوگیا بے شک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جن لوگوں کو ڈرایا گیا ہے ان کی صبح بری ہوجاتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فان سمع اذانا کف عنہم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ وص۵۳ تا ص۵۴ ویاتی ص۱۲۵ وص۲۹۷ وص۲۹۸ وص۴۰۴ وص۴۰۵ ص۴۱۳ ص۴۱۴ وص۴۷۰ وص۵۱۲ وفی المغازی ص۶۰۳ وص۶۰۴ "باقی مواضع کیلئے باب ص۲۵۲ کی حدیث ص۳۶۳ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد اذان کے فضائل وثمرات بیان کرنا ہے کہ اذان اسلام کا ایک عظیم ترین شعار ہے اس سے بستیاں محفوظ ہوجاتی ہیں عہد رسالت میں اذان ہی کے ذریعہ حملہ کرنے

ذکر نے کا فیصلہ ہوتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ کفار کی بھی کسی بستی پر حملہ نہیں کرتے تھے جب تک صبح نہ ہوجائے اگر صبح ہونے کے بعد اذان کی آواز آجاتی تو حملہ نہیں فرماتے تھے اور اگر نہ سنتے تو حملہ فرمادیتے، اس سے اذان کی عظیم فضیلت اور بڑا فائدہ معلوم ہوا اسلئے کہ صرف اذان کی وجہ سے حملہ سے محفوظ رہے

باقی خیبر کی تفصیل کیلئے نصر الباری کتاب المغازی ص ۲۶۲ کا مطالعہ فرمائیے۔

بَابُ ۳۹۷ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ

باب، اذان سنتے وقت کیا کہے؟ (یعنی اذان سننے والوں کو کیا کہنا چاہیئے؟

۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جواب میں اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فقولوا مثل مایقول المؤذن"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص ۸۶ ویاتی منفصلا ص ۸۶ و ص ۱۲۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص ۱۶۶ ابوداؤد ص ۷۷ ترمذی اول ص ۲۹ ابن ماجہ ص ۵۳ ونسائی فی الصلوٰۃ۔

۵۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عیسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے، انھوں نے ایک دن حضرت معاویہ رضؓ کو مؤذن کیطرح کہتے سنا اشہد ان محمداً رسول اللہ تک۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فقال بمثلہ الیٰ قولہ الخ ای قال مثل المؤذن فالمطابقۃ ظاہرۃ۔

۵۹۲ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهُ وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

ترجمہ حدیث ہشام نے یحییٰ سے اسی جیسی روایت نقل کی ہے یحییٰ نے کہا مجھ سے ہمارے بعض بھائیوں نے بیان کیا کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہؓ نے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور فرمایا کہ ہم نے تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح جواب دیتے ہوئے سنا ہے

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ مثل مطابقۃ الحدیث السابق۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ بتانا چاہتے کہ اذان سننے والے کو اذان کے جواب میں کیا کہنا چاہیے ؟ امام بخاریؒ نے روایت ذکر کرکے بتلادیا کہ مثل مایقول المؤذن کہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی قطعی حکم کیوں نہیں بتایا صرف سوالیہ جملہ کے ذریعہ ایک محتمل بات ذکر فرمادی ؟

جواب : امام بخاریؒ کا طریقہ یہ ہے کہ جب روایات اور ائمہ عظام کے اقوال مختلف ہوں تو کوئی قطعی حکم نہیں لگاتے۔ یہاں چونکہ ایک روایت میں ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، جس سے معلوم ہوا کہ مؤذن کے بعینہٖ الفاظ دہرائے۔

اور دوسری روایت (یعنی باب کی تیسری روایت) سے معلوم ہوتا ہے کہ حیعلہ کے جواب میں حوقلہ کہے۔ چونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں ایک قطعی صاف حکم نہیں لگایا۔

لیکن بخاریؒ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیوں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ حیعلتین کے علاوہ بقیہ کلمات اذان میں مثل مایقول المؤذن کہے جائیں گے۔

امام بخاریؒ کا رجحان و میلان اس طرح سے معلوم ہوا کہ پہلے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت بیان کی اس میں تو ہے اذا سمعتم النداء فقولوا مثل مایقول المؤذن، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جملہ الفاظ مثل الفاظ مؤذن کہے یعنی دہرانے کا عام حکم ہے۔

لیکن اس کے بعد بخاریؒ نے حضرت معاویہؓ کی روایت ذکر فرمادی جس میں حیعلتین کے جواب میں حوقلہ (یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ) کی تخصیص کی گئی اور ظاہر ہے کہ خاص کو عام پر مقدم کیا جائے گا اور پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ کلمات مؤذن کی موافقت اکثر کلمات میں کرے۔ فلا اشکال

اجابت اذان کا حکم اور ائمہ عظام کے اقوال

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ احتج بقولہ "فقولوا" اصحابنا (ای الاحناف) ان اجابۃ المؤذن واجبۃ علی السامعین لدلالۃ الامر علی الوجوب وبہ قال ابن وھب من اصحاب مالک والظاھریۃ الخ (عمدہ)

دراصل اجابت کی دو قسمیں ہیں اجابت بالقول، اجابت بالاقدام۔ اجابت بالقول جمہور ائمہ ثلاثؒ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ واحمدؒ) کے نزدیک مستحب ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وقال مالک والشافعی واحمد وجمھور الفقھاء الامر فی ھٰذا الباب علی الاستحباب دون الوجوب وھو اختیار الطحاوی ایضا وقال النووی تستحب اجابۃ المؤذن بالقول (عمدہ)

مشائخ حنفیہ کے اس میں دو قول ہیں اور راجح قول عدم وجوب ہے جیسا کہ امام طحاوی حنفیؒ کا مذہب مذکور ہوا نیز شمس الائمہ حلوانی بھی عدم وجوب کے قائل ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں میں بھی یہی ہے اجابۃ المؤذن فضیلۃ وان ترکھا لایاثم حنفیہ کے یہاں بھی مفتی بہ قول عدم وجوب ہی ہے۔ تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ اجابت بالاقدام واجب ہے اور بالقول مستحب ہے جیسا کہ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے۔

واللہ اعلم

بَابُ ۳۹۸ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ

باب، اذان کے بعد دعاء کا بیان، (باب الدعاء عند النداء ای عند تمام النداء (فتح)

۵۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنکر یہ دعا پڑھے اللھم رب الخ

اے اللہ اس دعوتِ تام اور نماز قائم کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو اس دعا پڑھنے والے کو قیامت کے

مسلم شریف کتاب الایمان میں مفصل حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کیدن اولین وآخرین تمام پیغمبروں سے عرض کرنے کے بعد آخر میں سید الانبیاء والمرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچیں گے تو حضور اکرم علیہ السلام عرش کے نیچے پہونچیں گے اور شفاعت کریں گے کہ آپ کی شفاعت قبول کیجائے گی۔ یہی شفاعت کبری مقام محمود ہے۔

علامہ کشمیری رح سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حمد سے اختصاص حاصل ہے آپ کا نام محمد اور احمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی امت کا لقب حمادون ہے، قیامت میں آپ کے جھنڈے کا نام لوء الحمد ہوگا اور آپ کا مقام مقام محمود ہے۔

سوال ارشاد خداوندی ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

امید ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا یہ خدا کا وعدہ ہے جس کا پورا ہونا یقینی ہے اب سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے خود وعدہ فرمالیا ہے تو دعا سے کیا فائدہ؟

جواب۔ اس کا فائدہ دعا کرنے والوں کو ملے گا کہ شفاعت کے حقدار ہوں گے ارشاد نبوی ہے کہ حلت له شفاعتی یعنی میری شفاعت اس کیلئے لازم وواجب ہوگی۔

باب ۳۹۹ الاستهام فی الاذان ویذکر ان قوما اختلفوا فی الاذان فاقرع بینهم سعد۔

باب، اذان کیلئے قرعہ اندازی کا بیان، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اذان دینے میں کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے (جھگڑا ختم کرنے کیلئے) ان کے درمیان قرعہ ڈالا

۵۹۴۔ حدثنا عبد الله بن یوسف قال اخبرنا مالك عن سمی مولی ابی بکر عن ابی صالح عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لا یجدون الا ان یستهموا علیه لاستهموا ولو یعلمون ما فی التهجیر لاستبقوا الیه ولو یعلمون ما فی العتمة والصبح لاتوهما ولو حبوا۔

دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ من قال حین یسمع النداء الخ

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۶ ویاتی فی التفسیر بسندہ ص۶۸۶ والبوداؤد ص۷۸ والترمذی ص۲۹ ابن ماجہ فی الصلوٰۃ ص۵۳۔

مقصد ترجمہ چونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس لئے امام بخاریؒ اس ترجمہ سے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اذان کے بعد مانگی جانے والی دعا کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے حدیث شریف ذکر کر کے بتادیا کہ وہ دعا یہ ہے اللھم رب الخ

تشریح الدعوۃ التامۃ دعوت سے مراد اذان کے کلمات ہیں اور التامۃ دعوت کی فضیلت ہے چونکہ کلمات اذان اسلام کے بنیادی عقائد (توحید ورسالت کی شہادت) کو جامع ہے اس لئے اس کو تامہ کہا گیا ہے ۲ اذان میں نسخ نہیں ہوگا ۳ یہ عبادت تامہ یعنی صلوٰۃ قائمہ کی دعوت ہے اس لئے اس کو دعوت تامہ کہا گیا۔

والصلوٰۃ القائمہ ای الدائمۃ التی لا یغیرھا ملۃ ولا ینسخھا شریعۃ وانھا قائمۃ مادامت السموات والارض (عمدہ)

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں قال الطیبی من قولہ الخ یعنی ابتدا ء اذان اللہ اکبر سے محمد رسول اللہ تک الدعوۃ التامۃ اور حیعلہ الصلوٰۃ القائمۃ کا مصداق ہے۔ (قس)

چونکہ یہ پنجگانہ نماز تا قیامت ہمیشہ قائم رہنے والی عبادت ہے لا ینسخھا ناسخ اس لئے قائمہ کہا گیا ات محمدن الوسیلۃ وسیلہ کے معنی ہیں ما یتوسل بہ یعنی جس کے ذریعہ تقرب حاصل کیا جائے۔

قال علیہ السلام ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ لاتنبغی الالعبد من عباد اللہ وارجوان اکون انا ھو فمن سال اللہ لی الوسیلۃ حلت لہ شفاعتی (مسلم اول ص۱۶۶ ایضا نسائی ابوداؤد وغیرہ۔

وابعثہ مقاما محمودا نیل معناہ الذی یحمدہ القائم الخ (عمدہ)

یعنی مقام محمود وہ مقام ہے جس پر فائز ہونے والے کی ہر شخص تعریف کرے، علامہ ابن جوزی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے (عمدہ)

وقیل اجلاسہ علی العرش وقیل علی الکرسی (عمدہ)

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو اذان دینے اور صف اول میں نماز پڑھنے میں ہے اور پھر قرعہ اندازی کے بغیر یہ حاصل نہ ہو تو ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو عشاء اور فجر کی نماز باجماعت میں ہے تو ان کیلئے ضرور آئیں خواہ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے آنا پڑے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لویعلم الناس مافی النداء الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی ص۹۰ وص۱۰۰ وص۳۷۰ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۸۲ ترمذی اول ص۳۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اذان کی فضیلت واہمیت بیان کرنا ہے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر مختلف لوگ اذان دینے کے خواہشمند ہوں تو اختلاف دفع کرنے کیلئے اس موقع پر قرعہ اندازی کے ذریعہ بھی اختلاف ختم کرنیکی گنجائش ہے۔

۲۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ امام کا مقصد استہام کے معنی کی تعیین ہو چونکہ استہام کے دو معنی آتے ہیں قرعہ اندازی کرنا، دوسرا تیر اندازی، تو بخاریؒ نے بتادیا کہ یہاں استہام قرعہ اندازی کے معنی میں ہے۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ يَضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ۔

باب، اذان کے درمیان بات کرنیکا بیان۔ اور حضرت سلیمان بن صرد صحابیؓ نے اذان کے درمیان بات کی اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان ہنسنے میں کوئی حرج نہیں

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَدْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث "(تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بہت زیادہ

کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انھوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (اپنے ٹھکانوں پر نماز پڑھ لیں) اعلان کرو اس پر لوگ (حیرت سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ یہ عمل اس ذات گرامی نے کیا جو اس سے (یعنی ابن عباسؓ سے) بہت بہتر تھی اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ فامرہ ان ینادی الصلوٰۃ فی الرحال۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۶ ویاتی ص۹۲ و ص۱۲۳ مسلم اول ص۲۴۳ ابوداؤد باب التخلف عن الجماعۃ فی اللیلۃ الباردۃ ص۱۵۲ وابن ماجہ فی باب الجماعۃ فی اللیلۃ المطیرۃ ص۶۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان میں کلام کرنا جائز ہے اس سے اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت سلیمانؒ بن صُرد (بضم الصاد المہملۃ وفتح الراء) صحابیؓ کا اثر اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ذکر کرکے اپنے رجحان ومیلان کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔ لکن الذی اوردہ فیہ یشعر بانہ یختار الجواز (فتح)

اثناء اذان میں کلام اور اقوال ائمہ عظام امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے (عمدہ فتح) وعن ابی حنیفۃ وصاحبیہ خلاف الاولیٰ وعلیہ یدل کلام الشافعی ومالکؒ (عمدہ، فتح) ۲ امام احمد حنبلؒ کے نزدیک اذان کے درمیان کلام کرنا جائز ہے ورخص الکلام فی الاذان جماعۃ مستدلین لہٰذا الحدیث منھم احمد بن حنبلؒ الخ (عمدہ)

بعض حضرات نے امام اعظمؒ کا مسلک مکروہ نقل کیا ہے اس صورت میں مکروہ تنزیہی مراد ہے اور مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ قریب المفہوم ہے فلا اشکال۔

البتہ اثناء اذان میں طویل کلام مفسدِ اذان ہے اذان کا اعادہ ہوگا مذکورہ اقوال کلام یسیر میں ہے

انھا عزمۃ ای الجمعۃ واجبۃ (عمدہ، کرمانی)

مزید بحث کتاب الجمعہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ الرحمان۔

بَابُ اَذَانِ الْاَعْمٰى اِذَا كَانَ لَهٗ مَنْ يُّخْبِرُهٗ

باب۔ نابینا کے اذان دینے کا بیان جبکہ اسے کوئی وقت بتانیوالا ہو (تو اسکا اذان دینا درست ہے)

۵۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں اسلئے تم لوگ کھاؤ پیو یہانتک کہ ابن ام مکتوم اذان دینے لگیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا آدمی تھے وہ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے جب تک ان سے یہ نہیں کہدیا جاتا کہ صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في لا ينادي حتى يقال له اصبحت اصبحت۔

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۸۶ ویاتی ص۸۷ ایضا ص۸۷ وص۲۵۷ وص۳۶۲ وص۱۰۷۶ ومسلم ص۳۴۹ وص۳۵۰ وترمذی فی باب ما جاء فی الاذان باللیل ص۲۸ والنسائی فی الصلوٰۃ فی المؤذنان للمسجد الواحد ص۷۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر نابینا کے پاس کوئی قابل اعتماد آدمی وقت بتانیوالا ہو تو اس کی اذان بلاکراہت درست ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ومتی کان ذلک یکون تاذینه وتاذین البصير سواء ذكره شيخ الاسلام معراج شامي باب الاذان) یعنی اندھا اور آنکھ والا دونوں کی اذان برابر ہے جبکہ کوئی آنکھوں والا بتانے کیلئے موجود ہو۔ اصبحت اصبحت قال ابن حبيب وابن عبد البر والاصيلي وجماعة من الشراح بان المراد قاربت الصباح الخ (فتح)

سوال سوال یہ ہے کہ قاربت الصباح سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث میں اکل وشرب کی غایت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان ہے اور ان سے جبتک اصبحت اصبحت نہیں کہا جاتا وہ اذان نہیں دیتے، تو ان کی اذان صبح کے قریب ہوتی تھی، اب اگر قریب صبح سے قبل صبح مراد ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں کیا فرق ہے؟ اس لئے کہ ابن ام مکتوم کی اذان بھی صبح سے پہلے ہوئی اگرچہ بالکل قریب صبح ہوئی۔

اور یہ اگر کہا جائے کہ بعد الصبح اذان دیتے تھے تو اس صورت میں عظیم اشکال ہوگا کہ اکل و شرب بعد الصبح جائز ہوگا جو جمہور علماء کے خلاف ہے۔

جواب: حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ قاربت الصبح کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ایسے وقت اذان دیتے تھے کہ ادھر طلوع شروع ہو رہا ہے اور یہ اذان دے رہے ہیں اس لئے اکل و شرب تو قبل الصباح ہوا نہ کہ بعد الصباح۔

رہا یہ کہ استبعاد کہ عین وقت مستبعد ہے، جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں جو مؤید بالملائکہ ہیں ان پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ

باب، فجر کے طلوع ہونے کے بعد اذان دینے کا بیان

۵۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب مؤذن صبح کی اذان کیلئے مسجد میں ٹھہر جاتا (یعنی دخول وقت کا منتظر رہتا) اور وقت ہونے پر اذان دیتا، اور صبح ظاہر ہو جاتی تو آپ نماز فجر قائم کئے جانے سے پہلے ہلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ اذا اعتکف المؤذن للصبح وبدا الصبح۔ یہاں اعتکف بمعنی ٹھہرنے اور انتظار کرنے کے ہیں اور بدا الصبح میں واؤ حالیہ ہے اب مطابقت واضح ہو گئی کہ مؤذن صبح ہونے تک ٹھہرا رہتا اور صبح نمودار ہونے کے بعد اذان دیتا۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۸۷ ونسائی ص۱۵۷ ومسلم ص۲۵۰ ترمذی ص۵۸۔

۵۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ وھو انہ صلوٰتہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاتین الرکعتین بین الاذان والاقامۃ یدل علی انہ صلاھما بعد طلوع الفجر وان النداء ایضا بعد طلوع الفجر وھو الاذان بعد الفجر فطابق الترجمۃ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ واخرجہ مسلم ص۲۵۰

۵۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان دیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وص۸۶ ویاتی ص۲۵۷ وص۳۶۲ وص۳۰۶ ۔ وص۲۰۷

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ بطریق الاشارۃ فی قولہ حتی ینادی ابن ام مکتوم۔ مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جب ام مکتوم کی اذان شروع ہو گئی کھانے پینے موقوف کرنے کا حکم دیا تو اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ ابن مکتومؓ کی اذان طلوع فجر (صبح صادق تک طلوع ہونے) پر ہوتی اور یہی ترجمہ ہے اذان بعد الفجر۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق طلوع ہونے کے بعد ہونی چاہیئے کیونکہ اذان کا اصل مقصد نماز کے وقت کی اطلاع و اعلان ہے اور جب وقت ہی شروع نہیں ہوا ہو تو وقت کی اطلاع دینا اعلان نہیں اضلال ہے حتی کہ اگر غلط اطلاع پر اعتماد

کر کے کسی نے نماز پڑھ لی تو اسکی نماز ہی نہ ہوگی۔

فجر کی اذان میں ائمہ کرام کے اقوال

ابواب اذان میں یہ بحث معرکۃ الآراء ہے، ائمہ کرام کا اس پر تو اتفاق ہے کہ فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں وقت سے پہلے اذان جائز نہیں۔

اختلاف صرف فجر کے وقت میں ہے کہ نماز فجر کی اذان طلوع فجر (صبح صادق) سے پہلے دیجا سکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام اعظمؒ امام محمدؒ، امام زفرؒ اور سفیان ثوریؒ کا مسلک یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے جائز نہیں۔ وقال الثوری، وابوحنیفۃ ومحمد وزفر (رحمہم اللہ) لایوذن للفجر ایضا الا بعد دخول وقتھا (عمدہ)

اگر دیدی جائے تو اعادہ لازم ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ، امام ابویوسف، عبداللہ بن مبارک و اسحاقؒ فقالوا یجوز ان یوذن للفجر قبل دخول وقتہ الخ (عمدہ)

یعنی ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صبح کی اذان صبح صادق سے پہلے سدس اخیر میں دینا جائز ہے۔

ائمہ ثلاث کی دلیل

باب کی آخری حدیث (حدیث ۵۹۹ نیز باب سابق کی پہلی حدیث (حدیث ۵۹۶) ہے ان بلالا یوذن بلیل الخ یعنی حضرت بلالؓ رات کے وقت اذان دیتے ہیں (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں اس لئے تم کھانا پینا جاری رکھو۔

حضرات شوافعؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے اس صحیح ترین حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ بلال رات میں اذان کہتے ہیں الخ

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ اذان نماز صبح کیلئے ہے یا اور کسی غرض سے؟

اس حدیث کا دوسرا جز واضح کر رہا ہے کہ صبح صادق ہونے پر ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے معلوم ہوا کہ پہلی اذان نماز کیلئے نہیں بلکہ کسی اور غرض کیلئے ہوتی تھی جیسا کہ خود حدیث بخاری میں تصریح ہے جو آئندہ باب میں آرہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کی اذان سحری کھانے اور تہجد کیلئے دیجاتی تھی اور نماز فجر کیلئے ابن مکتومؓ اذان دیتے تھے تفصیل کیلئے آثار السنن علامہ نیمویؒ اور طحاوی شریف دیکھئے۔

بہر حال حضرات شوافعؒ وغیرہ ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی پیش نہیں کرسکے جس میں اذان بلالؓ

پر اکتفا کیا گیا ہو۔

بہر حال حنفیہ کا مسلک نہایت مضبوط ہے نیز امام بخاری بھی حنفیہ ہی کی موافقت کر رہے ہیں۔ اسلئے کہ امام بخاری نے اذان فجر سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں پہلا باب "الاذان بعد الفجر" ہے اور دوسرا باب اذان قبل الفجر۔

ترتیب زمانی کا تقاضا تو اس کا عکس تھا یعنی اذان قبل الفجر کو پہلے لاتے لیکن امام بخاری نے اذان بعد الفجر کو مقدم کر کے اشارہ کر دیا کہ فجر کی اذان بھی دخول وقت کے بعد ہی دیجائے گی اور فجر سے قبل کی اذان نماز فجر کیلئے نہیں بلکہ سحری اور تہجد کیلئے ہوتی تھی چنانچہ عہد رسالت کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اس پر عمل نہ رہا۔ واللہ اعلم

بَابُ ۳۴۳ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب، صبح ہونے سے پہلے فجر کی اذان دینے کا بیان

۶۰۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ وَاحِدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلُ حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرَى ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کسی کو بلالؓ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے اسلئے کہ بلالؓ رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ تم میں تہجد پڑھنے والا (آرام کیلئے) لوٹ آئے اور تاکہ سونے والا (سحری کیلئے) بیدار ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص کہے (یعنی سمجھے) کہ فجر یا صبح صادق ہو گئی اور آپؐ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے اسطرح بتایا ہے کہ آپؐ نے انگلیوں کو اوپر اٹھایا پھر نیچے کیطرف جھکا دیا (یعنی آسمان سے زمین تک سفیدی مستطیل (طولاً نظر آنے والی روشنی) صبح صادق نہیں ہے جبتک اس طرح نمودار نہ ہو اور زہیر راوی نے ھٰکذا کی وضاحت اس طرح کی کہ اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں کو اوپر نیچے رکھا پھر ان دونوں کو اپنے داہنے اور بائیں پھیلا

دیا (یعنی بتایا کہ صبح صادق یہ ہے کہ جس کی روشنی عرضاً پھیلے۔)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ، وھی ان اذان بلال کان قبل الفجر لانہ اخبر انہ کان یؤذن بلیل یعنی قبل طلوع الفجر (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صہ۸ ویاتی فی الطلاق فی باب الاشارۃ فی الطلاق والامور ص۷۹۸ وص۱۰۷۶ وخرجہ مسلم فی الصوم ص۳۹ وابوداؤد فی الصیام فی باب وقت السحور ص۳۲ واخرجہ ابن ملجہ فی الصلوٰۃ والنسائی فی الصوم عن عمرو بن علی وفی الصلوٰۃ عن اسحاق بن ابراھیم۔

۶۰۱ - حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ۔

ترجمہ حدیث مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہ کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی کہ کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا کہ انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضہ سے اور عبید اللہ نے نافع سے بھی روایت کی انھوں نے ابن عمر رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ح دوسری سند امام بخاری رہ نے کہا اور مجھ سے یوسف بن عیسٰی نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن موسٰی سینانی نے بیان کیا کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر عمری نے انھوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضہ سے انھوں نے حضرت عائشہ رضہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں اس لئے ابن مکتوم کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ وھو اذان بلال فی اللیل قبل دخول وقت الفجر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صہ۸۷ وفی الصوم ص۲۵۷۔

مقصد ترجمہ اس ترجمہ سے امام بخاری رح کا مقصد ایک سوال کا جواب دینا ہے یا یوں کہا جائے کہ دفع دخل مقدر ہے۔

امام بخاری رح نے سابق باب میں جب نماز صبح کی اذان کو ذکر فرمایا کہ نماز فجر کیلئے جو اذان دیجائے گی وہ طلوع صبح صادق کے بعد ہے جیسا کہ باقی چار نمازوں کیلئے اجماعی اور اتفاقی طور پر دخول وقت کے بعد اذان ہے۔

اب سوال پیدا ہوا کہ جب نماز صبح کی اذان طلوع فجر کے بعد ہے تو اذان قبل الفجر یعنی وقت سے پہلے رات کو حضرت بلال کے اذان کا کیا مقصد تھا؟

جواب: خود ابن مسعود رض کی حدیث پاک میں موجود ہے لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم، ترجمہ گذر چکا ہے، فلا اشکال

ایک روایت حضرت ابن عمر رض سے بھی مروی ہے تاکہ لوگ سحری کھالیں۔

مقصد یہ ہے کہ عہد رسالت میں حضرت بلال رض جو رات کو اذان دیتے وہ اذان نماز فجر کیلئے نہیں تھی۔ صرف تہجد گذار اور سونے والوں کو سحری کیلئے بیدار کرنے کیلئے تھی کہ سونے والے اٹھ جائیں اور تہجد پڑھنے والے آرام کرلیں۔

نیز بعض روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی باری میں تغیر و تبدل بھی ہوتا تھا۔

تشریح من سحورہ بفتح السین وھوما یتسحر بہ (یعنی وہ کھانا پینا جو سحری میں کھایا جائے) وبضم السین التسحر وھو اسم الفعل یعنی سحری کھانا۔ فانہ ای فان بلالا یؤذن بلیل او ینادی شک من الراوی لیرجع بفتح الیاء وکسر الجیم المخففۃ یستعمل ھذا لازما ومتعدیا نقول رجع زید ورجعت زیدا وھٰھنا متعد وفاعلہ بلال رض۔

بَابٌ كَمْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

باب، اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیئے

۲۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلوٰةٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَاءَ۔

مقصد ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے جو پڑھنا چاہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " بین کل اذانین صلوٰۃ " یعنی اذان واقامت (تکبیر) کے درمیان ایک نماز کے برابر فصل ہونا چاہیئے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ وایضا ص۸۷ ویاتی ص۱۵۷ تا ص۱۵۸ وخرجہ مسلم فی باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ص۲۷۸ والترمذی فی " باب ماجاء فی الصلوٰۃ قبل المغرب ص۲۶ والبوداؤد فی باب الصلوٰۃ قبل المغرب ص۱۸۲

۶۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضی سے روایت ہے کہ جب مؤذن اذان شروع کرتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ مسجد کے ستونوں کے پاس تیزی سے چلے جاتے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ہوتے اور اذان واقامت کے درمیان کچھ زیادہ وقفہ نہ ہوتا تھا، (امام بخاری رح فرماتے ہیں کہ) اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد (طیالسی) شعبہ سے ناقل ہیں کہ ان دونوں (اذان واقامت) کے درمیان بہت کم وقفہ ہوتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وھم یصلون رکعتین قبل المغرب، فان صلاتھم قبل صلوٰۃ المغرب بعد الاذان بینہ وبین الاقامۃ (عمدہ)

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ ہر اذان واقامت کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیئے۔ خواہ قلیل سے قلیل وقفہ ہو کیونکہ اذان کا مقصد نماز کی اطلاع ہے کہ اذان سنتے ہی

لوگ نماز کیلئے آئیں۔

ترمذی میں حضرت جابر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضہ سے فرمایا:
اجعل بین اذانك واقامتك قدر مایفرغ الآکل الخ (ترمذی اول صـ۲۷)

یعنی اذان واقامت کے درمیان اتنا فاصلہ دینا چاہیئے کہ کھانے والا کھانے سے، پینے والا پینے سے اور قضاء حاجت کیلئے جانے والا اپنی حاجت سے فارغ ہوسکے۔ یہ روایت چونکہ بخاری کے شرط کے مطابق نہیں تھی لیکن مضمون صحیح تھا اسلئے بخاری نے اپنے اصول کے مطابق اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ سے اسکی تائید کردی، اور جب مغرب میں اس فصل و وقفہ کی رعایت کی گئی جبکہ اس کا وقت مختصر ہے تو دیگر نمازوں میں بدرجہ اولیٰ اسکی رعایت کی جائے گی۔

تشریح پہلی روایت میں ہے لمن شاء معلوم ہوا کہ یہ دو رکعتیں ضروری نہیں۔

اقوال ائمہ اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ مغرب کے علاوہ تمام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان نوافل مسنون یا مستحب ہیں البتہ مغرب کی اذان واقامت میں ائمہ کے اقوال مختلف ہیں۔

امام نووی شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب یعنی شوافع کے دو قول ہیں مشہور قول عدم استحباب کا ہے اور اصح استحباب کا قول ہے اور لکھتے ہیں کہ خلفاء اربعہ و دیگر صحابہ و امام مالک اور اکثر فقہاء کے نزدیک عدم استحباب ہے۔ یہی حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ صرف مباح ہے جیساکہ علامہ ابن ہمام نے تصریح کی ہے اگرچہ بعض کتابوں میں مکروہ لکھا ہے لیکن روایت کیوجہ سے صحیح وہی ہے جو ابن ہمام نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

بین الاذانین یہاں دو اذان سے مراد اذان اور اقامت یعنی تکبیر ہے اقامت پر اذان کا اطلاق تغلیبا کر دیا ہے جیسے والدین، قمرین وغیرہ چونکہ اقامت بھی اعلام ہے دخول صلوٰۃ کے واسطے جیسے اذان اعلام ہے دخول وقت کے واسطے۔

بَابٌ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ

باب۔ اس شخص کا بیان جو اذان سننے کے بعد اقامت کا انتظار کرے

۶۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ۔

ترجمہ حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ جب موذن فجر کی پہلی اذان دیکر خاموش ہوجاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور فجر کی نماز (فرض) سے پہلے صبح صادق کے روشن ہوجانے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہانتک کہ موذن اقامت کی خبر دینے کیلئے آپ کے پاس آتا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله " ثم اضطجع على شقه الايمن حتى ياتيه المؤذن للاقامة (عمدہ، فتح)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۷ ویاتی مطولا ص۱۳۵ ومختصر ص۱۵۵ وص۱۵۶ وفی الدعوات ص۹۳۳۔

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ اقامت کا انتظار اگرچہ امام کیلئے ہے مقتدی کے لئے تو صف اول کا ثواب حاصل کرنے کیلئے تبکیر یعنی جلدی کرنی چاہیئے لیکن امام بخاری اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مقتدی کا گھر مسجد کے قریب ہو تو اس کے لئے بھی گنجائش ہے۔ کہ اقامت کا انتظار کرے اور اقامت سنتے ہی مسجد جائے۔ واللہ اعلم

تشریح اذا سكت المؤذن یعنی جب موذن اذان دیکر فارغ ہوجاتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت ہلکی پڑھتے تھے، بعض روایت میں تصریح ہے کہ آپ اکثر پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

بالاولى من صلوٰة الفجر اس اذان کو اول کہا گیا بہ نسبت اقامت پر بھی اذان کا اطلاق ہوتا ہے۔

بَابٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَاءَ

باب، ہر اذان و اقامت کے درمیان نماز ہے جو کوئی چاہے (یعنی نفل پڑھ سکتا ہے)

۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِى الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے پھر تیسری مرتبہ میں (یہ مزید) فرمایا کہ جو پڑھنا چاہے۔

(یعنی اذان اور اقامت کے درمیان نماز کا حکم وجوبی نہیں ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ لفظہ یعنی ترجمۃ الباب بعینہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھھنا ص۸۷ ومر ایضا ص۸۷ باقی کیلئے حدیث ۶۰۲ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے پہلے کم بین الاذان والاقامۃ کا ترجمہ قائم کیا تھا جس کے تحت یہی روایت تھی، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں تکرار کا شبہہ نہ کیا جائے کیونکہ سابق باب میں مدلول حدیث پر ترجمہ تھا (یعنی حدیث سے ثابت ہونے والے مضمون کو ذکر کیا گیا تھا) اور یہاں بخاری نے حدیث کے الفاظ ہی کو ترجمہ قائم فرمادیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ اشارہ مقصود ہے کہ رواتب کے بارے میں قولی وفعلی روایات سے وجوب نہ سمجھا جائے کیوں کہ لمن شاء وارد ہے۔

تشریح بین کل اذانین عموم کیوجہ سے بظاہر پانچوں نمازوں کو شامل ہے خواہ مغرب ہی کی اذان واقامت ہو، لیکن بعض اہل علم نے اس سے مغرب کو مستثنیٰ کردیا چونکہ مغرب کے درمیان کچھ فاصلہ نہیں ہوتا ہے چنانچہ باب ۴۰۴ میں اقوال ائمہ کے تحت گذر چکا ہے کہ خلفاء اربعہ کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے لیکن کراہت کا قول بھی قابل قبول نہیں بس سب سے بہتر ابن ہمام کا فیصلہ ہے کہ مباح ہے واللہ اعلم

بَابٌ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِى السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

باب۔ ان لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو کہتے ہیں کہ سفر میں ایک ہی مؤذن اذان دے

۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ

عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِیْ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَكَانَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا فَلَمَّا رَاٰی شَوْقَنَا اِلٰی اَهْلِیْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْیَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رضؓ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے بیس روز تک آپؐ کے پاس قیام کیا۔ اور آپؐ بہت رحم دل اور مہربانی کرنے والے تھے چنانچہ جب آپؐ نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا تو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ لوٹ جاؤ اور اپنی قوم میں رہو اور ان کو دین کی تعلیم دو اور نماز پڑھا کرو۔ تو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله فليؤذن لكم احدكم۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۸۸ ويأتی ص۸۸ ، وص۹۰ وص۹۵ وص۱۱۳ وص۲۹۹ وص۸۸۸ وص۱۰۷۶ ومسلم اوّل ص۲۳۶ وابوداؤد ص۸۷ فی باب من احق بالامامة وترمذی اوّل ص۲۸ تا ص۲۹ فی باب ماجاء فی الاذان فی السفر والنسائی فی الصلوٰة وابن ماجه ایضًا فی الصلوٰة

مقصد ترجمہ امام بخاری کا مقصد کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں

(۱) حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں، کانه يشير الىٰ مارواه عبد الرزاق باسناد صحيح ان ابن عمر كان يؤذن للصبح فی السفر اذانين (فتح ص۸۸ ج۲)

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد اس روایت کی تردید کی طرف اشارہ ہے جس کو مصنف عبد الرزاق میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سفر میں نماز کیلئے دو اذان دلواتے تھے۔

مقصد یہ ہوا کہ سفر میں ایک اذان کافی ہے البتہ حضر میں اگر اطراف و جوانب کے لوگوں کو اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہو تو ایک سے زائد کی اجازت ہے لیکن سفر میں چونکہ سارے نمازی جمع ہوتے ہیں اس لئے ایک اذان کافی ہے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

(۲) شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ سفر کی قید اتفاقی ہے مقصد یہ ہے کہ حضر میں بھی

ایک اذان کافی ہے اور حرمین شریفین میں جو ایک سے زیادہ مؤذن اذان دیتے ہیں وہ ضروری اور لازم نہیں ہے۔

(۳) آئندہ باب کے تحت مثلاً میں حضرت مالک بن حویرث رضی کی روایت آرہی ہے، امام بخاری کا مقصد اسکے مفہوم کی وضاحت و شرح ہے، روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: اذا انتما خرجتما فاذنا ثم اقیما ثم لیؤمکما اکبرکما، جب تم سفر کیلئے نکلو تو دونوں اذان دینا اور دونوں اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ امامت کریگا۔

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اذان دیں، امام بخاری "ترجمۃ الباب میں اسکی وضاحت فرما رہے ہیں کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں اذان دیں بلکہ مطلب یہ ہے یوذن احدھما یعنی کوئی اذان دے یا یہ مطلب ہے کہ یوذن احد کما ویجیب الاخر۔

البتہ امامت کا معاملہ یہ ہے کہ چونکہ علم و تقویٰ میں دونوں برابر ہیں کیونکہ ایک ساتھ ہجرت کیا ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں بیس دن دونوں رہے اس لئے امامت کے معاملہ میں زیادہ عمر والے کو ترجیح کا حکم فرمایا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امامت کا مرتبہ اذان سے افضل ہے۔ واللہ اعلم

بابٌ الاَذَانِ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوا جَمَاعَةً وَالْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلوٰةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ۔

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

باب۔ جب سفر کرنے والے جماعت کی صورت میں ہوں تو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہنے کا بیان اور اسی طرح مقام عرفات و مزدلفہ میں بھی (اذان و اقامت کہیں) اور سردی والی رات یا بارش والی رات میں مؤذن کا یہ کہنا الصلوٰۃ فی الرحال۔ (نماز اپنی قیام گاہوں

میں پڑھ لو۔)

ترجمہ حدیث حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے مؤذن نے (ظہر کی) اذان کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا ٹھنڈا ہو جانے دو۔ پھر (دوبارہ) اذان کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو پھر مؤذن نے (تیسری بار) اذان دینے کا ارادہ کیا تو پھر آپؐ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔ یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان المؤذن اراد ان یؤذن فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالا براد ثلاث مرات ولم یتعرض الی ترک الاذان فدل علی انہ اذن بعد الابراد الموصوف واقام وانہ صلی اللہ علیہ وسلم مع الصحابۃ کانوا فی سفر فطابق الحدیث للترجمۃ من ھٰذہ الحیثیۃ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۷ تا ص۸۸ ومر الحدیث ص۷۶ تا ص۷۷ وایضا ص۷۷ فی باب الابراد بالظہر فی السفر ویاتی ص۴۶۱ تا ص۴۶۲۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ قَالَ اَتَی رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِیْمَا ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمَا اَکْبَرُکُمَا۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرثؓ نے فرمایا کہ دو آدمی (خود مالک اور ایک ان کے رفیق) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے وہ دونوں سفر کرنا چاہتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں سفر کیلئے نکلو تو (راستے میں) تم دونوں میں سے کوئی ایک اذان دینا پھر اقامت کہنا پھر تم دونوں میں جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے گا۔ ویجوز ان یکون اشار الی کبر الفضل والعلم (عمدہ)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی "یریدان السفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتما خرجتما فاذنا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۸ ومر ص۸۸ ویاتی متصلا ص۸۸ وص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹

وص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ والترمذی ص۲۸ تا ص۲۹۔

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ یَوْمًا وَلَیْلَةً وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِیْمًا رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَیْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَکَرَ اَشْیَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا اَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ۔

ترجمہ حدیث

حضرت مالک رض (ابن حویرث) نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اپنے ملک سے) آئے اور ہم سب تقریبًا ہم عمر جوان تھے تو ہم لوگوں نے بیس دن اور بیس رات آپ کے پاس قیام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمدل اور مہربانی کرنیوالے تھے جب آپ نے یہ گمان فرمایا کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا (شک راوی) ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ (ہم اپنے وطن میں) کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں تو ہم نے آپ سے بیان کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور ان ہی لوگوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو تعلیم دو اور اچھی باتوں کا حکم دو اور حضرت مالک نے کچھ اور چیزیں بیان کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابو قلابہ نے کہا کہ وہ باتیں مجھے یاد ہیں یا یہ کہا کہ مجھکو یاد نہیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہنا اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان دے اور تم سے جو بڑا ہو امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ

مطابقة الحديث للترجمة فی۔ فاذا حضرت الصلوٰة فليؤذن لكم احدكم۔

تعدد موضعہ

والحديث ههنا ص۸۸ وص۸۸ وباقی ص۹۰ وص۹۵ وص۳۹۹ وص۸۸۸ وص۱۰۷۶

۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ

حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ قَالَ اَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِیْ لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَاَخْبَرَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ مُؤَذِّنًا یُّؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْلُ عَلٰی اِثْرِهٖ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ فِی اللَّیْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِیْرَةِ فِی السَّفَرِ۔

ترجمہ حدیث نافعؒ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ضجنان میں ایک ٹھنڈی رات میں اذان دی پھر کہا۔ اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔ اور ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ٹھنڈی یا بارش کی رات میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اذان دے کر پھر اعلان کردے "الاصلوا فی الرحال"، اپنی اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھ لو۔

مطابقۃ للترجمۃ حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے اس جز سے ہے قول المؤذن الصلوٰۃ فی الرحال فی اللیلۃ الباردۃ او المطیرۃ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۸
ویاتی ص۹۲۔

۶۱۱ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ فَجَاءَهٗ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰی رَکَزَهَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ۔

ترجمہ حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابطح میں دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت بلالؓ آئے اور آپؐ کو نماز کی اطلاع دی پھر حضرت بلال نیزہ لے کر نکلے یہاں تک کہ انھوں نے ابطح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا اور نماز کیلئے تکبیر کہی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لان فیه الاذان والاقامۃ للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم مع اصحابه فی السفر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۸۸ ومر ص۳۱ و ص۵۴ و ص۷۱ ،، و ص۶۲ و ص۵۰۲ و ص۵۰۳ و ص۸۶۱ و ص۸۷۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحکا مقصد اس باب سے کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ اذان کا حکم اس صورت میں ہے کہ جبکہ جماعت ہو چونکہ اذان اسلیئے دیجاتی ہے کہ سب لوگ جمع ہو جائیں. چنانچہ حافظ عسقلانی رح نے حضرت ابن عمر رض کا یہ قول نقل کیا ہے انما التاذین لجیش او رکب علیھم امیر الخ (فتح)

یعنی سفر کرنے والے لشکر یا قافلہ میں کوئی امیر ہو تو اذان کہی جائے گی جیسا کہ امام بخاری رح کے ترجمہ کے الفاظ اذا کانوا جماعۃ، سے ظاہر ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رح امام مالک رح کی موافقت و تائید کر رہے ہیں کہ اگر مسافر تنہا ہے اور نماز پڑھے تو اذان کہنے کی ضرورت نہیں بس اقامت (یعنی تکبیر) کافی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں " مگر یہ بعید ہے اس لئے کہ ابھی (یعنی چند باب پہلے باب ص۳۹۵ کے تحت حدیث نمبر۵۸۸) امام بخاری رح حضرت ابو سعید خدری رض کی روایت نقل کر آئے کہ حضرت ابو سعید خدری رض نے شاگرد سے فرمایا۔ انی اراك تحب الغنم والبادیۃ فاذا کنت فی غنمك او بادیتك فاذنت بالصلوۃ فارفع صوتك بالنداء " اور وہاں شاگرد منفرد تھے (تقریر بخاری جلد سوم)

چنانچہ خود حافظ ابن حجر عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ وذھب الائمۃ الثلاثۃ والثوری وغیرھم الی مشروعیۃ الاذان لکل احد (فتح)

پھر حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک امام بخاری رح کی غرض یہ ہے کہ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت میں اگر امیر ہو تو اذان کہی جائے ورنہ نہیں۔

تو حضرت امام بخاری رح اس پر رد فرما رہے ہیں کہ اذان ایک مستقل چیز ہے وہ امیر پر موقوف نہیں ہے اور میرے اس قول کی وجہ امام بخاری رح کا یہ جملہ ہے وکذلك بعرفۃ وجمع (تقریر بخاری)

مسئلہ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سفر میں اذان غیر مؤکد ہے یعنی مسافر کیلئے صرف اقامت پر اکتفا جائز ہے البتہ اذان و اقامت دونوں کا ترک کرنا مکروہ ہے خلافا للظاھریۃ

نمبر۲ اذان منفرد کیلئے بھی مستحب ہے چونکہ اذان کی مصالح و فوائد بے شمار ہیں لہٰذا اگر جماعت نہ ہو تو پھر اذان مفید و مستحب ہے۔

تشریحات بابُ الاذان للمسافر۔ ای باب حکم الاذان للمسافر، اکثر نسخوں میں مفرد ہی ہے اس صورت میں الف لام جنسی ہے اس لئے اذا کانوا جماعۃ سے مطابقت میں اشکال نہیں۔ وللکشمیہنی للمسافرین کما فی العینی وغیرہ۔

والاقامة بالجر عطفا على الاذان۔ وكذلك بعرفة اى كذلك الاذان والاقامة بعرفة۔ وجمع بفتح الجيم وسكون الميم وهو المزدلفة۔

عرفہ کا اطلاق زمان اور مکان دونوں پر ہوتا ہے یعنی نویں ذی الحجہ پر بھی اور میدان عرفات پر بھی، یہاں میدان عرفات مراد ہے جہاں ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تقدیم و جمع سے مراد مزدلفہ ہے جہاں عید کی رات میں حجاج کرام جمع ہوتے ہیں اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا جاتا ہے جمع تاخیر۔ وقول المؤذن بالجر ایضا عطفا على الاقامة الصلوة بالنصب اى ادوها، او بالرفع مبتدأ وخبره فى الرحال۔ رحال جمع رحل بسكون الحاء بمعنى منزل۔

حدیث ۶۰۷ یہ حدیث حنفی مذہب کی قوی مؤید ہے کہ موسم گرما میں ٹھنڈے وقت میں نماز ظہر پڑھنا مستحب ہے۔ یہ حدیث باب ۳۵۹ کے تحت حدیث ۵۱۹ گذر چکی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ سفر میں اذان دی گئی بلکہ باقاعدہ اہتمام کیا گیا اور ظاہر ہے کہ جب اذان کا اہتمام کیا گیا تو اقامت ضرور کہی گئی۔ یہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ سفر میں اذان اور اقامت دونوں کہے لیکن اگر صرف اقامت پر اکتفا کرلے تو بھی جائز و درست ہے لیکن دونوں کو ترک کرنا مکروہ ہے کما مر

حدیث ۶۰۸ یہ حدیث ابھی باب سابق میں گذری۔ اور اسی دوسری روایت کی تفصیل تیسری روایت یعنی حدیث ۶۰۹ میں ہے۔ دوسری روایت میں ہے اتی رجلان جس سے معلوم ہوا کہ سفر کرنے والے دو آدمی ہیں ایک تو راوی حدیث مالک بن حویرث رضؓ اور دوسرا ان کا رفیق (یعنی ابن عم کما فی الترمذی ص۲۹)

اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں جماعت تھی اس میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ دو پر جمع کا اطلاق بکثرت ہوتا ہے۔ فلا تعارض والاشکال۔

حدیث ۶۰۹ احفظها او لا احفظها اس "او" میں اختلاف ہے کہ شک راوی ہے یا یہ "او" تنویع کیلئے ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی کی رائے ہے اس میں مطلب ہوگا کہ کچھ باتیں یاد ہیں اور کچھ بھول گیا۔

حدیث ۶۱۱ یہ روایت باب ۳۳۰ کے تحت حدیث ۴۷۸ میں گذر چکی ہے۔

باب ۴۰۹ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا؟ وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ؟ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَاءٌ الْوُضُوْءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ

۶۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْأَذَانِ۔

باب۔ کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ اِدھر اُدھر (دائیں بائیں) پھیر سکتا ہے؟ اور کیا وہ اذان میں اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے، اور حضرت بلال رضؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور حضرت ابن عمرؓ اپنی انگلیاں کانوں میں نہیں ڈالتے تھے۔ اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں اور عطاء (ابن ابی رباحؒ) نے کہا (اذان میں) وضو شرعاً ثابت ہے اور سنت ہے اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حدیث ترجمہ | حضرت ابوجحیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت بلال رضؓ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا (وہ کہتے ہیں) تو میں بھی حضرت بلال رضؓ کے منہ کے ساتھ اذان میں اپنے منہ کو اِدھر اُدھر پھیرنے لگا۔

مُطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ فجعلت اتتبع فاہ ھٰھنا وھٰھنا بالاذان۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا ص۸۸ وص آنفا ص۸۸ ابوداؤد ص۷۷۔

مقصد ترجمہ | شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ نماز کے احکام میں اذان کے احکام ملحق نہیں ہیں یعنی فرق ہے۔ مثلاً استقبال قبلہ وغیرہ کی شرط اذان میں نہیں ہے، اور اسی طرح ذکر کردہ آثار کی مناسبت ترجمہ کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے (شرح تراجم)

ترجمۃ الباب کی غرض تو یہ ہے کہ مؤذن عند الحیعلتین یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک پھیرنا چاہیئے۔

شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہاں پر ابواب الاذان ختم ہو رہے ہیں اور اب آنے والے باب سے ابواب الجماعت شروع ہو رہے ہیں لہٰذا جیسے اکثر مصنفین کتاب کے آخر میں ایک باب مسائل شتی کا ذکر فرماتے ہیں اسی طرح امام بخاری رح نے یہ باب بطور مسائل شتی کے ذکر فرمایا اور ان آثار مذکورہ فی الباب سے مصنف کی غرض صرف تحویل وجہ نہیں ہے بلکہ مختلف مسائل ہیں۔

تشریح باب هل يتتبع المؤذن فاه الخ علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ:

اصیلی کی روایت میں یُتبِع باب افعال سے مضارع کا صیغہ ہے یعنی بضم الیاء واسکان التاء اتباع سے فعل مضارع ہے۔

دوسرا نسخہ باب تفعل سے فعل مضارع ہے اور یہی اکثر ہے۔

المؤذن يتتبع کا فاعل قرار دیکر مرفوع پڑھیں اور فاہ مفعول ہو تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کیا مؤذن اذان میں حیعلتین کے موقع پر اپنا منہ اِدھر اُدھر پھیرلے؟

اور اگر مؤذن کو مفعول قرار دیکر منصوب پڑھیں جیسا کہ علامہ کرمانی کی رائے ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ کیا کوئی آدمی یعنی سننے والا مؤذن کے ساتھ اپنے منہ کو گھمانے میں مؤذن کا اتباع کرے؟ یعنی اپنا منہ دائیں بائیں پھیرے؟

بعض حضرات نے اسی مطلب کو واضح کہا ہے چونکہ حضرت ابو حنیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنا چہرہ ایسا ہی پھیر لیتا تھا جیسا کہ حضرت بلال رض پھیر لیتے تھے۔

اور اب روایت و ترجمہ میں مناسبت ظاہر ہے ورنہ تخالف ہو جائے گا چونکہ ترجمہ تو ہے کہ مؤذن اپنا چہرہ اِدھر اُدھر کرے اور روایت میں ہے کہ سننے والا مؤذن کی اتباع کرے۔

اور پہلے مطلب کی صورت میں مطابقت بایں طور پر ہوگی کہ ترجمہ میں مؤذن کا تذکرہ ہے اور روایت میں سننے والے کا اپنے چہرہ کو گھمانا، تو ظاہر ہے کہ سننے والا اسی وقت دائیں بائیں پھیرلے گا جب کہ اذان دینے والا اپنا چہرہ کو گھمائے۔

مؤذن کا اذان میں حیعلتیں کیوقت دائیں بائیں التفات مستحب ہے صرف ابن سیرین رح مکروہ کہتے ہیں چونکہ اذان مقدمہ صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ میں استقبال ہے تو اذان میں بھی استقبال ہوگا۔

وهل يلتفت في الاذان یہ دراصل پہلے جملہ کی وضاحت ہے جس سے وضاحت ہوگئی کہ عند الحیعلتین

دائیں بائیں التفات کرنا چاہیئے اور صرف چہرہ دائیں بائیں کرے اور سینہ کی تحویل سے اجتناب کرے۔
ویذکر عن بلال الخ اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنے کا حکم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضؓ کو دیا ہے اور اسکی علت یہ ہے کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ صـ۵۲)

چنانچہ ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔ وکان ابن عمرؓ الخ چونکہ کانوں میں انگلیاں ڈالنا فرض وواجب نہیں ہے تو ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی آواز خود بلند ہو یا مقصد مسئلہ بتانا ہو سکے یا یہ حدیث نہ معلوم ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔

وقال ابراھیم الخ ابراہیم نخعی رح فرماتے ہیں کہ بغیر وضو اذان دینے میں کوئی حرج نہیں۔
واضح رہے کہ لا باس کا اطلاق وہاں ہی ہوتا ہے جہاں کچھ باس بھی ہے مطلب یہ ہوا کہ اذان تو ہو جاتی ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اس لیئے بغیر وضو اذان نہ دینی چاہیئے۔ امام ترمذی رح نے مستقل باب قائم کر کے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت نقل کی ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یوذن الا متوضئ (ترمذی اول صـ۲۸)

ترجمہ سے مناسبت کے متعلق بیان گذر چکا ہے کہ یہ آثار مسائل شتی کے طور پر ہیں۔
عـ۲ ترجمۃ الباب سے مناسبت قائم بھی کی جاسکتی ہے کہ وضوء سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور نشاط حاصل ہونے کے بعد جو کام کیا جاتا ہے اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ تو جس طرح کانوں میں انگلیوں کو داخل کرنا آواز بلند کرنے میں معاون تھا اسی طرح وضو کرنا بھی آواز بلند کرنے میں نشاط کی وجہ سے مددگار بنے گا
امام بخاری رح نے اس کی وضاحت کیلئے حضرت عطاء بن ابی رباح رح کا قول نقل کر دیا کہ اذان کیلئے وضو کرنا شرعاً ثابت اور سنت ہے۔
قالت عائشۃ رضؓ الخ اس کے نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رح کا میلان ابراہیم نخعی رح کیساتھ ہے کہ بلا وضو اذان دینا بلا کراہت جائز ہے لیکن احناف وشوافع کے نزدیک مکروہ ہے۔

بَابٌ ۱۴۱ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃُ وَکَرِہَ ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنْ یَقُوْلَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوۃُ وَلْیَقُلْ لَمْ نُدْرِکْ وَقَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

۶۱۳ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ جَلَبَۃَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَا شَانُکُمْ قَالُوْا اسْتَعْجَلْنَا

إلى الصلوة قال فلا تفعلوا إذا أتيتم الصلوة فعليكم السكينة فما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا.

باب۔ آدمی کا یہ کہنا کہ ہماری نماز جاتی رہی (درست ہے) اور ابن سیرینؒ نے مکروہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ ایسے موقع پر لم تدارك کہنا چاہئے یعنی ہم نے نماز نہیں پائی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی صحیح ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا کہ اس درمیان کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ (یعنی یہ آواز کیوں ہوئی؟) لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے نماز کیلئے جلدی کی (یعنی دوڑ کر آئے) آپ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرو جب تم نماز کیلئے آؤ سکون و اطمینان کے ساتھ آؤ پھر جتنی نماز امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو پورا کر لو۔ (یعنی امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وما فاتكم فاتموا"

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۸۸ ومسلم ص۲۲۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام ابن سیرینؒ کی تردید ہے۔ امام ابن سیرینؒ بلاشبہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہر حال مقدم ہے تابعی ہو یا صحابی حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی کا قول مقبول نہیں۔ تو امام بخاریؒ ابن سیرینؒ پر رد کرنا چاہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ما فاتکم فاتموا جو نماز تم سے جاتی رہے بعد میں پورا کرو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: هذا الكلام من البخاري رد على ابن سيرين لان الشارع جوز لفظ الفوات و ابن سيرين كرهه۔ (عمدہ ص۱۵۱/۵)

تشریح امام بخاریؒ نے اب تک اذان کے ابواب ذکر فرمائے اب ابواب جماعت شروع فرما رہے ہیں کہ اذان سننے کے بعد چند صورتیں ہیں۔

(۱) پوری نماز مل جائے۔

(۲) کچھ بھی نہ ملے۔

(۳) بعض ملے اور بعض نہ ملے۔

تو امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کی پوری نماز چھوٹ جائے جماعت میں سے کچھ نہ ملے تو فاتتنا الصلوۃ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ابن سیرینؒ سے کراہت منقول ہے، بخاریؒ نے تردید کر دی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو کہہ سکتا ہے، اور تقریر مذکور سے معلوم ہو گیا کہ یہاں اصح بمعنی صحیح ہے۔ اور ابن سیرینؒ کا مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ باقی تفصیل آرہی ہے۔

باب[۴۱۱] مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوا قَالَهُ اَبُوْقَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

۶۱۴ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ قال حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَن سَعِيْدِ بنِ الْمُسَيِّبِ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ح وعَنِ الزُّهْرِيِّ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوا اِلَى الصَّلوٰةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوا۔

باب ۔ جتنی نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہو جائے (بعد میں) اس کو پوری کر لو اس کو حضرت ابو قتادہ رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (جیسے اوپر گذر چکا)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لئے وقار واطمینان کئے ہوئے چلو اور دوڑو نہیں پھر جتنی نماز مل جائے وہ پڑھ لو اور جتنی فوت ہو جائے بعد میں اس کو پورا کر لو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا"۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا صـ۸۸ ونسائی صـ۱۲۴/۱ ومسلم اول صـ۲۲۰ ، ابوداؤد صـ۸۴ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اصل تو یہی ہے کہ اذان سننے کے بعد نمازی مسجد کی طرف چل پڑے لیکن اگر ضروریات میں مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو اقامت (تکبیر) سننے پر بھی دوڑ بھاگ نہ کرے بلکہ وقار وسکون کے ساتھ چل کر جماعت میں شریک ہو جائے اب اگر جماعت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو جتنا حصہ امام کے ساتھ مل جائے وہ امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو حصہ فوت ہو جائے اس کو بعد میں پورا کر لے۔

تشریح قاله ابوقتادة قال کا فاعل ابوقتادہ رضؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں والضمير المنصوب في قاله يرجع الى المذكور في الترجمة وهو قوله مادركتم فصلوا ومافاتكم فاتموا۔

والمعنى قاله عن النبي صلى الله عليه وسلم وهو الذي رواه البخاري في الباب

السابق (عمدۃ)۔

وعن الزهری الخ امام زہری رح نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سنا ایک حضرت سعید بن مسیّب رح سے اور دوسرے ابوسلمہ سے اور دونوں نے حضرت ابوہریرہ رض سے سنا۔

فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا ایسے شخص کو جس کی نماز ایک رکعت یا زیادہ چھوٹ گئی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت یا زیادہ ہوجانے کے بعد شریک ہوا اس کو مسبوق کہتے ہیں۔

مسبوق کی نماز امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟

جب مسبوق امام کے ساتھ شریک ہوتا ہے تو امام کے ساتھ اولِ صلوٰۃ ہے یا آخرِ صلوٰۃ ؟ ائمۂ عظام کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) امام شافعی رح اور امام احمد رح کے نزدیک امام کے ساتھ مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک آخرِ صلوٰۃ ہے واحمد فی روایة وسفیان و مجاهد وابن سیرین وقال ابن الجوزی الاشبه بمذهبنا ومذهب ابی حنیفة انه آخر صلوته۔ (عمدۃ)

(۳) امام مالک رح کا مشہور مذہب اور امام محمد رح کے نزدیک افعال کے اعتبار سے اولِ صلوٰۃ ہے اور اقوال کے اعتبار سے آخرِ صلوٰۃ ہے۔

اختلافِ ائمہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو طرح سے نقل کی گئی ہے۔ ایک[۱] " ما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا " اور دوسرے " صلّ ما ادرکتَ واقضِ ما سبقك " (مسلم ص۲۲۱)

نیز ابوداؤد ص۸۵ میں ہے فصلوا ما ادرکتم واقضوا ما سبقکم۔

امام شافعی رح کا استدلال فاتموا سے ہے کہ اتمام کے معنی ہیں پورا کرنا، اور ظاہر ہے کہ اتمام شئ کا اس کے آخر سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس شخص کی نماز کا اخیر حصہ باقی رہ گیا ہے جس کو وہ پورا کریگا۔

اور امام اعظم رح وغیرہ کا استدلال فاقضوا سے ہے اور قضا کا تعلق ما سبق سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اس کی نماز کا شروع حصہ رہ گیا ہے نماز کا آخری حصہ تو وہ امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی شروع کی نماز پڑھے گا۔

ثمرۂ اختلاف یہ نکلے گا کہ اولِ صلوٰۃ کے قائلین کے نزدیک جن رکعتوں میں مسبوق ہے صلوٰۃ جہریہ میں جہر نہیں کریگا۔ اور جو آخرِ صلوٰۃ کے قائل ہیں ان کے نزدیک مسبوق کی نماز اولِ صلوٰۃ ہے اس لئے جہر کرے گا۔

اور دوسرا اختلاف یہ نکلے گا کہ اگر کسی کو چار رکعت والی نماز مثلاً عشاء کی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت (چوتھی) ملی اب یہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد شوافع اور حنابلہ کے نزدیک ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے قعدہ کریگا اور صرف اسی رکعت میں قراءت پوری کریگا اس شخص کا پہلا شفعہ پورا ہو گیا اب یہ شخص باقی دو رکعت میں صرف فاتحہ پڑھیگا کیونکہ یہ آخری شفعہ ہے۔

اور امام اعظمؒ وغیرہ کے نزدیک یہ شخص مسلسل دو رکعت پڑھ کر بیٹھے گا اور دونوں میں قراءت کاملہ کریگا۔ امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اتمام والوں کی طرح ایک رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھ جائیگا جس میں قراءت پوری ہوگی اور اس کے بعد والی رکعت میں قراءت کاملہ کرے گا۔ حنفیہ کے یہاں اسی پر عمل ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

باب ٤١٢ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ۔

٦١٥ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَىَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ۔

باب - تکبیر کے وقت جب لوگ امام کو دیکھ لیں تو کس وقت کھڑے ہوں؟

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کی اقامت (تکبیر) کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہوا کرو جب تک کہ مجھ کو نہ دیکھ لو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی" ای متی ترونی خرجت۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص٨٨ ویاتی متصلا ص٨٨ ویاتی ص١٢٤ ومسلم اول ص٢٢٠ وابوداؤد ص٨٠۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں دو جملہ ذکر فرمایا ہے پہلے جملہ سے سوال قائم کیا کہ متی یقوم الناس؟ اور دوسرے جملہ سے خود ہی جواب دیدیا اذا رأو الامام۔

اب مقصد ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب امام کو دیکھ لیں امام سے پہلے کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔

اب دو حال سے خالی نہیں امام قوم کے ساتھ مسجد کے اندر ہے یا نہیں؟ اگر امام مسجد ہی میں ہو

تومقتدی کب کھڑے ہوں؟ ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔
(۱) امام شافعی رح کے نزدیک اقامت (تکبیر) ختم ہوجانے کے بعد۔ (۲) امام احمد رح کے نزدیک جب مکبّر قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچے۔ (۳) عندالاحناف حیّ علی الصلوٰۃ پر۔ (۴) امام مالک رح سے منقول ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدیوں کو کھڑا ہوجانا چاہئے۔
اور اگر امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو مسجد آتے دیکھ نہ لیں اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جیسا کہ بعض حدیث میں تصریح ہے حتیٰ ترونی قد خرجت۔
امام بخاری رح کا میلان امام مالک رح کی موافقت وتائید میں ہے اور آجکل علماء احناف کا بھی اسی پر عمل ہے تاکہ تسویہ صفوف ہوسکے۔

باب ۴۱۳ لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلٰوةِ مُسْتَعْجِلًا وَلْيَقُمْ إِلَيْهَا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ۔

٦١٦ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوا حَتّٰى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ۔
باب۔ نماز کیلئے جلدی کرتے ہوئے نہ اٹھے بلکہ اطمینان اور وقار کے ساتھ اٹھنا چاہئے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک کہ مجھے نہ دیکھ لو اور اپنے اوپر اطمینان کو لازم کرلو، اور علی بن مبارک نے اس روایت میں شیبان کی متابعت کی ہے (یعنی یحیٰی سے روایت کرنے میں)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "فلا تقوموا حتی ترونی وعلیکم السکینۃ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۸۸ تا ص۸۹ ومرّ ص۸۸ ویاتی ص۱۲۴۔

مقصد ترجمہ حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں شارحین نے ترجمۃ الباب کی غرض سے سکوت اختیار کیا ہے، میرے نزدیک اشارہ ہے ارشادِ باری تعالیٰ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ (سورۂ جمعہ) کی طرف۔ کہ بظاہر آیت کریمہ سے تعارض معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ آیتِ مذکورہ سے بظاہر عندالاذان دوڑنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ تو امام بخاری رح نے تنبیہ فرمادی کہ اس آیت میں سعی دوڑنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ سعی سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی سے جانا ہے۔

علامہ کرمانی رح بھی تقریباً یہی لکھتے ہیں کہ فی الآیۃ بمعنی الذھاب وفی الحدیث بمعنی الاسراع (کرمانی)، یعنی حدیث میں دوڑنے بھاگنے کی نفی ہے اس لئے کہ نماز کے لئے چلنے والا نماز ہی کے حکم میں ہے اس لئے آدابِ نماز کی رعایت، سکون و اطمینان ضروری ہے۔ البتہ شدتِ اہتمام یعنی تھوڑا تیز قدم میں کوئی حرج نہیں، فلا تعارض ولا اشکال۔

باب ٤١٤ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

٤١٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا اَنْ يُّكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْأَتِنَا حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

باب، کیا اذان (یا اقامت کے بعد) کسی ضرورت کی بناء پر مسجد سے نکل سکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے باہر نماز پڑھانے کے لئے) نکلے اور نماز کے لئے اقامت ہو چکی تھی اور صفیں بھی برابر کرلی گئی تھیں یہاں تک کہ جب آپ ص اپنے مصلّے پر کھڑے ہو گئے ہم منتظر تھے کہ اب آپ ص تکبیر (اللہ اکبر) کہیں گے لیکن آپ ص (حجرہ کی طرف) واپس ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہو چنانچہ ہم لوگ اسی حال میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ ص ہمارے پاس واپس تشریف لائے اس وقت آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ ص نے غسل کیا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "انصرف قال علیٰ مکانکم"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص٨٩ ومرّ ص٣١ ومسلم فی الصلوٰۃ ص٢٢٠ ابوداؤد ص٣٠ وص٣١، نسائی ص٩١۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ ضروریات کی وجہ سے مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ ضرورت طبعی ہو جیسے قضاءِ حاجت یا جنبی یا محدث بھول کر مسجد میں آگیا تو نکلنا جائز ہے۔ یا ضرورت شرعی ہو جیسے کسی دوسری مسجد کی امامت و انتظام وغیرہ۔

ان ضروریات کی بناء پر مسجد سے نکلنا جائز ہے خواہ اقامت بھی ہو چکی ہو۔
اور جن روایات میں مسجد سے نکلنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ بلا ضرورت نکلنے پر محمول ہے۔
مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے ایک شخص کو مسجد سے نکلتے دیکھا تو فرمایا اما ھٰذا فقد عصیٰ ابا القاسم
(مسلم شریف جلد اول ص۲۳۲، ابوداؤد ج۱ ص۷۹ وغیرہ)۔

سوال سوال یہ ہے کہ جب حدیث پاک میں نکلنے کی تصریح ہے تو امام بخاری رح نے ترجمہ میں تردد کا لفظ (ھل) کیوں استعمال فرمایا؟

جواب حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص واقعہ ہے تو اس کے اندر یہ احتمال ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو، نیز یہ بھی احتمال ہے کہ نکلنے کی اجازت صرف جنبی کے ساتھ خاص ہو وغیرہ۔ ان احتمالات کی وجہ سے لفظ ھل ذکر فرمایا، واللہ اعلم۔
باقی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد دوم ص۲۳۰ تا ص۲۳۲۔

بابٌ ۴۱۵ إذا قال الإمامُ مكانَكُم حتّى يَرْجِعَ انتظروه۔

۶۱۸ - حَدَّثَنا إسحٰقُ قال أخبرَنا محمّدُ بنُ يوسفَ قال حَدَّثَنا الأوزاعيُّ عَنِ الزُّهريِّ عن أبي سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرّحمٰنِ عن أبي هُرَيرَةَ قال أُقيمَتِ الصَّلوٰةُ فَسَوَّى النّاسُ صُفوفَهُم فَخَرَجَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فتقدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قال على مَكانِكُم فَرَجَعَ فاغتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ ورَأسُهُ يَقْطُرُ ماءً فَصَلّى بِهِم۔

باب، اگر امام (مقتدیوں سے) کہے کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو جب تک کہ میں لوٹ کر نہ آؤں تو مقتدی اس کا انتظار کریں۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نماز کی اقامت ہو گئی اور لوگوں نے اپنی صفیں برابر کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) باہر نکلے اور (امامت کے لئے) آگے بڑھ گئے اور آپ صؐ اس وقت جنابت کی حالت میں تھے (بھول گئے تھے) پھر (یاد آنے پر) فرمایا تم لوگ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور آپ صؐ لوٹ گئے اور غسل فرمایا پھر باہر نکلے تو آپ صؐ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر آپ صؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقته للترجمة: مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم قال على مكانكم فرجع الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۸۹ ومرّ صـ۸۱ وصـ۹۱ ومسلم صـ۲۲۰ وابوداؤد صـ۳۰ وصـ۳۱ ، نسائی صـ۹۱ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحمہ کا مقصد یہ ہے کہ اگر امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے اور ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر جائے تو مقتدیوں کو انتظار کرنا چاہیئے۔ اب امام قولاً یا اشارۃً کہہ جائے کہ آپ لوگ یہیں ٹھہرے رہیں میں ابھی آتا ہوں ایسی صورت میں مقتدیوں کو نہ باہر جانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی استخلاف کی بس امام کا انتظار کرنا چاہیئے۔

علامہ کرمانی رحمہ فرماتے ہیں " وفی بعض النسخ بعدہ قیل لابی عبد اللہ ان بدالاحدنا مثل ھٰذا یفعل کما فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شئ یصنع فقیل ینتظر ونہ قیاماً او قعوداً الخ (شرح الکرمانی صـ۳۴/۵)

یعنی بعض نسخوں میں اتنی عبارت زائد ہے قیل لابی عبد اللہ ای البخاری الخ یعنی امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے؟ بخاری رحمہ نے کہا ہاں جیسا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اسی طرح کرے۔

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کریں یا بیٹھ جائیں؟ بخاری رحمہ نے فرمایا " اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کریں اور اگر قبل التکبیر ہے تو بیٹھ سکتے ہیں۔ روایت گذر چکی ہے۔

بابٌ ۴۱۶ قولِ الرَّجُلِ مَا صَلَّیْنَا

۶۱۹ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قال حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عن یحیٰی قال سمِعتُ اَبَا سَلَمَۃَ یَقُولُ اَخْبَرَنَا جَابِرُبْنُ عبدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ وسلم جَاءَہٗ عُمَرُ بنُ الخطّابِ یومَ الخَندقِ فقال یا رسولَ اللہ وَاللّٰہِ مَا کِدْتُ اَنْ اُصَلِّیَ حتّٰی کادَتِ الشمسُ تَغْرُبُ وذٰلِکَ بعدَ ما اَفْطَرَ الصَّائِمُ فقال النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم وَاللّٰہِ ما صَلَّیْتُھا فنَزَلَ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی بُطْحَانَ وَاَنَا مَعَہٗ فَتَوَضّأَ ثُمَّ صَلّٰی یعنی العَصْرَ بَعْدَ ما غَرَبَتِ الشمسُ ثمّ صلّی بَعْدَھَا المَغْرِبَ ۔

باب ، آدمی کا یہ کہنا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی ، (یعنی یہ کہنا جائز ہے)۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت

ابن الخطاب رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز کے قریب بھی نہ جا سکا یہاں تک کہ سورج غروب کے قریب ہے اور حضرت عمر رضؓ کا یہ کہنا ایسے وقت کے بعد تھا جب روزہ دار افطار کرلیتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واللہ میں نے بھی نماز (عصر کی) نہیں پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی بُطحان میں نزول فرمایا اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے وضو کیا اور آفتاب غروب ہونے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ماکدت أن اصلّی" لانہ بمعنی ماصلّیتُ۔ (قال الکرمانی)۔

نیز ارشادِ نبوی واللہ ماصلّیتہا سے بھی ترجمہ کی مطابقت ہوسکتی ہے۔ لیکن علامہ عینیؒ نے علامہ کرمانی کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۸۹ ومرّ الحدیث ص۸۳ تا ص۸۴ ایضاً ص۸۴ فی باب قضاء الصلوات الاولیٰ فالاولیٰ ویاتی ص۱۲۹ یہاں صلوٰۃ الخوف میں ماصلیت العصر ہے وفی المغازی ص۵۹۰۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانیؒ نے نقل کیا ہے کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس ترجمہ سے ابراہیم نخعیؒ پر رد کرنا مقصود ہے، ابراہیم نخعیؒ لم نصل کہنے کو مکروہ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ نصلی کہے (یعنی یوں کہے کہ ہم نماز پڑھیں گے) (فتح)

لیکن خود حافظ عسقلانیؒ ابن بطال کی رائے سے متفق نہیں ہیں۔ امام بخاریؒ کا مقصد اگر ابراہیم نخعیؒ پر رد کرنا ہوتا تو امام بخاری اس کی صراحت کردیتے جیساکہ پانچ باب قبل "باب قول الرجل فاتتنا الصلوٰۃ" میں ابن سیرینؒ کے نام کی صراحت کردی تھی۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ ابراہیم نخعیؒ سے جو کراہت منقول ہے وہ علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے یعنی اگر کوئی شخص نماز کا انتظار کر رہا ہے تو وہ حکمِ شارع کی وجہ سے نماز ہی میں ہے کما فی الحدیث انکم لم تزالوا فی صلوٰۃٍ ما انتظرتم الصلوٰۃ۔ (بخاری ص۸۴)

ابراہیم نخعیؒ کا مقصد یہی ہے کہ منتظرِ صلوٰۃ کا ماصلّینا کہنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی کی نماز فوت ہوجائے تو اس کے لئے ماصلّینا کہنا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعیؒ کا مکروہ کہنا صرف منتظرِ صلوٰۃ کے بارے میں ہے علی الاطلاق نہیں ہے۔

باقی حدیث کی تشریح کے لئے نصر الباری اسی جلد سوم کی حدیث ۵۷۵ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۱۷ الإمامُ تعرِضُ له الحاجةُ بعدَ الإقامةِ

۶۲۰ ۔ حدّثنا ابومعمرٍ عبدُ اللهِ بنُ عمرٍو قال حدّثنا عبدُ الوارثِ قال حدّثنا عبدُ العزيزِ هو ابنُ صُهيبٍ عن انسٍ قال أُقيمتِ الصّلوٰةُ والنّبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُناجي رجلاً في جانبِ المسجدِ فما قام إلى الصّلوٰةِ حتّى نامَ القومُ۔

باب ، اقامت کے بعد (اگر) امام کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز (عشاء) کی اقامت ہوگئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں ایک شخص سے سرگوشی کرتے رہے اور نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ لوگ سو گئے (یعنی اونگھنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اقیمت الصلوٰۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجی رجلاً "

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھہنا ص۸۹ ویاتی متصلاً ص۸۹ وص۹۳۱ ایضاً مسلم و ابوداؤد۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ ہے کہ اقامت یعنی تکبیر کے بعد اگر امام کسی ضرورت کی وجہ سے نماز شروع کرنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے یعنی تکبیر کے بعد فوراً نماز شروع کرنا امام پر لازم نہیں ہے البتہ فقہاء نے بیان فرمایا ہے کہ اگر تاخیر زیادہ ہو تو تکبیر کا اعادہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۱۸ الكلامِ إذا أُقيمتِ الصّلوٰةُ

۶۲۱ ۔ حدّثنا عيّاشُ بنُ الوليدِ قال حدّثنا عبدُ الاعلى ثنا حُميدٌ قال سألتُ ثابتاً البُنانيَّ عنِ الرّجلِ يتكلّمُ بعدَ ما تُقامُ الصّلوٰةُ فحدّثني عن انسِ بنِ مالكٍ قال أُقيمتِ الصّلوٰةُ فعرَضَ للنّبيِّ صلی اللہ علیہ وسلم رجلٌ فحبَسَهُ بعدَ ما أُقيمتِ الصّلوٰةُ۔

باب ، نماز کے لئے اقامت ہوجانے کے بعد کلام کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حمید طویل سے روایت ہے کہ میں نے ثابت بنانی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نماز کی اقامت ہوجانے کے بعد گفتگو کرے، تو انہوں نے حضرت

انس بن مالک رضی کی حدیث مجھ سے بیان کی کہ (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں) نماز کیلئے تکبیر کہدی گئی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا جس نے نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد نماز شروع کرنے سے روک لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " فحبسه بعد ما اقيمت الصلوٰة " لان معناه جلسه عن الصلوٰة بسبب التكلم معه۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحديث ههنا صـ۸۹ ويأتى صـ۹۳۱۔

مقصد ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں واشار بذلك الى الرد على من كرهه مطلقاً۔ (فتح جلد ثانی)

یعنی امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کا رد ہے جو علی الاطلاق کراہت کے قائل ہیں۔

ابراہیم نخعی رح، ابن سیرین رح اور حنفیہ سے کراہت منقول ہے قال العینی رح قلت كره الحنفية الكلام بين الاقامة والاحرام اذا كان لغير ضرورة واما اذا كان لامر من امور الدين فلا يكره۔ (عمدہ)

یعنی علامہ عینی رح نے لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اقامت و تکبیر تحریمہ کے درمیان بات کرنے کی کراہت جب ہے کہ بلا ضرورت ایسا کیا جائے، لیکن جب کسی امر شرعی و دینی کے لئے کلام ہو تو کراہت نہ ہوگی۔ اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا بنا برضرورت کے تھا۔ فلا کراہۃ فیہ، واللہ اعلم

باب ۴۱۹ وُجوبِ صَلٰوةِ الجَمَاعَةِ وَقَالَ الحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهُ عَنِ العِشَاءِ فِى الجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا۔

۶۲۲ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ ابنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ والذى نفسى بيده لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ العِشَاءَ۔

باب، نماز باجماعت کے واجب ہونے کا بیان۔ اور حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی

ماں عشاء کی نماز با جماعت پڑھنے سے ازراہِ شفقت منع کرے تو وہ اس کی اطاعت نہ کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ لکڑیوں کا حکم دوں تاکہ جمع کرلی جائیں پھر نماز کا حکم دوں اور نماز کے لئے اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان نمازیوں کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوئے) اور ان کے گھروں کو جلادوں، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر (ان لوگوں میں سے جو جماعت میں نہیں آئے) کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی ملے گی یا اچھے دو کھر ملیں گے تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور حاضر ہوجائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث یدل علی وجوب الصلوٰۃ بالجماعۃ لما فیہ من وعید شدید یدل علی ان تارکہا یدخل فیہ (عمدۃ)

یعنی حدیث پاک میں تارکِ جماعت پر جو شدید وعید ہے وجوبِ جماعت پر دال ہے۔

نیز حضرت حسن بصری رحؒ کے اثر سے بھی ترجمۃ الباب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ص ہے انّ اللہ حرّم علیکم عقوق الامہات۔ (بخاری ثانی ص۸۸۴)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ماں کی نافرمانی حرام ہے اطاعت واجب ہے الا فی معصیۃ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف۔ (بخاری ص۱۰۷۸)

پس معلوم ہوا کہ ترکِ جماعت معصیت ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۸۹ و یاتی الطرف الاول منہ فی باب فضل صلوٰۃ العشاء فی الجماعۃ ص۹۰ وفی باب اخراج اھل المعاصی والخصوم الخ ص۳۲۶ وایضاً ص۱۰۷۲ تا ص۱۰۷۳ وخرّجہ مسلم ص۲۳۲ وابوداؤد ص۸۱ وخرجہ النسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد نمازِ جماعت کا حکم بیان کرنا ہے کہ جماعت واجب ہے۔ چونکہ امام بخاری رحؒ کے نزدیک وجوب کی دلیل ظاہر تھی جیساکہ حضرت حسن بصری رحؒ کا اثر ترجمہ میں نقل کرکے اپنا مقصد ظاہر کردیا اور وجوب سے ان حضرات کے نزدیک فرض مراد ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحؒ کے نزدیک نماز جماعت فرضِ عین ہے۔

مذاہبِ ائمہ حکم جماعت میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:۔

(۱) امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک فرض عین ہے جیساکہ امام بخاری کا مذہب

مذکور ہوا۔ عطار بن ابی رباح، اوزاعی، ابن خزیمہ، ابوثور اور ابن حبان رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (عمدہ)۔
(۲) داؤد ظاہری رح کے نزدیک شرط صحت صلوٰۃ ہے اگر ترک کردی گئی تو نماز ہی نہ ہوگی۔
(۳) جماعت فرض کفایہ ہے، حنفیہ میں سے امام طحاوی رح اور امام کرخی رح نیز بعض شافعیہ ومالکیہ کا یہی مذہب ہے قال الحافظ وظاهر نص الشافعي انها فرض كفاية وعليه جمهور المتقدمين من اصحابه وقال به كثير من الحنفية والمالكية۔ (فتح)
(۴) ائمہ ثلاث (امام اعظم رح، امام مالک رح اور امام شافعی رح) کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے۔ ائمہ ثلاث کا راجح اور مشہور قول یہی ہے۔

جوابات قائلین عدم فرضیت

عـ۱ خود اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت فرض نہیں اس لئے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں کسی کو جماعت کا حکم دوں اور خود کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر لوگوں کے گھروں پر چلا جاؤں۔ اس سے تو خود تخلف عن الجماعت لازم آتا ہے۔ لیکن یہ جواب درست نہیں اس لئے کہ احکام کی تبلیغ آپ ص کا فرضِ منصبی ہے بہت ممکن ہے کہ آپ ص کا مقصد صرف امرِ جماعت کے لئے تنبیہ کرنا ہو۔
نیز آپ ص نے ارادہ اس طور پر کیا کہ کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں، تو جب لوگ ساتھ ہونگے تو بعد میں ان کے ساتھ مل کر جماعت ہوسکتی ہے۔
دوسرا۲ جواب یہ دیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ارادہ ہی تو فرمایا اس پر عملدرآمد تو نہیں فرمایا۔ لیکن یہ جواب بھی باعثِ اشکال ہے اس لئے کہ آپ ص اسی کام کا ارادہ کرسکتے ہیں جس پر عمل کرنا بھی جائز ہو اور مسلمان کو جلانا ارتکابِ کبیرہ کی وجہ سے ہوتا۔ اور ارتکابِ کبیرہ فرضِ عین کے ترک میں ہوتا ہے۔
عـ۳ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آپ ص نے یہ حکم ان لوگوں کے متعلق دیا تھا جن لوگوں نے نماز بالکلیہ چھوڑدی تھی۔ لیکن اس پر اولاً تو یہ اشکال ہے کہ روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے، ثانیاً جماعت ہی کے وقت اس کی کیا ضرورت تھی؟ اور سب سے بڑا اشکال یہ ہے کہ بعض روایت میں ہے يصلون في بيوتهم۔
عـ۴ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ حکم منافقین کے واسطے فرمایا تھا، لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ رسول اکرم ص تو ان کے ساتھ دنیا میں نرمی کا معاملہ کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ نفاق عمل پر محمول ہے۔
عـ۵ پانچواں جواب اور سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ یہ حکم زجر وتوبیخ پر محمول ہے۔ واللہ اعلم

تشریح عرقاً سمینا بفتح العین المھملۃ وسکون الراء و بالقاف العظم الذی علیہ بقیۃ لحم او قطعۃ لحم۔ (قس)

یعنی عرق وہ ہڈی ہے جس سے اکثر یعنی موٹا گوشت اتار لیا گیا ہو اور کچھ تھوڑا گوشت لگا ہوا ہو چنانچہ علامہ عینی رح نے کلبی سے نقل کیا ہے ان العرق العظم الذی اخذ اکثر مما بقی علیہ وبقی علیہ شئ یسیر۔ (عمدہ)

اومرماتین حسنتین، مرماتین بکسر المیم وقد تفتح تثنیۃ مرماۃ ظلف الشاۃ او مابین ظلفھا من اللحم۔ (قس)

یعنی مرماۃ کے معنی ہیں بکری کا کھر، یا بکری کے کھر کا گوشت یہ دوسرا معنی خود امام بخاریؒ سے منقول ہے صـ۱۰۷۳۔

وقال البعض مرماتین ایسے دو تیروں کو کہتے ہیں جن سے تیر اندازی کی مشق کی جاتی ہے، یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آپ م تارکین جماعت کو الزام دے رہے ہیں کہ اگر مسجد میں کوئی معمولی چیز بھی ملنے کا علم ہو جائے تو ضرور آجائیں۔

باب ۴۲۰ فَضْلِ صَلٰوۃِ الجَمَاعَۃِ وَکَانَ الاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْہُ الجَمَاعَۃُ ذَھَبَ اِلٰی مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَاءَ اَنَسُ بنُ مَالِکٍ اِلٰی مَسْجِدٍ قد صُلِّیَ فِیْہِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰی جَمَاعَۃً۔

۶۲۳ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِکٌ عن نافِعٍ عن عبدِاللہِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال صَلٰوۃُ الجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔

باب، نماز جماعت کی فضیلت کا بیان۔

اور اسود بن یزید نخعی رح کو جب (ایک مسجد میں) جماعت نہ ملتی تو وہ دوسری مسجد میں جاتے (وہاں جاکر جماعت سے نماز پڑھتے) اور حضرت انس بن مالک رض ایک مسجد میں آئے جس میں نماز ہو چکی تھی تو انہوں نے اذان دی اور اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

تشریح اس سے امام بخاری رح نے جماعت کی فضیلت بیان کر دی کہ اسود بن یزید کی جب جماعت چھوٹ جاتی تو علی الفور تنہا نماز نہیں پڑھتے بلکہ جماعت کی تلاش کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ذوالفضیلۃ اور ضروری چیز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۸۹ ویاتی ص۹۰ ومسلم ص۲۳۱ والترمذی ص۳۰، ابن ماجہ ص۵۷۔

۶۲۴ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ قال حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قال حَدَّثَنِی یَزِیْدُ بنُ الهَادِ عن عبدِ اللهِ بنِ خَبَّابٍ عن اَبِی سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم یقولُ صَلوٰۃُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلوٰۃَ الفَذِّ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے پچیس ۲۵ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۸۹۔

۶۲۵ - حَدَّثَنَا مُوسَی بنُ اِسْمٰعِیْلَ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ قال حَدَّثَنَا الاَعْمَشُ قال سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یقولُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یقولُ قال رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم الرَّجُلُ فِی الجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِی بَیْتِهٖ وَفِی سُوْقِهٖ خَمْسَةً وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی المَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ المَلٰئِکَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِی صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی

کا جماعت سے نماز پڑھنا اپنے گھر میں یا اپنے بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے نکلتا ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے پھر جب وہ (مسجد میں پہونچ کر) نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے برابر اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر رحمت نازل فرما یا اللہ اس پر رحم کر اور تم میں سے کوئی بھی جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے وہ برابر نماز ہی کے حکم میں ہے۔

مطابقته للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "صلوٰة الرّجل فى الجماعة تضعّف على صلوٰته فى بيته و فى سوقه خمسة وعشرين ضعفاً"

تعدد موضعه والحديث ههنا ص۸۹ تا ص۹۰ ومرّ ص۶۳ وص۶۹ و يأتى ص۹۰ وص۲۸۴ تا ص۲۸۵ وايضاً مختصراً ص۴۵۸ ۔ باقی مسلم شریف وغیرہ کے صفحات کے لئے نیز حدیث الباب کی تشریح مع اشکال وجواب کے لئے ملاحظہ فرمائیے باب ۳۲۷ کی حدیث ۴۶۲۔

مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم جاء انس بن مالك الى مسجد الخ، حضرت انس رض کے اس عمل سے بعض بزرگوں (احمد بن حنبل رح اور اسحاق رح) نے مسجد میں جماعتِ ثانیہ کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

امام ترمذی رح فرماتے ہیں قالوا لا باس ان يصلى القوم جماعة فى مسجد قد صلى فيه وبه يقول احمد واسحاق وقال آخرون من اهل العلم يصلون فرادى وبه يقول سفيان وابن المبارك ومالك والشافعى يختارون الصلوٰة فرادى۔ (ترمذی ص۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ متبوعین میں سے صرف امام احمد بن حنبل رح جواز کے قائل ہیں لیکن ائمہ ثلاث رح وجمہور مسجدِ محلہ میں (یعنی جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اور نمازی بھی معلوم ہوں تو) اہلِ محلہ کے باجماعت نماز پڑھنے کے بعد جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔

البتہ مسجدِ طریق میں جہاں امام اور مؤذن مقرر نہیں اور نمازی بھی معین اور معلوم نہیں، نیز مسجد محلہ میں غیر اہلِ محلہ نے جماعت کرلی ہو تو ان دونوں صورتوں میں بالاتفاق جماعتِ ثانیہ جائز بلکہ افضل ہے۔

تیسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں یعنی امام کی جگہ تبدیل کر کے بغیر تداعی جماعتِ ثانیہ جائز ہے۔

قائلینِ جواز کے دلائل مع جوابات: قائلینِ جواز یعنی حضراتِ حنابلہ رح کی ایک دلیل تو ترجمۃ الباب

میں مذکور حضرت انس بن مالک رضؓ کا عمل ہے ۔

لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں مختلف احتمال ہے ۔ عـ۱ ہو سکتا ہے کہ یہ مسجدِ طریق ہو جہاں امام وغیرہ مقرر نہ ہو، عـ۲ احتمال ہے کہ حضرت انس رضؓ جس مسجد میں گئے تھے وہاں پہلی جماعت اہلِ محلہ نے نہ کی تھی بلکہ باہر کے لوگوں نے پہلی جماعت کی تھی، اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۔

نیز حضرت اسود رضؓ نے اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں گئے اگر جماعتِ ثانیہ جائز ہوتی تو دوسری مسجد میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟

دوسری دلیل :۔ حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب جماعت ہو چکی تھی اور وہ تنہا نماز پڑھنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کریگا پس ایک شخص (حضرت ابوبکر صدیق رضؓ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی الخ ۔

جواب یہ ہے کہ یہاں جماعت ہی نہیں ہے کیونکہ ایک کی نماز فرض اور دوسرے کی نفل ہے ۔

عـ۲ ممکن ہے کہ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز ادا کی گئی ہو ۔

دلائلِ جمہور حنفیہ اور جمہور کی پہلی دلیل حضرت ابوبکرہ رضؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے کسی دور کے محلہ سے واپس تشریف لائے ارادہ تھا کہ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھیں گے لیکن آپ صؐ نے دیکھا کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہے تو آپ صؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ جماعت کی ۔ (آثار السنن للمحدث محمد بن علی النیموی عظیم آبادی جلد اول صـ۱۳۶) ۔ قال الہیثمی (فی مجمع الزوائد جلد ثانی) رجالہ ثقات ۔

ظاہر ہے کہ اگر جماعتِ ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو آپ صؐ مسجدِ نبوی کا عظیم الشان ثواب چھوڑ کر گھر میں جماعت کو ترجیح نہ دیتے خصوصاً جبکہ آپ صؐ کے افعال امت کے لئے نمونۂ عمل ہوتے تھے، تو مسجد نبوی چھوڑ کر گھر میں جماعت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد میں جماعت ثانیہ آپ صؐ کو ناپسند تھی ۔

اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آپ صؐ نے مسجد میں تنہا نماز نہیں پڑھی ۔

دوسری دلیل :۔ جو سابق باب میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت چھوڑنے پر لوگوں کے گھروں کو جلانے کی دھمکی دی تھی ۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں ہی حاضری ضروری ہے اگر تکرارِ جماعت جائز ہوتا تو پہلی جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے پاس یہ عذر موجود تھا کہ ہم دوسری جماعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

مزید تحقیق و تفصیل کے لئے حضرت گنگوہی رح کا رسالہ " القطوف الدانیہ فی کراہۃ الجماعۃ الثانیہ "
ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۲۱ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فِی جَمَاعَۃٍ۔

۶۲۶ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَ اَبُوْسَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ صَلٰوۃَ اَحَدِکُمْ وَحْدَہٗ خَمْسٍ وَّ عِشْرِیْنَ جُزْءً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِکَۃُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَۃَ فَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا، قَالَ شُعَیْبٌ وَحَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً ۔

باب ۔ فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ؐ فرماتے تھے کہ جماعت کی نماز تم میں سے کسی کی تنہا نماز سے پچیس حصے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رض کہتے تھے اگر چاہو تو (اس کی دلیل میں سورہ بنی اسرائیل کی آیت) پڑھ لو " اِنَّ قرآنَ الفَجْرِ کانَ مَشْهُوداً " (بیشک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے)۔ علامہ عینی رح اور علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں

قرآن الفجر کنایۃ عن صلوٰۃ الفجر لان الصلوٰۃ مستلزمۃ للقرآن (عمدہ)

قال مجاهد صلوٰۃ الفجر (بخاری جلد ثانی ص۶۸۶)

قال شعیب الخ شعیب (راوی حدیث) کہتے ہیں اور مجھ سے نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے یہ نقل کیا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس ۲۷ درجے فضیلت رکھتی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قوله " وتجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النهار فی صلوٰۃ الفجر "

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۹۰ ویاتی فی کتاب التفسیر ص۶۸۶
وحدیث ابن عمر رض مر ص۸۹ ۔

۶۲۷ - حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفصٍ قال حَدَّثَنا اَبِی قال حَدَّثَنا الاَعمَشُ قال سَمِعتُ سَالِماً قال سَمِعتُ اُمَّ الدَّرداءِ تقولُ دَخَلَ عَلَیَّ ابُو الدَّرداءِ وَهُوَ مُغضَبٌ فَقُلتُ مَا اَغضَبَكَ قال وَاللهِ مَا اَعرِفُ مِن اَمرِ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم شَیئاً اِلَّا اَنَّهُم یُصَلُّونَ جَمِیعاً۔

ترجمہ حدیث ام الدرداء (التی اسمها هُجیمة وهی ام الدرداء الصغریٰ التابعیة لا الکبریٰ التی اسمها خیرة وهی الصحابیة) (عمدة)

کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو الدرداء رضی میرے پاس آئے اور وہ غضبناک تھے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آیا؟ (یعنی آپ کے غصہ کا سبب کیا ہے؟) تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے احکام میں کسی چیز کو اپنے حال پر باقی نہیں دیکھتا ہوں الّا یہ کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان اعمال الذین یصلون بالجماعة قد وقع فیها النقص والتغییر ما خلا صلوتهم بالجماعة ولم یقع فیها شیٔ من ذالك فدل ذالك علیٰ ان فضل الصلوٰة بالجماعة عظیم۔ (عمدة)

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا صـ۹۰ وهذا فی افراد البخاری رح۔

۶۲۸ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ العَلاءِ قال حَدَّثَنا اَبُو اُسامَةَ عن بُرَیدِ بنِ عبدِ اللهِ عن اَبِی بُردَةَ عن اَبِی موسیٰ قال قال رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم اَعظَمُ النّاسِ اَجراً فِی الصَّلوٰةِ اَبعَدُهُم فَاَبعَدُهُم مَمشیً وَالَّذِی یَنتَظِرُ الصَّلوٰةَ حتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الاِمامِ اَعظَمُ اَجراً مِنَ الذی یُصَلِّی ثُمَّ یَنامُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں سب لوگوں سے زیادہ ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) سب سے زیادہ دور پھر ان سب سے زیادہ دور سے چل کر آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں رہتا ہے تاکہ اس کو امام کے ساتھ پڑھے وہ ثواب کے اعتبار سے اس شخص سے زیادہ ہے جو (جلدی سے) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اعظم الناس اجراً فی الصلوٰة ابعدهم فابعدهم ممشیً"۔ (عمدة)

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب کا مقصد صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کی فضیلت بیان کرنی ہے۔
مگر اشکال یہ ہے کہ امام بخاری رح نے اسی باب میں تین روایات ذکر فرمائی ہیں:۔
(۱) روایتِ حضرت ابوہریرہ رض، (۲) روایتِ امّ الدرداء رض، (۳) روایتِ حضرت ابوموسیٰ اشعری رض۔ اور بظاہر تینوں روایات میں سے صرف ایک روایت یعنی پہلی روایت سے صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ کا مقصد حاصل ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جزءِ اول تفضل صلوٰۃ الجمیع صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزءً سے تو جماعت کی فضیلت ثابت ہو گئی۔ اور جزءِ آخر تجتمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ الفجر سے صلوٰۃ فجر کی فضیلت ثابت ہوئی اس لئے کہ فرشتوں کی شرکت بلا شبہ باعثِ برکت اور نزولِ رحمت کا سبب ہے تو یہ برکت ورحمت زیادتیٔ ثواب کا باعث ہوگی۔

اب دونوں اجزاء کو ملا دیا جائے تو مجموعہ سے فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعۃ ثابت ہو جائیگا۔

لیکن دوسری اور تیسری روایت میں ترجمۃ الباب سے بظاہر کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں روایات میں نہ فضل کا ذکر ہے اور نہ فجر کا تذکرہ۔

جواب:۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح شرح تراجم میں فرماتے ہیں "ھذا الباب باب فی الباب الخ" یعنی یہ مستقل ترجمہ نہیں ہے بلکہ باب فی الباب ہے یعنی سابق باب "باب فضل الجماعۃ" کا گویا ذیلی باب ہے یعنی آخر کی دو روایات کا تعلق فضیلۃ الجماعۃ سے ہے۔ چونکہ حضرت ابوالدرداء رض کی روایت ہے ما اعرف من امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا انھم یصلون جمیعاً، اس سے جماعت کا ذا الفضیلۃ ہونا معلوم ہو گیا، اور روایتِ حضرت ابوموسیٰ رض میں جماعت سے امام کے ساتھ ادا کرنے والے کو اعظم اجراً کہا گیا اس میں بھی جماعت کی فضیلت ظاہر ہے۔

اصل مقصد تو جماعت کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر چونکہ اس باب کی بعض روایت سے ایک جدید فائدہ یعنی نئی بات ثابت ہوتی تھی اس لئے بطور فائدۂ جدیدہ کے اس پر مستقل باب باندھ دیا۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ فجر کے وقت محبوب نیند چھوڑنی پڑتی ہے اس لئے مشقت کا احساس زیادہ اور نمایاں ہوتا ہے تو چونکہ نمازِ فجر میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اور قاعدہ ہے المثوبۃ علیٰ قدر المؤنۃ، اجرکم علیٰ نصبکم، اجر و ثواب بقدرِ مشقت ہے۔

تو جب کوئی شخص مشقت میں شریک ہوگا تو اس کو جماعت اور مشقت دونوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

باب ۴۲۲ فَضْلِ التَّہْجِیْرِ اِلَی الظُّہْرِ

۶۲۹ ـ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ عن مالِكٍ سُمَیٍّ مولیٰ اَبی بَکرِ بْنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبی صالِحِ السَّمَّانِ عن اَبی هُرَیْرَۃَ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِی بِطَرِیقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ علی الطَّرِیقِ فَاَخَّرَہُ فَشَکَرَ اللّٰہُ لہٗ فَغَفَرَ لہٗ ثُمَّ قال الشُّهَدَاءُ خَمْسَۃٌ المَطعُونُ وَالمَبطُونُ وَالغَرِیقُ وصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِیدُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وقال لو یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوا اِلَّا اَنْ یَسْتَهِمُوا عَلَیْہِ لَاسْتَهَمُوا عَلَیْہِ وَلَوْ یَعْلَمُونَ مَا فِی التَّهْجِیرِ لَاسْتَبَقُوا اِلَیْہِ ولو یَعْلَمُونَ مَا فِی العَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ۔

باب ، ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے کی فضیلت کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص نے راستہ طے کرتے ہوئے کانٹوں کی ایک شاخ راستے میں (پڑی ہوئی) پایا تو اس کو ہٹا دیا (تاکہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بدلہ دیا کہ اس کو بخش دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں ۱ جو طاعون کی وبا سے مرے، ۲ جو پیٹ کے عارضے سے مرے ۳ جو ڈوب کر مرے، ۴ جو دب کر مرے، ۵ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔ اور آپ ؐ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو وہ ثواب معلوم ہو جائے جو اذان دینے میں اور نماز کی صف اول حاصل کرنے میں ہے پھر وہ قرعہ اندازی کے بغیر نہ پاسکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں، اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے میں کیا ثواب ہے تو وہ بیشک اس کی طرف (ایک دوسرے سے) آگے بڑھیں اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز (جماعت سے) پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ گھٹنوں کے بل (چلنا پڑے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ولو یعلمون ما فی التہجیر لاستبقوا الیہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۰ وفی ھٰذا المتن کما تری ثلاثۃ احادیث وکان قتیبۃ حدّث بذٰلک مجموعًا من مالک فلم یتصرف فیہ المصنف کعادتہ فی الاختصار

الاوّل قصۃ الذی نحیٰ غصن الشوک وسیاتی فی ابواب المظالم ص۳۳۶ ـ

والثانی الشہداء خمسۃ یاتی فی باب الصف الاول ص۱۰۰ مع الحدیث الثالث فی سیاق

واحد ویاتی فی کتاب الجہاد فی باب الشہادۃ سبع سوی القتل صـ۳۹۷ـ وفی کتاب الطب فی باب مایذکر فی الطاعون صـ۸۵۳ـ۔

والثالث مرّ فی باب الاستہام فی الاذان صـ۸۶ـ ویاتی صـ۹۰ـ والمقطعۃ الثالثۃ من الحدیث الثالث تاتی صـ۹۰ـ۔

لیکن چونکہ قتیبہ نے ایک ساتھ امام بخاری رحمہ سے بیان کیا تھا مصنف رحمہ نے اس میں تصرف نہیں کیا چنانچہ ہمارے ہندوستانی نسخوں میں مجموعہ مذکور ہے۔ نیز علامہ عینی رحمہ وغیرہ نے الگ الگ حدیث نمبر نہیں لگایا ہے۔ نیز بخاری کے قدیم شارح علامہ کرمانی رحمہ نے بھی مجموعہ کو ایک ہی حدیث شمار کیا ہے۔

مقصد ترجمہ بخاری شریف کے اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے یعنی "فضل التہجیر الی الظہر"۔
امام بخاری رحمہ نے فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت بیان کرنے کے بعد تہجیر الی الظہر کا باب منعقد فرمایا ہے چونکہ دونوں میں قدرِ مشترک مشقت ہے کہ فجر کی نماز میں صباحی نیند جیسی محبوب چیز چھوڑنی پڑتی ہے تو ظہر کی نماز کے وقت بھی قیلولہ چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

تہجیر کے معنی ہیں تبکیر یعنی سویرے جانا، اول وقت میں سبقت کرنا۔

تو امام بخاری رحمہ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوا کہ نماز ظہر کو اولِ وقت میں پڑھنے کی فضیلت بیان کرنی ہے۔

علامہ عینی رحمہ مسائلِ مستنبطہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ نے تہجیر الی الظہر کی فضیلت کا ترجمہ قائم کیا ہے اس سے ابرادِ ظہر والی حدیث سے کوئی منافاۃ نہیں ہے لانہ (ای الابراد) عند اشتدادِ الحرّ۔ (عینی) ۔ یعنی ابراد شدتِ حر کے لئے ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ نے صـ۷۶ـ میں جو باب قائم کیا ہے وہ صاف ہے "باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر"۔ معلوم ہوگیا کہ شدتِ حر کے وقت ظہر کی تاخیر رخصت ہے اور اصل وعزیمت وقت نماز میں تہجیر ہی ہے فلا اشکال۔

ع۲ حضرت شیخ الحدیث رحمہ فرماتے ہیں کہ چونکہ باب الابراد کی روایت میں ابردوا بالصلوٰۃ (بصیغۂ امر ہے) تو ممکن ہے کہ کوئی اس سے وجوب سمجھ لے تو امام بخاری رحمہ نے بتلا دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اولیٰ ہے، دوسرے وقت میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

الشہداء خمسۃ اس روایت میں پانچ کی تعداد ہے یہ حصر کے لئے نہیں ہے کیونکہ احادیث میں ان کے علاوہ بھی شہداء کا ذکر ہے مثلاً مؤطا امام مالک کتاب الجنائز کے اندر باب "النہی عن البکاء علی المیت" کے تحت طویل حدیث میں ہے الشہداء سبعۃ، (مؤطا صـ۸۱ـ اشرفی بک ڈپو دیوبند) وابوداؤد

جلد ثانی کتاب الجنائز صـ۴۴۳ وغیرہ، تفصیل اپنی جگہ آئے گی ان شاء اللہ الرحمٰن۔ احقر الانام محمد عثمان غفر اللہ المنان۔

باب ۴۲۳ احتساب الآثار

۶۳۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ انسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا بَنِي سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَنَسٌ اَنَّ بَنِي سَلِمَةَ اَرَادُوْا اَنْ يَتَحَوَّلُوْا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوْا قَرِيْبًا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ يُعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ آثَارُ الْمَشْيِ فِي الْاَرْضِ بِاَرْجُلِهِمْ۔

باب، (نماز کیلئے مسجد جانے اور ہر نیک کام کے) نشانات قدم پر ثواب کی امید رکھنا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ! کیا تم (مسجد آنے میں) اپنے نشانات قدم پر ثواب نہیں سمجھتے؟، اور ابن ابی مریم (یعنی سعید) نے اپنی سند سے حضرت انس رضہ ہی سے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ بنی سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے مکانوں سے (جو مسجد نبوی سے دور تھے) منتقل ہو جائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر رہنے لگیں حضرت انس رضہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ وہ مدینہ (کے اس حصہ) کو خالی کردیں چنانچہ آپ صلعم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟

مجاہد رح نے کہا کہ (سورہ یسین میں) و آثارھم سے اقدام مراد ہیں یعنی پیروں سے زمین پر چلنے کے نشانات۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "الا تحتسبون آثاركم"۔

تعدد موضعه والحديث هٰهنا صـ۹۰ و يأتي في باب كراهية النبي صلى الله عليه وسلم ان تعرى المدينة صـ۲۵۳۔

مقصد ترجمہ احتساب کے معنی ہیں ہر نیک عمل پر حصول ثواب کی نیت کرنا۔
امام بخاری رح کا مقصد ہر نیک عمل کے وقت حصول ثواب کی نیت پر تنبیہ کرنا ہے کہ

ثواب کی نیت کا اگر استحضار رہے تو اس سے ہر ہر قدم پر ثواب ہوگا اور ڈبل ہوگا ایک ثواب عمل کا، دوسرا نیت کا۔
عدا حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مصنف رح نے ایک لطیف شئی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ باب سابق میں تہجیر کی فضیلت ثابت فرمائی تھی اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دھوپ کے وقت کوئی گرمی میں چلتا ہے تو لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہے اور اس سے پہلے (حدیث عـ۶۱۴ میں) گذر چکا ہے علیکم السکینۃ والوقار۔ لہذا دونوں میں کوئی جوڑ نہیں معلوم ہوتا۔
امام بخاری رح فرماتے ہیں گو گرمی کی دھوپ میں چلنے سے تکلیف ہوتی ہے مگر (اس تکلیف کے باوجود) لمبے لمبے قدم نہ اٹھائے کیونکہ یہ آثار بھی اللہ کے یہاں باعث اجر و ثواب ہیں تو پھر اگر تھوڑی سی مشقت سے یہ اجور حاصل ہوں تو ان کو نہ چھوڑے بلکہ سکون و وقار کے ساتھ چلے کیونکہ آثار کا ثواب ملتا ہے لہذا سکینہ و وقار پر تنبیہ فرمادی، (تقریر بخاری)

تشریح ان بنی سلمۃ ارادوا الخ قبیلہ بنی سلمہ مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر کوہ سلع (پہاڑ) کے پاس رہتے تھے ان لوگوں کو مسجد نبوی میں حاضری کے لئے ایک میل چلنا پڑتا تھا۔
حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی کے اردگرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا "جی ہاں یا رسول اللہ ہم نے ایسا ارادہ کیا ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا ای بنی سلمہ تم لوگ اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے اقدام لکھے جاتے ہیں، (مسلم شریف اول ص۲۳۵) یعنی ہر قدم پر ثواب ہوگا۔
قال مجاهد خطاهم الخ چونکہ قرآن مجید سورہ یٰسین کی ایک آیت (ونکتب ماقدموا وآثارهم) میں آثار کا لفظ آیا ہے اس لئے امام بخاری رح نے اس کی تفسیر ذکر کردی
حضرت ابن عباس رض کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بنو سلمہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (ابن ماجہ ص۵۷)
اشکال: اشکال یہ ہے کہ سورہ یٰسین مکی ہے اور بنو سلمہ مدینہ میں تھے پھر بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہونے کا کیا مطلب؟
جواب: یہ ہے کہ پوری سورہ مکی ہے لیکن یہ آیت مدنی ہے فلا اشکال، واللہ اعلم۔

باب ۴۲۷ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

۶۳۱ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ صَلٰوةٌ

اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَ الْعِشَاءِ وَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

باب، عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ گراں اور کوئی نماز نہیں ہے اور اگر انہیں وہ ثواب معلوم ہو جائے جو ان دونوں میں ہے تو وہ ان دونوں نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے (چلنا پڑے) اور میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں آگ کے شعلے لے لوں اور ان لوگوں کو جلا دوں جو اب تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما و لو حبوا"۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا ص۹۰ وله اطراف مرّ قطعة ص۹۰ و ص۸۹، ابن ماجه ص۵۸۔

مقصد ترجمہ مقصد عشاء کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ اور کتاب المواقیت ص۸۰ پر "باب فضل العشاء" سے مراد انتظار عشاء کی فضیلت کا بیان مقصود ہو یا نماز عشاء کی فضیلت مراد ہو کہ عشاء کی نماز صرف امتِ محمدیہ کی امتیازی خصوصیت ہے اور یہاں نماز عشاء کو جماعت سے پڑھنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے لہٰذا تکرار کا شبہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔

یہاں بھی گھر جلانے کا تذکرہ ہے، جن لوگوں کے گھروں کو جلانے کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف منافق ہی نہ تھے بلکہ مخلص تھے صرف ان لوگوں کی کاہلی وسستی کی بنا پر متنبہ کیا گیا اور اس عمل کو منافق کا عمل فرما کر خوف دلایا گیا، واللہ اعلم۔

باب ۴۲۵ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔

باب، دو یا دو سے زیادہ آدمی جماعت کے حکم میں ہیں۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آجائے تو تم دونوں (میں سے کوئی) اذان دے اور اقامت کہے اور تم دونوں میں جو بڑا ہے وہ امامت کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " لیؤمکما اکبرکما "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۰ و مرّ ص۸۷ و ص۸۸ و ص۹۴ تا ص۹۵ و ص۱۱۳ و ص۳۹۹ و ص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ ، بقیہ فہرست کیلئے باب ۴۰۷ کی حدیث ۶۰۶ ملاحظہ فرمائیے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں جو الفاظ ذکر فرمایا ہے وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے مرفوعاً روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنان فما فوقھما جماعۃ۔ (ابن ماجہ ص۶۹)۔

لیکن چونکہ اس روایت کے الفاظ امام بخاری رحؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھے اس لئے اس کو نہیں ذکر فرمایا مگر چونکہ مضمونِ حدیث صحیح ہے اس لئے امام بخاری رحؒ نے اس کو ترجمۃ الباب میں لاکر حدیث کے مفہوم کی تائید کردی۔

امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ بتلانا ہے کہ جماعت کا اطلاق اگرچہ تین پر ہوتا ہے مگر کبھی دُو پر بھی ہوتا ہے بالخصوص نماز جماعت میں، یعنی اگر دُو آدمی ہوں ایک امام اور ایک مقتدی تو کافی ہے اور جماعت کا ثواب ملے گا انشاء اللہ الرحمٰن۔

بابٌ ۴۲۶ مَنْ جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ۔

۶۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمَلٰئِکَۃُ تُصَلِّی عَلٰی اَحَدِکُمْ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ مَا لَمْ یُحْدِثْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ لَا یَمْنَعُہٗ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَھْلِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃُ۔

باب، جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اور مسجدوں کی فضیلتوں کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں

جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے فرشتے یوں کہتے رہتے ہیں اے اللہ اس کو بخشدے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔ تم میں ہر کوئی نماز ہی میں رہتا ہے جب تک کہ وہ نماز کے لئے رکا اور اس کو اپنے گھر لوٹنے سے نماز کے علاوہ اور کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "قال الملائکۃ تصلی علی احدکم ما دام فی مصلاہ الخ۔"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صنا۹۰ تا صا۹۱
باقی فہرست کے لئے باب بلا۳۰ باب الحدث فی المسجد دیکھئے۔

۶۳۴۔ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثَنا یَحْییٰ عن عُبَیْدِ اللّٰہِ قال حَدَّثَنِی خُبَیْبُ بنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن اَبی ھُرَیْرَۃَ عنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قال سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فی ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ الاِمامُ العادِلُ وشَابٌّ نَشَأَ فی عِبادَۃِ رَبِّہٖ ورَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی المَسَاجِدِ ورَجُلَانِ تَحابَّا فی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وتَفَرَّقَا علیہِ ورَجُلٌ طَلَبَتْہُ ذاتُ مَنْصِبٍ وجَمَالٍ فقال اِنِّی اَخافُ اللّٰہَ ورَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ ورَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خالیاً ففاضَتْ عَیْنَاہُ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک تو انصاف کرنے والا حاکم، دوسرے وہ جوان جس نے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہوئے نشو ونما پائی ہو (یعنی جوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی)، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے (یعنی ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کیلئے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا رہتا ہے)، چوتھے وہ دو انسان جنھوں نے اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی (یعنی امر الٰہی محبت کا سبب ہو) اسی پر وہ دونوں جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے (یعنی زندگی بھر دوستی رکھی اور دوستی ہی پر مرے)، پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کے لئے) بلایا تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، چھٹے وہ انسان جس نے چھپا کر صدقہ دیا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کا داہنا ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے؟ اور ساتویں وہ انسان جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں (یعنی آنسو بہنے لگے)۔

مطابقۃ للترجمہ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "رجل قلبہ معلق فی المساجد۔"

وھذا الجزء الثانی من الترجمة وھو قوله " فضل المساجد "

تعدد موضعه والحدیث ھٰھنا صا۹ ویاتی صا۱۹۱ و صا۹۵۹ مختصراً وصا۱۰۰۵ ومسلم صا۳۳۱ و الترمذی جلد ثانی فی ابواب الزھد صا۶۲، اخرجه النسائی فی القضاء۔

۶۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَیْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم خَاتَماً فَقَالَ نَعَمْ اَخَّرَ لَیْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰی فَقَالَ صَلَّی النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا قَالَ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ خَاتَمِهٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رضؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی ؟ انھوں نے کہا جی ہاں، ایک رات آپ ؐ نے عشاء کی نماز میں آدھی رات تک دیر کر دی پھر نماز پڑھنے کے بعد آپ ؐ نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ سب لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور تم لوگ برابر نماز ہی میں رہے (باعتبار ثواب کے) جب سے نماز کا انتظار کرتے رہے۔ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (وہ بات مجھ کو پوری طرح یاد ہے) گویا میں آپ ؐ کی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للجزء الاول من الترجمة " ولم تزالوا فی صلٰوۃ منذ انتظرتموھا "

تعدد موضعه :- والحدیث ھٰھنا صا۹۱ وقد مضی صا۸۱ وصا۸۴ ویاتی صا۸۷۱ وصا۸۷۲ ومسلم صا۲۲۹۔

مقصد ترجمہ قال الحافظ ای لیصلیھا جماعة (فتح)
یعنی امام بخاری رح یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں بیٹھنا باعث ثواب اسی صورت میں ہے جبکہ انتظار صلوٰۃ کے لئے ہو۔

ع۲ مسجد جا کر اگر مقتدیوں کو کچھ دیر بھی ہو جائے تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ پورے سکون و وقار سے بیٹھا رہے تاکہ جماعت بڑھ جائے کیونکہ جماعت کثیرہ میں ثواب زیادہ ہے اس صورت میں ڈبل ثواب ہوگا ع۱ انتظارِ صلوٰۃ کا ع۲ جماعت کثیرہ کا۔

تشریح یہ باب ابواب سابقہ کا تکملہ ہے کہ جب جماعت کے لئے بیٹھنا باعث فضیلت ہے تو جماعت سے نماز پڑھنا کس قدر فضل و ثواب کا باعث ہوگا۔

اس باب میں امام بخاری رح نے تین روایتیں ذکر کی ہیں، پہلی روایت کی تفسیر و تفصیل ابواب سابقہ

میں گذر چکی ہے کہ فرشتوں کی دعا کا مستحق وہی ہے جو نماز ہی کے انتظار میں بیٹھا ہو اور ظاہر ہے کہ نماز کا منتظر وہی کہلائیگا جو باوضو بیٹھا ہو۔

دوسری روایت میں ہے سبعة یظلهم الله فی ظله الخ ، یہاں سات کا عدد حصر کے لئے نہیں ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی بلکہ سات کے علاوہ اوروں کے واسطے بھی یہ فضیلت حاصل ہے مثلاً بعض روایت میں ہے کہ جوکسی تنگدست مقروض کو مہلت دیدے یا قرض ہی معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھیں گے۔ (مسلم شریف صـ۴۱۶ سطر پانچ (۵))

تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

اشکال:۔ فی ظله، یہاں اشکال یہ ہے کہ سایہ اجسام کا ہوتا ہے والله منزہ من الاجسام۔

جواب:۔ ۱ اضافت ملک ہے جیسے کعبة الله ، ۲ اس سے مراد حمایت اللہ یعنی اللہ کی حفاظت ہے۔ ۳ اس سے مراد ظل عرشہ ہے، ایک روایت میں ہے یوم القیامة اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مراد عرش کا سایہ ہے۔

بابٌ ۴۲۷ فَضْلِ مَنْ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

۶۳۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ۔

باب ، مسجد میں آنے جانے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام (دونوں وقت نماز کے لئے) مسجد جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کریگا جب بھی وہ صبح اور شام کو جائیگا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " اعدّ الله له نزله من الجنة كلما غدا او راح "

مقصد ترجمہ باب سابق کی دوسری حدیث (حدیث ۶۳۴) میں گذرا " رجل قلبه معلق فى المساجد" امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے اس کے ثمرہ اور نتیجہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہے گا وہ یقیناً کثرت سے یعنی ہر نماز کے وقت مسجد میں آنا جانا کریگا اور چونکہ مساجد اللہ

تعالیٰ کے گھر ہیں لہذا جو بھی اور جتنی بار بھی ان گھروں میں حاضری دیگا باری تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا سامان مہیا کرے گا۔

تشریح حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں "لعلّ المراد بالغدوة والروحة اذا کانتا لفریضة والّا فالافضل فی التطوع ان یکون فی البیت۔ (لامع اول ص۲۴۸)

امام بخاری رح کا یہ ترجمہ جو ہمارے ہندوپاک کے نسخوں میں ہے ابوذر کے نسخہ کے مطابق ہے لیکن اکثر نسخوں میں ترجمہ ہے "باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح" کمافی الفتح والعینی وغیرہ۔

حافظ عسقلانی رح کہتے ہیں ھٰکذا للاکثر موافقاً للفظ الحدیث فی الغدو والرواح ولابی ذر بلفظ خرج بدل غدا الخ۔ (فتح الباری)

غدا غدوٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں المسیر فی اول النهار الی الزوال، والرواح المسیر من الزوال الی آخر النهار۔ (کرمانی، عمدہ)

علامہ عینی رح فرماتے ہیں وقد یستعملان فی الخروج والرجوع۔ (عمدہ)۔

یعنی غدو کے معنی اگرچہ صبح کے وقت جانا ہے لیکن کبھی مطلقاً خروج کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ من خرج، کا نسخہ ہی اولیٰ ہے اور اسی سے راح کے معنی رجع متعین ہوگیا اب باب کا مطلب یہ ہوا کہ مسجد میں جانا اور مسجد سے لوٹنا دونوں باعث ثواب ہیں۔

چونکہ بظاہر یہ وہم ہوتا تھا کہ مسجد میں جانے کا ثواب ہو کیونکہ عبادت کے لئے جارہا ہے، مگر نکلنے اور لوٹنے کا ثواب نہ ہو، تو امام بخاری رح نے اس پر تنبیہ فرمادی کہ اس پر بھی ثواب ہوگا اور چونکہ امام بخاری رح کا قاعدہ ہے کہ وہ ترجمہ سے روایات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اس لئے امام بخاری رح نے مسلم شریف اور ابوداؤد کی روایات کی طرف اشارہ فرمادیا، ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوٰۃ ص۸۲ میں روایت ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی بہت دور سے مسجد آکر جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے کوئی نماز ناغہ نہیں ہوتی تھی حضرت کعب بن ابی رض فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ ایک گدھا خرید لیجئے انھوں نے کہا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ میرا گھر مسجد نبوی کے قریب ہو، جب یہ خبر حضور اقدس ؐ کو پہونچی تو حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد میں جانا اور لوٹنا سب عبادت میں لکھا جائے، آپ ؐ نے ارشاد فرمایا "اعطاك الله ذٰلك كله"

تو امام بخاری رح نے اشارہ فرمادیا کہ مسجد جانا اور لوٹنا دونوں لکھا جاتا ہے اور باعث ثواب ہے۔

باب ۴۲۸ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ

۶۳۷ ۔ حَدَّثَنَا عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثَنَا ابراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن أبِيْهِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ مالكٍ ابنِ بُحَيْنَةَ قال مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ ح قال وَحَدَّثَنِي عبدُ الرَّحمٰنِ قال حَدَّثَنَا بَهْزُ بنُ أسَدٍ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال أخْبَرَنِي سَعْدُ بنُ إبراهِيمَ قال سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عاصِمٍ قال سَمِعْتُ رَجُلاً مِنَ الأزْدِ يُقالُ لهُ مالِكُ ابنُ بُحَيْنَةَ أنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم رَأى رَجُلاً وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلوٰةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فلمَّا انصَرَفَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم لاثَ بِهِ النَّاسُ فقال لهُ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم آلصُّبْحَ أرْبَعًا الصُّبْحَ أرْبَعاً تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَمُعَاذٌ عن شُعْبَةَ في مَالِكٍ وقال ابنُ إسْحٰقَ عن سَعْدٍ عن حَفْصٍ عن عبدِ اللهِ بنِ بُحَيْنَةَ وقال حَمَّادٌ أخْبَرَنا سَعْدٌ عن حَفْصٍ عن مَالِكٍ ۔

باب ، جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (خود حضرت عبداللہ بن مالک رضؓ) کے پاس سے گذرے ۔

دوسری سند :۔ امام بخاری رحؒ نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے بہز بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا کہا میں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رضؓ سے سنا کہا میں نے قبیلہ ازد کے ایک شخص سے جس کا نام مالک ابن بحینہ تھا یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھتے دیکھا حالانکہ اقامت شروع ہوچکی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتے ہو ؟ کیا صبح کی چار رکعت ؟

غندر اور معاذ نے روایت میں شعبہ سے بہز بن اسد کی متابعت کی ہے مالک بن بحینہ کے بارے میں اور ابن اسحٰق (امام المغازی) نے اس حدیث کو سعد سے انہوں نے حفص سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن بحینہ سے ۔ اور حمّاد بن سلمہ نے بیان کیا کہ مجھ سے سعد نے حدیث بیان کی انہوں نے حفص سے اور حفص نے مالک بن بحینہ سے حدیث بیان کی ۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ مطابقة الحديث للترجمة في قوله " آلصّبح اربعاً " حيث انكر

صلی اللہ علیہ وسلم علی الرّجل الذی کان یصلی رکعتین بعد ان اقیمت الصلوٰۃ ثمّ یصلّی مع الامام رکعتین صلوٰۃ الصبح فیکون فی معنی من صلی الصبح اربعاً فدلّ ھذا علیٰ اَن لا صلوٰۃ بعد الاقامۃ الاّ الصلوٰۃ المکتوبۃ ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۱ ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص۲۴۷ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا یہ ترجمۃ الباب مستقل حدیث ہے، حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الاّ المکتوبۃ" (مسلم جلد اول ص۲۴۷ وابوداؤد ص۱۸۰) ۔

مگر چونکہ اس کی سند میں اختلاف ہے کہ مرفوع ہے یا موقوف ؟ چنانچہ اس کے راوی حمّاد کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن دینار سے ملاقات کرکے پوچھا لقیت عمروا فحدّثنی ولم یرفعہ (مسلم ص۲۴۷)۔ اس لئے امام بخاری رح نے ان الفاظ کو ترجمہ میں ذکر کیا، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رح کا رجحان یہی ہے کہ روایت موقوف ہے ۔

امام بخاری رح کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسجد جانے کا اصل مقصد فریضہ کی ادائیگی ہے تو جب اقامت شروع ہوگئی تو صلوٰۃ مکتوبہ کے علاوہ کسی سنت و نفل پڑھنے کی اجازت نہیں ۔ یعنی امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کی تردید کی طرف اشارہ ہے جو حضرات کچھ شرطوں کے ساتھ سنتِ فجر کی اجازت دیتے ہیں ۔

مذاہبِ ائمہ اقامت کے بعد یعنی اگر جماعت کھڑی ہوجائے تو سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اس پر تو ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ فجر کی سنتوں کے علاوہ بقیہ تمام نمازوں میں اقامت کے بعد سنت پڑھنا مکروہ ہے ۔

البتہ فجر کی سنت کے بارے میں اختلاف ہے ۔

(۱) ظاہریہ کے نزدیک اقامتِ صلوٰۃ کے بعد فجر کی سنت بھی باطل ہوجائے گی اور اگر جماعت شروع ہونے کے قبل سے سنت پڑھ رہا ہے تب بھی سنت کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے ۔ یہ قول قطعاً قابلِ توجہ نہیں لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم" ۔

(۲) امام شافعی رح وامام احمد رح اور اسحٰق رح کے نزدیک جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت پڑھنا جائز نہیں مکروہ ہے اور اگر پہلے سے پڑھ رہا تھا پھر جماعت شروع ہوگئی تو جلدی سے پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے سنت ادا ہوجائیگی اعادہ لازم نہ ہوگا ۔

(۳) امام مالک رح کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ فجر کی سنت پڑھ سکتے ہیں ۱ دونوں رکعتوں کے ملنے

کی امید ہو، ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ مسجد سے باہر پڑھے یعنی اگر ایک رکعت بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔

(۴) حنفیہ کے نزدیک بھی دو شرط ہے ۱ اگر جماعت کھڑی ہوگئی ہے اور ایک رکعت یا کم از کم تشہد میں شریک ہونے کا یقین ہو یعنی اگر پوری نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سنت پڑھنے کی اجازت نہیں، ۲ مسجد کے باہر پڑھے یا کم سے کم ایسے گوشہ میں پڑھے کہ جماعت کی صف کے ساتھ اختلاط نہ ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں فضیلتیں حاصل ہوجائیں گی سنت کی فضیلت اور جماعت کی فضیلت۔

امام بخاری رح شوافع اور حنابلہ کے ساتھ ہیں۔

حدیث الباب بظاہر حنفیہ اور مالکیہ کے خلاف ہے۔

جواب یہ ہے کہ چونکہ جماعت کے صف میں مل کر پڑھ رہے تھے اس لئے آپ نے منع فرمایا۔

حنفیہ اور مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اذا اقیمت الصلوٰۃ میں اِذا ظرفِ مکان ہے یعنی جس مسجد میں اقامت کہدی جائے، جس جگہ جماعت ہورہی ہو اس جگہ فرض کے علاوہ کوئی سنت نہ پڑھنی چاہئے کہ اس سے استنظافِ فرض لازم آتا ہے وھو لایجوز۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کی ایک حدیث میں فجر کی سنت کا استثناء موجود ہے جس کو علامہ عینی رح نے سند کے ساتھ نقل کیا ہے: رواہ البیہقی من طریق حجاج بن نصیر عن عباد بن کثیر عن لیث عن عطاء عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ الّا رکعتی الفجر۔ (عمدہ ج۵، ص۱۸۸)

اس پر امام بیہقی نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ:

ھٰذہ الزیادۃ لا اصل لہا، — یعنی سنتِ فجر کے استثناء کی کوئی اصل نہیں ہے۔

وحجاج وعباد ضعیفان۔ — اور حجاج وعباد ضعیف ہیں۔

علامہ عینی رح نے اس کا جواب یہ دیا کہ امام ابن معین نے فرمایا ہے کہ حجاج بن نصیر صدوق ہیں اور ابن حبان نے حجاج کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

اور عباد بن کثیر صالحین میں سے ہے (عمدہ ص۱۸۵/۵)

پس امام بیہقی کے لا اصل لہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ موضوع ہے اسی لئے حضرت انورشاہ کشمیری رح فرماتے ہیں وھو مدرج عندی ولیس بموضوع (فیض الباری ص۲۰۱/۱)

البتہ اس الا رکعتی الفجر میں کچھ ضعف ہے، تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوالدرداء

رضی اللہ عنہا کے عمل سے اس میں قوت پیدا ہو جاتی ہے، ان روایات کے لئے طحاوی اول صـ۱۸۳ دیکھئے۔

سنتِ فجر کی خصوصیت سنت فجر کی یہ خصوصیت ہے کہ سنتِ فجر کی روایات میں نہایت تاکید ہے حتی کہ حضرت حسن بصری رح واجب کہتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا زیادہ فجر سے پہلے دو رکعت کا۔ (ابوداؤد باب رکعتی الفجر صـ۱۷۸)

ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتدعوھما وان طردتکم الخیل۔ ابوداؤد صـ۱۷۹۔

یعنی ان دونوں (فجر کی سنت) کو مت چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

سند کے بیان میں تسامح امام بخاری رح نے حدیث الباب کو دو طریق سے ذکر فرمایا ہے:۔

عـ۱ "عن عبد اللہ بن مالک ابن بحینۃ" بحینۃ بضم الباء الموحدۃ وفتح الحاء المہملۃ وسکون الیاء، یہاں پر بحینہ سے پہلے الف لکھا بھی جائیگا اور اس کو پڑھا بھی جائے گا۔

دوسرے طریق میں ہے "سمعت رجلا من الازد یقال لہ مالکؒ ابن بحینۃ الخ"

اس میں دو غلطی ہوئی ہے عـ۱ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت مالک بن بحینہ کی ہے حالانکہ مالک تو مسلمان بھی نہ ہوا تھا چہ جائیکہ صحابی ہو، راوی مالک کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضؓ ہیں۔

دوسری غلطی یہ ہے کہ بحینہ کو مالک کی ماں ذکر کیا گیا ہے، صحیح یہ ہے کہ بحینہ مالک کی بیوی اور عبد اللہ رضؓ کی ماں ہے۔

علامہ عینی رح وغیرہ نے اس وہم کو ذکر کیا ہے اور یہ وہم شعبہ کو ہوا ہے۔

امام بخاری رح نے امام المغازی ابن اسحٰق کی سند سے اس پر تنبیہ فرمادی ہے کہ اصل عبد اللہ بن بحینہ ہے اور مالک بن بحینہ وہم ہے۔ واللہ اعلم۔

احقر نے نصر الباری جلد اول صـ۶ میں اس تسامح کا ذکر کردیا ہے۔

باب ۴۲۹ حَدِّ الْمَرِيضِ اَن يَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ۔

۶۳۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ قال حَدَّثَنَا اَبِي قال ثَنَا الاَعْمَشُ عن اِبراهِيمَ قالَ الاَسْوَدُ كُنَّا عِندَ عائِشَةَ فَذَكَرنَا المُوَاظَبَةَ على الصَّلٰوةِ وَ التَّعْظِيمِ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرَضَهُ الَّذِي

ماتَ فِيهِ فحَضَرَتِ الصَّلوٰةُ فأُذِّنَ فقال مُرُوا اَبابَكرٍ فليُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيلَ لَهُ اِنَّ اَبا بَكرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ اِذا قامَ مَقامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَن يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَاعادَ فَاعادُوا لَهُ فَاعادَ الثَّالِثَةَ فقال اِنَّكُنَّ صَواحِبُ يُوسُفَ مُرُوا اَبابَكرٍ فليُصَلِّ بِالنَّاسِ فخَرَجَ اَبُوبَكرٍ يُصَلِّي فوَجَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ نفْسِهِ خِفَّةً فخَرَجَ يُهادىٰ بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلىٰ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الاَرْضَ مِنَ الوَجَعِ فاَرادَ اَبُوبَكرٍ اَن يَتاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَنْ مَكانَكَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ حتى جَلَسَ اِلىٰ جَنْبِهٖ فقِيلَ لِلاَعمَشِ فكانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي وَاَبُوبَكرٍ يُصَلِّي بِصَلوٰتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلوٰةِ اَبِي بَكرٍ فقال بِرَاْسِهٖ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوداؤدَ عن شُعْبَةَ عنِ الاَعمَشِ بَعْضَهُ وَزَادَ اَبُومُعاوِيَةَ جَلَسَ عن يَسارِ اَبِي بَكرٍ فَكانَ اَبُوبَكرٍ يُصَلِّي قَائِماً ۔

ترجمہ حدیث اسود بن یزید نخعی رح نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت عائشہ رضہ کی خدمت میں تھے اور ہم نے نماز کی پابندی اور نماز کی عظمت (یعنی عظیم ترین عبادت ہونے) کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا اور نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو آپ م نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر آپ م سے عرض کیا گیا ! ابوبکر رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (حزن وملال کے مارے) نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ م نے دوبارہ وہی حکم دیا تو حاضرین نے آپ م کے سامنے وہی عرض کیا پھر آپ م نے تیسری بار وہی حکم دیا اور فرمایا (ازواج مطہرات سے) کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضہ نماز پڑھانے کے لئے نکلے اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں افاقہ محسوس فرمایا تو آپ م دو آدمیوں کے سہارے سے باہر تشریف لائے، حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں گویا میں آپ م کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں کہ وہ بیماری کی وجہ سے زمین پر لکیر کھینچ رہے ہیں حضرت ابوبکر رضہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہیں پھر حضور م کو (ابوبکر کے قریب) لایا گیا یہاں تک کہ حضور م ابوبکر رضہ کے پہلو میں بیٹھ گئے (جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی تو) اعمش سے پوچھا گیا کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر آپ کی اقتداء کر رہے تھے تو اعمش نے سر ہلا کر جواب دیا کہ "ہاں"! اس حدیث کا بعض حصہ ابوداؤد طیالسی

نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے اعمش سے، اور ابو معاویہ نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ آنحضرت ابو بکر کے بائیں طرف بیٹھے اور حضرت ابو بکر رضہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج یہادیٰ بین رجلین کانّی انظر رجلیہ تخطان الارض من الوجع "

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیماری کے باوجود دو آدمی کے سہارے جماعت میں تشریف لائے اس سے جماعت کی اہمیت اور حد ظاہر ہے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صـ۹۱ ومرّ صـ۳۲ ویاتی صـ۹۳ ایضاً صـ۹۸ تا صـ۹۹ ویاتی صـ۹۹۔

۶۳۹۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسىٰ قال اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عن مَعْمَرٍ عنِ الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عبدِ اللهِ قال قالتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَاَذِنَّ لهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَ بَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قال عُبَيْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ ماقالتْ عَائِشَةُ فقالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عائِشَةُ قُلتُ لا قالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ م کی بیماری بڑھ گئی تو آپ م نے ازواجِ مطہرات سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ م کی تیمار داری میرے گھر میں کی جائے چنانچہ سب نے اجازت دیدی آپ م دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) نکلے آپ م کے دونوں پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین پر لکیر کھینچ رہے تھے اور آپ م حضرت عباس اور ایک اور آدمی کے بیچ میں تھے، عبداللہ (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ کی یہ بات حضرت عبداللہ بن عباس رضہ سے ذکر کی تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ دوسرا آدمی کون ہے جس کا نام حضرت عائشہ رضہ نے نہیں لیا، میں نے کہا نہیں تو حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ وہ دوسرے آدمی حضرت علی رضہ تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فخرج بین رجلین تخطّ رجلاہ الارض "

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صـ۹۱ تا صـ۹۲ ومرّ صـ۳۲ تا صـ۳۳ ویاتی صـ۹۳ ایضاً صـ۹۸ تا صـ۹۹

وص۳۵۲ وص۴۳۷ وفی المغازی ص۶۳۹ وص۸۵۱ ومسلم ص۱۷۷ تاص۱۷۸ ونسائی وابن ماجہ ایضاً۔

مقصد ترجمہ اگر ترجمۃ الباب کے الفاظ "حد المریض" ہیں جیساکہ اکثر اور مشہور تر نسخہ یہی ہے یعنی حدّ بالحار المہملۃ جو ہمارے ہندوستانی نسخہ کے علاوہ قابلِ اعتماد شروح (عمدۃ القاری فتح الباری، اور قسطلانی) میں بھی یہی بالحار المہلہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حد بمعنی حِدّت اور تیزی کے ہے یعنی جماعت میں حاضر ہونے اور شریک ہونے کی تحریض و ترغیب ہے کہ باوجودیکہ مرض ترکِ جماعت کے لئے عذر ہے یعنی ترکِ جماعت سے گناہ نہ ہوگا مگر رخصت کے باوجود حتی الامکان شریکِ جماعت ہونا چاہیئے۔

۲ حد اپنے معنی میں ہو یعنی بمعنی غایت اور انتہا کے ہو تو اب سوال یہ ہے کہ حدِ استحباب مراد ہے یا حدِ جواز؟

جواب:۔ دونوں اقوال ہیں امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ مریض کو ایک خاص حد تک جماعت میں حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور خاص حد یہ ہے کہ جب تک مریض خود چل سکے، اور اگر خود نہ چل سکے تو کوئی سہارا دینے والا ہو اس وقت تک مستحب یہی ہے کہ شریکِ جماعت ہو۔

۳ بعض نسخہ میں جِد بکسر الجیم ہے اس صورت میں مقصد حضورِ جماعت پر تحریض ہے کہ مریض کو باوجود بیمار ہونے کے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیئے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں اور اگر مرض اس حد سے بڑھ جائے تو نہ جانا ہی مستحب ہے اگرچہ جانا جائز ہے، واللہ اعلم۔

تشریح لما مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس سلسلے میں سب سے پہلے نصر الباری جلد دوم ص۱۱۷ حدیث ۱۹۶ کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں پھر یہاں کا مطالعہ مفید ہوگا۔

یہ قصہ مرض الوفات کا ہے اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رض کو امامت کا حکم دیا جیساکہ بخاری اول ص۹۵ پر ہے فقیل لہ عرض کیا گیا کہ ابوبکر رض رقیق القلب ہیں اسیف ہیں جس پر حزن و ملال اور گریہ کا غلبہ ہے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رض سے یہ فرمایا "مروا ابابکر" تو حضرت عائشہ رض نے حضرت حفصہ رض سے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ حضرت عمر رض کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابوبکر رقیق القلب ہیں مگر رسول اکرم ص نے دوبارہ، سہ بارہ یہی حکم فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ نماز پڑھائیں، پھر یہی عذر پیش کیا گیا تو فرمایا "انکن صواحب یوسف الخ" صواحب اگرچہ جمع ہے لیکن یہاں مراد صرف زلیخا ہیں اور خطاب اگرچہ حضرت حفصہ رض سے ہے مگر انکن سے مراد حضرت عائشہ رض ہیں کیونکہ حضرت عائشہ رض ہی نے حضرت حفصہ رض سے کہلایا تھا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت

عائشہ رض اور حضرت حفصہ رض دونوں مراد ہوں۔

زلیخا اور حضرت عائشہ رض کے قصے میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ زلیخا نے مصری عورتوں کو بظاہر تو دعوت کی تھی ضیافت کے بہانے بلایا تھا مگر مقصود دعوت وضیافت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھانا تھا کہ وہ یوسف ع کے حسن کا مشاہدہ کرلیں تاکہ یوسف ع سے میری محبت میں مجھ کو معذور سمجھیں۔

معلوم ہوا کہ ظاہر میں ضیافت اور دل میں کچھ اور ؟ اسی طرح حضرت عائشہ رض نے بظاہر تو فرمایا کہ ابوبکر رض اسیف یعنی رقیق القلب ہیں، حضور اکرم ﷺ کو مصلے پر نہ دیکھیں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اور رونے لگیں گے لیکن باطن دل میں یہ بات تھی کہ تاکہ لوگ ابوبکر رض کی امامت سے بدفالی نہ لیں جیسا کہ بخاری جلد ثانی ص۶۳۹ میں ہے۔

۲ یا تشبیہ بایں طور بھی ہوسکتی ہے کہ جیسے مصری عورتیں حضرت یوسف ع کو ان کی مرضی کے خلاف عمل کرنے کو کہتی تھیں اسی طرح تم مجھ سے میری مرضی کے خلاف حکم صادر کرانا چاہتی ہو۔

باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۶۳۹ کیلئے نصر الباری جلد دوم ص۱۷۱ حدیث ۱۹۶ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۳۰ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ

۶۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔

باب، بارش اور کسی عذر کی بنا پر گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت کا بیان۔

ترجمہ حدیث نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رض نے ایک سردی اور آندھی کی رات میں نماز کی اذان دی پھر (پکار کر) یہ کہا "لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس کے بعد یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی اور بارش کی رات میں مؤذن کو یہ حکم دیتے تھے کہ وہ یہ اعلان کردے کہ لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يأمر المؤذن اذا كانت ليلة ذات برد ومطر يقول ألا صلوا في الرحال"۔

تعدد موضعه: والحديث ههنا ص۹۲ وقد مضى ص۸۸۔

۶۴۱ - حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ

الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک رضؓ اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہوتا ہے اور میں اندھا آدمی ہوں (یعنی جماعت میں نہیں آسکتا) تو آپ یا رسول اللہ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس کو مُصلّٰی (نماز کی جگہ) بنالوں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ تم اپنے گھر میں کس جگہ میرا نماز پڑھنا پسند کرتے ہو؟ انہوں نے اپنے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انہا تکون الظلمۃ والسیل وانا رجل ضریر البصر فصلّ یارسول اللہ فی بیتی مکانا اتخذہ مصلّی الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ومرّ ص۶۰ " ویاتی ص۹۵ وص۱۱۶ " وص۱۵۸ وص۸۱۳ مسلم شریف ص۴۶ وص۴۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی اجازت ہے۔ باب سابق میں بیان ہوا کہ مرض کی ایک خاص مقدار ترکِ جماعت کے لئے قابلِ قبول عذر ہے، اب امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے تعمیم ہے اور بتلانا چاہتے ہیں کہ مرض کے علاوہ اور بھی اسباب و اعذار ہیں کہ جن کی وجہ سے شہودِ جماعت ساقط ہوجاتا ہے مثلاً بارش، آندھی اور سخت سردی وغیرہ بھی ایسے اعذار ہیں کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے اب خواہ تنہا پڑھے یا جماعت سے، البتہ بارش، آندھی اور سخت سردی میں ترک جماعت رخصت ہے افضل و عزیمت یہی ہے کہ مسجد جائے۔

تشریح ذات برد و مطر مطر یعنی بارش بالاتفاق عذر ہے، علامہ شامی رحؒ نے ترکِ جماعت کیلئے قابلِ قبول اعذار کی تعداد بیس ۲۰ نقل فرمایا ہے۔

باب کی دوسری حدیث (ع۶۴۱) کی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ع۴۱۲ کی تشریح کا مطالعہ کیجئے، نصر الباری دوم ص۴۵۳ تا ص۴۵۶۔

باب ۴۳۱ هَل يُصَلِّى الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَل يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ۔

۶۴۲۔ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ قال ثَنا حَمَّادُ بنُ زيدٍ قال حَدَّثَنا عبدُ الحَمِيدِ صاحبُ الزِّيادِيِّ قال سمعتُ عبدَ اللهِ بنَ الحارثِ قال خَطَبَنا ابنُ عبَّاسٍ في يومٍ ذي رَدْغٍ فأَمَرَ المؤذِّنَ لمَّا بلَغَ حيَّ على الصَّلوٰةِ قال قُلِ الصَّلوٰةُ فِي الرِّحالِ فنظَرَ بعضُهم إلى بعضٍ كأنَّهم أنكَروا فقال كأنَّكم أنكرتُم هٰذا إنَّ هٰذا فعَلَه من هو خيرٌ منِّي يعني النبيَّ صلى الله عليه وسلم إنَّها عَزْمَةٌ وإنِّي كرهتُ أن أُخرِجَكُم وعن حمَّادٍ عن عاصمٍ عن عبدِ اللهِ بنِ الحارثِ عن ابنِ عبَّاسٍ نحوَهُ غيرَ أنَّه قال كرهتُ أن أُؤَثِّمَكُم فتَجِيئُونَ تَدُوسُونَ الطِّينَ إلى رُكَبِكُم۔

باب، بارش میں جو لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں کیا امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے؟ اور کیا جمعہ کے دن بارش میں خطبہ پڑھے؟ (یا نہیں؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ کیچڑ والے دن ہمارے سامنے خطبہ دیا اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو انہوں نے حکم دیا کہ الصلوٰۃ فی الرحال (قیام گاہوں پر نماز کی اجازت ہے) کا اعلان کردو (یہ سن کر) لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گویا ان لوگوں نے اس حکم کو قابل اعتراض سمجھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں نے اس بات کو برا (قابل اعتراض) سمجھا ہے بے شک یہ وہ چیز ہے جس کو اس ذات نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور بیشک جمعہ واجب ہے اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمہیں باہر نکالوں (یعنی کیچڑ میں مسجد آنے کی تکلیف جبکہ بارش میں گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے) اور حماد نے اس حدیث کو عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر (اتنا فرق ہے کہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اچھا نہیں سمجھا کہ (حیّ علی الصلوٰۃ کہہ کر) تکلیف میں مبتلا کردوں پھر تم گھٹنوں تک کیچڑ روندتے آؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "خطبنا ابن عباس في يوم ذي ردغ" لأنّ ذلك كان يوم الجمعة وكان يوم المطر ومن قوله ايضا "اي ان الجمعة واجبة"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۲ و مرّ ص۸۶ ویاتی ص۱۳۳، مسلم شریف ص۳۶۴ ابوداؤد ص۱۵۲، ابن ماجہ ص۶۷۔

۶۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يحيىٰ عن أبي سَلَمَةَ قال سَالتُ أبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ فقال جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حتّٰى سَالَ السَّقفُ وكَانَ مِن جَرِيْدِ النَّخْلِ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُ فِي المَاءِ وَالطِّيْنِ حتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِي جَبْهَتِهٖ۔

ترجمہ حدیث ابوسلمہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے (شب قدر کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور برسا یہاں تک کہ (مسجد کی) چھت ٹپکنے لگی اور چھت کھجوروں کی شاخ کی تھی پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ میں نے مٹی کا اثر آپ کی پیشانی پر دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی الجزء الاول منہا من حیث ان العادۃ فی یوم المطر یتخلف بعض الناس عن الجماعۃ فلا شک ان صلوٰۃ الامام تکون حینئذ مع من حضر فینطبق علیٰ قولہ باب ھل یصلی الامام بمن حضر۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۲ ویاتی فی باب السجود علی الانف فی الطین ص۱۱۲ وص۱۱۵ و ص۲۷۰ ایضاً ص۲۷۰ وص۲۷۱ وص۲۷۲ تا ص۲۷۳۔

۶۴۴۔ حَدَّثَنَا آدمُ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنَا أنسُ بنُ سِيْرِيْنَ قال سَمِعتُ أنساً يقولُ قال رَجلٌ مِنَ الأنصارِ إنّي لا أسْتَطِيعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وكَانَ رَجُلاً ضَخْماً فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم طعاماً فَدَعَاهُ إلىٰ مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لهٗ حَصِيْراً وَ نَضَحَ طَرَفَ الحَصِيْرِ فَصَلّٰى عليهِ رَكْعَتَيْنِ فقال رَجُلٌ مِنْ آلِ الجَارُوْدِ لِأنَسٍ أكانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الضُّحٰى قال مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إلّا يَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں (معذور ہوں) آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا اور وہ (عرض کرنے والے) موٹے آدمی تھے چنانچہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ؐ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی پھر انھوں نے آپ ؐ کے لئے ایک چٹائی بچھائی اور چٹائی کے کنارہ کو

دھویا پھر آپ ؐ نے اس چٹائی پر دو رکعت نماز پڑھی پھر آلِ جارود میں سے ایک شخص نے حضرت انس رضؓ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ حضرت انس رضؓ نے فرمایا میں نے تو اس دن کے علاوہ آپؐ کو نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه صلى الله عليه وسلم كان يصلى بسائر الحاضرين عند غيبة الرجل الضخم فينطبق الحديث على قوله باب هل يصلى الامام بمن حضر (عمدہ)

تشریح باب کی تیسری حدیث یعنی آخری حدیث حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے رجلاً ضخماً یعنی حضرت عتبان بن مالک رضؓ نے اپنا عذر پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک جماعت فی المطر کی اجازت دے دی تھی تو اب اگر اس موٹے بھاری بھرکم آدمی سے مراد کوئی دوسرا ہے اور عذر کی وجہ سے مسجد حاضر نہ ہوسکے تو ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ نے صرف حاضرین ہی کو نماز پڑھائی ہوگی، پس صلوٰۃ بمن حضر فی المطر کا اثبات ہوگیا۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا صـ۹۲ ويأتي صـ۱۵۷ وصـ۸۹۸ وابوداؤد فى باب الصلوٰة على الحصير صـ۹۶۔

باب ۴۳۲ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلَى حَاجَتِهِ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلٰوتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ۔

۶۴۵ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يحيىٰ عن هِشَامٍ قال حَدَّثَنِي أَبِي سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَؤُا بِالْعَشَاءِ۔

باب، جب کھانا سامنے آجائے اور نماز کی اقامت کہدی گئی (تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟) حضرت ابن عمر رضؓ تو (ایسی صورت میں) پہلے شام کا کھانا کھالیتے تھے (امام بخاری رحؒ نے آگے چل کر خود وصل کیا ہے دیکھو حدیث ۶۴۷) اور حضرت ابوالدرداء رضؓ نے فرمایا ہے کہ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ پہلے اپنی حاجت کی طرف توجہ کرے (یعنی اپنی حاجت پوری کرلے) تاکہ جب وہ نماز کی طرف توجہ کرے (یعنی نماز شروع کرے) تو اس کا دل فارغ ہو۔

ترجمہ حدیث:۔ حضرت عائشہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ جب

شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی اقامت کہدی جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا وضع العشاء واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ویاتی ص۸۲۱۔

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا یحییٰ بنُ بُکَیرٍ قال حَدَّثَنا اللَّیثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابنِ شِہابٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اِذَا قُدِّمَ العَشَاءُ فَابْدَؤُا بِہٖ قَبْلَ اَن تُصَلُّوا صَلوٰۃَ المَغرِبِ وَلَا تَعجَلُوا عَن عَشَائِکُم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا قدم العشاء فابدؤا بہ الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۲ ویاتی ص۸۲۱ ومسلم شریف اول ص۲۰۸ وترمذی اول ص۴۶ وص۴۷۔

۶۴۷۔ حَدَّثَنا عُبَیدُ بنُ اِسمٰعِیلَ عن اَبِی اُسَامَۃَ عن عُبَیدِ اللّٰہِ عن نَافِعٍ عن اِبنِ عُمَرَ قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُم وَ اُقِیمَتِ الصَّلوٰۃُ فَابْدَؤُا بِالعَشَاءِ وَلَا یَعجَلْ حتّٰی یَفرُغَ مِنہُ وَ کَانَ اِبنُ عُمَرَ یُوضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلوٰۃُ فَلَا یَاتِیہَا حتّٰی یَفرُغَ وَ اِنَّہٗ لَیَسمَعُ قِرَاءَۃَ الاِمَامِ وقال زُھَیرٌ و وَھبُ بنُ عُثمَانَ عن مُوسَی بنِ عُقبَۃَ عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ اَحَدُکُم عَلَی الطَّعَامِ فَلَا یَعجَلْ حتّٰی یَقضِیَ حَاجَتَہٗ مِنہُ وَ اِن اُقِیمَتِ الصَّلوٰۃُ قال اَبُو عبدِ اللّٰہِ وَحَدَّثَنِی اِبرَاھِیمُ بنُ المُنذِرِ عن وَھبِ بنِ عُثمَانَ وَ وَھبٌ مَدَنِیٌّ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا (سامنے) رکھدیا جائے اور نماز کی تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا

کھالو اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو جائے، اور حضرت ابن عمرؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور اُدھر نماز کی تکبیر ہوتی تو وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لئے نہ آتے اور امام کی قراءت سنتے رہتے۔ اور زہیر اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانے پر (بیٹھا) ہو تو جلدی نہ کرے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے خواہ نماز کے لئے اقامت کہدی جائے، امام بخاری رحؒ نے فرمایا اور مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا انھوں نے وہب بن عثمان سے یہی روایت بیان کی اور وہب مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء"

تعدد موضعہ | والحدیث ھٰھنا صـ۹۲ تا صـ۹۳ ویاتی صـ۸۲۱ ومسلم اول صـ۲۰۸ وابوداؤد ثانی صـ۵۲۷۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ اقامت کے ہوتے ہوئے انسان کیا کرے؟ جبکہ کھانا سامنے آگیا ہے تو اب نماز میں مشغول ہو یا کھانے میں؟ کس کو مقدم کرے؟ کیونکہ ترجمہ میں "اذا حضر الطعام" شرط مذکور ہے اور جزا مذکور نہیں یعنی امام بخاری رحؒ نے کوئی حکم اس پر نہیں لگایا۔ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں تقدیرہ یقدم الطعام علی الصلوٰۃ یعنی نماز سے پہلے کھانا کھالے

قال الزین بن المنیر حذف جواب الشرط الخ (فتح جلد ثانی) یعنی چونکہ اس میں شدید اور قوی اختلاف تھا اس وجہ سے کوئی قطعی حکم نہیں لگایا۔

حضرت گنگوہی رحؒ نے فرمایا کہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں حضرت ابوالدرداءؓ کا قول نقل کرکے اس باب کے روایاتِ مختلفہ میں جمع و تطبیق بین الروایات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیونکہ بعض روایات میں کھانا مقدم رکھنے کا حکم ہے (جیساکہ یہاں حضرت ابن عمرؓ کا عمل اور باب کی آخری حدیث حدیث ۶۴۷ سے معلوم ہوتا ہے) اور بعض میں ہے لا تؤخر الصلوٰۃ لطعام ولا لغیرہ۔

(ابوداؤد جلد ثانی صـ۵۲۷ تا صـ۵۲۸) (لامع جلد اول صـ۲۵۳)

امام بخاری رحؒ کا رجحان و میلان یہ ہے کہ اگر قلب فارغ و مطمئن ہے تو نماز سے ابتدا کرے لیکن اگر بھوک کی وجہ سے کھانے کی طرف سخت رغبت ہو یعنی قلب فارغ نہیں ہے بھوک کا غلبہ ہے تو چونکہ اس

صورت میں انقطاع خشوع ہوگا اس لئے ابتدا بالطعام اولیٰ و بہتر ہے۔

اقوالِ ائمہ اس پر تو ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے کہ کھانا موجود ہونے کے باوجود کھانا چھوڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور فابدؤا بالعشاء جمہور کے نزدیک استحباب پر محمول ہے۔ (فتح)

(۱) ظاہر احادیث کی وجہ سے ابن حزم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کھانے کو نماز پر مقدم کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھ لی تو نماز باطل ہو جائے گی۔ (فتح)

(۲) سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل اور اسحٰق رحمہم اللہ کے نزدیک تقدیم بالطعام مطلقاً مستحب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک ابتداء بالصلوٰۃ اولیٰ ہے ان لم یکن متعلق النفس بالاکل، یعنی نماز کو مقدم کرنا اولیٰ ہے بشرطیکہ کھانے کی طرف سخت رغبت نہ ہو خواہ صائم ہو یا نہ ہو اگر بہت بھوک ہے تو کھانے سے ابتدا کرنا اولیٰ و بہتر ہے چونکہ اس میں انقطاع خشوع ہوگا۔

یہی مسلک احناف اور حنابلہ کا ہے اور تقریباً امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے، حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ واقیمت الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد مغرب کی نماز ہے لقولہ "فابدؤا بالعشاء" اور عشاء بفتح العین شام کے کھانا کو کہتے ہیں، چنانچہ باب کی دوسری روایت (حدیث ۶۴۶) میں قبل ان تصلوا صلوٰۃ المغرب ہے والحدیث یفسر بعضہ بعضا، بعض حضرات نے صائم پر محمول کیا ہے۔

وقال الفاکہانی ینبغی حملہ علی العموم الخ (فتح)

علامہ فاکہانیؒ کہتے ہیں عموم پر رکھنا ہی مناسب ہے اصلی مدار طعام کے شوق و رغبت پر ہے وہ ہر وقت ہو سکتا ہے کہ بھوک میں خشوع صلوٰۃ نہ ہوگا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ نماز کو کھانا بنادوں کہ اس میں دل لگا رہے اس سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ کھانے کو نماز بنادوں کہ کھاتے ہوئے بھی نماز کا دھیان رہے۔ لیکن اگر نماز کے وقت کے نکل جانے کا ڈر ہو تو نماز پہلے پڑھے اور اس وقت نماز کی تاخیر کھانے وغیرہ کی وجہ سے جائز نہیں جیسا کہ ابو داؤد کی حدیث گذری، واللہ اعلم۔

باب ۴۳۳ اِذَا دُعِیَ الْاِمَامُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَبِیَدِہٖ مَا یَاْکُلُ۔

۶۴۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ اَنَّ اَبَاہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاْکُلُ ذِرَاعًا

يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب ، جب امام کو نماز کے لئے بلایا جائے اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جس کو کھا رہا ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت عمرو بن امیہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ (بکری کا) دست کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں آپؐ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپؐ کھڑے ہوگئے اور چھری رکھدیا پھر آپؐ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ما تضمنه معنى الحديث وهو ظاهر (عمدہ) یعنی حدیث پاک کے مفہوم سے مطابقت ظاہر ہے کہ حضور اقدسؐ دست کا گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے جب آپؐ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپؐ نے کھانا چھوڑ کر نماز پڑھایا۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۹۳ ومر الحديث ص۳۴ ويأتي ص۴۰۹ وص۸۱۴ ايضا ص۸۱۵ وص۸۲۱ ومسلم شريف ص۱۵۷۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ باب سابق کی حدیث میں فابدؤا بالعشاء کا حکم ایجابی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے۔

(۲) نیز حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں ويحتمل تقييده في الترجمة الخ (فتح)

یعنی چونکہ اس باب میں امام کی قید ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ ماقبل کی حدیث فابدؤا بالعشاء کا حکم مقتدیوں کے لئے ہو اور اب اس باب میں امام کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ امام کو مسجد میں چلے جانا چاہئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مقتدیوں کے مشغول بالطعام سے لوگوں کا کوئی حرج نہیں ہے بخلاف امام کے کہ مشغول رہنے سے سارے لوگ انتظار میں ٹھہرے رہیں گے۔

(۳) ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ فابدؤا بالعشاء کا حکم (یعنی کھانے سے ابتدا کا حکم) اس وقت ہے جبکہ شدتِ بھوک سے خشوع منقطع ہو جائے اور بغیر اس کے مسجد میں چلے جانا چاہئے جیسا کہ آنحضرتؐ کچھ بقدر ضرورت کھا چکے تھے، واللہ اعلم۔

اشکال اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپؐ چاقو سے کاٹ کر تناول فرما رہے تھے لیکن بعض روایت میں ہے لا تقطعوا اللحم بالسكين الخ۔ (ابوداؤد کتاب الاطعمۃ ص۳۵)

جواب:۔ ابوداؤد کی روایت میں ایک راوی ابو معشر ہے جو ضعیف ہے اس لئے بخاری کی روایت

کو ترجیح ہوگی۔

(۲) بعض حضرات نے یہ جواب دیا ہے کہ گوشت بالکل پکا ہوا ہو کہ ہاتھ سے یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہے تو بلا ضرورت چاقو سے کاٹ کر کھانا نصرانیوں کی مشابہت ہے وہ ممنوع ہے لیکن اگر گوشت ادھ پکا ہے تو ضرورتاً چاقو سے کاٹ کر کھانا جائز ہے، واللہ اعلم۔

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم صـ۱۳۵ حدیث ۲۰۶ ملاحظہ فرمائیے۔

باب ۴۳۴ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلوٰةُ فَخَرَجَ۔

۶۴۹ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلوٰةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلوٰةِ۔

باب، جو شخص گھر کے کام کاج میں مشغول ہو اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو نماز کیلئے نکل جائے۔

ترجمہ حدیث اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے کام میں یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت میں مصروف رہتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو (کام چھوڑ کر) نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في "يكون في مهنة اهله تعني خدمة اهله فاذا حضرت الصلوٰة خرج الى الصلوٰة"

تعدد موضعہ: والحديث ههنا صـ۹۳ ويأتي صـ۸۰۸ وصـ۸۹۲، والترمذي

مقصد ترجمہ علامہ عینیؒ اور حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ کھانے کی طرح دنیا کے سارے کام کاج نہیں ہیں اگر تمام کاموں کو کھانے کے حکم میں کردیا جائے تو چونکہ دنیا کے دھندے دن رات چلتے ہی رہتے ہیں تو نماز کے لئے کوئی وقت باقی نہیں رہیگا شریعت مطہرہ میں ضروریات کا اعتبار ضرور ہے مگر بعض ضرورت وہ ہے جس سے انقطاع خشوع کا اندیشہ ہے جیسے سخت بھوک ہے اور کھانا سامنے موجود ہو تو کھانے کو مقدم کرنے کی اجازت ہے۔

اور دوسرے وہ ضروریات جس سے اصل نماز ہی کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے جیسے بول و براز شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں بھی نماز کو مؤخر کرنا پڑیگا لیکن دوسرے تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز میں جانا ضروری ہے

خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ ؐ اپنے کپڑے سی لیتے تھے، جوتا مرمت کر لیتے تھے نیز گھر والوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے مگر جماعت کے وقت سب کام چھوڑ کر مسجد تشریف لے جاتے۔

باب ۴۳۵ مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَسُنَّتَهُ۔

۶۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ إِنِّيْ لَأُصَلِّيْ بِكُمْ وَمَا أُرِيْدُ الصَّلٰوةَ أُصَلِّيْ كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لِأَبِيْ قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں کو صرف اس لئے نماز پڑھائے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ ؐ کے طریقہ کی تعلیم دے گا۔

ترجمہ حدیث ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہماری اس مسجد (یعنی بصرہ کی مسجد) میں آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، نماز پڑھونگا (صرف یہ بتلانے کے لئے) کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ کس طرح نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا ہمارے اس شیخ (حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ) کی طرح اور شیخ (عمرو بن سلمہ رضؓ) پہلی رکعت میں جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جاتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انی لاُصلی بکم وما اُرید الصلوٰۃ اصلی کیف رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی"۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھٰہنا ص۹۳ ویاتی ص۱۱۰ وص۱۱۳ وص۱۱۴۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ فرماتے ہیں "مقصودہ عن ھٰذا الباب انہ لیست ھذہ الصلوٰۃ صلوٰۃ المرائی بل فیہ ثواب الصلوٰۃ للمصلی مع ثواب التعلیم ایضاً"۔ یعنی اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی

لوگوں کو عملی طور پر تعلیم دینے کے لئے، نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے نماز پڑھائے تو یہ ریاکاری نہیں ہے بلکہ اس صورت میں تو سکھلانے والے کو نماز کے عمل کے ساتھ تعلیم کا ثواب بھی ملے گا۔

اشکال: یہاں اشکال یہ ہے کہ نماز میں نیت کا ہونا ضروری ہے اور جب انہوں نے ارادہ ہی نہیں فرمایا تو نماز کیسے درست ہوگی؟

جواب: یہاں مطلق نیت وارادہ کی نفی نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ وقت اگرچہ کسی فریضہ کا وقت نہیں ہے اس لئے میں امامت کا ارادہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا ارادہ تو یہ ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتا دوں۔

امام بخاری رح کا مقصد ثابت ہو گیا کہ تعلیم کے ارادے سے نماز پڑھانا یا پڑھ کر دکھانا درست ہے۔

جلسۂ استراحت وکان الشیخ یجلس الخ امام شافعی رح نے اس سے جلسۂ استراحت پر استدلال کیا ہے۔ امام شافعی رح کے نزدیک پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے فراغت کے بعد جلسہ استراحت مسنون ہے۔ لیکن جمہور (یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح، امام مالک رح، اور امام احمد رح وغیرہ) کے نزدیک جلسہ استراحت مسنون نہیں بلکہ سیدھا کھڑا ہو جانا افضل ہے۔

اس مسئلے پر مفصل اور مدلل بحث اپنی جگہ پر آئے گی انشاء اللہ، یعنی بخاری صـ ۱۱۳ "فی باب من استوی قاعدا فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدا"۔

بَابٌ ۴۳۶ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

۶۵۱ - حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

باب، علم وفضل والا امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ

کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ م نے فرمایا کہ ابو بکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کہ وہ (ابو بکر رض) نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپکی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ م نے (پھر دوبارہ) فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض نے وہی بات دہرائی آپ ص نے پھر یہی فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں بیشک تم تو حضرت یوسف ع کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے یوسف ع کو گھیر رکھا تھا) بالآخر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانیوالا حضرت ابو بکر رض کے پاس پہنچا اور حضرت ابو بکر رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله " مروا ابا بكر فليصل بالناس " فانّ ابا بكر افضل الصحابة واعلمهم رضي الله عنهم۔

اس سے معلوم ہوا کہ اعلم و افضل امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہو گا تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رض کو امام بنایا نیز حضرت ابو سعید خدری رض سے مروی ہے " کان اعلمنا " پس اہل علم و فضل کا احق بالامامۃ ہونا معلوم ہو گیا۔

تعدد موضعہ :- والحديث هٰهنا ص۹۳ ویاتی ص۴۷۹۔

۶۵۲ - حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مالكٌ عن هِشامِ بنِ عُرْوَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ اُمِّ المُؤمِنِينَ اَنّها قالتْ اِنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال فِي مَرَضِهِ مُرُوا اَبا بَكرٍ يُصَلِّي بِالنّاسِ قالتْ عائِشَةُ قُلْتُ اِنَّ اَبا بَكرٍ اِذا قامَ فِي مَقامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النّاسَ مِنَ البُكاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنّاسِ فقالتْ عائِشَةُ قلتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لهُ اِنّ اَبا بَكرٍ اِذا قامَ فِي مَقامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النّاسَ مِنَ البُكاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنّاسِ ففَعَلَتْ حَفْصَةُ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَواحِبُ يُوسُفَ مُرُوا اَبا بَكرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنّاسِ فقالتْ حَفْصَةُ لِعائِشَةَ ما كُنْتُ لِاُصِيبَ مِنْكِ خَيْراً۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابو بکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابو بکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے، لہٰذا آپ عمر رض کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت

عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے کہا کہ آپ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کردو کہ حضرت ابو بکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو (اپنی قراءت) نہیں سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رض کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حفصہ رض نے عرض کردیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خاموش رہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفا ہوگئے اور ڈانٹا) بیشک تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو (یعنی جنھوں نے حضرت یوسف ؑ کو گھیر رکھا تھا) ابوبکر رض سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رض نے حضرت عائشہ رض سے کہا مجھ کو آپ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پہونچ سکتی (یعنی آج بھی مجھ کو ایسا مشورہ دیا کہ صلاح نہ شد بلا شد کہ حضور اکرم ﷺ کی ڈانٹ پڑی حضرت حفصہ رض کا اشارہ یوم العسل کے واقعہ کی طرف تھا کہ وہاں بھی حضرت عائشہ رض نے ایسی پٹی پڑھائی کہ ڈانٹ پڑگئی)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " مروا ابا بکر یصلی بالناس "۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھہنا ص۹۳ ومر ص۳۲ وص۹۱ ویاتی ص۹۹ وص۴۷۹ وص۱۰۸۵۔

۶۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قال اَخْبَرَنِی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیُّ وَکَانَ تَبِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَدَمَہٗ وَ صَحِبَہٗ اَنَّ اَبَابَکْرٍ کَانَ یُصَلِّیْ لَھُمْ فِیْ وَجَعِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَھُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلٰوۃِ فَکَشَفَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سِتْرَ الْحُجْرَۃِ یَنْظُرُ اِلَیْنَا وَھُوَ قَائِمٌ کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَكُ فَھَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْیَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَکَصَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْہِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَارِجٌ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ وَاَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ مِنْ یَوْمِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ ﷺ کے خادم اور صحابی تھے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

کی اس بیماری میں جس میں آپ ؐ نے وفات پائی حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے یہاں تک کہ جب دوشنبہ کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہوکر ہماری طرف دیکھنے لگے اس وقت آپ ؐ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال میں) گویا قرآن کریم کا ایک ورق تھا پھر آپ ؐ مسکرا کر ہنسنے لگے چنانچہ اس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے ہم لوگوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم نے آزمائش میں پڑنے کا خیال کیا (یعنی مارے خوشی کے ہم نے چاہا کہ نماز توڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے میں مشغول ہو جائیں، یا ہم نے خیال کیا کہ فرطِ مسرت سے ہم میں کھلبلی پڑ جائے گی) اور حضرت ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں حضرت ابوبکرؓ نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرلو اور آپ ؐ نے پردہ ڈال لیا پھر اسی دن آپ ؐ کی وفات ہوئی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انّ ابا بکر کان یصلی لھم" (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۳ تا ص۹۴ و یاتی ص۹۴ و ص۱۰۴ و ص۱۶۰ وفی المغازی ص۶۴۰ فی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَارِثِ قال حَدَّثَنَا عبدُ العَزِیْزِ عن اَنَسٍ قال لَمْ یَخْرُجِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثلٰثًا فَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فذَھَبَ اَبُوْبَکْرٍ یَتَقَدَّمُ فقال نبیُّ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِالحِجَابِ فَرَفَعَہٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْہُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا کانَ اَعْجَبَ اِلَیْنَا مِنْ وَجْہِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَاَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِیَدِہٖ اِلٰی اَبِی بَکْرٍ اَنْ یَّتَقَدَّمَ وَاَرْخَی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الحِجَابَ فَلَمْ یُقْدَرْ عَلَیْہِ حتی مَاتَ۔

ترجمہ حدیث حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (مرض وفات میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن باہر نہیں نکلے (انھیں دنوں میں ایک دن) نماز کی اقامت ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ امامت کے لئے آگے بڑھنے لگے اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجرہ کا) پردہ پکڑا اور اس کو اٹھادیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے انور ظاہر ہوا تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے

پسندیدہ (ساری دنیا میں) کوئی منظر کبھی نہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرا لیا پھر وفات تک ہمیں آپؐ کی زیارت مقدر نہ ہوسکی۔

فائدہ:۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "وفیه ان ابابکر کان خلیفة فی الصلوٰة الیٰ موته علیه الصلوٰة الخ (قس)، یعنی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آپؐ کی وفات تک حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کیلئے آپؐ کے خلیفہ رہے، اور شیعہ کا یہ گمراہ کن خیال باطل ہوا کہ آپؐ نے برآمد ہوکر ابوبکرؓ کو معزول کر دیا۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله " فأومأ النبی صلی الله علیه وسلم بیده الیٰ ابی بکر لان اشارته الیه بالتقدم امرله بالصلوٰة للقوم علیٰ سبیل الخلافة الخ۔

تعدد موضعه:۔ والحدیث ههنا ص۹۴ ویاتی ص۱۰۴ وص۱۶۰ وفی المغازی ص۶۴۰۔

۶۵۵۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمٰنَ قال حَدَّثَنِی اِبْنُ وَهْبٍ قال حَدَّثَنِی یُونُسُ عن اِبنِ شِهَابٍ عن حَمْزَةَ ابنِ عبدِ اللهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عن اَبِیهِ قال لَمَّا اشْتَدَّ بِرسولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَجَعُهٗ قِیْلَ لَهٗ فِی الصَّلٰوةِ فقال لهٗ مُرُوا اَبَا بَکْرٍ فلیُصَلِّ بِالنَّاسِ قالت عَائِشَةُ اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَجُلٌ رَقِیقٌ اِذَا قَرَاَ غَلَبَهُ البُکَاءُ قال مُرُوهُ فلیُصَلِّ فعَاوَدَتْهُ فقال مُرُوهُ فلیُصَلِّ اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَیْدِیُّ وابنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ وَاِسْحٰقُ بْنُ یَحْیَی الْکَلْبِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ وقال عُقَیْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عن حَمْزَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم۔

ترجمہ حدیث (سالم بن عبداللہ کے بھائی) حمزہ بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری نے شدت اختیار کرلی تو آپؐ سے نماز (کی امامت) کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں جب (نماز میں قرآن مجید) پڑھیں گے تو ان پر رونا غالب آجائے گا آپؐ نے فرمایا انہی سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر دوبارہ وہی عرض کیا پھر آپؐ نے فرمایا ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ اس حدیث کو یونس کے ساتھ محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے

اور عقیل اور معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرسلاً) روایت کیا ہے۔
کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "مروا ابابكر فليصلّ بالناس "۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امامت کا سب سے زیادہ حق دار و مستحق وہ ہے جو سب سے علم و فضل والا ہو، قال الحافظ ومقتضاه ان الاعلم والافضل احق من العالم والفاضل۔ (فتح)
یعنی اعلم و افضل عالم و فاضل سے احق ہوں گے، مطلب یہ ہے کہ جس میں جتنا علم ہوگا وہ اتنا ہی احق بنتا چلا جائیگا۔

امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس میں تو کوئی شبہ نہیں اور نہ ہی فقہاءِ اسلام کا اختلاف ہے کہ امامت ایک مقدس و محترم منصب ہے جس کے لئے نہایت پاکیزہ صفات اور اعلیٰ اوصاف کی ضرورت ہے اور وہ اوصاف متعدد ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں محترم و مقدس سمجھے جاتے ہیں۔
(۱) علم و فضل (یعنی دینی مسائل بالخصوص نماز کے مسائل) میں سب سے زیادہ فوقیت رکھتا ہو۔
(۲) قراءت (یعنی تجوید و قراءت) میں سب سے زیادہ فائق ہو۔ (۳) تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ۔
کما فی کتب الفقہ :- واولى الناس بالامامة اعلمهم بالسنة فان تساووا فاقرأهم فان تساووا فاورعهم فان تساووا فاسنّهم۔ (هدايه باب الامامة وقدوري باب الجماعة)
اس سے معلوم ہوا کہ اوصاف مذکورہ میں سے سب سے زیادہ ترجیح علم اور قراءت کو ہے۔ لیکن خود ان دونوں (علم اور قراءت) میں کس کو ترجیح ہے؟ اس میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں :-
(۱) امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام محمدؒ کے نزدیک علم کو ترجیح ہوگی قراءت پر، مالکیہ اور شوافع سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ یعنی جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک احق بالامامۃ اعلم وافقہ ہے پھر اقرأ۔
حافظ عسقلانی شافعیؒ فرماتے ہیں "قال النووي قال اصحابنا الأفقه مقدم على الاقرأ الخ" (فتح الباری جلد ثانی صـ۱۳۵)۔
امام بخاری رح بھی اسی کے قائل ہیں گویا امام بخاری رح نے اس مسئلے میں حنفیہ کی تائید و موافقت کی ہے۔

(۲) دوسرا قول امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک اقرأ کو ترجیح ہوگی اعلم پر۔
امام بخاریؒ نے احق بالامامت کے سلسلے میں اہل علم وفضل کی ترجیح وتقدیم کے لئے پانچ روایات ذکر کی ہیں اور ہر روایت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امامت کا واقعہ ہے۔

باب کی پہلی روایت اور دوسری روایت میں ہے "مروا ابابکر فلیصل بالناس"۔
اب غور یہ کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکمِ امامت کس بنیاد پر ہے؟ کس مقصد کے پیشِ نظر ہے؟ اگر اس حکم کا مقصد صرف یہ ہوتا کہ جماعت ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ یا حضرت ابی بن کعبؓ یا اور کوئی صحابی پڑھا دیتے لیکن یہاں تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بار بار کی درخواست وگذارش کے بعد بھی حضور اقدس ﷺ کا یہی فرمانا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور صرف یہی نہیں بلکہ درخواست کرنے والوں کو ڈانٹ کر فرمایا کہ ابوبکر ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں، بلاشبہ اس وقت کی امامت کسی اہم ترین مقصد کے پیشِ نظر تھا اور وہ مقصد اپنی جانشینی اور خلافت تھی اور یہ حکم دراصل منجانب اللہ تھا جیسا کہ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولیٰ ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔ (مسلم شریف ثانی ص۲۷۳)

(اے عائشہ) اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک مکتوب لکھدوں مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی تمنا کرنیوالا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں زیادہ مستحق ہوں (خلافت کا) حالانکہ اللہ اور مؤمنین سوائے ابوبکرؓ کے کسی کو پسند نہیں کریں گے۔

نیز بخاری شریف جلد ثانی باب الاستخلاف کی ایک طویل کا آخری جز اسی مضمون پر مشتمل ہے:-
لقد اردتُ ان ارسل الیٰ ابی بکر وابنہ فاعھد الخ (بخاری ثانی ص۱۰۷۲)
یعنی میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور ابوبکر کو ولی عہد کردوں (یعنی خلیفہ بنادوں) ایسا نہ ہو کہ (میری وفات کے بعد) کوئی کہنے والا یا آرزو کرنے والا آرزو کرے (خلیفہ بننا چاہے) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ابوبکر کے سوا کسی اور کی خلافت منظور نہیں ہے اور نہ ہی مسلمان کسی اور کو خلیفہ ہونے دیں گے اس لئے پہلے سے خلیفہ بنانے کی ضرورت نہیں۔

بہر حال امام بخاریؒ نے امام اعظمؒ کی موافقت کی ہے اور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں امامت حضرت ابوبکرؓ کے سپرد فرمائی جس سے بخاریؒ نے استدلال کیا ہے کہ اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی اگر اقرأ کی ترجیح ہوتی تو حضرت ابی بن کعبؓ امامت کے مستحق زیادہ ہوتے جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اقرءھم ابی بن کعب الخ (ترمذی ثانی ص۲۲۰)

ظاہر ہے کہ یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم اعلم ہونے کی بنا پر تھی چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وکان ابوبکر هو اعلمنا۔ (بخاری اول ص۵۱۶ ساتویں سطر)

رہا حضرات حنابلہ رحمہم اللہ کا استدلال حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے احقهم بالامامة اقرؤهم" (مسلم شریف اول ص۲۳۶) اسی صفحہ پر دوسری روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے یؤم القوم اقرؤهم (ترمذی اول ص۳۲)

اس کا صحیح تر جواب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں جبکہ قرآن حکیم کے حفاظ و قراء کم تھے چونکہ صحابہ کرام بڑی عمر میں اسلام سے مشرف ہوتے اور اسی عمر میں صحابہ قرآن حکیم پڑھتے تھے اس لئے اکثر صحابۂ کرام کو قرآن مجید کی سورتیں اور آیات اتنی مقدار میں بھی یاد نہ ہوتی تھیں کہ جن سے قراءت مسنونہ کا حق ادا ہو سکے تو قرآن مجید کے حفظ و قراءت کی ترغیب کے لئے اقرأ کو مقدم رکھا گیا بعد میں جب قرآن حکیم اچھی طرح رواج پا گیا اور مسلمانوں کے بچے قرآن مجید کے حافظ ہونے لگے تو اقرأ کو امامت میں ترجیح دینے کی بات منسوخ ہو گئی اور اعلمیت کو استحباب امامت کا اولین معیار قرار دیا گیا کیونکہ اقرأ کی ضرورت نماز کے صرف ایک رکن قراءت سے ہوتی ہے جبکہ اعلم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں ہوتی ہے۔

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنا اور ان کے علاوہ کسی امامت پر راضی نہ ہونا ان کے اعلم ہونے کی بنا پر تھا۔

اور چونکہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ کا ہے اس لئے ان تمام احادیث کے لئے ناسخ کی حیثیت رکھتا ہے جن میں اقرأ کی تقدیم کا بیان ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے "انما یخشی الله من عباده العلماء" نیز ارشاد ربانی ہے " ان اکرمکم عند الله اتقاکم"

معلوم ہوا کہ خشیت الٰہی اور تقویٰ کا تعلق علم سے ہے واللہ اعلم۔

باب ۴۳۷ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ۔

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حِذَاءَ اَبِی بَکرٍ اِلیٰ جَنبِہٖ فکانَ اَبُوبَکرٍ یُصَلِّی بِصَلوٰۃِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالنَّاسُ یُصَلُّونَ بِصَلوٰۃِ اَبِی بَکرٍ۔

باب ، جو شخص کسی عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، عروہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اندر (مرض میں) کچھ تخفیف محسوس کی تو باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اشارہ سے فرمایا کہ آپ اپنی جگہ رہئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نماز کی اقتدا کر رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الیٰ جنبہ "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۴ و یاتی مفصلا ومطولاً ص۹۵ ومسلم فی الصلوٰۃ ص۱۷۷ تا ص۱۷۸، ایضاً ابن ماجۃ ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ای ھوجائز لعلۃ الخ یعنی باوجود جماعت کے اگر مقتدی کسی ضرورت و عذر کی وجہ سے امام کے پہلو میں کھڑا ہو جائے تو جائز ہے خواہ وہ عذر یہ ہو کہ امام کی آواز لوگوں تک پہنچانا مقصود ہو یا خود امام کو کوئی عذر پیش آجائے۔

تشریح جماعت کے سلسلے میں اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہونگے تقدم صرف امام کا حق ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ تقدم امام نہیں ہوتا ہے بلکہ مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو گا۔

(۱) اگر مقتدی صرف ایک ہے تو مقتدی امام کے داہنی طرف کھڑا ہو گا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جگہ تنگ ہو کہ امام تقدم پر قادر نہیں۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سب ننگے ہوں تو امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جماعت میں تقدم صرف امام کا حق ہے مجبوری کی صورت میں امام کسی مقتدی کو اپنے پہلو میں کھڑا کر سکتا ہے۔

فاشار الیہ أن کما انت اسمیں ما موصولہ ہے اور انت مبتدا اور اس کی خبر علیہ یا فیہ محذوف ہے اور کاف تشبیہ کے لئے ای کن مشابہا لما انت علیہ۔ ای یکون حالك فی المستقبل مشابهاً لحالك فی الماضی یا کاف زائدہ ہو ای الزم الذی انت علیہ وھو الامامۃ (کرمانی)

سوال ترجمۃ الباب میں ہے قام الی جنب الامام اور روایت میں ہے فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الی جنبہ الخ۔

تو حدیث سے ترجمۃ الباب کی مطابقت کیونکر ہے؟ کیونکہ روایت میں قیام الی جنب الامام کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جواب:۔ علامہ کرمانیؒ سوال قائم کرکے جواب دیتے ہیں "لا شك انّ فی الابتداء کان قائما ثم صار جالساً، (کرمانی)۔

ع۲ اور یہ جواب سب سے عمدہ ہے کہ یہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ امام (یعنی حضور اقدسؐ) کے پہلو میں قائم تھے لہٰذا اب ترجمہ سے مطابقت میں کوئی اشکال نہیں واللہ اعلم۔

باب ۴۳۸ مَن دَخَلَ لِیَؤُمَّ النَّاسَ فجاءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ فتأَخَّرَ الأَوَّلُ أوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلوٰتُهٗ فِيهِ عَائِشَةُ عنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

۶۵۷۔ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قالَ أخْبَرَنا مالِكٌ عن أبِي حازِمِ بنِ دِينارٍ عن سهلِ بنِ سعدٍ السَّاعِدِيِّ أنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذَهَبَ إلَى بَنِي عَمْرِو بنِ عَوفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فحانَتِ الصَّلوٰةُ فجاءَ المُؤَذِّنُ إلى أبِي بَكْرٍ فقالَ أتُصَلِّي لِلنَّاسِ فأُقِيمُ قالَ نَعَمْ فصَلَّى أبُو بَكْرٍ فجاءَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَالنَّاسُ فِي الصَّلوٰةِ فتَخَلَّصَ حتى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فصَفَّقَ النَّاسُ وَكانَ أبُو بَكْرٍ لا يَلْتَفِتُ فِي صلوٰتِهِ فلَمَّا أكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فرَأى رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فأشارَ إلَيْهِ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنِ امْكُثْ مَكانَكَ فرَفَعَ أبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا أمَرَهٗ بِهِ رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مِن ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أبُو بَكْرٍ حتى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رسولُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی فلمّا انصرف قال یا ابا بکر مامنعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالی رایتکم اکثرتم التصفیق من نابہ شئ فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء۔

باب، اگر کسی شخص نے نماز میں لوگوں کی امامت شروع کردی پھر اصلی (معین) امام بھی آگئے تو پہلا شخص پیچھے ہٹے (یعنی مقتدیوں کے صف میں مل جائے) یا نہ ہٹے ہر حال میں اس کی نماز جائز ہوگی اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں باہم صلح کرانے کے لئے (قبا) تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو مؤذن (بلال رضؓ) حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھادیں گے؟ تو میں اقامت کہوں، حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا "ہاں" (پڑھادونگا) چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ نے نماز شروع کردی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے آپؐ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ پہلی صف میں جاکر ٹھہر گئے لوگ تالی بجانے لگے اور حضرت ابوبکر رضؓ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے لیکن جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے التفات کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (کہ کھڑے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو (یعنی نماز پڑھاتے رہو) اس پر ابوبکر رضؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کو اپنی جگہ رہنے کی اجازت دی (یعنی ان کو امامت کے لائق سمجھا) اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر ابوبکر رضؓ پیچھے ہٹ گئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امام کی جگہ) آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیدیا تھا تو تمہیں اپنی جگہ ٹھہرے رہنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ اس پر ابوبکر رضؓ نے عرض کیا کہ ابن ابی قحافہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امام بن کر نماز پڑھانا مناسب نہیں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نمازیوں سے) فرمایا تم لوگوں نے اتنی زیادہ تالیاں کیوں بجائیں دیکھو (آئندہ سے) اگر کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو اس کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اس لئے کہ جب وہ سبحان اللہ کہیگا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور تالی بجانا صرف عورتوں کے لئے ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم استاخر ابوبکر حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی۔

تعدد موضعہ والحدیث ھہنا ص۹۴ ویاتی فی باب ما یجوز من التسبیح الخ ص۱۶۰ و ایضا فی باب التصفیق للنساء ص۱۶۰ مختصراً۔ وفی باب رفع الایدی فی الصلوٰۃ لامر ینزل بہ ص۱۶۲، وفی باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ ص۱۶۵ وفی کتاب الصلح ص۳۷۰ و ص۳۷۱ مختصراً، وص۱۰۶۶ واخرجہ ابوداؤد فی باب التصفیق فی الصلوٰۃ ص۱۳۵ تا ص۱۳۶ وخرجہ النسائی ایضاً۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں لفظ اول دوجگہ آیا ہے فجاء الامام الاول میں امام راتب (یعنی امام) مراد ہے، اور دوسرے فتاخر الاول میں اول سے مراد نائب امام ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر امام راتب یعنی مستقل اور معین امام کسی ضرورت کی وجہ سے کہیں جارہا ہو اور کسی کو نماز پڑھانے کے لئے نائب بنا جائے اور وقت ہونے پر یہ نائب نماز شروع کردے پھر اسی دوران (نماز کے دوران ہی میں) امام راتب (اصل امام) آجائے تو دوصورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ نائب امام پیچھے ہٹ جائے کیونکہ امام راتب کی عدم موجودگی میں اس کو امامت سپرد کی گئی تھی جب امام راتب آگیا ہے تو نائب امام کو پیچھے ہٹ جانا چاہئے اور امام راتب آگے بڑھ کر امامت کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نائب امام جب اجازت کے بعد شروع کرچکا ہے تو اب نائب پیچھے نہ ہٹے بلکہ امام راتب نائب کی اقتداء میں نماز ادا کرلے۔

امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

امام بخاری رح کا استدلال ایک تو حضرت عائشہ رض کی روایت سے ہے جو باب سابق میں حدیث ۶۵۶ گذرا، جس کے لئے امام بخاری رح نے اس باب میں اشارہ کیا "وفیہ عائشۃ، ای عن عائشۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس روایت عائشہ رض میں ہے فلما رآہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ ان کما انت "؛ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ان کما انت سے معلوم ہوگیا کہ امام (اصل امام) کے آجانے کے باوجود نائب پڑھا سکتا ہے۔

اور فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ یعنی آنحضرت ص نے حضرت ابوبکر رض کے برابر میں بیٹھ کر امامت فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ امام راتب پڑھا سکتا ہے اور نائب امام ہٹ جائیگا۔

پس امام بخاری رح کا مقصد اور مذہب ثابت ہو گیا کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔
دوسرا استدلال حدیث الباب سے ہے جو بالکل واضح ہے۔
اصل واقعہ ۳ھ کا ہے کہ انصار کے ایک قبیلہ بنی عمرو بن عوف جو قبا میں آباد تھے آپس میں لڑائی ہو گئی یہاں تک کہ خشت باری کی نوبت آ گئی اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ؐ ظہر کی نماز کے بعد چند صحابہ رض کو ساتھ لے کر مصالحت کرانے کے لئے قبا تشریف لے گئے اور جاتے وقت حضرت بلال رض سے فرما گئے کہ اگر میں عصر کی نماز کے وقت نہ آ سکا تو ابوبکر رض سے عصر کی نماز پڑھوا لینا چنانچہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وقت پر تشریف نہیں لا سکے اس لئے حضرت ابوبکر رض نے مسجد میں نماز شروع کر دی ابھی پہلی رکعت ہی تھی کہ حضور ؐ تشریف لے آئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچ گئے لوگوں نے حضرت ابوبکر رض کو متوجہ کرنے کے لئے تصفیق کی لیکن حضرت ابوبکر رض کا حال یہ تھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پوری توجہ سے نماز میں مصروف ہو جاتے کسی طرف التفات نہ کرتے جب لوگوں نے بہت زیادہ تصفیق کی تو حضرت ابوبکر رض متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو پیچھے ہٹنا چاہا تو حضور اقدس ؐ نے اشارہ سے فرمایا امکث مکانک یعنی اپنی جگہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس امام بخاری رح نے استدلال کر لیا کہ نائب امام نماز پڑھا سکتا ہے لیکن حضرت ابوبکر رض سے رہا نہیں گیا پیچھے ہٹ کر صف میں مل گئے اور حضور اقدس ؐ نے نماز پڑھائی، اس سے دوسرا جز بھی ثابت ہو گیا کہ نائب امام کا پیچھے ہٹنا اور امام راتب کا نماز پڑھانا درست ہے۔
مذکورہ تقریر سے واضح ہو گیا کہ امام بخاری رح نے شوافع کی موافقت کی ہے کہ دونوں صورت درست ہے۔ لیکن جمہور احناف وغیرہ اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ ایک نماز میں دو اماموں کی اقتدا بلا عذر جائز نہیں اور حدیث الباب کا جواب دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رح فرماتے ہیں کہ علماء کا اتفاق ہے کہ دو اماموں کی اقتدا ایک نماز میں جائز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل خصوصیت پر محمول ہے۔ (فتح)۔ البتہ اگر امام اول پر حصر واقع ہو جائے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے تو یہاں ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے حصر واقع ہو گیا تھا۔

تصفیق تصفیق کے لغوی معنی ہیں تالی بجانا، یہاں تصفیق سے مراد یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو مارا جائے اس سے جو آواز پیدا ہوگی اس سے امام متوجہ ہوگا۔ اور ہمارے عرف میں جو تالی بجانے کی عام صورت یہ ہے کہ احد الکفین کے بطن کو بطن اخریٰ پر مارا جائے اس سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے یہ از قبیل لہو ولعب ہے اور مذموم ہے۔

حافظ عسقلانی کا تفرّد حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں وفیه جواز احرام الماموم قبل الامام الخ (فتح) یعنی امام سے قبل مقتدی کا احرام صلوٰۃ جائز ہے۔ اور جو شخص تنہا نماز شروع کرے پھر اقامت ہوجائے تو وہ شخص نمازِ جماعت میں اسی طرح داخل ہوجائیگا نماز توڑ کر پھر سے تکبیر تحریمہ کہہ کر شرکتِ جماعت کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتح جلد ثانی)

عند الجمہور غلط ہے۔ صحیح عند الجمہور یہ ہے کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے قبل مقتدی کا تکبیر تحریمہ درست نہیں ہے اور اقتدار کے خلاف ہے لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبّر الامام فکبّروا یعنی جب امام تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو، واللہ اعلم۔

باب [۴۳۹] إذا استووا في القراءة فليؤمهم أكبرهم۔

۶۵۸۔ حدّثنا سليمٰن بن حرب قال أخبرنا حمّاد بن زيد عن أيّوب عن أبي قلابة عن مالك بن الحويرث قال قدمنا على النبيّ صلى الله عليه وسلم ونحن شببة فلبثنا عنده نحواً من عشرين ليلة وكان النبيّ صلى الله عليه وسلم رحيماً فقال لو رجعتم إلى بلادكم فعلّمتموهم مروهم فليصلّوا بصلوٰة كذا في حين كذا وصلوٰة كذا في حين كذا فإذا حضرت الصلوٰة فليؤذّن لكم أحدكم وليؤمّكم أكبركم۔

باب، جب چند لوگ قراءۃ میں برابر ہوں تو جوان سب میں زیادہ عمر والا ہو وہ امامت کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت مالک بن حویرث رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب جوان تھے اور ہم لوگوں نے آپ ص کے پاس تقریباً بیس دن تک قیام کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل تھے تو (جب آپ ص نے ہمارا اشتیاق اپنے گھر والوں کی طرف محسوس کیا) فرمایا اگر تم اپنے وطن کو لوٹ کر جاؤ تو انہیں دین کی تعلیم دو اور ان لوگوں سے کہو کہ فلاں نماز ایسے وقت اور فلاں نماز اس وقت میں پڑھا کریں اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سے عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في قوله " وليؤمكم اكبركم "۔ حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث الباب میں جو بڑی عمر والے کو امامت کے لئے آگے بڑھانے کی بات ہے وہ اس وقت ہے جبکہ حاضرین میں سب علم

اور قراءت میں مساوی ہوں ورنہ بڑی عمر والے کی تقدیم نہ ہوگی، (لامع جلد اول)

اس پر حضرت شیخ الحدیث رح حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ گویا ترجمۃ الباب سے حدیث کی شرح کی گئی ہے اور یہ حدیث سے بھی بالکل واضح ہے چونکہ یہ حضرات سب کے سب علم اور قراءت میں برابر تھے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں رہے اس لئے بڑی عمر والے کو ترجیح ہوگی اور یہ مسئلہ گذر چکا ہے کہ جمہور ائمۂ ثلاثہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک اعلم کو اقرأ پر ترجیح ہوگی۔

امام احمدؒ اور ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اقرأ مقدم ہوگا، امام بخاری رح کا رجحان و میلان جمہور ہی کی طرف ہے چونکہ بخاری رح اس سے پہلے باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ منعقد فرما چکے ہیں، واللہ اعلم

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۴ تا ص۹۵ و مرّ ص۸۷ و ص۸۸ و ص۹۰ و یاتی ص۱۱۳ و ص۳۹۹ مختصراً ص۸۸۸ و ص۱۰۷۶ باقی مواضع کے لئے حدیث ع۶۰۶ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد حدیث پاک کی شرح ہے کہ حدیث میں بڑی عمر والے جو تقدم کا حق بتایا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ اذا استووا فی القراءۃ یعنی سارے حاضرین علم اور قراءت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو تقدم کا حق ہوگا۔ و مرّ مراراً۔

باب۴۴۰ اِذَا زَارَ الْاِمَامُ قَوْماً فَاَمَّهُمْ

۶۵۹۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَاذَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِي اُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا۔

باب، جب امام کچھ لوگوں سے ملاقات کے لئے جائے تو ان کا امام ہو سکتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت محمود بن ربیع رض فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک انصاری رض سے سنا انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے میرے گھر میں آنے کی) اجازت طلب فرمائی میں نے آپ ص کو اجازت دیدی پھر آپ ص نے فرمایا کہ تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں چنانچہ میں جس جگہ کو پسند کرتا تھا میں نے اس کا اشارہ کر دیا پھر آپ ص وہیں (نماز کے لئے) کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ ص کے پیچھے صف باندھ لی پھر آپ ص نے سلام پھیرا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ
"فقال این تحب ان اصلی من بیتک فاشرت لہ الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۵، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم حدیث ۴۱۲ کے مواضع ص۴۵۴ پر ملاحظہ فرمایئے۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد جواز بتانا ہے اور سنن میں جو روایت آئی ہے مَن زار قوما فلا یؤمہم ولیؤمہم رجل منہم (ابوداؤد باب امامۃ الزائر ص۸۹، وترمذی فی باب ماجاء من زار قوما الخ ص۴۷)
یعنی جو شخص کسی کے گھر پر جائے تو امامت نہ کرے الخ
امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ ممانعت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ عدم اجازت پر موقوف ہے۔
نیز یہ مقصد ہے کہ حدیث عام لوگوں کے لئے ہے کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے لیکن امام اعظم خلیفۃ المسلمین، سلطان وقت اس حکم میں داخل نہیں ہیں کیونکہ ان کو ولایتِ عامہ حاصل ہے اس لئے ان حضرات کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے یہی جمہور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔
ویسے اجازت کے بعد ہر ایک کے لئے امامت کرنا جائز ہے بشرطیکہ شرائطِ امامت پائے جائیں۔ صرف امام اسحاق بن راہویہ رح کے نزدیک صاحبِ خانہ کی اجازت کے بعد بھی زائر یعنی مہمان کو امام بننا درست نہیں۔

فائدہ شریعت میں احق بالامامت کے جو مراتب و درجات بیان کئے گئے کہ پہلے اعلم پھر اقرأ وغیرہ امام مسجد اور صاحب البیت اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی امامِ مسجد سے اگر کوئی بڑا عالم بھی مقتدی میں ہو تب بھی امامِ مسجد ہی احق بالامامت ہے ہاں امام مسجد کی اجازت سے دوسرا پڑھا سکتا ہے، واللہ اعلم۔

باب (۴۱۱) اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ وَصَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی مَرَضِهِ الَّذِی تُوُفِّیَ فِیهِ بِالنَّاسِ وھو جالسٌ وقال ابنُ مسعودٍ اِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْاِمَامِ یَعُوْدُ فَیَمْکُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ یَتْبَعُ الْاِمَامَ وقال الحَسَنُ فِیْمَنْ یَرْکَعُ مَعَ الامامِ رَکْعَتَیْنِ وَلَا یَقْدِرُ عَلَی السُّجُودِ یَسْجُدُ لِلرَّکْعَةِ الْاٰخِرَةِ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَقْضِی الرَّکْعَةَ الْاُوْلٰی بِسُجُوْدِهَا وَفِیْمَنْ نَسِیَ سَجْدَةً حَتّٰی قَامَ یَسْجُدُ۔

۶۶۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قال اَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عن مُوسَی بْنِ اَبِی عَائِشَةَ

عن عُبَيْدِ اللهِ بن عبدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ قال دَخلتُ عَلىٰ عائِشَةَ فقلتُ اَلَا تُحَدِّثِيْنِي عن مَرَضِ رسولِ الله صلی الله علیه وسلم قالتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم فقال اَصَلَّى النَّاسُ قُلنا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففَعَلْنا فاغتَسَلَ فذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النَّاسُ قُلنا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يا رسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ قالتْ ففَعَلْنا فاغتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النَّاسُ قُلنا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يارسولَ اللهِ قال ضَعُوا لِي ماءً فِي المِخْضَبِ فقَعَدَ فاغتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فقال اَصَلَّى النَّاسُ قُلنا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يارسولَ اللهِ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم لِصَلٰوةِ العِشَاءِ الآخِرَةِ فأَرْسَلَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم اِلٰى اَبِي بَكْرٍ بِاَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فأَتَاهُ الرَّسُولُ فقال اِنَّ رسولَ اللهِ صلی الله علیه وسلم يَأْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فقال اَبُوبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فقالَ لَهُ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فصَلّٰى اَبُوبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم وَجَدَ مِن نَفْسِهِ خِفَّةً فخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا العَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فلَمَّا رَاٰهُ اَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فأَوْمٰى اِلَيْهِ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم بِاَنْ لَا يَتَاَخَّرَ فقال اَجْلِسَانِي اِلٰى جَنْبِهِ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِي بَكْرٍ قال فجَعَلَ اَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم وَالنَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم قَاعِدٌ قال عُبَيْدُ الله فدَخَلْتُ على عبدِ اللهِ بنِ عبّاسٍ فقلتُ لهُ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيكَ مَاحَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عن مَرَضِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم قال هَاتِ فعَرَضْتُ عليهِ حَدِيثَهَا فمَا اَنْكَرَ مِنهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهُ قال اَسَمَّتْ لكَ الرَّجُلَ الذِي كَانَ

مَعَ الْعَبَّاسِ فَقُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ۔

باب، امام تو اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی (لوگ کھڑے تھے) اور حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا کہ اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے (رکوع میں یا سجدے میں) سر اٹھالے تو پھر لوٹ جائے (یعنی رکوع یا سجدے میں چلا جائے) اور جتنی دیر سر اٹھائے رہا اتنی ہی دیر ٹھہرا رہے پھر امام کی پیروی کرے اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور (لوگوں کی کثرت و ہجوم کے سبب) سجود پر قادر نہ ہوسکا تو وہ آخری رکعت کے لئے دو سجدے کرے پھر پہلی رکعت کو مع اس کے سجدوں کے قضا کرے اور جو شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو لوٹ کر سجدہ کرے (یعنی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو کھڑا ہو چکا ہوں بلکہ قیام کو ترک کرکے سجدہ کرے پھر سجدہ کرکے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رح کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی تفصیلات نہیں بیان فرمائیں گی؟ انھوں نے فرمایا "کیوں نہیں" (پھر بیان کیا کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ص نے فرمایا تو میرے لئے لگن (ٹب) میں پانی رکھدو (میں غسل کروں گا) حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی پانی رکھدیا) پھر آپ ص نے غسل کیا پھر آپ ص بمشقت اٹھنے لگے تو آپ ص بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ ص نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھدو عائشہ رض نے فرمایا کہ ہم نے کیا (یعنی پانی رکھدیا) آپ ص نے غسل فرمایا پھر آپ ص بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو پھر آپ ص بیٹھے اور غسل فرمایا پھر بمشقت اٹھنے لگے تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ وہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ قاصد ان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت ابوبکر رض نے (حضرت عمر رض سے) کہا اور ابوبکر رض نرم دل انسان تھے اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو

حضرت عمرؓ نے ان سے کہا آپ ہی اس (امامت) کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ان دنوں حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے پھر (ایک دن) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ میں (اپنے مرض میں) کچھ ہلکاپن محسوس کیا تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے سے ظہر کی نماز کے لئے نکلے ان میں سے ایک حضرت عباسؓ تھے اور اس وقت حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر جب ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کردیا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دو چنانچہ ان دونوں نے آپؐ کو ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ تو نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کررہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کررہے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، عبیداللہ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس پہونچا اور ان سے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے سامنے وہ حدیث پیش نہ کروں جو حضرت عائشہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سلسلے میں بیان کی ہے انھوں نے فرمایا پیش کرو چنانچہ میں نے ان کے سامنے حضرت عائشہؓ کی حدیث پیش کی انھوں نے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف یہ کہا کہ انھوں نے اس دوسرے شخص کا نام بھی بتایا تھا جو حضرت عباسؓ کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ دوسرے شخص حضرت علیؓ تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " فجعل ابوبكر يصلى وهو ياتم بصلوٰة النبى عليه الصلوٰة والسلام " (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۹۵ ومر ص۳۲ تا ص۳۳ وص۹۱ تا ص۹۲ ومر قطعة منه فى باب من قام الى جنب الامام لعلة ص۹۴ ويأتى ص۹۸ وص۹۹ وص۳۵۲ وص۴۳۷ وفى المغازى ص۶۳۹ وص۸۵۱۔

٦٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِساً وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَاماً فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِساً فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعُونَ ـ

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ م بیمار تھے تو آپ م نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو آپ م نے ان کو اشارہ کیاکہ بیٹھ جاؤ پھر جب آپ م نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہذا جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۹۵ تا ص۹۶ ویاتی ص۱۵۰ وص۱۶۵ وص۸۴۵ وخرجہ مسلم ص۱۷۷ وابوداؤد ص۸۹۔

۶۶۲. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلٰوةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے تو آپ م کا داہنا پہلو چھل گیا تو آپ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب امام کھڑے

ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابو عبداللہ یعنی امام بخاری رح کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا کہ یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو" یہ پرانی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد (مرض الوفات میں) آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ م نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری سے آخری فعل کو معمول بنایا جاتا ہے۔

مطابقة للترجمة:- مطابقة الحديث للترجمة "انما جعل الامام ليؤتم به"۔

تعدد موضعه:- والحديث ههنا ص۹۶ وابوداؤد فی "باب الامام يصلی من قعود ص۸۸"۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب میں امام بخاری رح نے باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ع۶۶۱ کا ٹکڑا نقل فرمایا ہے۔ یعنی امام کو امام ہی اس لئے بنایا جاتا ہے کہ نماز کے تمام افعال یعنی قیام رکوع، سجدہ اور قعدہ سب میں امام کی اقتداء کی جائے امام کی مخالفت اور امام سے سبقت درست نہیں سوائے ان چند اقوال وافعال کے جو خود نصوص سے مستثنیٰ ہیں۔

امام بخاری رح کا مقصد امام کے نقل کردہ تعلیقات سے واضح ہے مثلاً ترجمۃ الباب کے بعد پہلی تعلیق ذکر کرتے ہیں "وصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ وھو جالس" ای والناس خلفہ قیاماً ولم یامرھم بالجلوس اس سے صاف معلوم ہوا کہ انما جعل الامام لیؤتم بہ قانون کلی ہے لیکن اس سے یہ حکم مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ محدث دہلوی رح تراجم ابواب میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ اذا صلی جالسا فصلوا جلوسا منسوخ ہے چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات ۱۱ھ میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ رض نے آپ م کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی۔ نیز حنابلہ پر رد اور جمہور احناف وشوافع کی تائید وموافقت مقصود ہے۔

ائمہ کرام کے اقوال امام اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیسے پڑھے؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور احناف وشوافع، امام ابو یوسف اور سفیان ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک مقتدی حضرات کھڑے ہو کر پڑھیں گے کیونکہ مقتدیوں کو کوئی عذر نہیں ہے بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رح اور حنفیہ میں سے امام محمد رح فرماتے ہیں کہ قاعد قائم کی امامت ہی نہیں کرسکتا ہے بیٹھ کر

نماز پڑھانے والے کی امامت جائز ہی نہیں لہذا اس کی اقتدا کھڑے ہو کر بھی درست نہیں۔

(۳) امام احمدؒ اور داؤد ظاہری رحؒ کے نزدیک اقتداء کرنے والے کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے بشرطیکہ امام راتب ہو اور مرض مرجوع الزوال ہو۔

مگر ایسی صورت میں امام کو چاہیئے کہ اگر قائماً نماز پڑھانے کی قدرت نہ ہو تو اپنا نائب و جانشین مقرر کر دے کہ وہ نماز پڑھا دے۔

امام مالکؒ وغیرہ کا استدلال ایک مرسل روایت سے ہے ولا یؤمن احد بعدی جالسا، جمہور نے اس کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے۔

امام احمدؒ کی دلیل باب کی دوسری حدیث ہے یعنی حدیث ۶۶۱۔ اس کا جواب گذر چکا ہے کہ منسوخ ہے اگرچہ دوسرے تاویلات بھی کئے گئے ہیں۔

تعلیقات کی تشریح

۱ وصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس کی تشریح گذر چکی ہے کہ یہ ناسخ ہے اور باب کی دوسری حدیث کا حکم منسوخ ہے۔

قال ابن مسعود رضؓ الخ ترجمہ گذر چکا ہے، حضرت ابن مسعود رضؓ کا یہ فرمانا کہ لوٹنا ضروری ہے، اس سے ثابت ہو گیا کہ مقتدی کے ذمہ اقتدا ہے اس اثر سے ترجمہ کی مطابقت ظاہر ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھالیا تو عود اس وقت تک ضروری ہے جبکہ امام ابھی تک سجدہ ہی میں ہو۔ یہی حکم احناف و مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک ہے۔ اس سے بھی اقتدا ثابت ہو گیا کہ مقتدی کو امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیئے اگر کر لیا تو لوٹ کر تلافی کرنی ضروری ہے۔

قال الحسن رحؒ اس اثر میں دو مسئلے کا بیان ہے ۱ اگر کسی نے دو رکعت والی نماز مثلاً جمعہ کی نماز یا فجر کی نماز میں امام کی اقتدا کی لیکن ہجوم کی کثرت کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا تو حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلے دوسری رکعت کا سجدہ کر کے اس کو مکمل کرلے پھر رکعت اولیٰ کی مع سجدوں کے قضا کرے۔ علامہ عینی رحؒ نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے لاتصال الرکوع الثانی بہ (عمدہ)

اس سے امام بخاری رحؒ کا مقصد حاصل ہے کہ مقتدی کو حتی الامکان امام کی پیروی کرنی چاہیئے اگر مجبوری کی وجہ سے بعض ارکان فوت ہو گئے تو بعد میں ادا کرنے کی صورت بیان کی جارہی ہے۔

جمہور فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو سجدہ کرے خواہ اگلی صف کے پشت پر کرنی پڑے یہی مذہب امام اعظم، امام شافعی، امام احمد اور اسحٰق رحمہم اللہ کا ہے۔

امام مالکؒ اور امام زہری رحؒ کے نزدیک پیٹھ پر سجدہ کرنے سے نماز ہی نہیں ہوگی۔

المسئلۃ الثانیۃ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اول صلوٰۃ میں ایک سجدہ بھول گیا اور کھڑا ہونے پر یاد آیا تو اس کو قیام چھوڑ کر فوراً سجدہ کرنا چاہئے پھر امام کے ساتھ قیام میں شریک ہو جائے اور اگر فوراً یاد نہ آیا بلکہ دوسری رکعت میں یاد آیا تو تین سجدے کرے اور اگر فراغت کے بعد یاد آیا تو نماز از سر نو پڑھے۔

احادیث الباب امام بخاری رح نے اس باب کے تحت تین حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی حدیث کے حل الفاظ مع تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۱۱۸ دیکھئے نیز جلد ہشتم کتاب المغازی ص۵۴۳ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

اشکال:۔ پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا "صلّ بالناس" لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ ابوبکر رض کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا تھا تو ابوبکر رض نے حضرت عمر رض کے حوالہ کیوں کر دیا؟

جواب:۔ ۱۔ حضرت ابوبکر رض چونکہ رقیق القلب تھے اس لئے سمجھا کہ شاید میں نماز نہ پڑھا سکوں۔

۲۔ حضرت ابوبکر رض نے یہ سمجھا کہ یہ امامت صغریٰ شاید امامت کبریٰ کا پیش خیمہ ہو اور میں شاید امامت کبریٰ کو کما حقہٗ انجام نہیں دے سکوں۔

۳۔ ابوبکر رض نے یہ سمجھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صرف تکریماً کہدیا ہے اصل مقصد تو نماز پڑھانا ہے اسی واسطے عمر رض سے کہدیا کہ آپ پڑھا دیجئے۔

دوسری روایت صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ الخ بیت سے مراد حضرت عائشہ رض کا بالاخانہ ہے اور یہ واقعہ ۵ھ کا ہے جب حضور ص گھوڑے پر سے گر گئے تھے اور پیر میں موچ آگئی نیز پنڈلی میں بھی ضرب آگئی تھی تو آپ ص نے بالاخانہ پر بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔

تیسری روایت ۶۶۲ اس میں بھی وہی واقعہ سقوط فرس کا ہے۔ حضرت انس رض نے بیان فرمایا ہے جو ۵ھ میں پیش آیا تھا۔

مسئلہ مختلف فیہ ہے اقوال ائمہ مذکور ہو چکا ہے اور ترجمہ حدیث سے وضاحت بھی گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ آپ ص کے مرض الوفات کی روایات سے یہ حکم منسوخ ہے چونکہ قیام فرض ہے اور مقتدی کو کوئی عذر نہیں ہے، واللہ اعلم۔ ع۔غ۔ بیگو سرائے۔

باب ۴۴۲ مَتٰى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ قال أَنَسٌ عنِ النبي صلى الله عليه وسلم فإذا سَجَدَ فاسْجُدُوا۔

۶۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قال حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قال حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قال كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إذا قالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حتى يَقَعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم ساجِداً ثُمَّ نَقَعُ سُجُوداً بَعْدَهُ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سفيانُ عن أبي إسحٰقَ نَحْوَهُ۔

باب، جو لوگ امام کے پیچھے (مقتدی) ہیں وہ کب سجدہ کریں۔ حضرت انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جب امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن یزیدؓ (انصاری صحابی) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء بن عازبؓ نے بیان کیا اور وہ جھوٹ بیان کرنیوالے نہیں تھے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پیٹھ (سجدہ کیلئے) نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپؐ سجدہ میں چلے جاتے پھر آپؐ کے بعد ہم لوگ سجدہ میں جاتے۔ ہم سے ابونعیم (یعنی فضل بن دکین) نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور انہوں نے ابو اسحٰق سے نحوہ یعنی جیسے اوپر گذرا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم نقع سجودا بعدہ" فانہ یقتضی ان یکون سجود من خلف الامام اذا شرع الامام فی السجود۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۶ ویاتی ص۱۰۳ وص۱۱۲ ومسلم اول ص۱۸۹ والترمذی فی باب ماجاء فی کراھیۃ ان یبادر الامام فی الرکوع والسجود ص۴۷ وابوداؤد فی باب مایؤمر بہ الماموم من اتباع الامام ص۹۱۔

مقصد ترجمہ باب سابق میں ایک قانون کلی کا بیان تھا کہ "انما جعل الامام لیؤتم بہ" امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے یعنی مقتدی نماز میں امام کے تابع ہے اب یہ باب بمنزلہ فرع کے ہے کہ مقتدی امام کی متابعت کریں گے۔

امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام پر سبقت و تقدم جائز نہیں اور نہ مخالفت جائز ہے۔ البتہ مقتدی کے لئے مقارنت (یعنی ساتھ ساتھ چلنا) مقارنت کا مطلب یہ ہے کہ جب امام رکوع میں جانا شروع کرے تو امام کے ساتھ فوراً مقتدی بھی جانا شروع کرے یا معاقبت (یعنی پیچھے

چلنا) دونوں درست ہے۔ معاقبت کا مطلب یہ ہے کہ پہلے امام رکن کو شروع کرے پھر امام کے بعد مقتدی جانا شروع کرے۔

امام بخاری رح کا رجحان و میلان یہی معاقبت ہے یعنی فعل امام کے پیچھے چلنا۔

تشریح حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مقتدی کے افعال امام کے افعال کے بعد میں ہوں گے لیکن یہ بعدیت متصلہ ہوگی یعنی مقارنت بلا فصل اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رح سے منقول ہے، لیکن اگر امام کبیر السن اور بطی الحرکات ہو تو مقتدی کو معاقبت کرنی چاہئے اتنی تاخیر ضروری ہے کہ امام سے سبقت نہ ہو (لامع)

نماز میں تین طرح کے افعال ہیں تکبیر تحریمہ، سلام اور بقیہ ارکان یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ۔

تکبیر تحریمہ میں تقدم علی الامام باتفاق ائمہ اربعہ مفسد صلوٰۃ ہے۔

تقدم فی السلام ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مفسد ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ۔

بقیہ ارکان میں تقدم باتفاق مفسد صلوٰۃ نہیں مگر مکروہ تحریمی ہے البتہ ظاہریہ کے نزدیک اور فی روایۃ امام احمد رح مفسد صلوٰۃ ہے۔

حدثنا البراء وھو غیر کذوب الخ حافظ عسقلانی ، امام نووی اور علامہ خطابی رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح تر قول یہی ہے کہ ھو ضمیر کا مرجع حضرت براء بن عازب رض ہیں۔ رہا یہ کہ حضرات صحابہ خود مؤثق و عدول ہیں ان حضرات کے توثیق کی ضرورت نہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ کلام توثیق کے طور پر ذکر نہیں کیا بلکہ مقصود تقویتِ روایت ہے یعنی حضرت براء رض کے کلام میں قوت پیدا کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن یزید رض نے کہا ہے تاکہ تردد نہ رہے یہی صحیح ابن خزیمہ میں ہے من طریق محارب بن دثار قال سمعت عبد اللہ بن یزید علی المنبر یقول حدثنی البراء و کان غیر کذوب۔ (عمدہ)

اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا تھا حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق۔

رہا یہ اشکال کہ کذوب مبالغہ کا صیغہ ہے اس کی نفی سے مبالغہ کی نفی ہو جائے گی لیکن اصل کذب ختم نہ ہوگی۔

جواب یہ ہے کہ یہاں کذوب بمعنی ذو کذب ہے لہذا اس میں ذو کذب کی نفی ہو جائے گی کما فی قولہ تعالیٰ انّ اللہ لیس بظلّامٍ للعبید (آل عمران آیت ۱۹۲) ایضاً وما انا بظلّامٍ للعبید (قٓ آیت ۲۹)۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں سرے سے ظلم ہی کی نفی کی جارہی ہے۔

باب [۴۴۳] إثمِ مَنْ رَفَعَ رَأسَهُ قَبْلَ الإمَامِ۔

۶۶۴۔ حَدَّثَنا حجاجُ بنُ مِنْهالٍ قالَ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن محمدِ بنِ زِيادٍ قال سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النبيّ صلى الله عليه وسلم قالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اَوْ اَلَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَاسَهُ رَاسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو اپنا سر (رکوع یا سجدے میں) امام سے پہلے اٹھالے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا (سا) سر بنادے یا اس کی صورت گدھے کی (سی) صورت بنادے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا رفع راسه قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار الخ"

مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں وعید شدید و تہدید ہے اور ایسی شئی کا مرتکب جس میں وعید ہو بلا اختلاف گنہگار ہے۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۹۶ وخرّجه مسلم ص۱۸۱ وابوداؤد فى باب التشديد فى من يرفع قبل الامام ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ بتانا چاہتے ہیں کہ امام کی متابعت جس طرح شروع فی الفعل میں ہوتی ہے ایسے ہی انقضاء فعل میں بھی امام کی متابعت ضروری ہے خواہ رکوع میں ہو یا سجدہ میں حکم عام ہے مخالفت میں گناہ ہوگا۔

ع۲ ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اہل ظاہر کا رد ہو، اہل ظاہر کہتے ہیں کہ اگر امام سے پہلے سر اٹھالیا تو نماز باطل ہوگئی کیونکہ اس سلسلے میں شدید وعید ہے۔

جمہور کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے گنہگار ہوگا لیکن نماز باطل نہیں ہوگی کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کلمہ ابطال کے لئے نہیں فرمایا۔

بخاری رحؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں کیونکہ ترجمہ میں ابطال کا کوئی لفظ ذکر نہیں فرمایا۔ نیز ذکر کردہ حدیث پاک میں بھی ابطال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

تشریح اَمَا حرف نفی پر یہ استفہام زجر و توبیخ کے لئے ہے۔
حافظ عسقلانی رح کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں سجود سے سر اٹھانے پر وعید ہے جیسا کہ ابوداؤد ص۹۱ میں ہے اذا رفع راسه والامام ساجد "
اس کا جواب یہ ہے کہ قیاساً رکوع بھی شامل ہوگا کہ دونوں اہم ارکان میں سے ہیں۔
۲؎ جن روایات میں صرف سجود کا ذکر ہے وہ من باب الاکتفاء ہے اور سجدہ کے اہم ہونے کی بنا پر سجدہ ہی کو ذکر فرمادیا گیا ہے۔ واللہ اعلم
او یجعل اللہ صورته صورة حمار یہ او شک راوی ہے۔ نیز یہاں دو جملے ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لئے کہ جب سر بدلے گا تو صورت بھی بدل جائے گی۔
اس میں اختلاف ہے کہ حدیث الباب میں جو مسخ کی وعید ہے وہ حقیقت پر محمول ہے یا مجاز مراد ہے؟
دونوں اقوال ملتے ہیں ۱؎ ایک قول یہ ہے کہ اس امت سے مسخ کا عذاب موقوف کردیا گیا ہے۔
اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس سے مراد پوری امت کا عام مسخ ہے یعنی پوری امت کی صورت مسخ نہ ہوگی لیکن جزوی واقعات ہوں گے جیسا کہ ترمذی شریف وغیرہ کے روایات سے جزوی مسخ کا ثبوت ہے۔
ملا علی قاری رح نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ دمشق میں ایک شیخ تھے جو شاگردوں کو پردہ کی آڑ میں پڑھایا کرتے تھے ان کے تلمیذ نے چہرہ دیکھنے کی درخواست کی اور دیکھا تو سر گدھے کا ہوگیا تھا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا تھا کہ اس شیخ نے عمداً امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھایا تھا کہ دیکھوں تو کہ گدھے کی صورت کیسے ہوجاتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گدھے کی صورت ہوگئی اللھم احفظنا۔
دوسرا قول یہ ہے کہ مسخ مجاز پر محمول ہے کہ یہ کنایہ ہے بلادت وحماقت سے، اور گدھا کیلئے بلادت وصف لازم ہے نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ برزخ میں یا آخرت میں یہ سزا دی جائے واللہ اعلم۔

باب ۴۴ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰى وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِيْ لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَؤُمُّهُمْ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ۔

۶۶۵۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآناً ـ

باب، غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت کا بیان ۔ اور حضرت عائشہ رضؓ کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن سے (دیکھ کر) کیا کرتا تھا اور ولد الزنا اور گنوار اور اس لڑکے کی امامت کا بیان جو بالغ نہ ہوا ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو اور بے وجہ غلام کو جماعت سے نہ روکا جائے ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے مہاجرین اولین ہجرت کر کے عصبہ پہنچے جو قباء میں ایک جگہ کا نام ہے تو حضرت ابو حذیفہ رضؓ کے غلام حضرت سالم ان کی امامت کیا کرتے تھے اور ان کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا ۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان يؤمهم سالم مولى ابى حذيفة"

معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے چونکہ اس وقت تک سالم آزاد نہیں ہوئے تھے ۔

تعدد موضعہ :۔ والحديث هٰهنا ص۹۶ وابوداؤد فى الصلوٰة ص۸۷ ـ

۶۶۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيىٰ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ ـ

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ (حاکم کی بات) سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک ایسے حبشی (غلام) کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جس کا سر گویا منقّی کی طرح ہو ۔ (کانّ راسہ زبیبۃ) کنایہ ہے بدصورتی سے ۔

تنبیہ : عامل سے مراد خلیفۃ المسلمین نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے قریش ہونا شرط بحکم الائمۃ من قریش ۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اسمعوا واطيعوا وان استعمل حبشى الخ" یعنی جب ایسے امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بھی شامل ہے کیونکہ امامت کا تعلق بھی امیر سے ہوتا تھا خواہ خود پڑھائے یا کسی کو نائب مقرر کر کے پڑھوائے ۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۹۶ ويأتى ص۹۷ وص۱۰۵۷ وابن ماجة فى باب طاعة الامام ص۲۱۱ ـ

مقصد ترجمہ :۔ امام بخاری رحؒ کا مقصد کیا ہے ؟ امام بخاری نے صراحت کے ساتھ کوئی حکم بیان

نہیں کیا ہے۔ صرف پانچ قسم کے حضرات کا تذکرہ کر دیا، لیکن بخاریؒ کے ذکر کردہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مذکورہ انواع واقسام کی امامت جائز ودرست ہے۔

تشریح ۱ عبد یعنی غلام، حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں والی صحة امامة العبد ذهب الجمهور وخالف مالك الخ یعنی غلام کی امامت جمہور (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک درست ہے، صرف امام مالکؒ نے مخالفت کی ہے اور فرمایا ہے کہ غلام احرار کی امامت نہ کرے البتہ اگر صرف غلام عالم وقاری ہو اور مقتدی ایسے نہ ہوں تو حرج نہیں امامت کر سکتا ہے بجز جمعہ کے یعنی جمعہ میں اس صورت میں بھی جائز نہیں (فتح)۔ امام بخاری جمہور کے ساتھ ہیں۔

۲ مولیٰ، عبد معتوق یعنی آزاد شدہ غلام کی امامت بالاتفاق جائز ہے۔

۳ تیسرا مسئلہ ہے من المصحف، یعنی حضرت عائشہؓ کے غلام ابو عمرو ذکوان قرآن سے امامت کرتے تھے۔ اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا جائز ہے، یعنی قرآن مجید سامنے رکھ کر اس میں دیکھ کر پڑھے۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے تو یہ مسئلہ اختلافی ہو جائیگا کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ابن سیرین، حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ابن حزم کے نزدیک جائز نہیں نماز فاسد ہو جائیگی کہ عمل کثیر ہے۔

(۳) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فی قول کے نزدیک نماز جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرف امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان ہے۔

(۴) مالکیہ کے نزدیک تراویح میں گنجائش ہے۔

احناف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ من المصحف، کا وہ مطلب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں مِن تبعیضیہ ہے مطلب یہ ہے کہ قرآن کا بعض حصہ نماز میں پڑھتے تھے پوری سورہ نہیں پڑھتے تھے۔ جیساکہ ہمارے زمانے میں بھی بعض ائمہ کرتے ہیں کہ کسی سورہ کے ابتدا سے یا درمیان سے یا آخر سے چند آیات پڑھ لیتے ہیں۔

۲ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ قرآن مجید میں دیکھ کر پڑھتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید سامنے رکھ لیتے تھے اور نماز شروع کرنے سے پہلے جتنا نماز میں پڑھنا ہے دیکھ لیتے یا تراویح میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد پھر اسی کے بقدر دیکھ لیتے۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایسا کیا ہے مگر حضرت عمر فاروقؓ نے منع کیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے نہانا امیر المؤمنین ان نؤم الناس فی المصحف۔

اور ارشاد نبوی ہے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضؓ کا قول راجح ہوگا۔

و ولد البغیّ والاعرابی۔ بالجر عطفاً علی المولیٰ، عند الجمہور، ولد البغی یعنی مجہول النسب اور گنوار (دیہاتی) کی امامت درست ہے، مالکیہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔ جمہور علماء سے جو کراہت منقول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر یہ لوگ مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں نیز بالعموم تارک جماعت اور لوگ نفرت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

والغلام الذی لم یحتلم نابالغ کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلے کے لئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی صـ ۳۶۵ ملاحظہ فرمائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے باقی جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز۔ مفصل دلائل کے لئے کتاب المغازی کا مطالعہ کیجئے۔

باب ۴۴۵ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الْإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ۔

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَؤُا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ۔

باب، اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کرلیں؟ (ای لا یضرھم ذٰلک)

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ تمہیں نماز پڑھائیں گے پس اگر وہ ٹھیک طور پر نماز پڑھائیں تو تمہارے لئے (ثواب) ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے تو بھی تمہارے لئے (تمہاری نماز کا) ثواب ہے اور ان ائمہ پر (گناہ) ہے۔

مطابقۃ للترجمہ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ یصلون لکم (ای الائمۃ) فان اصابوا لکم (ای فان اتموا فلکم)، وان اخطؤا (ای لم یتموا) فلکم وعلیہم۔

والحدیث ھٰھنا صـ ۹۶ وھذا الحدیث انفرد بہ البخاری (عمد ۷)۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کسی حکم کی صراحت نہیں فرمائی لیکن تحت الباب جو حدیث ذکر فرمایا ہے اس سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام کی نماز کا فساد مقتدی کی نماز پر اثر انداز نہیں ہوگا یعنی مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

حدیث شریف کے مراد و مفہوم میں اختلاف ہوگیا ہے کہ یصلون لکم فان اصابوا فلکم سے کیا مراد ہے۔ علامہ ابن بطال نے اس کو وقت پر محمول کیا ہے یعنی اگر ٹھیک وقت پر نماز پڑھیں تو تمہارا فائدہ ہے تمہارے لئے ثواب ہے۔

رہا یہ اشکال کہ اس صورت میں تو ثواب صرف مقتدی کے لئے خاص نہیں ہے بلکہ امام کے لئے بھی ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہاں اس کی ضرورت نہیں تھی بداہۃً معلوم ہے کہ یہاں امام کو ثواب ہوگا۔

وان اخطؤا فلکم وعلیہم اور اگر وہ (ائمہ) وقت وغیرہ میں غلطی کریں تو اس کا نقصان ائمہ پر ہوگا اور اس مفہوم کی تائید روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔ مثلاً ابوداؤد میں حضرت قبیصہ بن وقاص رضؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلوٰۃ فھی لکم وھی علیہم فصلوا معھم ما صلّوا القبلۃ (ابوداؤد ص۶۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے پس یہ نماز تمہارے لئے باعثِ ثواب اور ان امراء پر وبال، اور تم ان کے ساتھ نماز پڑھتے رہو جب تک قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، نیز ایک روایت میں حضور اقدس ؐ کا ارشاد ہے من اقام الناس فاصاب الوقت الخ یعنی جو لوگوں کی امامت کرے اور صحیح وقت پر نماز پڑھائے تو اس کے حق میں بھی بہتر ہے اور مقتدیوں کے حق میں بھی اور جو وقت میں دیر کرے تو اس کا گناہ امام پر ہوگا نہ کہ مقتدیوں پر۔

نیز اس مضمون اور مفہوم کی روایات نسائی وغیرہ میں بھی ہیں۔ ایک روایت مسلم شریف میں حضرت ابوذرؓ سے ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف انت اذا کانت علیك امراء یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا او یمیتون الصلوٰۃ عن وقتھا۔ الحدیث (مسلم اول ص۲۳، ابوداؤد ص۶۲)

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء ہوں گے جو نماز کو مؤخر کر کے پڑھیں گے یا وقت گذار کر پڑھیں گے، انہوں نے عرض کیا آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھ لے پھر ان کے ساتھ نماز ملے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لے یہ تیرے لئے نفل ہوگی۔

امام بخاریؒ نے وان اخطؤا فلکم وعلیہم سے جو استدلال کیا ہے نہایت ضعیف بلکہ غلط ہے کیونکہ یہ مبہم اور محتمل ہے اس لئے ان کو فرائض واجزاء نماز پر جاری کرنا کیسے درست ہوگا؟ ابوداؤد اور مسلم کے مذکورہ روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث الباب کا تعلق نماز کے خارجی امور سے ہے جیسے اوقات کی رعایت۔ نماز کے داخلی امور فرائض وواجبات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے سنن ومستحباب کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے نہ کہ ارکان وشرائط

صلوٰۃ کی طرف، کیونکہ ان میں خلل سے تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی اس لئے کہ یہ نماز ہی نہیں ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک امام کی نماز کے فساد سے مقتدی کی نماز فاسد ہوجاتی ہے اور حدیث الباب کو سنن ومستحبات پر محمول کریں گے یا اوقات پر، کیونکہ عموم پر کرنا تو کسی کے نزدیک صحیح نہیں اس لئے کہ اگر امام نے رکوع چھوڑ دیا اور سیدھا سجدہ میں چلا گیا اور مقتدیوں نے اپنے رکوع کو پورا کرلیا تو پھر بھی کسی کے نزدیک کسی کی بھی نماز نہ ہوگی، تو یہاں امام کے فساد صلوٰۃ سے مقتدیوں کی نماز سب کے نزدیک فاسد ہوگی۔ واللہ اعلم

باب ٤٤٦ إِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ وقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ وَ قال لنا محمّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَدِيِّ بنِ الخِيَارِ اَنَّهُ دَخَلَ علىٰ عثمانَ بنِ عَفَّانَ وَهو مَحصورٌ فقال اِنَّكَ إِمامُ عامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرىٰ وَيُصَلِّي لَنا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَ نَتَحَرَّجُ فقال الصَّلوٰةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فإذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإذَا اَسَاؤُا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ وقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قال الزُّهْرِيُّ لا نرىٰ اَن يُّصَلِّي خَلْفَ المُخَنَّثِ اِلَّامِن ضَرُوْرَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

باب، فتنہ پرداز اور بدعتی کی امامت کا بیان۔ اور حسن بصری رح نے فرمایا تم بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لو اور اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے۔ وقال لنا الخ ای قال ابوعبد اللہ یعنی امام بخاری رح کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن یوسف نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے امام زہری نے بیان کیا انھوں نے حمید بن عبد الرحمٰن سے انھوں عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہ وہ (عبید اللہ بن عدی رح) حضرت عثمان بن عفان رض کے پاس اس حالت میں گئے جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے (باغیوں نے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا) عبید اللہ نے عرض کیا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور آپ پر جو آفت نازل ہوئی ہے وہ آپ جانتے ہیں اور ہمیں فسادیوں کا امام نماز پڑھا رہا ہے اور ہم تنگ دل ہوتے ہیں (یعنی ہم اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا خوف محسوس کرتے ہیں) حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ نماز لوگوں کے اعمال میں سب سے اچھا عمل ہے پس جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو۔ اور زبیدی نے کہا کہ امام زہری نے کہا کہ مخنث (ہجڑا) کے پیچھے نماز پڑھنے کو ہم جائز نہیں سمجھتے مگر جبکہ ایسی مجبوری ہو کہ جس سے کوئی چارہ نہ ہو۔

مطابقتہ للترجمہ:- مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " ويصلّى لنا امام فتنة "
قال الزهرى الخ اس تعلیق سے ترجمۃ الباب کی مطابقت اس طرح ہے کہ ہجڑا سے مراد مصنوعی ہجڑا

ہے جو تصنع سے ہیجڑا بنایا گیا ہے یہ مفتون ہے اس لئے امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت لایا ہے۔

۶۶۸ حدثنا محمد بن ابان قال حدثنا غندر عن شعبة عن ابی التیاح انه سمع انس بن مالك قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لابی ذر اسمع و اطع ولو لحبشی کان راسه زبیبة۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ (حاکم کی) بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ (حاکم) ایسا حبشی ہو جس کا سر گویا سوکھا انگور (منقی) ہو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هذه الصفات لا توجد غالباً الا فيمن هو في غاية الجهل ومفتون بنفسه (عمدة)

ولو لحبشی دلالته على الترجمة من حيث ان الحبشی لا يكون اماما الا بالتغلب والجور او باب ينصبه غيره للامامة وكل من الحبشی امرنا باطاعته ومن جملة ذالك الصلوة خلفه فكانت الصلوة خلف الفسقة جائز (الابواب والتراجم)

خلاصہ یہی ہے کہ اگر ایک حبشی غلام کو تم پر حاکم بنا دیا جائے جو مفتون بنفسہ ہو یا بدعتی ہو تب بھی اس کی بات سنو اور حکم مانو بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔

تعدد موضعہ :- والحديث هنا ص۹۷ وباقی ص۱۰۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد امام مالکؒ کی تردید ہے کیونکہ وہ ناجائز کہتے ہیں۔
امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ مفتون ہو یا بدعتی سب کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی تائید میں امام حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس میں مقتدی کا کیا نقصان ہے اگر بدعتی ہے تو اسکی بدعت کا گناہ اس پر ہے۔

دراصل باب سابق سے اس کا ربط و تعلق ہے اسی لئے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ یہ باب امامۃ العبد میں آسکتا تھا مگر چونکہ مالکیہ بہت شدت کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت امام مالکؒ ساری نمازیں اپنے گھر پڑھا کرتے تھے صرف جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور آخر میں آکر وہ بھی مسجد میں آنا چھوڑ دیا کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ بعض لوگ اپنا عذر بھی نہیں بتلا سکتے، اس لئے امام بخاریؒ نے مستقل باب باندھ دیا اور جمہور کی تائید فرمائی، جمہور فرماتے ہیں کہ ابوداؤد میں صلوا خلف کل بر وفاجر آیا ہے۔ (تقریر بخاری جلد ثالث ص۴۰۸)

تشریح المفتون باغی، جو امام برحق سے خروج کیا ہو، ۲ بعض حضرات نے مفتون کو عام رکھا ہے کہ کسی بھی فتنہ میں مبتلا ہو سب داخل ہے۔ مبتدع ہر وہ شخص کہلاتا ہے جس نے دین میں ایسی نئی

چیز گھڑ کر داخلِ دین سمجھتا ہو جس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو اس کی دو قسمیں ہیں:۔
۱ اعتقادی مبتدع جیسے روافض، خوارج اور معتزلہ وغیرہ۔ ۲ عملی مبتدع جیسے قبروں پر چادر، وچراغاں کرنے والے، محرم میں تعزیہ وعلم اٹھانے والے۔

احناف کے نزدیک مبتدعین کی بدعت اگر شرک وکفر کی حد تک نہ پہونچے تو ان کے پیچھے نماز ہو جائیگی۔
امام مالکؒ کے نزدیک بدعتی یعنی فاسق معلن کے پیچھے نماز درست نہیں۔
امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی اگر داعی الی البدعت ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

وقال لنا چونکہ امام بخاریؒ نے بطور مذاکرہ کے لیا ہے یا بطور مناولہ کے یا بطور اجازہ کے اس لئے حدثنا نہیں فرمایا۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب روایت موقوف ہوتی ہے تو امام بخاریؒ حدثنا کے بجائے وقال لنا کہہ دیتے ہیں۔

انه دخل علیٰ عثمان بن عفّان رض حضرت عثمان غنی رض کے ابتدائی چھ سال بہت اچھے گذرے پھر بعد میں جب حضرت عثمان رض نے اپنے خاندان کے بہت سے لوگوں کو گورنر وحاکم بنایا تو ان میں ایک ولید بن عقبہ بھی تھا ایک دفعہ اس نے فجر کی نماز چار رکعت پڑھا کر مقتدیوں سے کہنے لگا کیا اور پڑھا دوں؟ اس نے شراب پی رکھی تھی۔ اس پر لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر کو امام مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت عثمان رض نے منظور کر لیا اور اپنے منشی مروان سے کہا کہ لکھو اذا جاءکم محمد بن ابی بکر فاقبلوہ، لیکن مروان نے اس میں فاقتلوہ لکھدیا راستہ میں وہ خط دیکھا گیا اور لوگوں نے واپس آکر حضرت عثمان رض کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

یہ واقعہ ۳۵ھ کا ہے۔ حضرت عثمان رض کو مسجد جانے سے روکدیا۔ کچھ نمازیں حضرت علی رض وغیرہ نے حضرت عثمان رض کی اجازت سے پڑھائیں لیکن بلوائیوں نے ان کو روکدیا اور مسجد پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علی رض نے حضرت حسن رض کو حضرت عثمان رض کے پاس بھیجدیا کہ دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ تاکہ بلوائی لوگ اندر میں داخل نہ ہو سکیں۔ حضرت علی رض وغیرہ کا خیال تھا کہ بلوائیوں کی شورش دب جائے گی لیکن بلوائیوں نے بجائے دروازہ کے دیوار پھاندکر گھر میں داخل ہو گئے اور بالآخر ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت چاشت شہید کر دیئے گئے۔

ویصلی لنا امام الفتنة امام فتنہ سے مراد عبد الرحمان بن عدیس بلوائی اور کنانہ بن بشر رئیس الخوارج ہے، عبد الرحمٰن بن عدیس وہ فتین ہے جس نے مصریوں کو بھڑکا کر لایا تھا۔

بہر حال انہی ایام محاصرہ میں تابعی کبیر عبداللہ بن عدیؒ حضرت عثمان رض کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں فسادیوں کا امام یعنی کبھی رئیس الخوارج کنانہ بن بشر اور کبھی عبد الرحمٰن بن عدیس بلوائی نماز پڑھاتا ہے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر وقت پر پڑھائیں تو پڑھ لو۔ حدیث کا ترجمہ دیکھئے۔

خلف المخنث مخنث کی تحقیق وتشریح کے لئے نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی ص۲۹۳ دیکھئے۔

باب ۴۴۷ یقومُ عن یمینِ الامامِ بحذائِهٖ سواءً اذا کانا اثنَینِ۔

۶۶۹ - حدّثنا سُلیمٰنُ بنُ حربٍ قال حدّثنا شُعبةُ عن الحکمِ قال سمعتُ سعیدَ بنَ جُبیرٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال بتُّ فی بیتِ خالتی میمونةَ فصلّی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم العشاءَ ثمّ جاءَ فصلّی اربعَ رکعاتٍ ثمّ نامَ ثمّ قامَ فجئتُ فقمتُ عن یسارِہٖ فجعلنی عن یمینِہٖ فصلّی خمسَ رکعاتٍ ثمّ صلّی رکعتَینِ ثمّ نامَ حتّی سمعتُ غطیطَه اوقال خطیطَه ثمّ خرجَ الی الصّلوٰۃِ۔

باب، جب نماز پڑھنے والے دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف اس کے برابر کھڑا ہوگا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رض کے گھر رات گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسجد میں) عشاء کی نماز پڑھائی پھر آپ (مسجد سے گھر) آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر آپ اٹھ گئے (اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگے) تو میں بھی آیا اور آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوگیا تو آپ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کرلیا پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں اس کے بعد سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے (یعنی مسجد تشریف لے گئے)

مطابقۃ للترجمہ:۔ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله فجعلنی عن یمینه۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۹۷ و مر ص۲۲ و ص۲۵ و ص۳۰ ویاتی ص۱۰۰ و ص۱۰۱ و ص۱۱۸ تا ص۱۱۹ و ص۱۳۵ و ص۱۵۹۔ باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد دوم ص۹۸ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ایک مقتدی کا موقف بتانا ہے، یعنی اگر نمازی صرف دو ہی ہوں ایک امام اور دوسرا مقتدی تو مقتدی امام کی داہنی جانب امام کے برابر کھڑا ہونا چاہئے پیچھے نہیں کھڑا ہوگا۔

اقوالِ ائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح فرماتے ہیں کہ اگر ایک ہی مقتدی ہے تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا اور بالکل برابر میں کھڑا ہوگا۔ امام بخاری رح اسی کے قائل ہیں۔

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دائیں طرف کھڑا ہوگا مگر تھوڑا پیچھے اس طرح کہ امام کی ایڑی کے پاس مقتدی کا پنجہ ہو تاکہ امام سے آگے بڑھنے کا خطرہ نہ ہو۔

(۳) ابراہیم نخعی رح فرماتے ہیں اگر اور مقتدی کے آنے کی امید ہو تو پیچھے کھڑا ہو ورنہ نہیں۔ (عمدہ ۲۳۵/۵)

امام بخاری رح نے حضرت ابن عباس رض کی اس روایت سے یہ مسئلہ استنباط کر لیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کو داہنی طرف کھڑا کر لیا لیکن روایت میں کیفیت کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ برابر کھڑا کیا یا کچھ آگے پیچھے۔ بخاری رح نے اپنے مذاق کے مطابق بحذائہ سواءً یعنی برابر پر استدلال کر لیا۔ باقی اس حدیث کی مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ تا ص۵۰۵ اور جلد دوم ص۱۶ تا ص۱۷ دیکھئے۔

باب ۴۴۸ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَىٰ يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا۔

۶۷۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا اور امام نے اس کو اپنی داہنی طرف کر لیا تو دونوں میں سے کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رض کے یہاں ایک رات سویا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات اُن ہی کے یہاں تھے (میں نے دیکھا کہ) آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھ کو پکڑا اور اپنی داہنی جانب کر لیا پھر آپ نے تیرہ رکعتیں (وتر سمیت) پڑھیں، پھر آپ سو گئے یہاں تک کہ خرّانٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے تو خرانٹے لیتے تھے پھر مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ (نماز کے لئے) نکلے اور آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا، عمرو نے کہا کہ میں نے یہ حدیث بُکیر سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ کُریب نے یہ حدیث مجھ سے بھی بیان کی تھی۔

مطابقة للترجمة:- مطابقة الحديث للترجمة في قوله فَأَخَذَنِي فجعلني عن يمينه۔

تعدد مواضعه: والحديث ههنا ص۹۷، باقی مواضع کے لئے سابق حدیث یعنی ع ۶۶۹ کے مواضع دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد حنابلہ کی تردید ہے کیونکہ حنابلہ کے نزدیک چونکہ مقتدی نے اپنے محل وموقف

کو چھوڑ دیا ہے اس لئے مقتدی کی نماز نہیں ہوئی، بخاری رح نے رد کر دیا کہ امام نے عمل قلیل کے ذریعہ اس کی اصلاح کر دی ہے اس لئے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اسی طرح کا ایک باب صنا میں آرہا ہے اس صنا کی آخری حدیث پر کچھ بحث آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب[۴۴۹] اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ۔

۶۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِرَاْسِيْ وَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔

باب، جب (نماز شروع کرتے وقت) امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو پھر کچھ لوگ آجائیں اور وہ امام ان کی امامت کرے (تو کیا حکم ہے؟)۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رض کے پاس رات گذاری (تو میں نے دیکھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اٹھ گیا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا سر پکڑا اور مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل فقمت اصلی معہ"

یعنی حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ ابن عباس رض نے حضور اقدس ﷺ کی اقتدا کی اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن حضور اقدس ﷺ نے تنہا نماز تہجد شروع فرمائی تھی اس کا خیال بھی نہیں تھا کہ ابن عباس شریک نماز ہوں گے کیونکہ بظاہر سوئے ہوئے تھے اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داہنی جانب کر کے برقرار رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز صحیح ہے۔

تعدد موضعہ:- والحدیث ھھنا ص۹۷ ومر مرارا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا چونکہ ایک اہم مقصد استنباطِ مسائل ہے اس لئے ایک حدیث سے مختلف مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

یہاں امام بخاری رح نے کوئی حکم واضح نہیں کیا ہے چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

اقوال ائمہ (۱) جمہور یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رح، امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک صحت نماز کے لئے

امامت کی نیت شرط نہیں ہے البتہ عند الاحناف عورتوں کے حق میں مسئلہ محاذاۃ کی صورت میں نیتِ امام شرط ہے۔
(۲) اوزاعیؒ اور ثوری وفی روایۃ امام احمدؒ نیتِ امام شرط ہے۔ اگر امام نے امامت کی نیت نہیں کی ہے تو مقتدی پر اعادہ ہے۔
(۳) امام احمدؒ فی روایۃ فرض میں نیتِ امام شرط ہے نفل میں نہیں (عمدہ)

باب ۴۵۰ اِذَا طَوَّلَ الْاِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلّٰى۔

۶۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَاَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَاَنَّ مُعَاذًا يَنَالُ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ اَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا وَاَمَرَهٗ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ اَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا اَحْفَظُهُمَا۔

باب، جب امام نماز میں طویل قراءت کرے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ جماعت سے نکل کر تنہا نماز پڑھ لے۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم کی امامت کرتے۔

(دوسری سند) وحدثنی ای قال ابو عبد اللہ وحدثنی الخ یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ سے سنا حضرت جابر رضؓ نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر واپس ہو جاتے اور اپنی قوم میں امامت کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ عشاء کی نماز پڑھائی تو سورہ بقرہ شروع کردی تو (مقتدیوں میں سے) ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا حضرت معاذ رضؓ اس کو برا کہنے لگے یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے معاذ سے تین مرتبہ فرمایا کہ تم فتنہ میں مبتلا کرنے والے ہو یا آپ صؐ نے فرمایا تو فاتن ہے، فسادی ہے، فسادی ہے اور آپ صؐ نے معاذ کو اوساط مفصل میں سے دو سورتیں پڑھنے کا حکم دیا عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ وہ دو سورتیں مجھے یاد نہیں رہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فقرأ بالبقرۃ فانصرف الرجل"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۹۷ ویاتی ایضا فی باب اذا صلّی ثم ام قوما ص۹۸ وفی الادب ص۹۰۲

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ امام کے ساتھ نماز شروع کرنے سے اقتدا لازم نہیں ہوتا کہ مقتدی بالکل مجبورِ محض ہو بلکہ مقتدی کو اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے وقت امام کی اقتدا ترک کر کے اپنی نماز علیحدہ پڑھ سکتا ہے۔ بظاہر ترجمہ کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو مقتدی کی رعایت ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ ان میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں، مریض بھی، ضعیف بھی اور ضرورتمند بھی۔

تشریح علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ اس باب کا تعلق بھی مسائلِ قدوہ (پیروی) سے ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے کہ مقتدی اقتدا ترک کر کے منفرد بن جائے اور حدیث الباب کو اسی پر محمول کرتے ہیں کہ مقتدی نماز سے نکلے بغیر (صرف نیت بدل کر) انفراد اختیار کر لیا تھا (فیض ص۲۲۳)

حنفیہ کے نزدیک اگر مقتدی نے اقتدا چھوڑ دی تو صرف نیت بدل لینا کافی نہیں اس نماز پر بنا کرنا درست نہیں اس کی نماز فاسد ہوگئی اب باضابطہ سلام پھیر کر پھر سے نیا تحریمہ باندھ کر نماز پڑھے، بخاری کی روایت میں فانصرف الرجل ہے جس میں ابہام ہے کہ ۱۔ انصرف من القدوۃ ۲۔ انصرف من الصلوٰۃ ۳۔ انصرف من المسجد۔ ان احتمالات میں سے کسی ایک کو بلا دلیل متعین کرنا درست نہیں۔

حنفیہ ومالکیہ کے پاس روایت نسائی میں تصریح ہے انصرف الرجل فصلّی فی ناحیۃ المسجد۔ (نسائی اول ص۹۴)۔

نیز مسلم شریف میں سلام پھیر کر تنہا نماز پڑھنے کی تصریح ہے (مسلم باب القراءۃ فی العشاء ص۱۸۷)۔

امام بخاریؒ کا ترجمہ بھی مبہم ہے فخرج وصلّی سے اگر خرج عن الصلوٰۃ مراد ہو تو امام بخاریؒ حنفیہ ومالکیہ کے ساتھ ہیں لیکن اگر خرج عن القدوہ مراد ہو تو شوافع کے ساتھ ہیں۔

من اوسط المفصّل حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وفی المراد بالمفصل اقوال ستاتی فی فضائل القرآن اصحہا انہ اوّل ق الی آخر القرآن (فتح)

علامہ عینیؒ نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے "اول الطوال من ق" وقال الخطابی روی ھٰذا فی حدیث مرفوع (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ مفصل قرآن مجید کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورہ قٓ سے اخیر قرآن تک، پھر اسکے تین حصے ہیں ۱۔ سورہ قٓ سے سورہ عم تک طوالِ مفصل ۲۔ سورہ عم سے والضحیٰ تک اوساطِ

مفصل ۔ اور سورہ والضحیٰ سے اخیر تک قصارِ مفصّل ۔

اس روایت سے ایک دوسرا مسئلہ متعلق ہے یعنی اقتداء المفترض خلف المتنفل " یہ مسئلہ عنقریب بخاری شریف صـ ۹۸ کی حدیث ۶۸۲ میں مدلل آئیگا انشاء اللہ الرحمن ۔ ع ۔ غ چلمل ۔

بابُ ۴۵۱ تَخْفِيفِ الْاِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَاِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۔

۶۷۳ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو مَسْعُودٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۔

باب ، قیام میں امام کے تخفیف کرنے اور رکوع وسجود کے پورا کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابومسعود انصاری رض روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں فجر کی نماز میں فلاں کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں (یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا ہوں) کہ وہ لمبی نماز پڑھاتے ہیں، ابومسعود رض کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ ونصیحت میں اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ (عبادت سے) نفرت دلانے والے ہیں ، دیکھو جو کوئی شخص تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے وہ اختصار کرے کیونکہ نمازیوں میں کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند (سب ہی) ہوتے ہیں ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث فى قوله " فايكم ماصلى بالناس فليتجوز " یعنی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جماعت کی نماز مختصر (ہلکی) پڑھائے ۔

تعدد موضعہ :- والحديث ههنا صـ ۹۷ ومرّ صـ ۱۹ ويأتى صـ ۹۸ وصـ ۹۰۲ وصـ ۱۰۶۰ مسلم صـ ۱۸۸ ۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے حدیث شریف میں مذکور لفظ فلیتجوز کی تفسیر ہے کہ تجوز واختصار کا تعلق قرأت اور اوراد واذکار کی تکثیر سے ہے کہ قرأت مختصر ہو باقی رہا رکوع وسجود تو پوری طرح سے ادا کرنا چاہئے ان میں قدر مسنون ومستحب سے کم نہ کرے ۔

اشکال اشکال یہ ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ تو عام ہیں ایکم ماصلی بالناس فلیتجوز۔ یعنی جو بھی امامت کرے وہ تخفیف کرے۔ پھر امام بخاری رح نے تجوز و اختصار میں قیام کی تخصیص کیوں کی؟ اور رکوع و سجود کے اتمام کا حکم کیوں فرمایا؟

جواب:۔ علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ واتمام الرکوع والسجود میں واؤ بمعنی مع ہے یعنی تخفیف قیام میں ہوگی مع اتمام الرکوع والسجود کے یعنی تخفیف تو ضرور ہوگی لیکن ارکان وواجبات کی تکمیل کی جائے گی۔

عـ۲ قیام میں تخفیف کا حکم اس بنا پر ہے کہ قیام کو طویل کرنے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے جس کی طرف خود حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ نماز میں کمزور اور بوڑھے وغیرہ ہوتے ہیں۔

بَاب ۴۵۲ اِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔

۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلّم قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔

باب، جب کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرنا چاہیئے اس لئے کہ ان مقتدیوں میں کمزور، بیمار اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اپنے لئے (یعنی تنہا) نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے (بشرطیکہ وقت کا خیال رہے)۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقة الحديث للترجمة فى "واذا صلى احدكم لنفسه فليطول ماشاء"

تعدد موضعہ:۔ والحديث هٰهنا صـ۹۷ ومسلم صـ۱۸۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ نماز میں تخفیف کا حکم مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تنہا انفرادی نماز پڑھ رہا ہے تو اپنے حال اور ذوق کے مطابق جس قدر چاہے طول دیدے۔

بَاب ۴۵۳ مَنْ شَكَا اِمَامَهٗ اِذَا طَوَّلَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَىَّ۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ

عن قیسِ بنِ ابی حازمٍ عن ابی مسعودٍ قال قال رجلٌ یا رسول اللہِ اِنّی لَا تَاَخَّرُ عنِ الصّلوٰۃِ فِی الفجرِ مِمَّا یُطِیلُ بِنا فلانٌ فِیہا فغضِبَ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ما رأیتُہٗ غضِبَ فِی مَوعِظَۃٍ کانَ اَشَدَّ غضباً مِنہُ یومئِذٍ ثُمَّ قال یا ایُّہا النَّاسُ اِنَّ مِنکُم مُنفِّرِینَ فمَن اَمَّ مِنکُمُ النَّاسَ فلیتجوَّز فاِنَّ خلفَہُ الضَّعِیفَ والکبِیرَ وذا الحاجۃِ۔

باب، امام کی شکایت کرنے کا بیان جب وہ نماز کو لمبا کرے اور حضرت ابو اُسید نے (اپنے بیٹے منذر سے) کہا اے بیٹا تم نے ہماری نماز کو لمبی کر دی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو مسعودرض روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں فجر کی نماز میں فلاں شخص کے طول دینے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے کہ میں نے آپ کو کسی نصیحت کے موقع پر اس دن سے زیادہ غضبناک نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کچھ لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو شخص لوگوں کی امامت کرے اسے تخفیف کرنا چاہئے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور اور بوڑھے اور ضرورتمند ہوتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "قال رجل یا رسول اللہ انّی لَاتاخر عن الصلوٰۃ فی الفجر مما یطیل بنا فلان فیہا"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا صـ۹۸ ومر صـ۱۹ وصـ۹۷ ویاتی صـ۹۰۲ وصـ۱۰۶۰۔

۶۷۶۔ حدّثنا اٰدمُ بنُ ابی ایاسٍ قال ثنا شُعبۃُ قال ثنا مُحارِبُ بنُ دِثارٍ قال سمِعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللہِ الانصاریَّ قال اَقبلَ رجلٌ بِناضِحَینِ و قد جنَحَ اللیلُ فوافقَ مُعاذاً یُصلِّی فترکَ ناضِحَہٗ واَقبلَ اِلیٰ مُعاذٍ فقرأَ سُورۃَ البقرۃِ اَوِالنِّساءِ وانطلقَ الرَّجُلُ وبلَغَہٗ اَنَّ مُعاذاً نالَ مِنہُ فاَتَی النَّبِیَّ صلّی اللہ علیہ وسلم فشکیٰ اِلیہِ مُعاذاً فقال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم یا مُعاذُ اَفتّانٌ اَنتَ اَو قال اَفاتِنٌ اَنتَ ثلٰثَ مرّاتٍ فلولا صلّیتَ بِسبِّحِ اسمَ ربِّکَ الاعلیٰ والشّمسِ وضُحٰہا واللّیلِ اِذا یغشیٰ فاِنّہٗ یُصلِّی وراءکَ الکبِیرُ والضّعِیفُ وذُو الحاجۃِ اَحسِبُ ھٰذا فِی الحدیثِ قال ابو عبدِ اللہِ وتابعہٗ سعِیدُ بنُ مسروقٍ ومِسعَرٌ والشّیبانیُّ وقال عمرٌو وعُبیدُ اللہِ بنُ مِقسمٍ وابُو الزُّبیرِ عن جابرٍ

قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْاَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص پانی کھینچنے والے دو اونٹوں کو لیکر آیا اور رات اندھیری ہوگئی تھی اس نے حضرت معاذ رضؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اپنے دونوں اونٹوں کو بٹھا دیا اور (نماز میں شریک ہونے کے لئے) معاذؓ کی طرف آیا حضرت معاذ رضؓ نے سورہ بقرہ یا سورہ نساء پڑھنا شروع کی تو وہ شخص (نماز چھوڑکر) چلاگیا اور اس کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت معاذ رضؓ نے اس کو برا کہا تو وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے معاذ کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ سے) فرمایا اے معاذ کیا تم فتنے میں مبتلا کرنے والے ہو آپ ص نے فتّان یا فاتن کا لفظ تین بار فرمایا، پھر فرمایا تم نے سبح اسم ربک الاعلیٰ، والشمس وضحٰها اور واللیل اذا یغشیٰ کے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھائی؟ کیونکہ تیرے پیچھے بوڑھے اور کمزور اور ضرورتمند (ہر طرح کے لوگ) نماز پڑھتے ہیں۔ شعبہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جملہ "فانه یصلی وراءك" حدیث میں داخل ہے۔ امام بخاری رح کہتے ہیں کہ سعید بن مسروق اور ابو اسحاق شیبانی نے شعبہ کی متابعت کی ہے اور عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے حضرت جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ نے عشاء میں سورہ بقرہ پڑھی اور اعمش نے محارب بن دثار سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في "فشكىٰ اليه معاذا الخ" فانّ فيه شكوىٰ صاحب الناضح الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من معاذ حين طوّل الصلوٰة وهو الامام (عمدہ)

تعدد موضعہ:۔ والحديث هنا ص۹۸ و مرّ ص۹۷ و ياتي ص۹۰۲ ۔

مقصد ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ بالادست حکام سے اس طرح کی شکایت کرنا غیبتِ محرمہ میں داخل نہیں، یعنی اس طرح کی شکایت کرنا جائز ہے۔

ع۲ بعض علماء سے منقول ہے کہ بیٹے کا اپنے باپ کی امامت کرنا مکروہ ہے، امام بخاری رح نے حدیث الباب سے ان کی تردید کردی اور ثابت کردیا کہ جائز ہے۔

بَاب (۴۵۴) الْاِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَاِكْمَالِهَا ۔

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا ۔

باب، نماز کو اختصار کے باوجود اکمال کے ساتھ پڑھنے کا بیان (یعنی مختصر ہو مگر مکمل)۔
علامہ عینی رح اور حافظ عسقلانی رح لکھتے ہیں کہ مستملی اور کریمہ کے نسخہ میں یہ باب ہے اور بعض نسخہ میں یہ باب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق باب سابق سے ہے چنانچہ بخاری شریف کی قدیم شرح کرمانی میں یہاں باب نہیں ہے اور یہ حدیث باب سابق کے تحت ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر اور پوری پڑھتے تھے (یعنی جماعت فرض میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے لیکن ارکان رکوع، سجود، قعدہ اور قومہ پورے طور پر ادا فرماتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی " كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوجز الصلوٰۃ ویکملھا "

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وخرّجہ مسلم ص۱۸۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ جو امام مقتدیوں میں سے مریض اور بوڑھے مقتدی کی رعایت نہ کرے اور طویل طویل سورتیں پڑھ کر نماز کو لمبی کرے تو اس کی شکایت کی جائیگی جیسا کہ باب سابق سے معلوم ہوا۔
اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو ایجاز و اکمال کرے گا اس کی شکایت نہیں کی جائیگی جیسا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

باب ۴۵۵ مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوۃَ عِنْدَ بُکَاءِ الصَّبِیِّ۔

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قال حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عن يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ عن عبدِ اللهِ بْنِ اَبِی قَتَادَةَ عن اَبِيْهِ اَبِی قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلّی اللّٰه علیه وسلم قال اِنِّی لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوۃِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِی صَلٰوتِی كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ تَابَعَهٗ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَبَقِيَّةُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ۔

باب، اس شخص کا بیان جو بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز کو مختصر کر دے۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا " میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں (یعنی لمبی قرأت

کروں، پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا تو اپنی نماز میں اختصار کر دیتا ہوں اس بات کو ناگوار سمجھ کر کہ اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالوں۔ بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبداللہ بن مبارک نے امام اوزاعی سے اس روایت کے نقل کرنے میں ولید بن مسلم کی متابعت کی ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ارید ان اطول فیہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۹۸ ویاتی ص۱۲۱ وابوداؤد اول فی "باب تخفیف الصلوٰۃ للامر یحدث ص۱۱۵"۔ وخرجہ النسائی وابن ماجۃ ایضاً فی الصلوٰۃ۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْکُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ مَا صَلَّیْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوۃً وَّلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنْ کَانَ لَیَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ ہلکی نماز اور کامل نماز نہیں پڑھی اور بے شک آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے کہ اس کی ماں پریشان ہو جائے گی نماز میں تخفیف کر دیتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وان کان لیسمع بکاء الصبی فیخفف مخافۃ اَن تفتن امہ"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وخرجہ مسلم ص۱۸۸۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ حَدَّثَہٗ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَہَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَائِہٖ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو

کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " وانا ارید اطالتہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی "

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۹۸ وایضاً مرّ آنفا ص۹۸۔

۶۸۱ - حدثنا محمد بن بشار قال نا ابن ابی عدی عن سعید عن قتادۃ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لادخل فی الصلوٰۃ فارید اطالتہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز مما اعلم من شدۃ وجد امہ من بکائہ وقال موسیٰ حدثنا ابان قال حدثنا قتادۃ قال حدثنا انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "میں نماز شروع کرتا ہوں اور نماز کو طویل کرنا چاہتا ہوں پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو کتنا شدید رنج وغم لاحق ہوتا ہے، اور موسیٰ بن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے ابان بن یزید نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم سے حضرت انس بن مالک رضؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث بیان کی۔

مطابقتہ للترجمۃ ھذا طریق آخر من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ والمطابقۃ فی " فاسمع بکاء الصبی فاتجوز "

مقصد ترجمہ قال الزین بن المنیر الخ شارح بخاری زین بن منیرؒ کہتے ہیں کہ ابواب سابقہ میں جس تخفیف کا حکم تھا وہ نماز میں شریک مقتدیوں کے حق سے متعلق تھا اور اس باب میں اس سے زائد یہ بات بیان کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقتدی (یعنی بچہ کی رعایت) کے پیش نظر بھی تخفیف کی جا سکتی ہے اگرچہ فی الجملہ اس کا فائدہ مقتدی ہی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ (فتح الباری)

حافظ عسقلانیؒ کے نقل سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ حضور اقدسؐ نے جس بچہ کے رونے کی آواز سنکر نماز میں تخفیف فرمائی ہے وہ نماز میں شریک نہیں ہے، یعنی تخفیف غیر مقتدی کی بنا پر ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس باب کی یہ غرض نہیں ہے جو شراح فرماتے

ہیں کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان بچوں کی ماؤں کی رعایت سے اختصار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں ہے فیخفف مخافۃ ان تفتن امہ۔ یعنی جو ماں شریکِ نماز ہے اس کی رعایت وخیال ہے۔ لہذا مقتدی کی رعایت ہوئی نہ کہ غیر مقتدی کی۔

تشریح امام بخاری رح نے اس باب میں چار روایات نقل کی ہیں ان روایات سے امام بخاری رح کا مقصد ثابت اور واضح ہے کہ نماز کے دوران عارضی اور وقتی مصلحت سے تخفیف جائز ہے

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جیسے نماز میں امرِ دنیوی کی وجہ سے تخفیف کی جاسکتی ہے تو امرِ آخرت کی بنا پر اس میں تطویل بھی جاسکتی ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اگر رکوع میں ہے اور کسی نمازی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی تو رکوع میں بجائے تین تسبیح کے پانچ یا سات کردے تاکہ آنے والا نمازی رکوع میں شریک ہوکر رکعت پالے تو یہ تطویل جائز ہے یا نہیں؟

ائمہ کرام رح کے اقوال مختلف ہیں شوافع رح کا مسلک امام نووی رح نے استحباب نقل کیا ہے لیکن حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے۔ بالخصوص آنے والا اگر صاحبِ ریاست وثروت ہو، لیکن اگر آنے والے کو امام بالکل نہیں جانتا صرف نمازی ہونے کا علم ہے کہ نمازی کو رکعت مل جائے تو جائز ہے۔

فرق ظاہر ہے کہ صاحبِ ریاست کی صورت میں اس کی عظمت کا لحاظ کیا گیا جو عبادت میں جائز نہیں بخلاف دوسری صورت کے کہ صرف اعانت علی العبادت ہے۔

نیز اگر آنے والا شریر ہے کہ اگر رکوع کو لمبا نہیں کریگا تو وہ تکلیف پہنچائیگا تب بھی ضررِ تکلیف سے بچنے کے لئے تطویل کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۵۶ اِذَا صَلّٰی ثُمَّ اَمَّ قَوْمًا۔

۶۸۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَبُو النُّعْمَانِ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَن اَيُّوْبَ عَن عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَن جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهٗ فَيُصَلِّي بِهِمْ۔

باب، جب خود نماز پڑھ چکا اس کے بعد لوگوں کی امامت کرے؟

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رض روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم میں جاتے تھے اور ان کو نماز پڑھاتے تھے

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " کان معاذ یصلی مع النبی صلی اللہ

علیه وسلم ثم یاتی قومه فیصلی بهم۔

تعدد موضعه :- والحدیث هنا ص۹۸ وقد مضیٰ ص۹۷ و یاتی ص۹۰۔

مقصد ترجمہ علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب تو یہ ہے کہ اگر ایک شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ کر دوسرے لوگوں کی امامت کرے تو کیا حکم ہے ؟

امام بخاری رح نے اپنی عادت کے مطابق کوئی جواب نہیں دیا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں ؟

چونکہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ والظاهر ان میله الی جواز ذلک (عمدہ)، یعنی امام بخاری رح کا رجحان و میلان بظاہر جواز ہی کی طرف ہے۔

تشریح اس باب میں اصل مسئلہ صلوٰۃ المفترض خلف المتنفل کا ہے یعنی متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے یا نہیں ؟

اقتداء المفترض خلف المتنفل حضرت امام شافعی رح اور داؤد ظاہری رح وفی روایۃ امام احمد رح کے نزدیک متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رح امام مالک رح اور امام احمد رح فی روایۃ مشہورۃ اور اکثر تابعین عدم جواز کے قائل ہیں حضرات شوافع نے حدیث الباب سے استدلال کیا ہے کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ لیتے تھے پھر اپنی قوم بنی سلمہ میں جا کر وہی (عشاء کی) نماز پڑھاتے تھے۔

جواب :- حدیث الباب سے استدلال اس لئے درست نہیں کہ حدیث الباب میں صرف اتنا مذکور ہے کہ حضرت معاذ رض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے پھر اپنی قوم میں جا کر نماز پڑھاتے تھے اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ حضرت معاذ رض حضور علیہ السلام کے ساتھ کونسی نماز پڑھتے پھر کس نیت سے پڑھتے تھے۔ اس میں کثیر احتمالات ہیں۔ ۱ یہ احتمال ہے کہ حضرت معاذ رض حضور اقدس علیہ السلام کے پیچھے فرض پڑھتے ہوں۔ ۲ اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفل کی نیت سے پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے ساتھ فرض۔ اور یہی ارجح اور قوی تر احتمال ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

جواب ۲ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہو جبکہ ایک فرض نماز دو مرتبہ پڑھی جاتی تھی۔

جواب ۳ یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنیتِ فرض شرکت کی ہو اور قوم کے ساتھ بنیتِ نفل یا دونوں جگہ بنیت فرض ہی شرکت کی ہو، ان دونوں صورتوں میں حضرت معاذ رض کا اپنا اجتہاد تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر ثابت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ اپنے یہاں جا کر بھی نماز پڑھاتے ہیں اور طویل نماز پڑھاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا یامعاذ اماان تصلی معی واما ان تخفف عن قومك ۔ یعنی اے معاذ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم کو مختصر نماز پڑھاؤ ۔ یعنی اے معاذ دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرو یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یعنی قوم کی امامت ختم کردو ، اور اگر اپنی قوم کی امامت کرنی ہے تو میرے ساتھ مت پڑھو اور امامت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے تخفیف کا خیال رکھو ۔

جواب ۴ حدیث الباب حدیثِ معاذؓ صلوٰۃ خوف سے منسوخ ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوۂ اُحد سے پہلے کا ہے اور صلوٰۃ خوف کی مشروعیت ۵ھ میں ہوئی ، تو اگر یہ صورت جائز ہوتی کہ فرض پڑھ لینے کے بعد بھی فرض پڑھ سکتا ہے تو ایک ہی امام دونوں جماعتوں کو پوری نماز پڑھا دیتا پھر صلوٰۃ خوف کا طریقہ جاری کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ۔

جمہور کے دلائل

۱ ارشاد نبوی الامام ضامن والمؤذن موتمن (ابوداؤد فی " باب مایجب علی المؤذن من تعاهد الوقت ص۷۷ " ، ترمذی اول فی " باب ماجاء ان الامام ضامن الخ ص۲۹)

امام ضامن ہے یعنی سارے مقتدیوں کی نماز کو اپنی نماز کے ضمن میں لئے ہوئے ہے ۔ قاعدہ ہے کہ ضعیف قوی کا ضامن نہیں ہوسکتا ، ادنیٰ کے ضمن میں اعلیٰ نہیں آسکتا البتہ اس کا برعکس اعلیٰ اور قوی کے ضمن میں ادنیٰ آسکتا ہے اور ظاہر ہے کہ فرض اعلیٰ اور قوی ہے اس لئے فرض کے ضمن میں نفل آسکتی ہے ۔

نیز ضمن میں آنے کے لئے مساوی اور مماثل ہونا ضروری ہے مغایرت کے بعد ضمن صحیح نہ ہوگا اس لئے ایک فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا مثلاً عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی قضا یا کل کی عصر ہی کی قضا پڑھنے والا اقتداء نہیں کرسکتا ۔

جمہور کی دوسری دلیل

ارشاد نبوی انما جعل الامام لیوتم به (بخاری اول ص۹۵ ایضاً ص۷۵ و مسلم اول پہلی سطر ص۱۷۷ ایضاً ابوداؤد ، ترمذی ، نسائی وغیرہ)

اگر امام اور مقتدی کی نیت مختلف ہو تو اقتداء نہیں کیا جاسکتا ۔ واللہ اعلم ۔

بابٌ ۴۵۷ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَ الْاِمَامِ

۶۸۳ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِنْ يَّقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرُ

عَلَى الْقِرَاءَةِ فقال مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فقلتُ مِثْلَهُ فقال فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يوسُفَ مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلَّى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْاَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ صَلِّ فَتَاَخَّرَ اَبُوْبَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

باب، اس شخص کا بیان جو لوگوں (یعنی مقتدیوں) کو امام کی تکبیر (یعنی اللہ اکبر کی آواز) سنائے۔
یعنی اگر کسی جماعت میں مقتدیوں کی بہت زیادہ کثرت کی وجہ یا امام کی آواز پست ہونے کی وجہ سے امام کی تکبیر مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو کسی مقتدی کو مکبّر مقرر کر دیا جائے تاکہ بلند آواز سے امام کی تکبیر سب لوگوں کو سنا دے تو یہ جائز ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں وصال فرمایا تو بلال رضؓ نماز کی اطلاع دینے کے لئے آپ کے پاس آئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ ابوبکر رضؓ رقیق القلب آدمی ہیں وہ اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور قرأت پر قادر نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں (عائشہ رضؓ فرماتی ہیں) میں نے پھر وہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا کہ تم تو یوسف عؑ کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ ابوبکر رضؓ نے نماز شروع کر دی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کر کے) دو آدمیوں کے بیچ میں سہارا لیتے ہوئے نکلے گویا میں اس وقت بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے ہیں، جب ابوبکر رضؓ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اشارہ سے ابوبکر کو فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو ابوبکر رضؓ پیچھے ہٹ گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے ابوبکر رضؓ آپ کی تکبیر لوگوں کو سناتے تھے۔ محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں عبد اللہ بن داؤد کی متابعت کی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وابوبکر یُسمع الناس التکبیر"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۹۸ تا ص۹۹ و مرّ ص۹۱۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر مقتدی بہت ہوں اور امام کی تکبیر (اللہ اکبر)

کی آواز مقتدیوں تک نہ پہونچنے کا خیال ہو تو امام کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے مکبّر مقرر کرنا جائز ہے کہ وہ بلند آواز سے امام کی تکبیرات مقتدیوں تک پہونچادے اگر ایک مکبّر کافی نہ ہو تو ایک سے زائد مکبر مقرر کرنا بھی درست ہے جیساکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکبیرات مقتدیوں کو سنانے کے لئے بلند آواز سے کہتے تھے۔

باقی تشریح کے لئے روایت گذر بھی چکی ہے اور آئندہ بھی آرہی ہے۔

بابُ ۴۵۸ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

۶۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُومُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ۔

باب، ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور تمام لوگ اس مقتدی کی اقتدا کریں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا تم لوگ میری اقتدا کرو اور تمہارے بعد آنیوالے تمہاری اقتدا کریں گے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے (مرض وفات میں) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی اطلاع دینے کے لئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (اپنی آواز) لوگوں کو نہ سنا سکیں گے کاش آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو (آواز) نہ سنا سکیں گے کاش آپ عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر ہی سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ نے اپنی طبیعت میں تخفیف محسوس فرمائی (اپنی طبیعت ہلکا پایا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر چلنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پیر زمین پر خط کھینچ رہے تھے یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ محسوس کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کر دیا (کہ اپنی جگہ رہو) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر کی نماز کے مقتدی تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يقتدى ابوبكر بصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مقتدون بصلوٰة ابى بكر"

تعدد موضعہ:- والحديث هنا ص۹۹ ومضى ص۹۱ وص۹۸ تا ص۹۹۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قال ابن بطال هذا موافق لقول مسروق والشعبى ان الصفوف يؤم بعضها بعضا خلافا للجمهور۔ (فتح)

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ باب مسروق اور شعبی رحمہ اللہ کے موافق ہے۔ امام شعبی اور مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں چند صفیں ہوں تو اگلی صف والے امام کا اتباع اور اقتداء کریں گے اور دوسری صف والے پہلی صف کی اقتداء کریں گے، علیٰ ہذا تیسری صف والے کا امام دوسری صف والے ہیں۔ وهلم جرا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی تقریباً یہی لکھا ہے استدل به الشعبى على جواز ائتمام بعض المأمومين ببعض وهو مختار الطبرى ايضاً۔ (عمدة)

بظاہر امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد امام شعبی وغیرہ کی موافقت و تائید ہے۔

ائمۂ اربعہ اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں بلکہ امام ہی پوری جماعت کا امام ہے۔ اور امام صرف ایک شخص ہی ہوگا۔

ثمرۂ اختلاف ایک شخص نماز جماعت میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا لیکن مقتدیوں نے ابھی سر نہیں اٹھایا یعنی شریک والا اگر اپنے سامنے کے مقتدیوں کا رکوع پالیا تو اس نے اپنے امام کا رکوع پالیا اور یہ مدرکِ رکعت مانا جائیگا۔

جمہور کے نزدیک اس کو مدرک رکوع نہیں مانا جائیگا، یعنی امام جب تک رکوع میں ہے اور شریک ہونیوالا امام کو رکوع میں پالے گا تو مدرک رکعت ہوگا دوسرے مقتدیوں کا اعتبار نہیں

تشریح ائتموا بی ولیأتمّ بکم من بعدکم جمہور کے نزدیک اس روایت کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم لوگ میری اقتدا و پیروی کرو یعنی مجھ سے طریقہ سیکھ لو اور بعد میں آنے والے لوگ تمہاری اقتدا کریں گے، تمہارے نقش قدم پر چلیں گے کیونکہ میں تو رہوں گا نہیں کہ ہر فعل مجھ سے دریافت کریں اس لئے تم خوب میرے طریقہ کو دیکھ سمجھ لو آنے والی نسلیں تمہاری اقتدا کریں گی۔

باب ۴۵۹ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ۔

۶۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ۔

باب، جب امام کو نماز میں شک واقع ہوجائے تو کیا وہ مقتدیوں کی بات پر عمل کرسکتا ہے؟

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر علیحدہ ہوگئے (سلام پھیر دیا) تو آپ سے ذوالیدین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا نماز میں کمی کردی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پھر آپؐ نے آخری دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدہ کرنے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے بھی طویل سجدہ کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم شکّ فیما قال لہ ذوالیدین فرجع فیہ الی قول الناس الخ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۹۹ و مرّ ص۶۹ و یاتی ص۱۶۳ و ص۱۶۴ و ص۸۹۴ و ص۱۰۷۷ باقی مواضع کے لئے حدیث ع۴۶۵ ملاحظہ فرمائیے۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ نَا شُعْبَۃُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ فَقِیْلَ قَدْ صَلَّیْتَ رَکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز (ایک مرتبہ) صرف دو رکعتیں پڑھیں تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں پھر آپ صؐ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر (سہو کے) دو سجدے کئے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ :۔ ھذا طریق آخر فی الحدیث المذکور۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۹۹ باقی مواضع کے لئے حدیث ع۴۶۵ دیکھئے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں قطعی طور پر کوئی حکم نہیں لگایا ہے بلکہ ھل کے ذریعہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کی عادت ہے کہ مسئلۂ اختلافیہ میں کوئی حکم و فیصلہ کن بات نہیں کہتے بلکہ اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ھل کے ساتھ ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

ع۲ امام بخاری رحؒ کا مقصد شوافع کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ مقتدی کی بات پر اعتماد نہیں کریگا تاوقتیکہ امام کو خود بھی یقین نہ آجائے۔

اس مسئلہ میں ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں:۔

ائمہ کے اقوال اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر امام کو یقین ہے کہ نماز پوری پڑھی ہے تو امام اپنے یقین کے مطابق عمل کریگا۔ لیکن اگر امام کو خود شک ہے تو امام شافعی رحؒ کے نزدیک امام کو جب تک یقین نہ ہو جائے اس وقت تک مقتدی کی بات ماننا جائز نہیں۔

(۲) امام مالک رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو اور دو عادل آدمی لقمہ دیں تو مقتدی کی بات پر عمل کرنا ہوگا۔

(۳) امام احمد بن حنبل رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مقتدی کہتا ہے تو امام اپنے یقین پر عمل کریگا اور اگر دو عادل ہوں تو ان کی بات پر عمل ضروری ہوگا۔

(۴) امام اعظم ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اگر امام کو شک ہو تو مقتدی کے قول پر عمل کرے گا خواہ ایک ہی مقتدی کیوں نہ ہو۔

بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کو اگر سہو یا شک پیش آجائے تو مقتدی کی بات پر اعتماد کرنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔

باقی یہ حدیث بخاری صـ۱۶۳ و صـ۱۶۴ میں آرہی ہے انشاء اللہ مزید تفصیل آئے گی۔ حضرت ذوالیدین رض کا اصلی نام خرباق (بکسر الخاء) تھا، ان کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لئے کہا جاتا تھا کہ ان کے دونوں ہاتھ لمبے تھے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۶۰ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَأُ إِنَّمَا أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ۔

۶۸۷ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهٗ إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

باب، جب امام نماز میں رو پڑے؟ عبداللہ بن شداد رح (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے (نماز میں حضرت عمر رض کے رونے کی آواز سنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا اور وہ (سورہ یوسف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثّی وحزنی الی اللہ (میں اپنی پریشانی اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں)۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ ام المومنین رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رض کہتی ہیں کہ میں نے آپ ص سے عرض کیا کہ ابوبکر رض جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو

نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر فرمادیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر آپ ؐ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضؓ سے کہا کہ تم آپ ؐ سے کہو کہ ابوبکر رضؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو اپنی آواز نہ سنا سکیں گے اس لئے آپ عمر رضؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضؓ نے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بس کرو) بلاشبہ تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہا کہ میں نے تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ قالت عائشۃ قلتُ لہ اِنّ ابابکر اذا قام فی مقامک لم یسمع الناس من البکاء۔

تعدد موضعہ! والحدیث ھنا صـ۹۹ تاصـ۱۰۰ ومرّ صـ۹۳ ویاتی صـ۴۷۹ وصـ۱۰۸۵۔

مقصد ترجمہ اگر نماز کی حالت میں امام پر گریہ طاری ہو جائے، امام رو پڑے تو کیا حکم ہے؟ امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی جواب ذکر نہیں فرمایا، لیکن امام بخاری رحؒ نے باب کے تحت جو اثر اور روایت پیش کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

اقوال ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ رحؒ اور امام مالک رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے خوف سے یا جہنم کے تذکرہ سے روئے تو جائز ہے نماز میں کسی طرح کی کراہت نہ ہوگی اگرچہ رونے میں آواز بھی پیدا ہو جائے۔ اور اگر جسمانی یا دنیاوی مصائب کی وجہ سے رونا آئے تو اگر آواز سے روئے بایں طور کہ آواز میں الفاظ و حروف ظاہر ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر رونے کی آواز پیدا نہ ہو صرف آنکھ متاثر ہو کہ آنسو آجائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی امام احمد بن حنبل رحؒ کا بھی مذہب ہے۔

(۲) حضرت امام شافعی رحؒ کے نزدیک اگر رونے میں دو حرف ظاہر ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی خواہ رونے کا سبب خوفِ خدا ہو یا اور کوئی سبب آواز و حروف مفسد صلوٰۃ ہے۔

بہت ممکن ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد شوافع کا رد ہو اور جمہور کی موافقت و تائید۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری رحؒ نے حضرت عمر رضؓ کا اثر بطور استدلال نہیں نقل فرمایا ہے، یہ قصہ فجر کی نماز کا ہے عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ یوسف تلاوت کر رہے تھے، جب اس آیت پر پہونچے انما اشکوا بثّی وحزنی الی اللہ تو حضرت عمر رضؓ رو رہے تھے، عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ میں آخری صف میں رونے کی آواز سن رہا تھا، ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضؓ کا یہ رونا کسی جسمانی تکلیف یا دنیاوی مصائب کی بنا پر نہ تھا بلکہ کسی واردِ غیبی یا پروردگار عالم کی جانب سے حضرت یعقوب علیہ السلام

کے امتحان کے استحضار پر بے اختیار گریہ و بکاء طاری ہوگیا۔
معلوم ہوا کہ نماز میں گریہ و بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

روایت سے استدلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رضؓ کے رقت قلب اور کثرت بکاء کا علم تھا اس کے باوجود آپ ؐ نے ابوبکر ہی کے لئے نماز پڑھانے کا حکم فرمایا نیز ابوبکر رضؓ کو گریہ و بکاء سے منع نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ گریہ و بکاء سے نماز فاسد نہ ہوگی واللہ اعلم۔

ماکنت لاصیب منک خیراً اس سے اشارہ واقعۂ شہد کی طرف ہے کہ حضور اقدس ؐ نے حضرت زینبؓ کے یہاں شہد نوش فرمایا اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے یہاں تاخیر سے پہونچنے لگے تو عائشہؓ نے حفصہؓ سے کہا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لائیں تو کہدینا کہ آپ کے منہ سے مغافیر (گوند) کی بو آرہی ہے، حفصہؓ نے رسول اللہ ؐ سے ڈرتے ڈرتے کہدیا اس پر عتاب نازل ہوا، تو حفصہؓ عائشہؓ سے کہتی ہیں کہ تم پھر مجھ کو حضور ؐ کی توبیخ و ڈانٹ سنوانا چاہتی ہو جیسا کہ شہد کے معاملہ میں ہوا تھا۔

باب ۴۶۱ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

۶۸۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

باب، اقامت کے وقت اور اقامت کے بعد صفوں کے برابر کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت نعمان بن بشیر رضؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ (نماز میں) اپنی صفوں کو برابر کرلیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادیگا (باہمی پھوٹ ڈالدے گا)۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لتسوّنّ صفوفکم الخ"

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھنا صـ۱۰۰ ومسلم اول صـ۱۸۲ وترمذی صـ۳۱، ابوداؤد صـ۹۷۔

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّي اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ۔

ترجمہ حدیث | حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفوں کو درست کرو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں ۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " اقیموا الصفوف " لان الامر باقامۃ الصفوف ھو الامر بالتسویۃ ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا صنا ویاتی الحدیث فی الباب الذی بعدہ صنا ومسلم اول ص۱۸۲ ۔

مقصد ترجمہ | امام بخاری رحؒ کا مقصد تسویۂ صفوف کی اہمیت بیان کرنا ہے کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو نہایت اہتمام سے صفوں کو سیدھا کرلیا جائے اس لئے کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر پہونچنے کے وقت یا اقامت کے بعد فوراً امام کو تکبیر تحریمہ منعقد کرکے نماز شروع کردینی ہے ۔ امام بخاری رحؒ نے تنبیہ کردی کہ اگر تسویۂ صفوف میں کمی رہ گئی ہو تو اقامت کے بعد پہلے صفوں کو سیدھا اور درست کرلے ۔

سوال | ترجمۃ الباب میں عند الاقامۃ وبعدھا کی قید ہے لیکن باب کے تحت جو روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ قید مذکور نہیں ہے ؟ سوال یہ ہے کہ مصنف رحؒ نے یہ اضافہ کہاں سے فرمایا ہے ؟

جواب | ع۱ باب کی پہلی روایت میں لتسوّن صفوفکم یہ خبر بمعنی انشاء ہے ، یعنی آنحضرت صلعم کا حکم ہے کہ نماز میں صفوں کو برابر کرو ۔ اور باب کی دوسری حدیث میں تو صراحۃً حکم ہے ۔ معلوم ہوا کہ تسویہ صفوف ضروری ہے اور یہ اقامت کے وقت یا اقامت کے بعد ہی ہوا کرتا ہے تو اس عموم سے امام بخاری رحؒ نے عند الاقامۃ وبعدھا کو ثابت کیا ہے ۔

ع۲ یا امام بخاری رحؒ نے اپنی عادت کے مطابق ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضؓ ہی کی روایت میں ہے فقام حتیٰ کاد ان یکبر الخ (مسلم اول ص۱۸۲) یعنی آپ صلعم کھڑے ہوگئے قریب تھا کہ آپ صلعم تکبیر تحریمہ کہہ لیں (یعنی اقامت ہو رہی تھی) اتنے میں آپ صلعم نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو آپ صلعم نے فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں سیدھی کرلو الخ ۔

اور باب کی دوسری روایت حضرت انس رضؓ کی حدیث بخاری شریف کے اسی صفحہ پر اگلے باب میں آرہی ہے اقیمت الصلوٰۃ فاقبل الخ یعنی اقامت ہوگئی تو آپ صلعم نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا اقیموا صفوفکم (صفیں سیدھی کرلو) ۔

تسویۂ صفوف کا حکم | علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں "فیہ الامر بتسویۃ الصفوف وھی من سنۃ الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ والشافعی ومالک رحمھم اللہ وزعم ابن حزم

انہ فرض الخ (عمدہ)۔
یعنی جمہور فقہاء کے نزدیک سنت ہے صرف علامہ ابن حزم ظاہری فرض کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عدم تسویہ کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی لیکن ان کا یہ مذہب شاذ ہے۔

اولیخالفن اللہ بین وجوھکم اگر وجوہ سے مراد ذوات ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے درمیان عداوت و بغض پیدا ہو جائیگا، باہمی پھوٹ پڑ جائے گی اور یہی مطلب ترجمہ میں لیا گیا ہے۔

۲ دوسری صورت یہ ہے کہ وجوہ سے حقیقی اور ظاہری معنی لیا جائے یعنی چہرہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے میں اختلاف پیدا کر دیگا کہ انسانی چہرہ سے غیر وجہ انسانی کی طرف مبدل کر دیں گدھے کی صورت میں تبدیل کر دیں۔ یا چہرے کے نقوش کو آگے سے پیچھے کر دیں یعنی مسخ کر دیں والاول اوجہ واللہ اعلم۔

فانی اراکم خلف ظھری علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی کوئی ضرورت نہیں اپنے ظاہر اور حقیقت پر محمول ہے، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائص میں سے تھا اور بطور خرق عادت معجزہ تھا۔

افادہ: یہ بحث گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حدیث ۶۶۴ کی تشریح۔

باب ۴۶۲ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَی النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِیَۃِ الصُّفُوْفِ۔

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ نَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَۃُ بْنُ قُدَامَۃَ قَالَ نَا حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ وَرَاءَ ظَھْرِیْ۔

باب، صفیں سیدھی کرتے وقت امام کے لوگوں کی طرف متوجہ ہونے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض نے بیان کیا کہ نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی صفوں کو درست کر لو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو بلا شبہ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھہ فقال الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا صنا ومرّ انفاً صنا۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد طریقۂ تسویہ کی تعلیم ہے کہ امام کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں پر نگاہ ڈال لے کہ صفیں سیدھی ہوئیں یا نہیں؟ صفوں کی درستگی امام کی ذمہ داری ہے۔

تشریح تراصّوا بضم الصاد المشددة، اصل میں تراصصوا تھا صاد کو صاد میں مدغم کر دیا گیا معناہ تلاصقوا، ایک دوسرے سے چمٹ جاؤ، جڑ جاؤ۔

اصل مادّہ ر ص ص ہے جس کے معنی ہیں دو چیزوں کو ملا کر جوڑ دینا، چپٹا دینا۔

باب ۴٦۳ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْهَدِمُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا۔

باب، پہلی صف (کے ثواب) کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہداء (یہ لوگ بھی شہید ہیں) ڈوب کر مرنے والا، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا طاعون سے مرنے والا، دب کر مرنے والا، اور آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ وہ ثواب جان لیں جو نماز کے لئے جلدی آنے میں ہے تو وہ ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کریں اور اگر لوگ جان لیں جو ثواب عشاء اور صبح کی نمازیں میں ہے تو وہ ان نمازوں میں ضرور آئیں اگرچہ گھٹنوں کے بل چلنا پڑے اور اگر وہ ثواب جان لیں جو پہلی صف میں ہے تو اس کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ولو یعلمون ما فی الصفّ المقدّم لاستھموا "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۰ ومرّ ص۹۰ ویأتی ص۳۹۷، ایضاً ص۸۵۳ ومنہ قال لو یعلمون ما فی التھجیر الخ مرّ ص۸٦ ویأتی ص۳۷۰۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد صفِ اول کی فضیلت بیان کرنی ہے مگر صف اول کے مصداق میں اقوال مختلف ہیں۔

(١) جمہور کے نزدیک صفِ اول وہ ہے جو امام کے متصل ہو۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں وھو الصحیح المختار وعلیه المحققون (قس)۔

(٢) بعض حضرات کہتے ہیں کہ صف اول کا مصداق وہ لوگ ہیں جو نماز کے لئے سب سے پہلے مسجد کے اندر آجائیں خواہ وہ نماز دوسرے یا تیسرے صف میں ہی پڑھیں۔ قالہ ابن عبدالبر۔

امام بخاریؒ اس باب سے جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں اور علامہ ابن عبدالبر وغیرہ پر رد کر رہے ہیں۔ امام بخاریؒ استدلال کرتے ہیں لویعلمون مافی الصف المقدم لاستھموا۔ تو اگر صفِ اول کا مصداق وہ لوگ ہوتے جو مسجد میں پہلے آویں تو اس میں قرعہ اندازی کا کیا مطلب؟

اور جمہور فرماتے ہیں کہ مسجد میں پہلے آنے کا ثواب بہرحال ہے یہ علیحدہ چیز ہے اور صفِ اول کا ثواب الگ ہے۔

باب ٤٦٤ اِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

٦٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِیْمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ۔

باب۔ نماز کو کامل کرنے کے لئے صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے لہٰذا اس سے اختلاف نہ کرو تو جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ ربنا لک الحمد کہو۔ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم لوگ بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم لوگ بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف کو سیدھا رکھو اس لئے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کی خوبی کا ایک جز ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فان اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ" ای من حسن تمام الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا صـ۱۰۰ ویاتی صـ۱۰۱ تا صـ۱۰۲ ومسلم اول صـ۱۸۲۔

۶۹۳۔ حدثنا ابو الولید قال نا شعبۃ عن قتادۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سوّوا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو اس لئے کہ صفوں کو برابر کرنا نماز کے درست کرنے کا جزء ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا صـ۱۰۰، مسلم اول صـ۱۸۲، ترمذی اول صـ۳۱۔ ابوداؤد اول صـ۹۷ تا صـ۹۸۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ نے اس باب کے تحت دو طرح کی روایات ذکر کی ہیں:۔

(۱) پہلی روایت ہے "اقامۃ الصف من حسن الصلوٰۃ"

اور دوسری روایت میں ہے "تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ"۔

امام بخاری رحؒ نے جو ان روایات پر ترجمہ قائم فرمایا ہے "اقامۃ الصف من تمام الصلوٰۃ" اس سے امام بخاریؒ کے تفقہ اور دقتِ نظر کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں روایات کے درمیان ایک تیسرا عنوان قائم کرکے تطبیق بین الروایات پیش کردی ہے اور بتادیا کہ حسن واقامت دونوں چیزیں نماز کیلئے مکمل و متمم ہیں۔

پہلی روایت کے الفاظ من حسن الصلوٰۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفسِ صلوٰۃ میں کوئی دخل نہیں ہے اس کے ذریعہ سے صرف حسن پیدا ہوجاتا ہے۔

اور دوسری روایت میں فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اقامتِ صف کو نفس صلوٰۃ میں دخل ہے اور داخلی چیز ہے۔

قربان جایئے امام بخاری رحؒ نے من تمام الصلوٰۃ قائم کرکے بہترین حل فرمایا کہ اقامتِ صف جزءِ صلوٰۃ ہے مگر جزءِ تکمیلی ہے جس سے نماز میں حسن پیدا ہوتا ہے ایسا جزء نہیں ہے کہ اس کے انتفاء سے انتفاءِ صلوٰۃ ہوجائے ورنہ پہلی روایت سے تعارض ہوجائیگا۔

البتہ جمہور کے نزدیک چونکہ اقامتِ صف سنت مؤکدہ ہے یعنی قریب الوجوب اس لئے ترکِ سنت کا گناہ ہوگا اور نماز میں نقصان بھی ہوگا مگر نماز ادا ہوجائے گی، علامہ ابن حزم کا مفسدِ صلوٰۃ کہنا نقلاً وعقلاً غلط ہے۔ واللہ اعلم۔ ع غ چلمل۔

باب ۴۶۵ اِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوْفَ

۶۹۴۔ حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ اَسَدٍ قال اَنَا الفَضْلُ بنُ مُوسٰى قال انا سَعِيدُ بنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ الاَنْصَارِيِّ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَدِمَ المَدِيْنَةَ فَقِيلَ لَهُ مَا اَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قال ما اَنْكَرْتُ شَيْئًا اِلَّا اَنَّكُمْ لَاتُقِيمُونَ الصُّفُوْفَ وقال عقبةُ بنُ عُبَيْدٍ عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ قَدِمَ علينا اَنَسٌ المَدِيْنَةَ بِهٰذَا۔

باب، اس شخص کے گناہ کا بیان جو صفوں کو پورا نہ کرے

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ وہ (بصرہ سے) مدینہ طیبہ آئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے ہم میں کونسی بات اس کے خلاف پائی جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا میں نے بجز اس کے کوئی بات خلاف نہیں پائی کہ تم (نماز میں) صفیں درست نہیں کرتے ہو، اور عقبہ بن عبید نے بشیر بن یسار سے روایت اس طرح نقل کی ہے کہ حضرت انسؓ ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے پھر یہی حدیث نقل کی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة هذا الاثر للترجمة من حيث ان انسا حصل منه الانكار على عدم اقامتهم الصفوف الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ: والحديث هنا صنا۔

مقصد ترجمہ اس باب میں امام بخاری رحؒ نے اپنا رجحان ومیلان واضح کردیا کہ تسویۂ صفوف واجب ہے کیونکہ حضرت انس رضؓ کے انکار سے امام بخاری رحؒ نے استدلال کرلیا کہ حضرت انسؓ کا انکار اثم یعنی گناہ کی وجہ سے تھا۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تسویۂ صفوف پر اہتمام فرمانا، نیز ارشاد نبویؐ صلّوا کما رأیتمونی اصلّی، ان دلائل سے بخاری رحؒ نے استدلال کیا ہے۔

اور خود حضرت انس رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے "سوّوا صفوفکم" اس میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے

امام بخاری رحؒ نے اس ترجمۃ الباب میں لفظ اثم یعنی گناہ کا عنوان قائم کرکے اپنا مقصد ظاہر کردیا کہ تسویۂ صفوف واجب ہے۔ لیکن جمہور ائمہ رحؒ کا مذہب گذر چکا ہے کہ سنت مؤکدہ ہے، واللہ اعلم۔

باب ۴۶۶ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ۔

۶۹۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ۔

باب، صف میں شانے سے شانہ ملاکر اور قدم سے قدم ملاکر کھڑے ہونے کا بیان۔
اور حضرت نعمان بن بشیر رض فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ایک شخص اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ سے ملا دیتا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اس لئے کہ میں تم کو اپنی بیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص (صف میں) اپنے شانے کو اپنے ساتھی کے شانے سے اور اپنے قدم کو اپنے ساتھی کے قدم سے ملا دیتا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ وکان احدنا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ الخ والحدیث ھنا مسندا۔

مقصد ترجمۃ امام بخاری رح کا مقصد ترجمہ سے بالکل واضح ہے کہ تسویہ صفوف کی صورت اور اس کا طریقہ بتانا چاہتے ہیں۔

روایت میں شانے کو شانے سے اور قدم کو قدم سے ملانے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ الزاق حقیقی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ سارے لوگ ایک ہی قد و قامت کے نہیں ہوتے ہیں بعض طویل القامت یعنی لمبا ہوتا ہے اور بعض قصیر۔ اس لئے لا محالہ محاذات مراد ہے یعنی محاذاتِ مناکب بالمناکب اور محاذات قدم بالقدم مراد ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ سارے نمازی ایک خط پر کھڑے ہوجائیں کہ سب کے قدم برابر ہوجائیں اور برابری میں ایڑی کا لحاظ کیا جائیگا پنجوں کا نہیں، چنانچہ بڑے بڑے مساجد میں صفوں کی درستگی کے لئے رسّی کھینچ دیجاتی ہے کہ جس سے سارے نمازی کی صفیں برابر اور درست ہوجاتی ہیں۔

غالباً یہی مقصد امام بخاری رح کا ہے جیسا کہ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں حضرت نعمان بن بشیر رض کی روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنہ ملا لیتے تھے۔
مگر یہ واضح رہے کہ اس سے مقصود حقیقی الزاق و اتصال نہیں ہے بلکہ مقصد محاذات بیان کرنا ہے۔

چونکہ اصل مقصد یہ ہے کہ صفیں سیدھی رکھی جائیں۔

باب[۴۶۷] اِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ يَسَارِ الْإِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلٰوتُهُ۔

۶۹۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

باب، اگر کوئی شخص (مقتدی) امام کے بائیں جانب کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے اپنے داہنی جانب پھیر لے تو نماز پوری ہو جائے گی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی تو میں (نا واقفیت کی وجہ سے) آپؐ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے کی جانب سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور سو گئے پھر آپؐ کے پاس مؤذن آیا تو آپؐ نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقمت عن یسارہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ"

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۰ وقد مضی ص۲۲ وص۲۵ وص۳۰ وص۹۷۔ ویاتی ص۱۰۱ وص۱۱۸ تا ص۱۱۹ وص۱۳۵ وص۱۵۹ تا ص۱۶۰ وفی الثانی ص۶۵۷ " وص۸۷۷ ح " وص۹۱۸ وص۹۳۴ تا ص۹۳۵ وص۱۱۱۰۔

اس حدیث کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ بھی دیکھ لیا جائے۔

مقصد ترجمہ تقریباً یہی ترجمہ ص۹۷ پر ہے اور بخاری ص۹۷ کا دوسرا باب ہے اور انیس[۱۹] باب کے بعد ص۱۰۰ پر یہ زیر بحث ترجمہ ہے ان دونوں میں معنًی اتحاد ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف بعض الفاظ کا فرق ہے کہ وہاں ص۹۷ خلفہ کی زیادتی نہیں ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ وہاں ص۹۷ میں لم تفسد صلوتہ تھا ہے، یہاں ص۱۰۰ میں تمّت صلوتہ ہے۔

امام بخاری رح کا مقصد یہاں تسویۂ صف کا مسئلہ بیان کرنا ہے کہ تسویۂ صف ضروری ہے خلاف ورزی باعث گناہ ہے۔

تو امام بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی جماعت میں صرف ایک ہی مقتدی ہے تو اس کا تسویہ اسی وقت ہوگا جب کہ منفرد مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو، لیکن مقتدی ناواقفیت کی بناء پر بائیں طرف کھڑا ہوگیا اور امام اس کو بائیں طرف سے ہٹا کر دائیں طرف کھڑا کردے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی بالفرض اگر تنہا مقتدی بائیں طرف ہی کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور وہاں ص۹۷ کے باب میں لم تفسد صلوٰتہما تھا میں نے وہاں مقصد ترجمہ کے تحت بیان کر دیا ہے کہ مقتدی کی نماز ترک موقف کی وجہ سے فاسد نہ ہوگی، اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی مقتدی کو پیچھے کی جانب سے کھینچنے پر کہ عمل قلیل سے اصلاح کردی۔ واللہ اعلم۔

باب [۴۶۸] المَرْأَةُ وَحْدَهَا تَكُونُ صَفًّا۔

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ محمَّدٍ قال ثنا سُفْيٰنُ عن إسحٰقَ عن أنسِ بنِ مَالِكٍ قال صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

باب، تنہا عورت (بھی) ایک صف (کی طرح) ہے۔

یعنی اگر عورت ایک بھی ہو تو مردوں کے پیچھے کھڑی ہوگی وہ تنہا ایک صف کے حکم میں ہے، نہ یہ کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہو۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ رض) نے اپنے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم رضہ ہم لوگوں کے پیچھے تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وامی ام سلیم خلفنا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۱ وقد مضی ص۵۵ ویاتی ص۱۱۹ وص۱۲۰ وص۱۵۶۔
مسلم اوّل ص۲۳۴، ابوداؤد اول فی "باب اذا کانوا ثلٰثۃ کیف یقومون ص۹۰"،
ترمذی اول فی باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعہ رجال ونساء ص۳۲۔ ونسائی اول کتاب الامامۃ اذا کانوا ثلثۃ وامرأۃ ص۹۲۔

مقصد ترجمہ سابق باب میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے حتی کہ اگر مقتدی ناواقفیت کی بنا پر امام کے بائیں جانب کھڑا ہو تو امام کو چاہیئے کہ اس تنہا مقتدی کو اپنی داہنی جانب پھیر لے۔

اب اس باب سے امام بخاری رح یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت کا حکم الگ ہے۔ اگر مقتدی عورت ہو تو مردوں سے پیچھے کھڑی ہوگی خواہ ایک عورت ہو یا چند عورتیں ہوں ان کا حکم یہی ہے کہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں گویا امام بخاری رح لا صلوٰۃ لمنفرد خلف الصف سے عورت کو مستثنیٰ کر رہے ہیں۔

اس پر حضرت ام سلیم رض کے واقعہ سے استدلال کر رہے ہیں کہ حضرت انس رض اور یتیم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حضرت ام سلیم رض ان سب کے پیچھے کھڑی ہوئیں باوجودیکہ یہاں کسی اجنبی اور غیر محرم کا معاملہ بھی نہیں تھا۔

نیز علامہ عینی رح نے حضرت ابن مسعود رض کی روایت نقل کی ہے اخروھن من حیث اخرھن اللہ۔

امام ترمذی رح حضرت انس رض کی اس حدیث تحت الباب کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "حدیث انس حدیث صحیح والعمل علیه عند اهل العلم قالوا اذا کان مع الامام رجل وامرأة قام الرجل عن یمین الامام والمرأة خلفهما۔ (ترمذی اول ص ۳۲)

باقی تشریح کے لئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۰۲ حدیث ۳۷۲ ملاحظہ فرمائیے۔

بَابُ ۴۶۹ مَيْمَنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْإِمَامِ

۶۹۸ - حَدَّثَنَا مُوسٰى قال نا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ نا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عبَّاسٍ قال قُمْتُ لَيْلَةً أُصَلِّي عَن يَسَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَخَذَ بِيَدِي أَوْ بِعَضُدِي حَتّٰى أَقَامَنِي عن يَمِيْنِهٖ وقال بِيَدِهٖ مِنْ وَّرَائِي۔

باب، مسجد کی اور امام کی داہنی جانب کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات (تہجد کی) نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو کر پڑھنے لگا تو آپ ص نے میرا ہاتھ یا میرا بازو پکڑا یہاں تک کہ مجھ کو اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا اور آپ ص نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ میرے پیچھے سے گھوم کر داہنی طرف آجاؤ۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "فاخذ بیدی او بعضدی حتی اقامنی عن یمینه الخ۔

تعدد مواضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۱ ، باقی مواضع کے لئے نصر الباری جلد اول ص۵۰۴ ملاحظہ فرمایئے کیونکہ یہ حدیث امام بخاری رح نے تقریباً سولہ ۱۶ جگہ ذکر فرمایا ہے ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اس ترجمہ سے واضح ہے کہ میمنۃ المسجد والامام کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ امام کے داہنی جانب اور مسجد کے داہنی جانب کو بائیں جانب سے فضیلت حاصل ہے ۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ وملائکتہ یصلّون علی میامن الصفوف (ابن ماجہ ص۷۲) ۔

اشکال حدیث الباب سے میمنۃ الامام کی فضیلت بلاشبہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رض کو بائیں جانب سے کھینچ کر دائیں جانب کرلیا اور یہ معلوم ہے کہ یہ واقعہ گھر کا ہے ، اشکال یہ ہے کہ مسجد کا میمنہ کہاں سے معلوم ہوا ؟

جواب ۱؎ اگر مسجد میں بھی ایک مقتدی ہو تو امام کا میمنہ اور مسجد کا میمنہ بلاشبہ واحد ہوگا ۔ امام بخاریؒ نے التزاماً یہ اخذ کرلیا کہ جب امام کا میمنہ افضل ہے تو مسجد کا میمنہ بھی افضل ہوگا ۔

جواب: ۲؎ امام بخاریؒ کا طریقہ ہے کہ ان روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو روایت صحیح ہو اگرچہ علی شرط البخاری نہ ہو تو چونکہ حضرت براء بن عازب رض کی حدیث ہے قال کنّا اذا صلّینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ (اخرجہ النسائی باسناد صحیح) (عمدہ) ۔ یعنی جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم یہ خواہش کرتے تھے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب ہوں اور ظاہر ہے کہ وہی مسجد کا بھی میمنہ ہوگا ۔

اشکال حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میسرۃ المسجد تعطلت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عمر میسرۃ المسجد کتب لہ کفلان من الاجر ۔ (ابن ماجہ ص۷۲) ۔

بظاہر یہ روایت مخالف ہے ۔

جواب اس روایت کی سند میں لیث بن ابی سلیم راوی ضعیف ہے ۔
۲؎ یہ حکم ایک عارضی علت کی بنا پر تھا اس لئے اس سے احتجاج درست نہیں بلکہ امام بخاری رح کا مقصد ابن ماجہ کی اس روایت پر رد کرنا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

باب ۴۷ اِذَا کَانَ بَیْنَ الْاِمَامِ وَبَیْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ اَوْ سُتْرَۃٌ وَ

قَالَ الْحَسَنُ لَابَاسَ اَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ اَبُوْمِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَاِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيْقٌ اَوْ جِدَارٌ اِذَا سَمِعَ تَكْبِيْرَ الْاِمَامِ۔

۶۹۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَامَ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهِ فَاَصْبَحُوْا فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهُ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهِ صَنَعُوْا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى اِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

باب ، جب امام اور قوم (مقتدیوں) کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ حائل ہو (تو کیا حکم ہے؟ کیا اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟ یعنی اقتداء کے لئے اتحادِ مکان ضروری ہے یا نہیں؟) امام حسن بصری نے فرمایا "اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم نماز پڑھو (یعنی اقتداء کرنے میں کوئی حرج نہیں) جبکہ تمہارے درمیان اور امام کے درمیان (چھوٹی) نہر ہو اور ابوجعفرؒ نے فرمایا کہ امام کی اقتداء کر سکتا ہے اگرچہ دونوں کے درمیان (یعنی امام اور مقتدی کے درمیان) راستہ یا دیوار حائل ہو جبکہ امام کی تکبیر سن لے۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں نماز پڑھا کرتے تھے اور حجرے کی دیوار پست (چھوٹی) تھی لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک دیکھ لیا تو کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضور اقدس ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے پھر صبح ہوئی تو اس کا چرچا کرنے لگے پھر دوسری رات (نماز کے لئے) آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو پھر لوگ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے، دو یا تین راتوں تک لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور باہر نہیں نکلے (یعنی نماز کی جگہ تشریف ہی نہیں لائے) پھر جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہو گیا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی فقام اناس يصلون بصلوته۔
لانه كان بينه وبينهم جدار الحجرة۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۱ ويأتى ايضا ص۱۰۱ وص۱۲۶ وص۱۵۲ وص۲۶۹ وص۸۷۱
وابوداؤد ص۱۹۴ تا ص۱۹۵۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم قطعی طور پر واضح نہیں کیا ہے لیکن ذکر کردہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا پردہ ہو یا اور کوئی چھوٹی نہر یا نالہ ہو یا راستہ حائل ہو تو اقتدا درست ہے صرف یہ ضروری ہے کہ مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا ہے یہی مذہب حضرات مالکیہ کا ہے۔ گویا امام بخاریؒ اس مسئلہ میں امام مالکؒ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کے یہاں اگر مقتدی کو امام کے انتقال کا حال معلوم ہوتا رہے تو حائل مانعِ اقتدا نہیں ہے اور اختلافِ مکان مانع ہے۔ یہی مسلک حنابلہ کا ہے۔

۲۔ امام اور مقتدی کے درمیان نہر کبیر ہو جس میں کشتی چلتی ہو تو سب کے نزدیک مانع اقتدا ہے۔

۳۔ اگر راستہ حائل ہے تو اتصالِ صفوف کی صورت میں اقتدا درست ہے ورنہ نہیں۔

يصلى من الليل فى حجرته اس حجرہ کے متعلق دو اقوال ہیں۔ ۱۔ حضرت عائشہ رضؓ کا حجرہ مراد ہو۔
۲۔ یا وہ حجرہ مراد ہو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں بوریوں سے گھیر کر بنا رکھا تھا۔ اب اگر یہ دوسری شکل یعنی مسجد کا حجرہ مراد ہو تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ مکان متحد ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جیساکہ باب آئندہ کی روایت میں تصریح ہے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ آپ صؐ کے لئے ایک چٹائی تھی جس کو آپ صؐ دن میں بچھا لیتے تھے اور رات کو حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب اللباس ص۸۷۱ میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم كان يحتجر حصيراً بالليل الحديث، یعنی آپ صؐ رات میں چٹائی سے حجرہ بنا لیتے تھے۔

نیز بخاری کتاب التہجد ص۱۵۲ میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فى المسجد صلى ذات ليلة فى المسجد فصلى بصلوته ناس الحديث
اور مسلمہ اصول ہے الحدیث یفسر بعضہ بعضاً۔

اور اگر حجرۂ عائشہ رضؓ مراد ہو تو اس میں اشکال ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرۂ عائشہ رضؓ میں نماز ادا کی اور لوگوں نے باہر اقتدا کر لی۔

اس صورت میں یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ یہ ضرورت کی بنا پر تھا اور صفوف متصل تھا۔
قال الحسن رح سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حسن بصری رح اور ابو مجلز رح تابعی ہیں ان کا قول حجت نہیں، ثانیاً بعض حضرات نے نہر کے بجائے نُهَير نقل کیا ہے یعنی چھوٹی نہر یعنی نالہ، فلا اشکال۔ واللہ اعلم۔

باب[۴۷۱] صلوٰۃ اللیل

۷۰۰ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قال نا ابنُ اَبِی فُدَيْكٍ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِی ذِئْبٍ عن الْمَقْبُرِیِّ عن اَبِی سَلَمَةَ بنِ عبد الرَّحْمٰنِ عن عائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم كَانَ لَهُ حَصِيرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوا وَرَاءَهُ۔

باب، رات کی نماز کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی جس کو آپ م دن میں بچھا لیا کرتے تھے اور رات کے وقت اس سے حجرہ بنا لیتے (یعنی اس چٹائی کا پردہ ڈال کر حجرہ بنا لیتے) چنانچہ کچھ لوگ (رات کے وقت) آپ م کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان لوگوں نے آپ م کے پیچھے صف باندھ لی (یعنی صف بنا کر نماز پڑھنے لگے)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " فصفّوا وراءه "لان صفهم وراء النبیّ صلی الله علیه وسلم کان فی صلوٰة اللیل۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ههنا صـ۱۰۱ ومرّ صـ۱۰۱ ویاتی صـ۱۲۶ وصـ۱۵۲ وصـ۲۶۹ وصـ۸۷۱۔

۷۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قال نا وُهَيْبٌ قال نا موسَى بْنُ عُقْبَةَ عن سالمٍ اَبِی النَّضْرِ عن بُسْرِ بنِ سَعِيْدٍ عن زيدِ بنِ ثابتٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اتَّخَذَ حُجْرَةً قال حَسِبْتُ اَنَّهُ قال مِنْ حَصِيرٍ فِی رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيهَا لَيَالِیَ فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهِ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فقال قَدْ عَرَفْتُ الَّذِی رَاَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ فَصَلُّوا اَيُّهَا النَّاسُ فِی بُيُوتِكُم فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِی بَيْتِهِ اِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ نا وُهَيْبٌ قال نا موسٰى قال سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ عن بُسْرٍ عن زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلّی اللّٰه علیه وسلم۔

ترجمہ حدیث حضرت زید بن ثابت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنالیا تھا، بُسر بن سعید کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضؓ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ حجرہ بوریہ (چٹائی) کا تھا، پھر آپ نے اس حجرے میں کئی راتوں تک نماز پڑھی اور آپ صؐ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں نے آپ صؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپ صؐ کو ان لوگوں کا حال معلوم ہوا تو آپ صؐ نے بیٹھ رہنا شروع کردیا (یعنی نماز موقوف رکھی) پھر تشریف لائے اور فرمایا میں نے جو تمہارا عمل (یعنی شوقِ عبادت واتباع) دیکھا وہ میرے علم میں آیا لیکن اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس لئے کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نمازوں میں افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے، عفان بن مسلم نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، وہیب نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، موسیٰ نے کہا میں نے ابوالنضر بن ابی امیہ سے سنا انھوں نے بسر بن سعید سے انھوں نے زید بن ثابت رضؓ سے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس دوسری سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابوالنضر سے ثابت ہے جس کی اس روایت میں تصریح ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیصلّی فیہا لیالیَ الخ"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صا۱۰۱ ویاتی ص۹۰۳ وص۱۰۸۲ تا ص۱۰۸۳۔

مقصد ترجمہ علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ صرف نسخہ مستملی میں ہے اور باقی نسخوں میں یہ باب یہاں نہیں ہے اور راجح اور صحیح یہی ہے کہ یہاں پر یہ باب غلط ہے۔ یہاں تو اقامتِ صفوف کے ابواب چل رہے ہیں، صلوٰۃ اللیل کا ان ابواب سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صلوٰۃ اللیل سے متعلقہ ابواب کتاب التہجد میں مستقل طور پر ص۱۵۲ وص۱۵۳ میں آرہے ہیں۔

حافظ عسقلانی رحؒ ایک باریک بات پیش فرمارہے ہیں کہ یہاں یہ باب کاتب کی غلطی سے ہے، بظاہر ایسا ہوا ہوگا کہ ماقبل کی حدیث (حدیث ۶۹۹) کا آخری جملہ خشیت ان تکتب علیکم صلوٰۃ اللیل تھا اس کا آخری جز صلوٰۃ اللیل غلطی سے کسی نسخہ میں دو مرتبہ لکھا گیا، کسی راوی نے یہ سمجھا کہ یہ تو مستقل ترجمہ معلوم ہوتا ہے صرف لفظ باب لکھنا رہ گیا ہے اس لئے اس نے لفظ باب کا اضافہ کردیا بہرحال یہ خیال امکان کے درجہ میں درست ہوسکتا ہے۔

اب اس خیال پر اگر یہاں باب نہ ہو بلکہ باب سابق کے تحت ان دونوں روایتوں کو مانا جائے تو بابِ سابق سے دونوں روایتوں کا تعلق واضح ہے کہ امام اور قوم کے درمیان رات کی تاریکی بھی ایک حائل ہے

بالفاظ دیگر من وراء السترة اقتدا جائز ہے بشرطیکہ امام کے احوال معلوم ہوتے رہیں۔
شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ یہ باب باب فی الباب کے قبیل سے ہے۔ امام بخاری رح کا مقصد حنفیہ کے خلاف نوافل میں جوازِ جماعت کو بیان کرنا ہے۔
مگر یہاں اس باب کا نہ ہونا ہی اولیٰ وانسب ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۷۲ ایجابِ التکبیرِ وافتتاحِ الصلوٰۃ

۷۰۲۔ حدثنا ابو الیمان قال انا شعیب عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکب فرسا فجحش شقہ الایمن وقال انس فصلی لنا یومئذ صلوٰۃ من الصلوات وھو قاعد فصلینا وراءہ قعودا ثم قال لما سلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا صلی قائما فصلوا قیاما واذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا واذا سجد فاسجدوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے واجب ہونے اور نماز کے شروع کرنے کا بیان۔

تشریح علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ جب امام بخاری رح احکام جماعت و اقامت اور تسویہ صفوف کی ایک سو بائیس احادیث کے ذکر سے فارغ ہوئے جن میں چھیانوے موصول اور چھبیس ۲۶ معلق اور سترہ آثار صحابہ و تابعین کے ذکر سے فارغ ہو گئے تو اب نماز کی صفت مع جمیع انواع و متعلقات کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ (عمدہ)

ہمارے ہندوستانی نسخوں میں یہاں کوئی مستقل عنوان نہیں ہے بس مسلسل ابواب کا سلسلہ چل رہا ہے۔ لیکن بخاری شریف کے سب سے عظیم شارح علامہ عینی رح نے اپنی مایۂ ناز شرح عمدۃ القاری میں جو نسخہ نقل کیا ہے اس میں باب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے پھر مستقل عنوان ہے

"ابوابُ صفۃِ الصلوٰۃ"

اس کے بعد ابواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور صفۃ الصلوٰۃ سے متعلق پہلا باب ہے

"باب ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰۃ"

علامہ قسطلانی رح وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایجاب سے مجازاً وجوب مراد ہے لان الایجاب خطاب الشارع والوجوب مایتعلق بالمکلف (قس)۔

یعنی ایجاب کا تعلق خطاب شارع سے ہوتا ہے نہ کہ بندہ سے، اور یہاں چونکہ یہ بندہ سے متعلق ہے اس لئے یہاں ایجاب بمعنی وجوب ہوگا۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اور گر پڑے) تو آپ ﷺ کا داہنا پہلو چھل گیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اس دن (فرض) نمازوں میں سے کوئی نماز ہمیں بیٹھ کر پڑھائی تو ہم لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم لوگ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

مطابقتہ للترجمۃ اسماعیلی نے تو اعتراض کر دیا ہے کہ اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب سے نہیں ہے کیونکہ اس میں تکبیر کا مطلق ذکر نہیں ہے۔

لیکن اعتراض صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو دو طریق سے ذکر کیا ہے۔ پہلی حدیث میں شعیب نے اختصار کر دیا ہے اور یہی حدیث جس کو لیث نے نقل کیا ہے اس میں تصریح ہے فاذا کبر فکبروا۔ فلا اشکال۔

رہا یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیثِ شعیب کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام زہری کے سماع کی تصریح ہے، اور دوسری حدیث جو لیث کی ہے اس میں عن انس بن مالک ہے سماع کی تصریح نہیں ہے۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ کی تو عادت ہے کہ دوسری حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ دو باب کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت آرہی ہے رأیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم افتتح التکبیر فی الصلوٰۃ الخ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ ومر ص۵۵ وص۹۶ ویاتی ص۱۱۰ تا ص۱۱۱ وص۱۵۰ وص۲۵۶ وص۳۳۵ وص۸۳ وص۷۹۷ وص۹۸۹۔

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ إِنَّمَا الْإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا

جُعِلَ الإمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَإذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا فَإذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَإذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر گئے تو آپ ؐ کا بدن چھل گیا اس وجہ سے آپ ؐ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ ؐ کے ہمراہ بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ ؐ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا امام تو اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم لوگ بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فاذا کبّر فکبّروا "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۱ ومرّ ص۵۵ وص۹۶ ویاتی ص۱۱۰ وص۱۵۰ وص۲۵۱ وص۳۳۵ وص۷۸۳ وص۷۹۷ وص۹۸۹ وترمذی اول ص۴۷ ۔

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعِيْنَ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربّنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " فاذا کبّر فکبّروا "

تعدد موضعہ :- والحدیث ھنا ص۱۰۱ تا ص۱۰۲ ومرّ ص۱۰۰ ۔

مقصد ترجمہ ترجمۃ الباب بظاہر دو جزء پر مشتمل ہے ایک تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کا وجوب اور دوسرا افتتاح صلوٰۃ۔

اور یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ ان دونوں کے درمیانی واؤ کو عاطفہ مانا جائے۔
اب اگر واؤ کو عاطفہ مانا جائے تو امام بخاری رح کا رجحان حنفیہ کے ساتھ ہوگا کیونکہ عطف مغایرت کو چاہتا ہے، یعنی معطوف علیہ اور معطوف میں فرق ہے مطلب یہ ہوگا کہ تکبیر تحریمہ افتتاحِ صلوٰۃ سے الگ یعنی شرط ہے اور خارجِ نماز ہے، شرط الشئی خارج الشئی۔
ائمہ ثلاثہ رح کے نزدیک تکبیر تحریمہ فرض یعنی داخلِ نماز ہے اور رکن ہے۔

دلائل احناف

حنفیہ کا استدلال آیت کریمہ سے ہے وذکر اسم ربّہ فصلّٰی۔ اور معلوم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں فرق ہوا کرتا ہے اس لئے تکبیر تحریمہ پہلے ہوگی پھر نماز شروع ہوگی اور ظاہر ہے کہ نماز شروع ہونے سے پہلے جو چیز ضروری قرار دی جائے گی وہ شرط ہوگی رکن نہیں ہوسکتی۔
ویسے یہ اختلاف کوئی سنگین اختلاف نہیں ہے کہ شرط ہو یا رکن دونوں فرض ہے ایک فرض داخلی دوسرا فرض خارجی۔ امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں پہلے ایجاب تکبیر اور اس کے بعد افتتاحِ صلوٰۃ کو ذکر کیا ہے اگر تکبیر داخلِ نماز ہوتی تو تکبیر کے ساتھ ہی افتتاحِ صلوٰۃ ہوجاتا۔
حافظ عسقلانی شافعی رح فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں واؤ مع کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں ایک ہی ترجمہ رہ جائیگا یعنی تکبیر تحریمہ مع افتتاح الصلوٰۃ کا باب ہے۔
اس صورت میں امام بخاری رح کا رجحان ائمۂ ثلاث کے ساتھ ہوگا۔
تیسری صورت یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں واؤ بمعنی لام لیا جائے اس صورت میں مطلب ہوگا نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وجوب یعنی فرضیت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے خواہ فرض داخلی ہو یا خارجی؟ اور انشاء اللہ یہ (واؤ بمعنی لام) سب سے راجح اور اقرب الی الصواب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

مذاہبِ ائمہ

یہاں ایک اختلاف یہ ہے کہ تکبیر کن الفاظ سے ادا کی جائیگی؟ اس میں ائمہ عظام کے چار اقوال ہیں:۔
۱ امام مالک اور امام احمد رح کے نزدیک صرف اللہ اکبر سے ہی کہی جائیگی، امام بخاری رح کا بھی یہی رجحان ہے۔
۲ امام شافعی رح کے نزدیک اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الاکبر بھی کافی ہے۔
۳ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اللہ اکبر کے علاوہ اللہ الکبیر اور اللہ کبیر کی بھی گنجائش ہے۔
۴ امام اعظم ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح، ابراہیم نخعی رح وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ ذکر جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم خاص

اور بڑائی پر دلالت کرے اس سے فریضۂ تحریمہ ادا ہو جائیگا جیسے اللہ اجلّ الرحمٰن اعظم وغیرہ۔
خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ ثلاثؒ کا استدلال اخبار آحاد سے ہے اور امام اعظمؒ کا نصوص قرآن سے مثلاً وَ ذکر اسم ربّہ فصلّٰی (سورۃ الاعلیٰ) ۔ ۲۔ ربّک فکبّر (سورۃ المدثر) ۔ ۳۔ وَلِلّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا (سورۃ الاعراف)۔
نیز حدیث میں ہے اُمرتُ ان اقاتل الناس حتیٰ یقولوا لا الٰہ الّا اللّٰہ یا لا الٰہ الّا الرّحمٰن وغیرہ سے ایمان ثابت ہو جاتا ہے جو اسلام کی اصل ہے تو ان سب سے فروع اسلام نماز وغیرہ بطریق اَولیٰ صحیح ہونی چاہئے (عمدہ)۔
اور سنن ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابو العالیہ سے سوال کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے؟
تو فرمایا توحید سے اور تسبیح و تہلیل سے، (عمدہ)۔
لیکن چونکہ اللہ اکبر واجب ہے اس لئے ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ صلوٰۃ واجب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۲۳ رَفعِ الیَدَینِ فِی التَّکبِیرَۃِ الاُولیٰ مَعَ الِافتِتَاحِ سَوَاءً۔

۷۰۵۔ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ مَسلَمَۃَ عن مالکٍ عن ابنِ شِہابٍ عن سالمِ بنِ عبدِ اللّٰہِ عن اَبیہِ اَنّ رسولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کان یَرفَعُ یَدَیہِ حَذوَ مَنکِبَیہِ اِذَا افتَتَحَ الصَّلوٰۃَ وَ اِذا کَبَّرَ لِلرُّکُوعِ وَاِذا رَفَعَ رَأسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ رَفَعَھُما کَذٰلِکَ اَیضاً وقال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمدُ وَکانَ لَا یَفعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُودِ۔

باب، پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں نماز شروع کرنے کے بالکل ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھانے کا بیان۔ (یعنی رفع یدین نہ مقدم ہوگا نہ مؤخر بالکل تکبیر کے ساتھ ساتھ ہوگا)۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہٗ ربنا ولک الحمد اور آپ ؐ سجدے میں یہ عمل (رفع یدین) نہ کرتے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "کان يرفع يديه حذو منکبيه اذا افتتح الصلوٰة۔

تعدد موضعه:۔ والحديث هنا صـ۱۰۲ ويأتی الحديث فی الباب الثلثة الآتية صـ۱۰۲۔

مقصد ترجمہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ فرماتے ہیں کہ بخاری رحمہ کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر افتتاح یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رفع یدین ہوگا بلا تقدیم و تاخیر اور یہ عند الجمہور سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے مقارن ہوگا نہ مقدم نہ مؤخر۔

تشریح جمہور کے نزدیک رفعِ یدین عند الافتتاح سنت ہے۔

ائمہ ثلاث (شافعیہ، مالکیہ وفی روایۃ حنابلہ) کے نزدیک رفعِ یدین اور تکبیر تحریمہ میں مقارنت و معیت ہے کہ تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے، بعض احناف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ پر رفع یدین مقدم ہوگا یعنی پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں پھر تکبیر تحریمہ کہی جائے گی۔

امام بخاری رحمہ نے جو روایت یہاں نقل فرمائی ہیں کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ اس سے رفع یدین اور تکبیر تحریمہ کی مقارنت و معیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ رفع یدین کے لئے افتتح الصلوٰۃ ظرف ہے اور ظرف مظروف کا مقارن ہوا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اس مسئلے میں شوافع اور مالکیہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کی روایت ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام للصلوٰۃ رفع یدیہ حتی تکونا بحذو منکبیہ ثم کبّر۔ الحدیث۔ (مسلم شریف اول صـ۱۶۸)۔

اس میں تصریح ہے کہ آپ م پہلے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے۔

حدیث الباب میں رفعِ یدین کے تین مواضع کا ذکر ہے۔ عـ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت جو اوپر مذکور ہوا۔ عـ۲ رکوع میں جاتے وقت۔ عـ۳ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ ان دونوں یعنی عـ۲ اور عـ۳ پر آئندہ باب میں مفصل بحث ہوگی انشاء اللہ الرحمٰن۔

رفع یدین میں حکمت کیا ہے؟ عـ۱ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ پہلے رفع یدین کرے اس سے غیر اللہ کی نفی ہوئی یعنی ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ سے بڑائی کی نفی ہوئی۔

پھر تکبیر یعنی اللہ اکبر سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت کا اثبات ہوگا اور نفی مقدم ہوتا ہے اثبات پر جیسے لا الٰہ الا اللہ میں پہلے نفی ہے پھر اثبات ہے اس لئے قیاساً بھی رفع یدین کو تکبیر سے مقدم ہونا چاہئے۔

ع۲ نماز پڑھنے والوں میں بعض اصم (بہرہ) ہوتا ہے اور اعمیٰ (اندھا) ہوتا ہے تو ان دونوں کو جمع کر دیا جاتا ہے کہ بہرہ چونکہ امام کی تکبیر کو سن نہیں سکے گا البتہ رفع یدین کو دیکھ کر معلوم کرلے گا کہ نماز شروع ہو رہی ہے۔

ع۳ قال البعض اشارۃ الیٰ طرح الدنیا خلف المصلی والاقبال بکلیتہ الی اللہ تعالیٰ، یعنی اشارہ ہے دنیا کو پس پشت ڈالنے کی طرف اور یہ کہ میں پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ مزید حکمت کیلئے حضرت شیخ الحدیث رح کی اوجز کا مطالعہ فرمائیے۔ محمد عثمان غنی جلیل بگوسرائے۔

باب ۴۲۴ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

باب، دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان جب تکبیر تحریمہ کہے اور جب رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ ص نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر ہو جاتے اور جب آپ رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب آپ ص رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے اور آپ ص اس طرح (یعنی رفع یدین) سجدوں میں نہیں کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا صـ۱۰۲ ویاتی ایضاً صـ۱۰۲ وایضاً صـ۱۰۲ ومسلم اول صـ۱۶۸۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ

عن اَبِی قِلَابَةَ اَنَّهٗ رَاٰی مَالِکَ بنَ الحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْهِ وحَدَّثَ اَنَّ رسولَ اللهِ صلّی اللهُ علیه وسلم صَنَعَ هٰکَذَا۔

ترجمہ حدیث ابو قلابہ رح سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت مالک بن حویرث رض کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے) اور جب رکوع کرنا چاہتے تو بھی رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے اور حضرت مالک بن حویرث رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة۔

تعدد موضعہ :۔ والحدیث هنا ص۱۰۲ ومسلم اول ص۱۶۸۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے۔ امام بخاری رح نے باب سابق کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رض کی جو حدیث ذکر فرمایا تھا اس میں تین مواضع میں رفع یدین کا ذکر تھا۔ اب ان تینوں مواضع میں رفع یدین کے اثبات کے لئے مستقل ترجمہ قائم کرتے ہیں جن میں پہلا یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین بلا اختلاف بالاتفاق سنت ہے جس کا بیان باب سابق میں ہوچکا۔

اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین اور دو جگہ مسنون ہے ایک رکوع میں جاتے وقت اور دوسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے۔ امام بخاری رح کا مسلک یہی ہے۔

تشریح یہاں امام بخاری رح نے کھل کر رفع یدین کا باب باندھا ہے۔
یہ مسئلہ مشہور مسائل خلافیہ میں سے ہے۔

امام بخاری رح نے اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ "جزء رفع الیدین" تالیف کرکے پورا زور صرف کیا ہے جس کا جواب مکمل و مدلل اور شافی جواب حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رح نے اپنے رسالہ "نیل الفرقدین فی رفع الیدین" میں دیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

امام بخاری رح کے اس ترجمہ اور ذکر کردہ دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین کن کن مقام میں ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک تو رفع عند التحریمہ ہے یعنی افتتاح صلوٰۃ کے وقت، اس کا بیان سابق باب میں گذر چکا ہے کہ متفق علیہ ہے وفی شرح المهذب اجمعت الامة علیٰ استحباب رفع اليدين في تكبيرة الاحرام۔ (عمدہ)

علامہ عینی رح نے لکھا ہے کہ ابن حزم کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرض ہے اس کے بغیر نماز ہی نہ ہوگی وقد روی ذٰلک عن الاوزاعی۔ (عمدہ)۔

دوسرا رفع ہے رکوع میں جاتے ہوئے، اور تیسرا رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے، ان دونوں میں اختلاف ہے۔

مذاہب ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رح، صاحبین رح، ابو اسحٰق سبیعی اور عامر شعبی رحمہم اللہ کے نزدیک لا یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔

نیز امام مالک رح کا مشہور اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ صرف ایک مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین مسنون ہے باقی عندالرکوع وعندالرفع عدم استحباب یعنی ترکِ رفع افضل ہے، اور یہی عدمِ رفع عندالرکوع صحابہ کرام رض وتابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رض اور براء بن عازب رض اور جابر بن سمرہ رض وغیرہ۔

(۲) امام شافعی رح، امام احمد رح اور اسحٰق بن راہویہ وغیرہ کے نزدیک رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے بھی رفع یدین مستحب وافضل ہے اور یہی امام بخاری رح کا مسلک ہے، کما مرّ۔

نیز صحابۂ کرام کی ایک جماعت سے ان دونوں جگہوں میں رفع یدین ثابت ومنقول ہے جیسے حضرت ابن عمر جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ، انس، ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی ص۳۵)

نیز امام ترمذی رح فرماتے ہیں ومن التابعین الحسن البصری وعطاء وطاؤس ومجاھد ونافع وسالم بن عبداللہ وسعید بن جبیر وغیرھم وبہ یقول عبداللہ بن المبارک والشافعی واحمد واسحٰق رحمہم اللہ۔

وضاحت یہاں یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ ائمہ مجتہدین رح کے درمیان یہ اختلاف صرف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے نفسِ جواز میں کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ تحقیق اور صحیح تر قول یہ ہے کہ دونوں طریقے فریقین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہیں۔

دلائلِ شوافع رح حضرات شوافع وحنابلہ رحمہم اللہ کی سب سے قوی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رض کی یہ روایت اور حضرت مالک بن الحویرث رض کی روایت جو تحت الباب مذکور ہیں (ص۱۰۲)۔

واضح رہے کہ امام بخاری رح کا قاعدہ اور عام عادت یہی ہے کہ اپنی رائے کے موافق حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور اپنی رائے کے مخالف احادیث کو ذکر ہی نہیں کرتے۔ برخلاف اس کے دوسرے محدثین کرام رح مسلم رح، ابوداؤد ترمذی، نسائی، مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کے کہ اپنے مسلک کے موافق اور مخالف ہر طرح کے احادیث صحیحہ ذکر فرماتے ہیں۔

دلائلِ احناف حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے الا اصلی بکم صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلّٰی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرّۃ۔

ترمذی اول "باب رفع الیدین عند الرکوع ص۳۵"۔

وقال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن ۔ وسنن ابی داؤد اول "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع ص۱۰۹"۔

(۲) دوسری دلیل حضرت براء بن عازب رضؓ کی روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود (ابوداؤد اول ص۱۰۹)

(۳) حنفیہ کی تیسری دلیل حضرت جابر بن سمرہ رضؓ کی روایت ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

(مسلم شریف اول ص۱۸۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے (جبکہ ہم نمازمیں رفع یدین کررہے تھے) تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں، نمازمیں سکون اختیار کرو (یعنی یہ حرکت مت کیا کرو)۔

محاکمہ معلوم ہوا کہ روایات و احادیث صحاح سے رفع اور ترکِ رفع دونوں ثابت ہیں۔

اب امام بخاری رحؒ نے اپنے رسالہ "جزء رفع الیدین" میں جو دعویٰ کیا ہے کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث سنداً ثابت نہیں، یہ دعویٰ صحیح نہیں چنانچہ کبار محدثین نے ان کی تردید فرمائی ہے خود ان کے تلمیذ اور خلیفہ امام ترمذی رحؒ نے بھی ساتھ نہیں دیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کی روایت نقل کرکے فرماتے ہیں وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین الخ۔

(ترمذی اول ص۳۵)

(۲) خود امام بخاری رحؒ کے شیخ حُمیدی جن کا نام عبداللہ بن زبیر اور کنیت ابوبکر ہے اپنی مشہور تالیف "مسندِ حمیدی" حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی حدیث نقل کرتے ہیں رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین ۔ (مسند حمیدی جلد ۲ حدیث ع۶۱۴)۔

پھر بھی یہ دعویٰ کہ ترکِ رفع پر کوئی حدیث ثابت نہیں نہایت تعجب خیز اور افسوس ناک ہے۔ اصل یہ ہے کہ امام بخاری رحؒ اپنی رائے کے خلاف والی حدیثوں کو نقل نہیں کرتے۔ پوری سند کے ساتھ اس حدیث کو دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو (نصر الباری جلد اول ص۹۵)۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ وتابعین میں ترکِ رفع کے قائل کافی لوگ رہے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحؒ فرماتے ہیں کہ رفع یدین اور ترکِ رفع دونوں زمانۂ نبوت سے ہمارے زمانہ تک عملاً متواتر ومتوارث ہیں۔

اقسامِ تواتر (۱) تواترِ اسناد ایسی کثیر جماعت نقل کرے جس کا توافق علی الکذب محال ہو۔

(۲) توافق قدرِ مشترک، ناقلین اگرچہ الگ الگ روایت کریں لیکن کسی ایک جگہ جاکر سب جمع ہوجاتے ہیں، مثلاً معجزاتِ رسول صلعم سب اخبارِ آحاد سے ثابت ہیں لیکن قدرِ مشترک تواتر کو پہنچ جائیگا جیسے نبع الماء من اصابع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳) تواترِ طبقہ، کہ جس کے لئے ضابطہ میں کوئی سند نہ ہو ہاں طبقہ بعد طبقہ وہ چلی آتی ہو مثلاً قرآن مجید اسی میں سے ہے کہ اس کے لئے تواترِ اسناد ثابت ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تواترِ طبقہ کا انکار مشاہدات کا انکار ہے۔

(۴) تواترِ تعامل، کہ لوگ طبقہ بعد طبقہ اور بکثرت لوگ الی یومنا ہٰذا کرتے چلے آئے ہوں مثلاً رفع یدین اور ترکِ رفع ہمیشہ سے ہے ایک جماعت ہر دور میں ایسی چلی آرہی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ رفع یدین کی احادیث معنیً متواتر ہیں جبکہ ترکِ رفع کی احادیث عملاً متواتر ہیں۔ یعنی ترکِ رفع میں تواترِ تعامل بھی ہے اور تواترِ طبقہ بھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے دو بڑے مراکز مدینہ منورہ اور کوفہ تقریباً بلا استثناء ترکِ رفع پر عامل رہے ہیں۔ چنانچہ امام مالک رحؒ نے ترکِ رفع کا مسلک اہلِ مدینہ کا تعامل دیکھ کر ہی اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔

خلاصہ خلاصہ یہ ہے کہ عند الرکوع رفع یدین بلاشبہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح بلاشبہ ترکِ رفع احادیث صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے۔ مزید روایات ودلائل کے لئے امام طحاوی رحؒ کی شرح معانی الآثار، اور علامہ نیموی عظیم آبادی کے آثار السنن کا مطالعہ کیا جائے، کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر عمر بن الخطاب، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ترکِ رفع ثابت ہے۔

فقہائے احناف رحؒ کے نزدیک رفع یدین کے نفسِ ثبوت میں نہ کوئی شبہ ہے نہ انکار بلکہ حنفیہ بقاءِ رفع اور اس کے دوام کا انکار کرتے ہیں یعنی اس کو منسوخ مانتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں رفع یدین کیا کرتے تھے بعد میں ترک فرمادیا اور حکم دیا اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ نماز حرکت سے سکون کی طرف چلی ہے مثلاً پہلے کلام فی الصلوٰۃ جائز تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ [۴۷۵] اِلٰی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ

رَفَعَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلّم حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ۔

۷۰۸ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قال رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلّى الله عليه وسلم اِفْتَتَحَ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلٰوةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ يُكَبِّرُ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ ۔

باب: تکبیر تحریمہ میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائے؟ اور حضرت ابو حمید ساعدی رضؓ نے اپنے ساتھیوں میں (یعنی صحابہ میں سے اپنے ساتھیوں کے درمیان) بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مونڈھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔

ترجمہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کی تو تکبیر کہتے وقت آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر کرلیا اور جب آپ ﷺ نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تب بھی اسی طرح کیا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا تب بھی اسی طرح کیا اور فرمایا ربنا ولک الحمد اور جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو اس طرح نہیں کرتے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے) اور نہ اس وقت ایسا کرتے جب اپنے سر کو سجدے سے اٹھاتے۔

مطابقۃ للترجمہ: مطابقة الحديث للترجمة "حتى يجعلهما حذو منكبيه"

تعدد موضعہ والحديث هنا صـ۱۰۲ ومرّ صـ۱۰۲، مسلم اول صـ۱۶۸۔ ابوداؤد صـ۱۰۴۔

مقصد ترجمہ مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ تکبیر میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھایا جائے؟ امام بخاری رحؒ نے ترجمہ میں مقصد کی وضاحت نہیں کی ہے بلکہ سوال قائم کردیا ہے، چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مختلف ہیں (۱) الی المنکبین (۲) حذاء الاذنین، یعنی کانوں کے برابر (۳) الی فروع الاذنین یعنی کانوں کا بالائی حصہ۔

اسی اختلاف روایات کی بناء پر مسالک ائمہ مختلف ہیں لیکن امام بخاری رحؒ نے تحت الباب جو حدیث ذکر فرمائی ہے اس سے امام بخاری رحؒ کا رجحان بخوبی معلوم ہوگیا کہ امام بخاری رحؒ کا مسلک یہی ہے کہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھایا جائے۔ واللہ اعلم

مذاہب ائمہؒ حنفیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے یعنی انگوٹھے کانوں کی لو تک پہونچ جائیں۔

(۲) مشہور یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک منکبین یعنی مونڈھوں تک اٹھائے۔

شوافع وغیرہ کی دلیل حدیث الباب ہے۔

احناف رح کی دلیل حضرت مالک بن الحویرث رضؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ۔ (مسلم اول ص۱۶۸)

اسی کے مثل طحاوی رحؒ نے حضرت براء رضؓ سے اور دارقطنی نے حضرت انس رضؓ سے نقل کیا ہے۔

لیکن امام نووی شافعی نے تو مسئلہ ہی صاف کردیا ہے کہ اس مسئلہ میں احناف و شوافع میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فالمشهور من مذهبنا ومذهب الجمهور انه يرفع يديه حذو منكبيه بحيث يحاذي اطراف اصابعه فروع اذنيه الخ۔

یعنی دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں کے برابر اس طرح اٹھایا جائے کہ انگلیوں کا بالائی حصہ کانوں کے اوپر تک پہونچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر رہیں یہی حنفیہ کا مسلک مختار ہے۔ اس صورت میں تینوں طرح کی روایات میں تطبیق ہوگئی اور مذاہب ائمہ کا فرق بھی ختم ہوجاتا ہے۔

مرد و عورت کا فرق اب ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ ہاتھ اٹھانے میں مرد اور عورت کے درمیان فرق ہے یا نہیں؟ احناف کہتے ہیں کہ فرق ہے۔ مرد تو اذنین تک اور عورت اپنے ہاتھوں کو مردوں کے مقابلہ میں کم اٹھائے گی اس لئے کہ عورت کے لئے اس میں ستر ہے۔

بابٌ ۴۷۶ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔

۷۰۹ ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ

اَيُّوبَ وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَراً ۔

باب ، جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت نافع رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی نماز شروع کرتے) تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جاتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تب بھی رفع یدین کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے اس عمل کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا، اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمر رضؓ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور ابراہیم بن طہمان نے اس کو ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله " واذا قام من الركعتين رفع يديه "

تعدد موضعہ:۔ والحدیث هنا ص۱۰۲ و مرّ ایضا ص۱۰۲ وابوداؤد اول ص۱۰۸ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد بالکل واضح ہے کہ تین رکعت والی نماز یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کو پورا کر کے تشہد کے بعد اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنا چاہیے ۔ اور یہ صرف امام بخاری رحؒ کا مسلک ہے ، البتہ بعد کے بعض شوافع حضرات اور بعض حنابلہ بھی اس کے قائل ہیں حالانکہ امام شافعی رحؒ کی مشہور و معرکۃ الآرا کتاب " کتاب الام " میں تصریح ہے کہ رفع یدین صرف تین جگہ ہے ۱ تکبیر تحریمہ کے وقت ، ۲ رکوع میں جاتے وقت ، ۳ رکوع سے اٹھتے وقت ۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام شافعی رحؒ بھی رفع عند القیام من الرکعتین کے قائل نہیں ہیں ۔

دراصل یہ حکم بھی ابتدائی ہے جیسے روایات سے فی کل خفض و رفع بھی رفع ثابت علیٰ ہذا عند السجود بھی روایات سے رفع ثابت ہے . تو جس طرح رفع عند السجود اور عند کل خفض و رفع رفع یدین منسوخ ہے اسی طرح رفع عند القیام من الرکعتین بھی حضرت جابر بن سمرہ رضؓ وغیرہ کی روایت سے منسوخ ہے ۔ واللہ اعلم .

باب ۴۷۷ وَضْعِ الْيُمْنَىٰ عَلَى الْيُسْرَىٰ فِي الصَّلٰوةِ

۷۱۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ عن أَبِي حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال كان نَاسٌ يُؤْمَرُونَ أَن يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَىٰ عَلَى

ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِيْ۔

باب ، نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت سہل بن سعد رضی روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہر آدمی نماز میں داہنے ہاتھ کو اپنی بائیں کلائی پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ حضرت سہل رضی اس بات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے، اسمٰعیل نے کہا یُنمٰی ذٰلک یعنی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی جاتی تھی (یعنی منسوب کی جاتی تھی) اور انہوں نے یَنمی بصیغہ معروف نہیں کہا، یعنی اس طرح نہیں کہا کہ پہنچاتے تھے۔

فائدہ ابوحازم کے بصیغہ معروف کہنے سے بھی کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "یومرون أن یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسریٰ فی الصلوٰۃ۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھنا ص۱۰۲ وخرّجہ الترمذی فی الباب ص۳۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد بالکل واضح ہے اور اس مسئلہ میں امام بخاری رح جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رض، امام شافعی رح، امام احمد رح اور اسحاق وغیرہ کی تائید وموافقت کر رہے ہیں چونکہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت جو رفع یدین کیا گیا تھا اس کے بعد نمازی کیا عمل کرے؟ وضع یا ارسال؟ یعنی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے یا دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے؟۔

امام بخاری رح بتلا رہے ہیں کہ نقل وعقل دونوں کا تقاضا ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے، نقل کے لئے حدیث الباب کافی ہے۔

اور عقل کا تقاضہ ہے کہ احکم الحاکمین رب العالمین کے سامنے عبدیت کا ثبوت دینے کیلئے غایت تواضع کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور دست بستہ کھڑا ہونا اظہار تواضع وعبدیت کے لئے سب سے بہتر صورت ہے۔

قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو ؎
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے

مسالک ائمہ رح جمہور ائمہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح امام شافعی رح امام احمد رح اور اسحٰق رح وضع یعنی ہاتھ باندھنے کو مستحب فرماتے ہیں۔

علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں " فعندنا یضع وبہ قال الشافعی واحمد واسحٰق وعامۃ اہل العلم وھو قول علی وابی ھریرۃ والنخعی والثوری " (عمدہ)

حافظ عسقلانی شافعیؒ بھی یہی فرماتے ہیں وھو قول الجمھور من الصحابۃ والتابعین (فتح الباری)

یہی امام مالکؒ سے ابن المنذر وغیرہ نے نقل کیا ہے، نیز یہی امام مالکؒ سے مؤطا امام مالک میں منقول ہے (مؤطا امام مالک صفحہ ۵۵ تا صفحہ ۵۶) ۔

(۲) امام مالکؒ سے ابن القاسم نے ارسال نقل کیا ہے اور یہی اکثر مالکیہ کا مشہور مسلک ہے کما قال الحافظ وصار الیہ اکثر اصحابہ (فتح)

(۳) امام مالکؒ سے ایک قول فریضہ اور نافلہ میں فرق منقول ہے ۔ (فتح)

علامہ ابن رشد مالکی فرماتے ہیں فکرہ ذالک مالک فی الفرض واجازہ فی النفل (بدایۃ المجتہد اول صفحہ ۹۹) ومنھم من کرہ الامساک ونقل ابن الحاجب ان ذالک حیث یمسک معتمد القصد الراحۃ (فتح)

یعنی کراہت اس وقت ہے جبکہ استراحت کی نیت سے ہاتھ باندھے ۔

دوسرا مسئلہ وضع کی کیفیت یعنی ہاتھ کس طرح باندھے ؟ حنفیہ کے نزدیک سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹّے کو پکڑلے، بیچ کی تینوں انگلیاں (بنصر، وسطیٰ اور سبابہ) بائیں کلائی پر رکھے ۔

تیسرا مسئلہ محلِ وضع یہ بھی اختلافی مسئلہ ہے کہ تحت السرہ یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے یا فوق السرہ تحت الصدر ؟

(۱) فعندنا تحت السرۃ الخ (عمدہ) امام اعظم ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، اسحٰق بن راہویہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے ۔

(۲) حضرات شوافعؒ کے نزدیک فوق السرہ تحت الصدر ۔

(۳) امام احمدؒ سے تین روایتیں ہیں ایک قول حنفیہ کے مطابق، ایک قول امام شافعیؒ کے مطابق اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونوں طریقوں میں اختیار ہے ۔

ہماری دلیل عن علی رضؓ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ ۔ (مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۱ حدیث ۸۷۵) ۔

اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب کوئی صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو وہ حدیث مرفوع کے

حکم میں ہوگی۔

دوسری دلیل:۔ حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے قال رأیتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضع یمینه علیٰ شماله فی الصلوٰۃ تحت السرۃ، رواہ ابن ابی شیبة واسنادہ صحیح۔

(آثار السنن علامہ شوق نیموی عظیم آبادی ص۶۹ تا ص۷۱)۔

باب۴۷۸ الخُشُوعِ فِی الصَّلوٰۃِ۔

۷۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قال حَدَّثَنِی مَالِكٌ عن اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَن اَبِی هُرَیْرَۃَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال تَرَوْنَ قِبْلَتِی هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا یَخْفیٰ عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ وَاِنِّی لَاَرَاکُمْ وَرَاءَ ظَهْرِی۔

باب، نماز میں خشوع کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رُخ یہاں (قبلہ کی طرف) ہے، خدا کی قسم تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر چھپا ہوا نہیں رہتا بلاشبہ میں تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "ما یخفیٰ علیّ رکوعکم ولا خشوعکم"

تعدد موضعه:۔ والحدیث ههنا ص۱۰۲ ومرّ ص۵۹۔

۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قال حدَّثنا غُنْدَرٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال سَمِعْتُ قَتَادَۃَ عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عن النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلم قال اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّی لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِی وَرُبَّمَا قال مِنْ بعدِ ظَهْرِی اِذَا رَکَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع اور سجدہ کو ٹھیک طور پر ادا کرو اس لئے کہ خدا کی قسم میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا رہتا ہوں اور کبھی یہ فرمایا کہ جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو تو میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اقیموا الرکوع والسجود" لانّ اقامة الرکوع والسجود لاتکون الّا بالسکون والطمانیة وهو الخشوع۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۲ و مرّ ص۵۹ ویاتی ص۱۰۳ و ص۹۵۷ و ص۹۸۳ ومسلم اول ص۱۸۰۔

مقصد ترجمہ سابق باب تھا "وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ" یعنی رب العالمین کے سامنے دست بستہ (ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا جو صفت ہے عاجزی وزاری کرنے والے سائل کی۔

اب اس باب سے امام بخاری رح کا مقصد نمازی کو خشوع وخضوع کی ترغیب ہے۔

خشوع دراصل جوارح سے ہوتا ہے مگر کامل خشوع یہ ہے کہ قلب وجوارح دونوں سے توجہ ہو، چونکہ خشوع وخضوع نماز کی روح ہے اس لئے نمازی کو اس طرح نماز پڑھنی چاہئے کہ قلب وجوارح سے پوری توجہ نماز کیطرف ہو۔ لیکن امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم متعین نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے خشوع ضروری ہونے کے باوجود فرض وواجب نہیں ہے کہ اس کے فوت ہونے سے نماز باطل وفوت ہوجائے گی۔ فقہائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ خشوع کے فوت ہونے پر بھی نماز ہوجائے گی۔ امام نووی رح نے تو اجماع نقل کیاہے کہ خشوع واجب نہیں۔ (شرح مسلم ص۲۰۸)

تشریح انّی لاراکم من بعدی ای وراء ظھری کما ورد فی روایۃ اخریٰ۔

بعض حضرات نے فرمایاہے کہ مراد من بعد موتی ہے یعنی مرنے کے بعد میں تمہارے احوال پر مطلع ہوتا ہوں، وفیہ نظر۔ چونکہ اس صورت میں اذا رکعتم وسجدتم کا کوئی مطلب نہ ہوگا۔ باقی تشریح کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص۴۴۱۔

باب ۴۷۹ مَا یَقْرَءُ بَعْدَ التَّکْبِیْرِ

۷۱۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

باب، تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھے؟

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نماز کو الحمد للہ رب العٰلمین سے شروع کرتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العٰلمین۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۱۰۲ تا ص۱۰۳ وخرّجہ مسلم اول ص۱۷۲ ابوداؤد ص۱۱۴

ترمذی ص۳۴ والنسائی ایضاً۔

۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کچھ دیر سکوت فرماتے تھے ابو زرعہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا "تھوڑی دیر" تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ جو قراءت اور تکبیر کے درمیان سکوت فرماتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں آپؐ نے فرمایا میں پڑھتا ہوں اللّٰھم باعد الخ اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب کے درمیان تونے کر دی ہے، اے اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک وصاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو دے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الحديث يتضمن انه صلى الله عليه وسلم كان يقول بين التكبير والقراءة هذا الدعاء المذكور۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۳ ومسلم اول ص۲۱۹، ابوداؤد اول ص۱۱۳ تا ص۱۱۴ ابن ماجہ ص۵۸ تا ص۵۹ ایضا نسائی۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے یہاں بھی ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا ہے مگر باب کے تحت ذکر کردہ احادیث سے مقصد معلوم ہو رہا ہے کہ امام بخاری رح کا مقصد اس سلسلے میں توسع کو بیان کرنا ہے کہ کوئی دعا پڑھنا واجب وضروری نہیں۔

نیز نہ کوئی خاص معین دعا ضروری ہے پھر قائلین دعا بھی دعا پڑھنے کو مستحب سمجھتے ہیں چنانچہ امام بخاری رح نے دو روایت ذکر کی ہے۔ پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی ہے جس میں کسی بھی

دعا کا ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی دعاء نہ پڑھے۔

اور دوسری روایت حضرت ابوہریرہ رضؓ کی ہے جس میں ایک دعا مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے بخاری نے دونوں طرح کی روایت ذکر کر کے اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بخاری رحؒ کا مقصد فریقین کے دلائل کو ذکر کرنا ہے۔ اور اختلافِ ائمہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں اور یہ بھی کہ دعاءِ افتتاح واجب نہیں ہے۔

تشریح:- یہاں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے پہلے کچھ دعاء پڑھے یا نہیں؟

مذاہبِ ائمہ | امام مالک رحؒ کسی دعاء کے قائل نہیں ہیں پس تکبیر تحریمہ کے بعد الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کر دے حتیٰ کہ تعوذ و تسمیہ بھی نہ پڑھے۔

استدلال باب کی پہلی روایت حضرت انس بن مالک رضؓ کی حدیث سے ہے۔

(۲) جمہور ائمہ ثلاثہ رحؒ اور اسحاق رحؒ دعاء کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ باب کی دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

پھر دعا کی تعیین میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی سبحانک اللھم وبحمدک الخ مستحب ہے۔

(۳) امام شافعی رحؒ کے یہاں دعا توجیہ یعنی انی وجہت وجہی الخ پڑھنا مختار ہے۔

حنفیہ کی دلیل | عن حمید الطویل عن انس بن مالک رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استفتح الصلوٰۃ قال سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ (رواہ الطبرانی فی کتابہ المفرد فی الدعاء واسنادہ جید)۔

(آثار السنن جلد اول علامہ نیموی عظیم آبادی ص۸۲)

پھر علامہ نیموی رحؒ نے دو اثر ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حضرت عمر فاروق رضؓ اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضؓ کے بارے میں تذکرہ ہے کہ وہ افتتاح صلوٰۃ میں ثنا پڑھا کرتے تھے۔ (آثار السنن اول ص۸۲)

امام مالک رحؒ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ آپ کی مستدل حدیث میں افتتاح سے مراد افتتاح قراءت جہریہ ہے لہذا قراءت سریہ اس کے منافی نہیں۔

بسملہ کا حکم | یہاں ایک مسئلہ یہ ہے کہ بسملہ قرآن اور سورہ فاتحہ کا جزء ہے یا نہیں؟

دوسرا یہ کہ نماز میں اس کا کیا حکم ہے؟

تیسرا یہ کہ بسملہ بالجہر پڑھا جائیگا یا بالسر؟

اول مسئلہ مسئلہ اختلافیہ ہے۔ حنفیہ نیز امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ صرف سورہ نمل کا جزء ہے وہ بھی جزء آیت ہے انّه من سليمان وانه بسم الله الرحمٰن الرحيم۔ اس کے علاوہ کسی سورہ کا جزء نہیں البتہ بسم الله الرحمٰن الرحيم قرآن مجید کا جزء ہے یعنی تسمیہ مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل وامتیاز کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۲) امام شافعیؒ کے نزدیک بسملہ سورہ فاتحہ کا جزء ہے۔

دوسرا مسئلہ :۔ جمہور اہل علم احناف وحنابلہؒ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

(۲) حضرات شوافعؒ چونکہ بسملہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانتے ہیں اس لئے پڑھنا واجب ہے۔

(۳) امام مالکؒ کے نزدیک بسملہ پڑھنا بدعت ہے۔

تیسرا مسئلہ :۔ تسمیہ مسنون ہے نماز خواہ جہری ہو یا سرّی ہر حال میں سرّاً پڑھنا مستحب ہے۔ اس مسئلہ میں ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی حنفیہ کا مسلک اختیار کیا ہے، لیکن حضرات شوافعؒ چونکہ فاتحہ کا جزء مانتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک صلوٰۃ جہریہ میں جہر کے ساتھ اور صلوٰۃ سریہ میں سر کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ واللہ اعلم۔

بابٌ[۴۸۰]

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا ابنُ اَبِی مَرْيَمَ قال اَخْبَرَنا نَافِعُ بنُ عُمَرَ قال حَدَّثَنِی ابنُ اَبِی مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَكْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم صَلّٰى صَلوٰةَ الْكُسُوفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فاطال الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فاطال السُّجُودَ ثُمَّ قام فاطال القيامَ ثُمَّ رَكَعَ فاطال الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فاطال القيامَ ثُمَّ رَكَعَ فاطال الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فاطالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فاطال السُّجُودَ ثُمَّ انصَرَفَ فقال قد دَنَتْ مِنِّی الجَنَّةُ حتّٰى لَوِاجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِن قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّی النَّارُ حتّٰى قلتُ اَیْ رَبِّ اَوَاَنَا مَعَهُمْ فاذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قال تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قلتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوا حَبَسَتْهَا حتّٰى مَاتَتْ جُوعًا لا اَطْعَمَتْهَا ولا اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ قال

نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ خَشِيْشِ الْاَرْضِ اَوْ خِشَاشِهَا ۔

باب ، بلا ترجمہ ۔

ترجمہ حدیث حضرت اسماء بنت ابی بکر رضہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی چنانچہ آپ صنے قیام فرمایا تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا تو دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ جنت مجھ سے قریب ہوگئی اتنی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تم کو لا دیتا، اور دوزخ بھی مجھ سے اتنی قریب ہوگئی کہ میں کہہ اٹھا کہ اے پروردگار کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں ؟ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی، نافع نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا اس عورت کو بلی نوچ رہی ہے (آنحضرت ص فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا کہ اس عورت کا کیا حال ہے ؟ لوگوں نے بتایا کہ اس عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی نہ تو اس نے اسے کھانا دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ کہیں سے کھالے، نافع نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ زمین کے کیڑے وغیرہ سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔

باب ، بلا ترجمہ کالفصل من الباب السابق۔

بعض نسخوں میں یہاں لفظ باب بھی نہیں ہے جیسے عمدۃ القاری۔

اس صورت میں باب سابق "مایقرأ بعد التکبیر" ہی کی تیسری روایت مانی جائے گی اور حدیث کی مناسبت بقول علامہ قسطلانی رح ای ربّ اَوَ اَنَا معهم، سے ہے۔

اس میں أ ہمزہ استفہام ہے اور واؤ عاطفہ ہے، ہمزہ استفہام کا مدخول محذوف ہے، عبارت اس طرح ہوگی " ای ربّ اتعذ بهم وَاَنَا معهم " یعنی اے پروردگار کیا تو ان کو عذاب میں مبتلا فرمائیگا جبکہ میں ان کے ساتھ موجود ہوں۔

اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کر رہے ہیں اور اس وعدہ کیطرف اشارہ فرما رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو چیزوں کو عذاب الٰہی سے امن کا سبب بتایا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے " وما کانَ اللّٰہ لیعذّبهم وانت فیهم"، "وما کان اللّٰہ معذّبهم

وهم یستغفرون ۝ (سورۃ الانفال)
اور اگر باب ہو مگر بلا ترجمہ ہو جیسا کہ اکثر نسخوں میں ہے تو اس صورت میں کالفصل من الباب السابق ہوا کرتا ہے، یعنی فی الجملہ بابِ سابق سے تعلق بھی ہو، لیکن بظاہر یہاں کوئی تعلق و مناسبت ظاہر نہیں ہے۔

جواب ۱: فاطال القیام سے مایقرأ بعد التکبیر ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ اطالتِ قیام دعا ہی کی وجہ سے ہوئی۔

جواب ۲: اس حدیث میں ثنا اور تعوذ کا ذکر نہیں ہے تو ممکن ہے کہ اطالہ قیام کا سبب یہی ہو۔
۳: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ربّ وانا معھم کہہ کر دعا فرمائی لہٰذا دعا ثابت ہوگئی۔ واللہ اعلم۔

صلوٰۃ کسوف ص۱۴۱ میں مستقل عنوان "ابواب الکسوف کا،، آرہا ہے انشاء اللہ تفصیل سے بحث ہوگی۔

باب ۴۸۱ رفع البصر الی الامام فی الصلوٰۃ وقالت عائشۃ

قال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف رأیتُ جھنّم یَحطِمُ بعضُھا بعضاً حِینَ رأیتُمونی تأخّرتُ۔

۷۱۶۔ حدّثنا موسیٰ قال حدّثنا عبدُ الواحدِ قال حدّثنا الأعمشُ عن عُمارۃَ بنِ عُمیرٍ عن ابی مَعمرٍ قال قُلنا لِخبّابٍ أکان رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَقرأُ فی الظّھرِ والعصرِ قال نعم فقلنا بِمَ کُنتُم تعرِفون ذالک قال باضطرابِ لِحیَتِہٖ۔

باب، نماز میں امام کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کو توڑ پھوڑ رہا ہے جس وقت تم نے دیکھا کہ میں (نماز میں) پیچھے ہٹا ہوں۔

ترجمہ حدیث ابو معمر سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خبّاب رضؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں کرتے تھے، تو ہم نے پوچھا کہ آپ لوگ اس کو کیسے معلوم کرتے تھے؟ تو فرمایا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

مطابقۃ للترجمۃ:- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " باضطراب لحیتہ "

کیونکہ ڈاڑھی کا ہلنا ان لوگوں کو بغیر امام کی طرف دیکھے کیونکر معلوم ہو سکتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ امام کی طرف نظر کر لیتے تھے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۳ و یاتی صـ۱۰۵ ایضاً صـ۱۰۵ وصـ۱۰۷ وابو داؤد صـ۱۱۶۔

۷۱۷ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال اَنْبَانَا اَبُو اِسْحٰق قال سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قال حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوْا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء بن عازب رضؓ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں تھے کہ وہ لوگ (صحابہ رضؓ) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور آپ ؐ جب اپنا سر رکوع سے اٹھا لیتے تو سب کھڑے رہتے یہاں تک وہ یہ دیکھ لیتے کہ آپ ؐ سجدے میں چلے گئے (اس وقت صحابہ بھی سجدے میں چلے جاتے۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "حتی یروہ قد سجد"

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۳ ومرّ صـ۹۶ ویاتی صـ۱۱۲۔

۷۱۸ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قال حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عن زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عبّاسٍ قال خَسَفَتِ الشَّمْسُ على عهدِ النبيِّ صلی اللہ علیہ وسلّم فصلّٰى قالوا يا رسولَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فقال اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ ؐ نے نماز پڑھائی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ پر رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے تو آپ ؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تھا تو میں اس کا ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم تم اس میں سے کھاتے رہتے (یعنی وہ کبھی ختم نہیں ہوتا)۔

مطابقتہ للترجمۃ :۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " رأیناك تكعكعت "

تعدد موضعه والحدیث ههنا صـ۱۰۳ ومرّ صـ۶۲ ویاتی صـ۱۴۳ وصـ۲۵۴ وصـ۷۸۲ تا صـ۷۸۳ مطولاً۔

۷۱۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلٰثًا۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر آپ ؐ منبر پر چڑھے اور آپ ؐ نے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کیا پھر فرمایا ابھی جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تو میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا جو اس دیوار کے قبلہ میں متمثل کردی گئیں تو میں نے آج کے دن کی طرح خیر و شر کبھی نہیں دیکھی آپ نے تین بار فرمایا۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فاشار بیدیه قبل قبلة المسجد"۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اشارہ صحابہ نے دیکھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ اسی وقت دیکھ سکتے ہیں جبکہ آپ ؐ کو دیکھ رہے ہوں۔

علامہ کرمانی رحؒ فرماتے ہیں فی وجہ المطابقة الخ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہوگا۔

تعدد موضعه: والحدیث هنا صـ۱۰۳ ومرّ صـ۵۹ ویاتی صـ۹۵۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ اس ترجمہ سے مسئلہ اختلافیہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ نمازی حالت میں مقتدی کی نظر کہاں ہو؟

مگر خود امام بخاری رحؒ کا رجحان یہ ہے کہ مقتدی کی نظر امام کی طرف رہے۔

امام مالک رحؒ فرماتے ہیں کہ مصلی کی نظر قبلہ کی جانب ہونی چاہئے اس لئے کہ اس کی وجہ سے امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے گا، بالخصوص بہرا آدمی کے لئے تو امام کی طرف نظر ضروری ہے۔

ائمہ ثلاث (امام اعظم، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ) کا مسلک یہ ہے کہ قیام کی حالت میں موضع سجود پر نظر رہے، رکوع کی حالت میں پیر کی انگلیوں پر، سجدے کی حالت میں ناک پر اور تشہد کی حالت میں اپنی گود پر نظر رہنی چاہئے لانه غایة الخشوع۔

بہر حال جمہور کے نزدیک بھی اگر نظر بجانب امام یا بجانب قبلہ ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

تشریح مزید تشریح کے لئے نصر الباری جلد سوم باب ۴۴۲ حدیث ۶۶۳ ملاحظہ فرمالیا جائے۔

باب ۴۸۲ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلٰوةِ

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَاءِ فِي صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

باب، نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت انس بن مالک رضؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نماز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، پھر اس کے بارے میں آپ صؐ کی گفتگو سخت ہوگئی یہانتک کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس سے باز رہیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ
" یرفعون ابصارھم الی السماء فی صلوتھم "

تعدد موضعہ والحدیث ھنا ص۱۰۳ تا ص۱۰۴ وابوداؤد ص۱۳۲
وابن ماجۃ فی الصلوۃ ص۷۴ والنسائی ایضا فی الصلوۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا مکروہ ہے (قال العینی رحؒ وھذا لاخلاف فیہ۔

وقال ابن بطال وابن التین اجمع العلماء علی کراھۃ النظر الی السماء فی الصلوۃ لھذا الحدیث۔ (عمدہ)

تشریح نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بالاتفاق مکروہ ہے جیساکہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے چونکہ یہ ایک گونہ قبلہ سے انحراف ہے۔

دوسرا مسئلہ ہے خارجِ صلوۃ کا؟ یعنی نماز کے باہر دعاؤں میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا

کیا حکم ہے؟ قاضی شریح وغیرہ نے مکروہ ہی کہا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے کیونکہ حدیث شریف کے جو الفاظ ہیں ما بال اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی صلوٰتہم۔ یعنی اس وعید میں نماز کی قید ہے پس نماز سے باہر جائز ہونا ہی چاہیئے لان السماء قبلۃ الدعاء کما ان الکعبۃ قبلۃ الصلوٰۃ (فتح) چونکہ آسمان قبلۃ الدعاء ہے جیساکہ کعبہ قبلۃ الصلوٰۃ ہے لہٰذا یہ اجابت کے زیادہ لائق ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۴۸۳ الالتفات فی الصلوٰۃ

۷۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا ابُوالاَحْوَصِ قال حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بنُ سُلَیْمٍ عن اَبِیْہِ عن مَسْرُوقٍ عن عَائِشَۃَ قَالَتْ سَالتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم عنِ الْاِلْتِفَاتِ فِی الصَّلٰوۃِ فقَال ھُوَ اخْتِلاسٌ یَخْتَلِسُہُ الشَّیْطَانُ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَبْدِ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک اچک لینا ہوا کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے (کہ نماز کا ثواب کھودے یا کم کردے)۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوٰۃ الخ"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھنا ص۱۰۴، نسائی ص۲۶۵، ابوداؤد ص۱۳۱۔

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قال حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عن عُرْوَۃَ عن عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی فِی خَمِیْصَۃٍ لَھَا اَعْلَامٌ فَقَال شَغَلَتْنِی اَعْلَامُ ھٰذِہٖ اذْھَبُوا بِھَا اِلٰی اَبِی جَھْمٍ وَ أْتُونِی بِاَنْبِجَانِیَّۃٍ۔

ترجمہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ایسے چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے (نماز سے فارغ ہوکر) آپؐ نے فرمایا کہ اس چادر کے نقوش نے مجھے مشغول کردیا اس چادر کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے انبجانی چادر لا دو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ: علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں:
وجہ المطابقۃ للترجمۃ من حیث ان اعلام الخمیصۃ اذا لحظھا

المصلی وھو علی عاتقه کان یلتفت الیہا یسیرا الا تری انه صلی الله علیه وسلم خلعها وعلل بقوله "شغلتنی اعلام ھذه" ولا یکون ھذا الا بوقوع بصرہ علیہا وفی وقوع بصرہ علیہا التفات۔ (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغلتنی اعلام ھذہ فرمایا معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقش ونگار کو دیکھا ہے اور یہ دیکھنا نوع من الالتفات ہے۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں التفات کا حکم انواع التفات پر مبنی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "الالتفات علی ثلثۃ اقسام"، (شرح تراجم)

(۱) التفات اگر گوشۂ چشم سے ہے یعنی کن انکھیوں سے دائیں یا بائیں نگاہ ڈالی تو یہ نگاہ ڈالنا اگر بلاضرورت ہے تو مکروہ تنزیہی ہے لانه ینافی الخشوع۔

نماز میں تو خشوع وتوجہ الی اللہ علی وجہ الکمال مطلوب ہے، البتہ اگر گوشۂ چشم سے دیکھنا ضرورت کی بناء پر ہو تو لاباس بہ یعنی کوئی حرج نہیں، گوشۂ چشم سے دیکھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیساکہ بخاری شریف جلد ثانی" باب حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث میں ص ۶۳۵ میں ہے فاسارقه النظر فاذا اقبلت علی صلوتی اقبل الی واذا التفت نحوہ اعرض عنی الخ حضرت کعب بن مالک رض فرماتے ہیں کہ میں نماز میں کنکھیوں سے آپ ص کو دیکھتا رہتا جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آنحضور ص میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ ص کی طرف دیکھتا تو آپ ص چہرہ پھیر لیتے الخ۔ معلوم ہوا کہ گوشۂ چشم سے التفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا درجہ ہے تحویل وجہ کے ساتھ کہ گردن قبلہ سے منحرف ہو جائے لیکن سینہ کا انحراف بالکل نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۳) التفات میں سینہ بھی قبلہ سے منحرف ہو جائے تو یہ صورت حنفیہ، شافعیہ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے مفسد صلوٰۃ نہیں۔

مالکیہ کے یہاں اگر مصلی دائیں بائیں مڑ جائے لیکن دونوں پاؤں قبلہ کی طرف قائم ہیں تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

حنابلہ کے یہاں استدبار قبلہ ہونے پر نماز باطل ہوگی، واللہ اعلم۔

تشریح اختلاس اور خلس از باب ضرب، اچانک کسی چیز کو اچک لینا، فریب سے جھپٹا مارنا، نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے شیطان خشوع وخضوع کو اچک لے جاتا ہے۔

باقی تشریح کیلئے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم ص ۳۹۰ تا ص ۳۹۱۔

باب ۴۸۴ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ، أَوْ يَرَى شَيْئًا أَوْ بُصَاقًا

فِی الْقِبْلَةِ وقال سَھْلٌ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَکْرٍ فرأى النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قال حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قال رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم نُخَامَةً فِی قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَھُوَ یُصَلِّی بَیْنَ یَدَیِ النَّاسِ فحتَّھا ثُمَّ قال حِیْنَ انْصَرَفَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ قِبَلَ وَجْھِهٖ فلا یَتَنَخَّمَنَّ اَحَدٌ قِبَلَ وَجْھِهٖ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاهُ موسی بنُ عُقْبَةَ و ابنُ اَبِی رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

باب ۔ اس بات کے بیان میں کہ کیا نمازی التفات کرسکتا ہے بسبب کسی ایسے حادثہ کے جو اثنائے نماز میں نازل ہو یعنی پیش آجائے (مثلاً کسی درندے کا یا زہریلے جانور کا آجانا) یا نمازی کوئی چیز دیکھے یا قبلہ کی جانب تھوک دے تو التفات جائز ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے نماز میں التفات کیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا اور آپ ﷺ لوگوں کے آگے (کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے اس کو کھرچ دیا (صاف کردیا) پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی جانب ہوتا ہے اس لئے تم میں سے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے کی جانب کھنکار (بلغم) نہ ڈالے۔ اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور عبدالعزیز بن ابی روّاد نے بھی نافع سے روایت کیا ہے۔

مطابقتہ للترجمة مطابقة الحديث للترجمة فی الجزء الثالث منها وهو قوله "او بصاقا" (عمدہ) فان قلت المذكور فی الترجمة البصاق وفی الحديث النخامة واين التطابق؟ قلت المقصود المطابقة اصل الحديث فان اخرج حديث نافع عن ابن عمر هذا ايضا فی باب حك البزاق باليد من المسجد ولفظه عن عبد الله بن يوسف عن مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر رضؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رای بصاقا فی جدار القبلة فحكه ۔ الحديث۔ ولان حكم البصاق والنخامة واحد من حيثية تعين الازالة منها الخ۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا ص۱۰۴ ومر ص۵۸ ويأتی ص۱۶۲ وص۹۰۲ ومسلم اول ص۲۰۷ والنسائی ص۸۴۔

۷۲۴ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلٰوتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ۔

ترجمہ حضرت انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ (ایک روز) مسلمان فجر کی نماز میں (مشغول) تھے کہ اچانک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آگئے آپ ؐ نے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اس وقت مسلمان صف بستہ تھے آپ ؐ (یہ منظر دیکھ کر) ہنستے ہوئے مسکرائے اور حضرت ابوبکر رضؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ کے لئے (جگہ چھوڑکر) صف میں مل جائیں ابوبکر رضؓ نے یہ سمجھا کہ آپ ؐ باھر تشریف لانا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (مارے خوشی کے) یہ قصد کیا کہ نماز میں مبتلائے فتنہ ہوجائیں (یعنی نماز توڑدیں) پھر آپ ؐ نے اشارہ فرمادیا کہ تم لوگ اپنی نماز کو پورا کرلو اور پردہ گرادیا اور اسی دن کے آخر میں آپؐ نے وفات پائی ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الصحابة لما كشف صلى الله عليه وسلم الستر التفتوا اليه وذٰلك لان الحجرة كانت عن يسار القبلة فالناظر الى اشارة من هو فيها يحتاج الى ان يلتفت ولولا التفاتهم ما رأوا اشارته فصدق عليه الجزء الثانى من الترجمة ۔ (عمدۃ)

تعدد موضعہ :۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۴ ومر ص۹۳ تا ص۹۴ وفی المغازی ص۶۴۰ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا یہ باب مثل استثناء ہے ، مقصد یہ ہے کہ التفات کی مختلف قسمیں ہیں بعض قسم مفسد صلوٰۃ ہے اور بعض مکروہ ۔ کما مرّ ۔

اب اس باب میں بعض التفات کو مستثنیٰ کرنا مقصود ہے کہ اگر التفات ضرورت کی بناء پر ہو تو جائز ہے ۔

سوال :۔ ضرورت کے وقت جب التفات جائز ہے تو امام بخاری رحؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ ھل کیوں بڑھایا؟

جواب :۔ یہ ھَل بمعنی قد ہے ، یعنی بلا شبہ جبکہ ضرورت ہو تو التفات جائز ہے ۔ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیز حضرت ابوبکر رضؓ سے التفات ثابت ہے ۔

ع۲ :۔ حضرت مصنف رحؒ نے حضرت سہل رضؓ کی معلق روایت ذکر فرمائی جس میں حضرت ابوبکر رضؓ کا التفات

مذکور ہے اور اس التفات میں احتمال ہے کہ یہ التفات الی القبلہ ہو جو مضر نہیں۔
لیکن یہ جواب قابلِ اعتراض ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو حجرہ سے تشریف لائے تھے اور حجرۂ مبارکہ بائیں جانب تھا لہذا صحابۂ کرام نے بائیں جانب التفات فرمایا۔
حضرت ابن عمر رض کی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوارِ قبلہ پر بلغم دیکھا۔ اس میں احتمال ہے کہ بالکل سامنے کے بجائے دائیں یا بائیں دیکھا اس تردّد کی بنا پر بخاری نے لفظ ھل قائم کر دیا۔
ع۳:۔ حضرت انس بن مالک رض کی روایت ہے کہ (دوشنبہ کے دن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجرۂ عائشہ کا پردہ اٹھایا اور حضرت ابوبکر رض فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو حضرات صحابہ رض نے رسول اکرم ص کو دیکھا۔
معلوم ہوا کہ التفات جائز ہے لیکن احتمال ہے کہ صحابہ نے گوشۂ چشم سے دیکھا اس لئے امام بخاری رح نے ھل قائم کر دیا واللہ اعلم۔

باب ۴۸۵ وُجُوبِ الْقِرَاْءَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَاْمُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

۷۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْداً اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّاراً فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّىْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّىْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّىْ كُنْتُ اُصَلِّىْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّىْ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَاَرْكُدُ فِى الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِى الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ فَاَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً اَوْ رِجَالاً اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِداً اِلَّا سَاَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفاً حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِداً لِبَنِىْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ اَمَّا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْداً كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِى الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِباً قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهُ وَاَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِىْ

دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

باب ، امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں قرارت کے واجب ہونے کا بیان حضر میں ہو یا سفر میں یا وہ نماز ہو جس میں جہر کیا جاتا ہے یا وہ نماز ہو جس میں سرّا پڑھا جاتا ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر رضؓ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضؓ نے حضرت سعد رضؓ کو معزول کر دیا اور حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو ان لوگوں کا حاکم مقرر کر دیا۔

اہل کوفہ نے حضرت سعد رضؓ کی (متعدد) شکایتیں کیں یہاں تک کوفہ والوں نے بیان کیا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھاتے تو حضرت عمر رضؓ نے حضرت سعد رضؓ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابو اسحٰق (یہ حضرت سعد رضؓ کی کنیت ہے) یہ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ تم نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے؟ حضرت سعد رضؓ نے کہا" خدا کی قسم میں تو ان کو اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے میں اس میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا تھا (مثلاً) عشاء کی نماز اس طرح پڑھاتا تھا کہ پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی لمبا کرتا تھا) اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ اے ابو اسحٰق آپ کے بارے میں گمان غالب یہی ہے پھر حضرت عمر رضؓ نے ایک آدمی یا چند آدمیوں کو حضرت سعد رضؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا تا کہ کوفہ والوں سے حضرت سعد رضؓ (کی شکایتوں) کے بارے میں دریافت کریں (یعنی سوالات کر کے تحقیق کریں) ان لوگوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں حضرت سعد رضؓ کا حال نہ پوچھا ہو سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اس کی کنیت ابو سعدہ تھی اس نے کہا جب آپ نے ہم کو قسم دی ہے تو سچ تو یہ ہے کہ حضرت سعد رضؓ لشکر کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے تھے مال غنیمت کی تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور فیصلہ میں انصاف نہیں کرتے تھے (یہ سنکر) سعد رضؓ نے فرمایا میں تو بخدا تین بد دعائیں ضرور کروں گا کہ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دے اور اس کے فقر کو طویل کر دے اور اس کو فتنوں کا نشانہ بنا دے، اس کے بعد جب اس شخص سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا کہ میں ایک مبتلائے فتنہ بوڑھا ہوں مجھے حضرت سعد رضؓ کی بد دعا لگ گئی ہے عبد الملک نے کہا کہ میں نے اس کو بعد میں دیکھا بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں اور راستہ میں (کھڑا ہو کر) لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا۔

مطابقتہ للترجمۃ:- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ " فانی کنت اصلی بہم صلوٰۃ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وما اخرم عنہا الخ"۔

ترجمۃ الباب کی تشریح واضح رہے کہ ترجمۃ الباب چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ۱ وجوب القراءۃ للامام ۲ وجوب القراءۃ للمقتدی، ۳ وجوب القراءۃ للحضر، ۴ فی السفر، ۵ جہری نمازمیں، ۶ سری نمازمیں۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "ولا نزاع فی قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰتہ دائما وھو یدل علی وجوب القراءۃ لکن التطابق انما یکون فی الجزء الاول من الترجمۃ وھو قولہ وجوب القرأۃ للامام، وما اخرم عنہا "ای عن صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدل علی الجزء الخامس و السادس من الترجمۃ وھوالجھر فیما یجھر والمخافۃ فیما یخافت ولا نزاع انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجھر فی محل الجھر ویخفی فی محل الاخفاء وھذا القول یدل ایضا علی الجزء الثالث والرابع لانہ یدل علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یترک القراءۃ فی الصلوۃ فی الحضر ولا فی السفر لانہ لم ینقل ترکہ اصلاً ولم یبق من الترجمۃ الا الجزء الثانی وھو قرأۃ الماموم فلا دلالۃ فی الحدیث علیہ۔ (عمدہ ج ۶ ص ۴)

یعنی یہ ایک جامع باب ہے جو چھ مسائل پر مشتمل ہے۔

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نماز میں قرأت کرتے تھے جو وجوبِ قرأت پر دلیل ہے اور ترجمہ کے جزءِ اول یعنی وجوب القراءۃ للامام کی مطابقت ہے۔

وما اخرم عنہا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کوتاہی و کمی نہ کرتا تھا۔ اس سے ترجمہ کا پانچواں اور چھٹا مسئلہ ثابت ہوتا ہے، یعنی جہری نمازوں میں جہر کے ساتھ اور سری نمازوں میں سر کے ساتھ۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوں یا حضر میں ہر نماز میں قرأت کرتے تھے۔ یہ ترجمہ کے تیسرے اور چوتھے جزء پر دلیل ہے یعنی تیسرا اور چوتھا مسئلہ ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ قرأت ثابت نہیں ہے۔

اب صرف ترجمہ کا جزءِ ثانی باقی رہ گیا یعنی مقتدی کی قرأت؟ یہ مسئلہ حدیث کے کسی جزء سے ثابت نہیں۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص ۱۰۴ ویاتی فی "باب القراءۃ فی الظھر ص ۱۰۵ وفی باب یطول فی الاولیین ویحذف فی الاخریین ص ۱۰۶ ومسلم اول ص ۱۸۶ وابوداؤد اول فی باب تخفیف الاخریین ص ۱۱۷۔

۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنْ

مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ اَنَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا صَلٰوةَ لِمَن لَمْ يَقرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ۔

ترجمہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة: علامہ عینیؒ فرماتے ہیں " مطابقة الحديث للترجمة غيرظاهرة لان الترجمة اعم من ان تكون القراءة بالفاتحة اوبغيرها والحديث يعين الفاتحة ۔ (عمدہ)

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۴ ومسلم اول ص۱۶۹ وابوداؤد فی باب من ترك القرأة فی صلوته ص۱۱۹ ، والترمذی فی " باب ما جاء فی القرأة خلف الامام ص۴۱ "

۷۲۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثَنَا يحيىٰ عن عُبَيْدِ اللهِ قال حَدَّثَنِي سَعِيدُ بنُ اَبِي سَعِيدٍ عن اَبِيهِ عن ابی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسولَ اللهِ صلّی الله عليه وسلم دَخَلَ المَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَرَدَّ وقال اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كما صَلّٰى ثُمَّ جاء فَسَلَّمَ على النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثاً وقال وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ ما اُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي فقال اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جَالِساً وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (خلاد بن رافع رضؓ) داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ ؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تمہاری نماز واجب الاعادہ ہے اس لئے دوبارہ پڑھو) ۔ چنانچہ وہ شخص لوٹ کر گیا اور اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پس آپ ؐ نے یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا لہٰذا آپ مجھے سکھا دیجئے تو

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو پھر قرآن مجید میں سے جو تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک رکوع کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر رکوع سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "ثم اقرأ ما تیسّر معك من القرآن"۔ چونکہ یہ حضرت خلاد بن رافع رضی کا واقعہ ہے اور یہ واقعہ دن کی نماز کا ہے پس چھٹے جز (ما یخافت) سے مطابقت ہے، یعنی سرّی نماز میں آنحضرت ﷺ نے قرأت قرآن کا حکم دیا۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ ریاتی ص۱۰۹ وص۹۲۴ وص۹۸۶، ومسلم اول ص۱۷۰ و ابوداؤد فی "باب صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ص۱۲۴" ترمذی اول فی "باب ما جاء فی وصف الصلوٰۃ ص۴۰"، واخرج النسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ ساری نمازوں میں قرأت ضروری ہے خواہ وہ حضری ہوں یا سفری اور خواہ وہ جہری ہوں یا سرّی امام اور مقتدی دونوں پر قرأت واجب ہے۔

الفاظ کی تحقیق وتشریح شکیٰ اھل الکوفۃ ای بعض اھل الکوفۃ۔ کوفہ کے معنی ہیں ریت کا گول سرخ ٹیلہ، تو چونکہ جہاں یہ آباد ہے وہاں پہلے گول ٹیلہ تھا اس لئے اس کا نام کوفہ پڑا۔ یہ کوفہ عراق کے ایک شہر کا نام ہے بلکہ عراق کا سب سے بڑا شہر ہے جو بغداد سے تیس ۳۰ کوس یعنی تقریباً نوّے میل کے فاصلہ پر ہے یہی وہ اہم مقام ہے جس کو حضرت علی رضی نے اپنا دار الخلافہ بنایا اور وہیں واصل بحق ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی حضرت سعد رضی ۱۷ھ میں کوفہ کے گورنر بنائے گئے اور ۲۱ھ یا ۲۰ھ میں علیٰ اختلاف الاقوال معزول کئے گئے۔

بقیہ حالات کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد اول ص۲۷۳۔

ابا اسحٰق:۔ یہ ابو اسحاق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی کی کنیت ہے کنی بذلك باکبر اولادہ۔ (عمدہ)

فعزلہ چند شر پسند عناصر نے حضرت عمر فاروق رضی کے پاس حضرت سعد رضی کی شکایت کی حضرت فاروق رضی نے انہیں معزول کر دیا، معلوم ہوا کہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو بلا تحقیق حال بھی معزول کرنا درست ہے۔ (عمدہ)

مصلحت یہ تھی کہ فتنہ بڑھنے نہ پائے بلکہ فتنہ دب جائے۔ وقیل عزلہ ایثار القربۃ منہ لکونہ

من اہل المشورۃ وقیل ان مذہب عمرؓ ان لا یستمر بالعامل اکثر من اربع سنین۔ (عمدہ)
یعنی بعض حضرات نے عزل کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ کسی عامل کو ایک جگہ چار سال سے زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر یہ وجہ اس لئے صحیح نہیں کہ حضرت معاویہؓ ۱۸ھ میں حضرت فاروقؓ کی طرف سے شام کے والی ہوئے اور حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی بھر شام کے والی رہے، سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی، واللہ اعلم۔
ما اخرم بفتح الہمزہ وکسر الراء ای لا انقص۔ ارکد فی الاولیین پہلی دو رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا یعنی قراءت لمبی کرتا تھا واخف فی الاخریین اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا، یعنی مختصر۔

قراءت خلف الامام

یعنی امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قراءت کرنے کا حکم؟

زمانۂ قدیم سے ہی یہ مسئلہ مختلف فیہ اور معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے، اس مسئلہ کو نماز کے اختلافی مسائل میں سب سے زیادہ اہمیت ہے، اس بارے میں روایات واحادیث میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض سے قراءت خلف الامام کی ممانعت اور بعض سے اجازت نیز بعض سے بظاہر تاکید مفہوم ہوتی ہے اس لئے یہ مسئلہ طویل المباحث اور معرکۃ الآراء بن گیا۔ اور چونکہ اس میں اختلاف صرف افضلیت کا نہیں ہے جواز وعدم جواز بلکہ وجوب وتحریم کا ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر قلمی اور زبانی مناظرات کا بازار گرم رہا ہے اور اس پر فریقین کی طرف سے اتنی کتابیں اور رسائل لکھے گئے ہیں جن سے ایک کتبخانہ تیار ہو سکتا ہے۔

سب سے پہلے اس موضوع پر مستقل رسالہ امام بخاریؒ نے القراءت خلف الامام لکھا جو جزء القراءۃ خلف الامام کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ان کے بعد امام بیہقی نے اس موضوع پر کتاب القراءۃ تحریر فرمائی۔
اس ابتدائی دور میں کسی حنفی عالم کی اس موضوع مستقل کتاب کا ذکر نہیں ملتا البتہ امام بیہقی نے اپنی کتاب القراءت میں بکثرت ایک حنفی عالم کی تردید کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے احناف میں سے کسی نے اس مسئلہ پر امام بیہقی سے پہلے کوئی کتاب لکھی تھی، پھر آخری دور میں غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت اچھالا۔

غیر مقلدین اور حنفیہ چونکہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ میں ہمیشہ حنفی مسلک ہی کی سیادت وقیادت رہی ہے اس لئے خاص طور سے حنفیہ کے خلاف بلکہ ائمہ مجتہدین وسلف صالحین کے خلاف محاذ قائم کیا اور ان کی نمازوں کے فاسد ہونے کا اعلان کیا تو محدثینِ عظام وعلماءِ کرام نے اس کے جواب میں متعدد کتابیں تالیف کیں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی م ۱۳۰۴ھ نے امام الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور اس کا حاشیہ غیث الغمام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رح م ۱۳۲۳ھ نے ھدایۃ المعتدی لکھی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح م ۱۲۹۷ھ نے توثیق الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام لکھی، حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رح محشی بخاری شریف م ۱۲۹۷ھ نے الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للمقتدی لکھی، حضرت الشیخ المحقق محمد ہاشم سندھی رح م ۱۱۷۴ھ نے تنقیح الکلام فی القراءۃ خلف الامام اور علامہ ظہیر حسن نیموی بہاری نے متعدد رسالے تحریر فرمائے۔ اور حضرت شاہ صاحب علامہ کشمیری رح نے فاتحۃ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب اور فصل الخطاب فی امّ الکتاب دو رسالے لکھے، پھر حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رح مؤلف اعلاء السنن نے فاتحۃ الکلام فی القراءۃ خلف الامام تحریر فرمایا۔

پھر آخر میں ہمارے زمانے میں حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام کے نام سے دو جلدوں میں مفصّل و مدلل کتاب لکھی جسے اس موضوع کے مباحث کا جامع ترین ذخیرہ کہنا چاہئے جو بلاشبہ اعلیٰ علمی تحقیق اور مسکت جوابات پر مشتمل ہے، جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ہم یہاں ان ہی اکابر بزرگوں سے نقل کرکے ضروری تحقیق اختصار کے ساتھ پیش کریں گے انشاء اللہ۔

تفصیل مذاہب حنفیہ کے نزدیک قراءتِ فاتحہ خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ہے خواہ جہری نماز ہو یا سرّی کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا جائز نہیں۔

سفیان ثوری رح، امام زہری رح، امام شعبی رح، ابراہیم نخعی رح ابن ابی لیلیٰ رح، امام احمد رح فی روایۃ اور امام اوزاعی رح فی روایۃ وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام محمد رح مؤطا میں لکھتے ہیں:۔

قال محمد لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلک جاءت عامۃ الآثار وھو قول ابی حنیفۃ رح (مؤطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص ۹۶)	امام کے پیچھے قراءت نہ کرنی چاہئے خواہ امام جہر سے قراءت کرتا ہو یا آہستہ، اسی طرح پر عام آثار دلالت کرتے ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رح کا مسلک و مذہب ہے۔

فائدہ اس سے امام محمد رح م ۱۸۹ھ کا مسلک بھی واضح ہو جاتا ہے کہ امام محمد رح بھی کسی نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہ تھے اور یہی مضمون ان کی کتاب الآثار ص ۲۱ میں بھی منقول ہے۔ مؤطا امام محمد سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ بعض بزرگوں نے جو امام محمد رح کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کو احتیاط کے طور پر جائز اور مستحسن سمجھتے ہیں یہ نسبت صحیح نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابن ہمام رح لکھتے ہیں " الاصح ان قول محمد رح کقولہما "

علامہ ابن ہمام رح م ۸۶۱ھ کی اس تحریر سے امام ابو یوسف رح م ۱۸۲ھ کا مسلک بھی واشگاف اور آشکارا ہوگیا کہ وہ بھی جملہ نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے قائل نہ تھے۔

(۲) حضرت امام مالک رح م ۱۷۹ھ بھی امام کے پیچھے جہری نمازوں میں مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کے حق میں نہ تھے جیساکہ مؤطا امام مالک ص ۲۹ میں ہے

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر لا يقرء خلف الامام،

قال يحيى سمعت مالكا يقول الامر عندنا ان يقرأ الرجل وراء الامام فيما لا يجهر فيه الامام بالقراءة ويترك القرأة فيما يجهر فيه الامام بالقراءة۔

آخر میں یحییٰ (تلمیذ امام مالک رح) فرماتے ہیں میں نے امام مالک رح سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازیں پڑھ لے اور جہری نماز میں قرأت چھوڑدے نہ پڑھے۔

(۳) امام احمد بن حنبل رح المتوفی ۲۴۱ھ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات فاتحہ کے قائل نہ تھے بلکہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کرنے کو شاذ اور خلاف اجماع فرماتے تھے ملاحظہ ہو مغنی ابن قدامہ جلد اول ص ۶۰۲، تحفۃ الاحوذی ج ۱، ص ۲۵۷، روح المعانی ج ۹، ص ۱۳۵۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رح تحریر فرماتے ہیں:۔

بخلاف وجوبها فی حال الجهر فانه شاذ حتى نقل احمد رح الاجماع على خلافه (فتاوی ج ۲، ص ۱۴۹)

یعنی سورہ فاتحہ کا جہری نمازوں میں امام کے پیچھے بطور وجوب پڑھنا شاذ ہے حتی کہ امام احمد رح نے اس کے خلاف اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔

معلوم ہوگیا کہ امام مالک رح اور امام احمد رح کے نزدیک جہری نمازوں میں مقتدی کو قرادت کی اجازت نہیں اور سری نمازوں میں اگرچہ سورہ فاتحہ پڑھنے کی اجازت ہے مگر پڑھنا واجب کسی کے نزدیک نہیں ہے چنانچہ مولانا مبارکپوری صاحب رح لکھتے ہیں:۔

وكذلك الامام مالك رح والامام احمد رح لم يكونوا قائلين بوجوب قراءة الفاتحة خلف الامام فی جمیع الصلوات۔ (تحفة الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۷)۔

امام ترمذی رح نے امام احمد رح کا قول نقل کیا کہ ارشاد نبوی ﷺ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی تنہا ہو تو اس کی نماز بغیر فاتحہ کے نہ ہوگی۔ (ترمذی اول صـ۴۲)

(۴) حضرت امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ کی طرف مشہور قول کے مطابق یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی پر قراءتِ فاتحہ واجب ہے خواہ جہری نماز ہو یا سری یعنی جہری اور سری سب نمازوں میں قراءت فاتحہ خلف الامام واجب ہے۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ امام شافعیؒ بھی جہری نمازوں میں امام کے پیچھے وجوبِ قراءت کے قائل نہیں ہیں۔ امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلیؒ المتوفی ۶۲۰ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

وجملة ذلك ان القراءة غير واجبة على المأموم فيما جهر به الامام الخ۔

ترجمہ: اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مقتدی پر قراءت واجب نہیں نہ جہری نمازوں میں نہ سری میں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے صراحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے جیساکہ علماء کی ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے

اور امام زہریؒ، ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور اسحٰقؒ اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ اور داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی، عام ہے مگر جہری نمازیں اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور جہری نمازوں کے علاوہ یہ حدیث اپنے عموم پر باقی رہے گی۔

(احسن الکلام جلد اول مطبوعہ سہارنپور صـ۴۷ بحوالہ مغنی ابن قدامہ ج ۱ صـ۶۰۹)

نیز کتاب الام، میں خود امام شافعیؒ کے کلام سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ اس میں امام شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں

ونحن نقول كل صلوٰة صليت خلف الامام والامام يقرأ قراءة لا يسمع فيها قرأ فيها۔ (کتاب الام ج ۷ صـ۱۵۳)	اور ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ نماز جو امام کے پیچھے پڑھی جائے اور امام ایسی قراءت کر رہا ہو جو سنی نہ جاتی ہو تو مقتدی اس نماز میں قرأت کرلے۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ امام شافعیؒ کا قول جدید یہ ہے کہ جہری میں اگر مقتدی امام کی قراءت سن رہا ہو تو مقتدی کو قراءت نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ کتاب الام امام شافعیؒ کی کتبِ جدیدہ میں سے ہے نہ کہ کتبِ قدیمہ میں سے جیساکہ حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ثم انتقل منها الى مصر فاقام بها الى ان مات فى هذه السنة سنة اربع ومائتين وصنف بها كتابه الام وهو من كتبه	پھر حضرت امام شافعیؒ بغداد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں اقامت پذیر ہوئے حتی کہ ۲۰۴ھ میں اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور مصر میں ہی انہوں نے کتاب الام تصنیف کی ہے اور

الجدیدة لانها من روایة الربیع بن سلیمان وهو مصری فقد زعم امام الحرمین وغیره انها من القدیم وهذا بعید وعجیب من مثله۔ واللہ اعلم (البدایة والنهایة ج۱۰، ص۲۵۲)

وہ ان کی جدید کتابوں میں ہے کیونکہ اس کے راوی ربیع بن سلیمان (م ۲۷۰ھ) ہیں جو مصری تھے۔ اور امام الحرمین وغیرہ نے یہ قیاس کیا کہ یہ کتاب الام کتب قدیمہ میں ہے لیکن یہ امام الحرمین ایسے امام سے بڑی ہی بعید اور تعجب خیز بات ہے (یعنی صواب سے بہت دور اور نرالی بات ہے)۔

نیز بحر العلوم علامہ سیوطیؒ حسن المحاضرہ جلد اول ص۱۶۶ میں تحریر کرتے ہیں۔

ثم خرج الی مصر وصنف بها کتب الجدیدة کالام والامالی الکبری الخ۔

اس میں صاف صاف تصریح ہے کہ کتاب الام، امام شافعیؒ نے مصر میں منتقل ہونے کے بعد تالیف کی لہذا یہ ان کی کتب جدیدہ میں سے ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ امام شافعیؒ کا قول جدید ہو نہ کہ قول قدیم۔

نیز علامہ ابن تیمیہؒ بھی جہری نمازوں میں ترک قراءت خلف الامام کے قائل ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

ونقل ابن تیمیہؒ الاجماع عنه یدل علی ان وجوب القراءة فی الجهریة خلاف الاجماع اولم یذهب الیه احد من اهل الاسلام۔ (فیض الباری ج۲، ص۲۷۲)

علامہ ابن تیمیہؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے اجماع نقل کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جہری نمازوں میں وجوب قرارت اجماع کے خلاف ہے، یا اہل اسلام میں سے ایک شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

حافظ ابن القیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں:

فقراءة الامام وسترته قراءة لمن خلفه وسترة له۔ (کتاب الروح لابن القیم ج۱، ص۱۶۶)

یعنی امام کی قرارت مقتدی کی قرارت ہے، امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے (یعنی نہ انکو الگ قرارت کی ضرورت ہے اور نہ سترہ کی)

اس سے واضح ہو گیا کہ جہری نمازوں میں وجوب قرارت کا مسلک صرف امام بخاریؒ کا ہے اور امام بخاریؒ کی تقلید میں ہمارے زمانہ کے غیر مقلدین کا ہے یہاں تک کہ داؤد ظاہریؒ بھی اس کے قائل نہیں۔ اس کے باوجود اکثر شوافع کا عمل اور قول بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ یہ حضرات تمام نمازوں میں قرارت فاتحہ خلف الامام کو فرض کہتے ہیں کہ بغیر اس کے نماز صحیح ہی نہ ہوگی۔

چنانچہ شرح مہذب میں ہے ان مذھبنا وجوب قراءۃ الفاتحۃ علی الماموم فی کل الرکعات من الصلاۃ السریۃ والجھریۃ لھذا ھوالصحیح عندنا۔

امام ترمذی رح نے تو اور کمال کر دیا کہ قائلینِ قراءت خلف الامام کے سلسلے میں صرف تکثیرِ سواد کے پیشِ نظر امام مالک رح، ابن مبارک رح، امام شافعی رح اور امام احمد رح وغیرہ سب کو شمار کرلیا حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام مالک رح اور امام احمد رح جہری نمازمیں ترک قراءت ہی کے قائل ہیں جیسا کہ تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا گیا۔

قائلینِ قراءت فاتحہ خلف الامام کے دلائل

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہو چکا کہ قراءت خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا) جمہور علماء اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی فرض و واجب نہیں۔ البتہ امام بخاری رح اور غیر مقلدین اس کے قائل ہیں۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے اگر مقتدی نے فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز باطل اور کالعدم ہوگی۔

اوّلاً تو ان کے جواب کے لئے یہی کافی ہے کہ جمہور علمائے اسلام و ائمہ مجتہدین کی تحقیق و تقریر سے معلوم ہوگیا کہ ان کا دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے ان کی مزید تردید میں وقت ضائع کرنا فضول ہے۔

ثانیاً یہ جماعت قرآن حکیم میں غور و فکر سے محروم ہے نیز حدیث دیکھتی اور پڑھتی ہے مگر فکر و تدبر سے محروم ہے البتہ امام بخاری رح کے دعویٰ اور دلیل کا جائزہ ضروری ہے۔

امام بخاری رح کا دعویٰ اور دلیل امام بخاری رح نے باب قائم کیا ہے کہ ساری نمازوں کے اندر خواہ وہ حضر کی ہوں یا سفر کی، اور خواہ وہ جہری نمازیں ہوں یا سرّی امام اور مقتدی دونوں پر قراءت کرنا واجب ہے۔

بخاری رح نے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے جو تین روایات پیش کی ہیں ان میں پہلی روایت حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی قراءت کا بیان ہے، یعنی اس روایت کا تعلق صرف امام سے ہے مقتدی کا کچھ نہیں۔

اور تیسری حدیث کا تعلق صرف منفرد سے ہے۔

البتہ دوسری حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت رض کی ہے: قال علیہ السلام لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔

امام بخاری رح کے پاس بس ایک یہی صحیح حدیث زوردار دلیل ہے جو متفق علیہ ہے۔

اس کا صاف جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق صرف امام اور منفرد سے ہے مقتدی کیلئے یہ حکم نہیں ہے۔

اس لئے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ کی حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ (ابن ماجہ ص۶۱ فی باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

بلکہ مقتدی کے لئے یہ حکم ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (ابن ماجہ ص۶۱)

تشریح حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے دو مسائل متعلق ہیں :۔

ایک یہ کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے یا واجب ؟

احناف رحؒ کے نزدیک نفس قرارت فرض ہے خواہ کوئی بھی سورت ہو یا کوئی بھی آیت ہو نماز کا رکن اور فرض ہے جیساکہ ارشادِ الٰہی ہے فاقرءوا ما تیسر من القرآن (پڑھ لیا کرو جو کچھ قرآن میں سے آسان ہو)۔

اس آیتِ کریمہ میں لفظ ما عام ہے جو قرآن حکیم کے چھوٹے سے چھوٹے حصے پر صادق ہے جسے قرآن کہا جاسکے اس کی مقدار فقہاءِ کرام نے ایک آیت رکھی ہے، اب آیت کا مفاد یہ ہوا کہ قرآن حکیم کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ وہ سورہ فاتحہ کی آیت ہو یا کسی دوسری سورہ کی۔ اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ ظاہر ہے کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی (خواہ آیت کریمہ ہو یا خبر متواتر) کی ضرورت ہے اور یہ حدیث خبر واحد ہے جس سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے۔

حضرات شوافع رحؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ رکن اور فرض ہے۔ اگر کوئی سارا قرآن پڑھ لے اور فاتحہ نہ پڑھے ترکِ فرض کی وجہ سے نماز قطعاً نہ ہوگی۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ لاصلوٰۃ میں لَا نفیِ جنس (یعنی نفی حقیقت کے لئے) ہے

ہمارے نزدیک یہ لَا نفیِ کمال کے لئے ہے۔

جیسے اس حدیث میں ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ (یعنی جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں ہے)

ایک دوسری حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لجار المسجد **الا فی المسجد** (مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ اور کہیں نہیں)

ایک اور حدیث میں ہے لاصلوٰۃ لحضرۃ الطعام (کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں)

نیز قرآن حکیم میں ماتیسر میں ما عموم کے لئے قطعی ہے۔ اور حدیثِ عبادہ میں لاصلوٰۃ میں لَا محتمل ہے لَا نفیِ جنس بمعنی نفیِ جواز کے لئے اور لَا نفیِ کمال کے لئے دونوں احتمال ہے۔ ظاہر ہے کہ قطعی

کو محتمل پر بلاشبہ ترجیح ہو گی۔

غرضیکہ حنفیہ ما ثبت بالقرآن کو فرض اور ما ثبت بالسنۃ کو واجب مانتے ہیں۔

نیز حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت ہے کہ :۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرج فناد فی المدینۃ انہ لاصلوٰۃ الا بقرآن ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد۔ (ابوداؤد مطبوعہ دھلی ص۱۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ نکلو اور مدینہ میں اعلان کردو کہ نماز درست نہیں ہوتی مگر قرآن (پڑھنے) سے اگرچہ سورہ فاتحہ اور کچھ زیادہ (یعنی سورہ) ہو۔

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضؓ کی روایت ہے :۔

امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر۔ (ابوداؤد ج ۱ ص۱۱۸)۔

ہمیں حکم دیا گیا کہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور جو قرآن میں سے آسان ہو (یعنی آسانی سے پڑھ سکیں)

مذکورہ دونوں حدیثیں شوافع وغیرہ کے خلاف ہیں کیونکہ ان حدیثوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ سورہ ملانا ضروری ہے، احناف کا یہی مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ اور ضم سورہ دونوں واجب ہیں۔

نیز پہلی حدیث یعنی حدیث ابوہریرہ رضؓ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کی تعیین نہیں۔

دلائل احناف :۔ احناف کی سب سے پہلی دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے :۔

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا۔ (اعراف آیت ۲۰۴)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور خاموش رہو۔

یہ آیت تلاوتِ قرآن کے وقت استماع اور انصات کے وجوب پر صریح ہے کہ امام کا وظیفہ قرات کرنا اور مقتدی کا وظیفہ خاموشی کے ساتھ توجہ کرنا ہے، مقتدیوں کے لئے آیت مذکورہ کی روشنی میں سننے اور خاموش رہنے کے علاوہ قرات کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سب قرآن ہے لیکن قرآن حکیم اور صحیح احادیث کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مجید کا خاص اطلاق کس سورت پر ہوا ہے اور قرآن کا اولین اور بالذات مصداق کونسا حصہ ہے ؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

ولقد اٰتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ (پ۱۴ ع ۶)

اور البتہ دی ہیں ہم نے آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور دیا قرآن بڑے درجہ کا۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

اُمّ القرآن ھی السبع المثانی والقرآن العظیم۔ ام القرآن (سورہ فاتحہ) سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے (یعنی ان سات آیتوں اور قرآن عظیم کا مصداق سورہ فاتحہ ہے)۔ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۶۸۳)

بہرحال آیت مجمل اور حدیث پاک اس کی تفسیر ہے کہ اس سے مراد سورہ فاتحہ ہے۔

اس سے مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ واذا قرئ القرآن کا اصلی اور بالذات مصداق صرف سورہ فاتحہ ہے لہٰذا یہ حکم سورہ فاتحہ پر خصوصاً اور دیگر سورتوں پر عموماً حاوی ہے۔

حنفیہ کی دوسری دلیل

حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتمّ به فاذا کبّر فکبروا واذا قرأ فانصتوا (نسائی ص ۱۰۷) تحت تاویل قولہ عزوجلّ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔

(مسلم اول ص ۱۷۴، ابن ماجہ ص ۶۱)

شوافع کا اعتراض

شوافع وغیرہ کی طرف سے یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ " اذا قرأ فانصتوا " کی زیادتی صحیح نہیں، کیونکہ یہی حدیث حضرت انس رضہ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۵۵ اور ابن ماجہ ص ۴۷)۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے (بخاری اول ص ۱۵۰) فلمّا انصرف قال انما جعل الامام لیؤتمّ به فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا۔"

ان میں سے (یعنی حضرت انس رضہ اور حضرت عائشہ رضہ میں سے) کوئی بھی " واذا قرأ فانصتوا " ذکر نہیں کرتا، لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں۔

جواب: اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ تردد کی گنجائش ہے اس لئے کہ ذخیرۂ احادیث میں ایسی بے شمار مثالیں جن میں کسی صحابی نے ایک زیادتی ذکر کی ہے اور کسی نے ذکر نہیں کی، ایسے ہی مواقع کے لئے زیادۃ الثقۃ مقبولۃ کا قانون بنایا گیا ہے۔

علامہ انور شاہ رح کی عجیب ونادر تحقیق

اس سلسلے میں حضرت شاہ صاحب رح نے ایک عجیب تحقیق بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انما جعل الامام لیؤتمّ به کی حدیث چار صحابہ کرام سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضہ، حضرت انس رضہ اور حضرت عائشہ رضہ۔ ان میں سے حضرت ابوہریرہ رضہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضہ کی حدیثوں میں واذا قرأ فانصتوا کی زیادتی موجود ہے۔ اور حضرت انس رضہ اور حضرت عائشہ رضہ کی حدیثوں میں یہ زیادتی موجود نہیں۔

احادیث کے تتبع اور غور کرنے سے اس امر کا یہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک مرتبہ "واذا قرأ فانصتوا" بھی شامل تھا اور ایک مرتبہ شامل نہیں تھا پہلی مرتبہ آپ ص نے یہ حدیث سقوط عن الفرس کے واقعہ میں ارشاد فرمائی جب آپ ص نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابۂ کرام نے اس وقت آپ ص کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی تو آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور نماز کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی اور آخر میں فرمایا واذا صلی جالساً صلوا جلوسا۔ کما فی روایۃ عائشۃ رض بخاری اول ص۹۵ تا ص۹۶، ابوداؤد اول ص۸۹۔

اور حضرت انس رض کی روایت میں یہ الفاظ ہیں واذا صلی قاعدا فصلوا قعوداً اجمعون (ترمذی ج۱ ص۴۷) اس موقعہ پر چونکہ آپ ص کا اصل منشا یہ مسئلہ بیان کرنا تھا کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے اس لئے آپ ص نے ذکر میں تمام ارکان صلوٰۃ کا استیعاب نہیں فرمایا البتہ ضمناً بعض دوسرے ارکان کا بھی ذکر آگیا۔ بہر حال استیعاب چونکہ مقصود نہیں تھا اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے واذا قرأ فانصتوا کا جملہ ارشاد نہیں فرمایا۔ پھر اس موقعہ پر چونکہ حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض دونوں موجود تھے اس لئے انھوں نے "انما جعل الامام لیوتم بہ" کی حدیث کو "واذا قرأ فانصتوا" کی زیادتی کے بغیر روایت کیا۔

اس موقعہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رض اور حضرت ابوہریرہ رض مدینہ طیبہ میں موجود نہیں تھے کیونکہ حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق سقوط عن الفرس کا واقعہ ۵ھ میں پیش آیا اس وقت تک حضرت ابوہریرہ رض مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے اس لئے کہ وہ ۷ھ میں اسلام لائے، اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رض بھی اس وقت حبشہ میں تھے اور وہ بھی ۷ھ میں حبشہ سے واپس آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض میں سے کوئی بھی سقوط عن الفرس کے موقعہ پر موجود نہیں تھے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات جس حدیث کی روایت کر رہے ہیں وہ سقوط عن الفرس کے واقعہ کے بہت بعد یعنی ۷ھ میں یا اس کے بھی بعد ارشاد فرمایا گیا ہے اور اس وقت چونکہ اس حدیث کا منشا صرف بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم بیان کرنا نہیں تھا بلکہ یہ قاعدہ کلیہ بیان کرنا تھا کہ مقتدی کو امام کی متابعت کرنی چاہئے اس لئے اس موقعہ پر آپ ص نے تمام ارکان میں متابعت کا طریقہ بتایا اور واذا قرأ فانصتوا کا بھی اضافہ فرمایا لہذا حضرت انس رض اور حضرت عائشہ رض کی حدیث کا واقعہ بالکل جدا ہے اور اس کا سیاق بھی مختلف ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رض اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کی احادیث کا سیاق اور واقعہ بالکل دوسرا ہے اور پہلے واقعہ میں واذا قرأ فانصتوا کے موجود نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابوموسیٰ رض اور حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث میں بھی یہ زیادتی ضعیف ہو۔

بالغرض اس زیادتی کو چھوڑ کر بھی دیکھا جائے تو "انما جعل الامام لیؤتمّ بہ" مقتدی کے احکام کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ مقتدی کو کیا کرنا چاہیئے؟ اگر مقتدی پر قراءت ضروری ہوتی تو یہ ضرور بیان کیا جاتا کہ جب امام قراءت کرے تو تم بھی قراءت کرو، پس معلوم ہوا کہ مقتدی کیلئے قراءت ضروری نہیں۔

احادیث کے ذخائر میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی مقتدی کے لئے قراءت خلف الامام کے حکم کا ثابت نہ ہونا اس بات کی قوی اور واضح دلیل ہے کہ شریعت مقتدی کیلئے قراءت کو پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ ایسی احادیث موجود ہیں جو صراحت کے ساتھ مقتدی کو قراءت سے منع کرتی ہیں۔

تیسری دلیل حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جہر فیہا بالقراءۃ فقال ھل قرأ معی منکم احد آنفا فقال رجل نعم انا یارسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اقول مالی انازع القرآن فانتھی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جہر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالقراءۃ حین سمعوا ذٰلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مؤطا امام مالک ص۲۹ تا ص۳۰، ترمذی اول ص۴۲ وابوداؤد اول ص۱۲۰)

یہ حدیث حنفیہ کے مسلک پر صریح ہونے کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر رہی ہے کہ قراءت خلف الامام کو منازعۃ القرآن قرار دیئے جانے کے بعد صحابہ کرام نے قراءت خلف الامام کو ترک کر دیا تھا۔

اس حدیث میں یہ تاویل بھی نہیں ہوسکتی کہ اس میں قراءت سورہ خلف الامام سے منع کیا گیا ہے نہ کہ قراءت خلف الامام سے کیونکہ اس میں آپ نے مخالفت کی علت بھی بیان فرمادی ہے اور وہ ہے منازعۃ القرآن، اور یہ علت جس طرح قراءت سورہ میں پائی جاتی ہے اسی طرح قراءت فاتحہ میں بھی پائی جاتی ہے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہے۔ اس حدیث پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کا مدار ابن اکیمۃ اللیثی پر ہے جو مجہول ہے، لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن اکیمہ لیثی ثقہ راوی ہیں اور بہت سے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی راوی کی محدثین توثیق کریں تو اس پر جہالت کا الزام نہیں رہتا۔ اور ابن اکیمہ کے غیر مجہول اور ثقہ ہونے کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں ان کی یہ روایت ذکر کی ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔

چوتھی دلیل حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کی حدیث ہے: قال محمد اخبرنا ابوحنیفۃ قال حدثنا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشۃ عن عبداللہ بن شداد بن الہاد عن جابر بن عبداللہؓ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلّی خلف الامام فانّ قراءۃ الامام لہٗ قراءۃ۔

(موطا امام محمد ص۹۸)۔

یہ حدیث صحیح بھی ہے اور حنفیہ کے مسلک پر صریح بھی کیونکہ اس حدیث میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کردیا گیا ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہوجاتی ہے لہذا مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں۔

پھر اس حدیث میں مطلق قراءت کا حکم بیان کیا گیا ہے جو قراءت فاتحہ اور قراءۃ سورہ دونوں کو شامل ہے لہذا دونوں میں امام کی قراءت حکماً مقتدی کی قراءت سمجھی جائے گی۔

مسلک احناف اور آثار صحابہ کرامؓ مختلف فیہ مسائل میں فیصلہ اس بنیاد پر بھی ہوتا ہے کہ اس بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مسلک اور معمول کیا تھا اس رُخ سے اگر دیکھا جائے تو بھی حنفیہ کا پلّہ بھاری نظر آتا ہے اور بہت سے آثار صحابہ ان کی تائید میں ملتے ہیں۔

تنبیہ کتبِ حدیث میں مؤطا امام مالکؒ کا مقام و درجہ ذہن نشین کرلیا جائے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام روایات صحیح ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں حضرت ابن عمرؓ کا اثر ان الفاظ سے منقول ہے:۔

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى وحده فليقرأ وكان عبد الله بن عمر لايقرأ خلف الامام۔

امام مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ کیا امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہئے؟ تو فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قراءت کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو قراءت کرے اور خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے قراءت نہیں کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک ص۲۹ مطبوعہ اشرفی بک ڈپو دیوبند)

حضرت زید بن ثابت رضؓ کا اثر:۔

بسنده عن عطاء بن يسار أنه سأل زيد بن ثابت عن القراءة مع الامام فقال لاقراءة مع الامام فى شئ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے قراءت خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قراءت نہیں ہے۔

(مسلم اول ص۲۱۵)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا اثر مؤطا امام مالک میں امام مالک رحمہ نے اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں موقوفاً ذکر کیا ہے اور امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں مرفوعاً

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت کیا۔ واللفاظ للموطا:۔

مالك عن ابن نعيم وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بامّ القرآن فلم يصل الا وراء الامام۔ (مؤطا امام مالک ص ۲۸)

امام مالکؒ وہب بن کیسان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورہ فاتحہ) کو نہیں پڑھا تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (یعنی امام کے پیچھے ہو تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے)

علامہ عینی رحؒ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ "ترك القراءة خلف الامام" کا مسلک تقریباً اسّی صحابۂ کرام رضؓ سے ثابت ہے جن میں حضرات خلفاء اربعہ رضؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ، حضرت زید بن ثابت رضؓ، حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ اور حضرت جابر رضؓ وغیرہ تھے۔

قرأت خلف الامام کی مذمت کے آثار

یہ بات انتہائی قابلِ توجہ ہے کہ جہاں روایات و آثار سے قرأت خلف الامام کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہیں کچھ اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے قرأت خلف الامام پر سخت نکیر اور مذمت پر مشتمل آثار بھی ثابت ہیں۔

حضرت عمر رضؓ سے منقول ہے:۔

قال ليت فى فم الذى يقرأ خلف الامام حجراً۔ (مؤطا امام محمد ص ۱۰۲)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ جو شخص قرأت خلف الامام کا عمل کرتا ہے کاش اس کے منھ میں پتھر ڈال دیئے جائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے منقول ہے:۔

وددت ان الذى يقرأ خلف الامام فى فيه جمرة۔ (مؤطا امام محمد ص ۱۰۱ تا ص ۱۰۲)

میری خواہش یہ ہے کہ جو لوگ قرأت خلف الامام کرتے ہیں ان کے منھ میں انگارے ہوں۔

قرأت خلف الامام کے مسئلہ میں اپنے طرز و مزاج کے خلاف طویل بحث کردی ہے صرف اس لئے کہ ایک صحیح مسلک کی تحقیق و تشریح طلبہ کے سامنے آجائے اور اس نصر الباری کی تالیف صرف طلبہ کے لئے ہے۔

مزید تفصیل کے لئے عربی میں اعلاء السنن جلد چہارم اور معارف السنن جلد سوم کا مطالعہ کیجئے اور اردو میں مولانا محمد سرفراز خاں صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی ضخیم کتاب "احسن الکلام فی ترک القراءت خلف الامام" کا مطالعہ کیجئے۔

باب ۴۸۶ القراءة فی الظهر

۷۲۸ - حدثنا ابو النعمان قال حدثنا ابو عوانة عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرة قال سعد "کنت اصلی بهم صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاتی العشاء لا اخرم عنها کنت ارکد فی الاولیین واحذف فی الاخریین فقال عمر. ذلک الظن بک -

باب ، ظہر کی نماز میں قرات کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے فرمایا (یعنی کوفہ والوں نے حضرت عمر رض سے حضرت سعد رض کی شکایت کی تو حضرت سعد رض نے شکایت کے جواب میں فرمایا) میں ان کوفہ والوں کو شام کی دو نمازیں (ظہر وعصر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھاتا تھا میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا پہلی دونوں رکعتوں میں دیر تک ٹھہرتا تھا (یعنی دو رکعتوں کو لمبا کرتا تھا) اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا تھا تو حضرت عمر رض نے فرمایا آپ کے بارے میں میرا بھی یہی خیال ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "کنت ارکد فی الاولیین" لان رکود فیهما للقراءة -

تعدد موضعه والحدیث ههنا ص۱۰۵ وقد مضی ص۱۰۴ ویاتی ص۱۰۶ ومسلم اول ص۱۸۶ ، ابوداؤد اول ص۱۱۷

۷۲۹ - حدثنا ابو نعیم قال حدثنا شیبان عن یحیی عن عبد الله بن ابی قتادة عن ابیه قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوٰة الظهر بفاتحة الکتاب وسورتین یطول فی الاولی ویقصر فی الثانیة ویسمع الآیة احیانا وکان یقرأ فی العصر بفاتحة الکتاب وسورتین وکان یطول فی الاولی وکان یطول فی الرکعة الاولی من صلوٰة الصبح ویقصر فی الثانیة۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورة) پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں طویل قرات

کرتے تھے اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی آیت سنا دیتے تھے اور آپ ؐ عصر کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت (دوسری رکعت سے) طویل پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت میں لمبی قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں اس سے کم۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في "يقرأ في الركعتين الاوليين من صلوٰة الظهر"۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۱۰۵ ويأتي الحديث في باب القراءة في العصر ص۱۰۵ وفي باب يقرأ في الاخريين بفاتحة الكتاب ص۱۰۷ وفي باب اذا اسمع الامام الأية ص۱۰۷ وايضا ص۱۰۷ ومسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد اول ص۱۱۶ ۔

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ سَأَلْنَا خَبَّاباً أَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

ترجمہ ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت خباب رضؓ سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے؟ حضرت خباب رضؓ نے فرمایا "ہاں" ہم نے کہا آپ لوگ کس چیز سے جانتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ ؐ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

مطابقة للترجمة:۔ مطابقة الحديث للترجمة "يقرأ في الظهر الخ"۔

تعدد موضعہ:۔ والحديث هٰهنا ص۱۰۵ ومر ص۱۰۳ ويأتي ص۱۰۷، ابوداؤد ص۱۱۶ ۔

مقصد ترجمہ حافظ عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد اس ترجمہ اور بعد والے ترجمے سے نماز ظہر و عصر میں اثبات قراءت ہے۔

(۲) ويحتمل ان يراد به تقدير المقروء الخ یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ بخاری رحؒ کا مقصد مقدار قراءت کو بیان کرنا ہو پھر خود ہی فرماتے ہیں والاول اظهر، چونکہ روایت سے احتمال ثانی کی تائید نہیں ہوتی ہے۔

(۳) علامہ عینی رحؒ نے مختلف روایات نقل کرکے بتلا دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت کے قائل نہیں تھے۔

علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں والى هذه الاحاديث ذهب قوم منهم سويد بن غفلة الخ

تو ہو سکتا ہے کہ امام بخاری رحؒ کا مقصد سوید بن غفلہ، حسن بن صالح اور ابراہیم بن علیہؒ وغیرہ کی تردید ہو۔

تشریح اس حدیث میں ہے کہ ابومعمر نے حضرت خباب رض سے نماز ظہر وعصر میں قرأت کے متعلق دریافت کیا تھا اس پر خباب نے فرمایا کہ ہاں حضور اقدس م قرأت کرتے تھے اور اس پر قرینہ وعلامت ریش مبارک کی حرکت کو بیان کیا۔

سوال:۔ اضطراب لحیہ تو اذکار ودعا سے بھی ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ بخاری رح نے اس کو ابو قتادہ رض کی روایت سے جس کو پہلے نقل کرچکے ہیں اس سے واضح کردیا کیونکہ حضرت ابو قتادہ رض کی روایت میں صراحۃً قرأت کا تذکرہ ہے پھر چونکہ صحابی کا بیان ہے کہ حضور م قرأت کرتے تھے، بس کافی ہے۔ واللہ اعلم

بابٌ ۴۸۷ القِرَاءَةِ فِي العَصْرِ

۷۳۱۔ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ يوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفْيٰنُ عنِ الأَعْمَشِ عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ عن أبي مَعْمَرٍ قلتُ لِخَبَّابِ بنِ الأَرَتِّ أكانَ النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ في الظُّهرِ والعَصْرِ قال نَعَمْ قلتُ بِأيِّ شيءٍ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ قال بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

باب، عصر کی نماز میں قرأت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابومعمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت خبّاب بن ارت رض سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے؟ فرمایا "ہاں" میں نے عرض کیا کہ آپ لوگ کس طرح آپ م کا پڑھنا معلوم کر لیتے تھے فرمایا آپ م کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "یقرأ فی الظہر والعصر"۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ہہنا ص۱۰۵ ومر ص۱۰۳ ویاتی ص۱۰۷۔

۷۳۲۔ حَدَّثَنا المَكِّيُّ بنُ إبْرَاهِيمَ عن هِشَامٍ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ عن عبدِ اللهِ بنِ أبي قَتَادَةَ عن أبِيهِ قال كان النَّبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ في الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهرِ والعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا۔

ترجمہ حضرت ابوقتادہ رض روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی (پہلی) دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ فی الرکعتین من الظھر والعصر"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ومر ایضا ص۱۰۵ ویاتی ص۱۰۷ ومسلم اول ص۱۸۵، ابوداؤد اول ص۱۱۶۔

مقصد اس باب کا مقصد وہی ہے جو باب سابق کا مقصد ہے، یعنی جو حضرات سرّی نمازوں میں قراءت کے منکر ہیں بخاری رہ نے روایات سے ان کی تردید کردی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ظہر اور نماز عصر میں قراءت ثابت ہے اور یہ دونوں سرّی نمازیں ہیں۔

ویسمعنا الاٰیۃ احیاناً اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرمایا کرتے تھے اور اسماع آیت تعلیماً ہوا کرتا تھا ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے کبھی تعلیماً آمین بھی زور سے ہوجاتی تھی، واللہ اعلم۔

باب ۴۸۸ القِرَاءَۃِ فِی المَغْرِبِ۔

۷۳۳۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن ابنِ شِہَابٍ عن عُبَیْدِ اللّٰہِ بنِ عبدِ اللّٰہِ بنِ عُتْبَۃَ عن ابنِ عبّاسٍ انّہٗ قال اِنَّ اُمَّ الفَضْلِ سَمِعَتْہُ وَھُوَ یَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فقالت یَابُنَیَّ لقد ذَکَّرْتَنِی بِقِرَاءَتِكَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ اِنَّھَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِن رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقْرَأُ بِھَا فِی المَغْرِبِ۔

باب، نماز مغرب میں قراءت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ (میری والدہ) امّ الفضل نے ان کو (یعنی حضرت ابن عباس رض کو) والمرسلات عُرفاً پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ اے میرے بیٹے تو نے یہ سورہ پڑھ کر مجھے یاد دلادیا بلاشبہ یہی آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ اس سورت کو مغرب کی نماز میں پڑھ رہے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "یقرأ بھا فی المغرب"

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ویاتی فی المغازی ص۶۳۷، ابوداؤد اول ص۱۱۷۔

۷۳۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمٍ عن ابی جُرَیْجٍ عن ابنِ اَبِی مُلَیْکَۃَ عن عُرْوَۃَ بنِ الزُّبَیْرِ عن مَرْوَانَ بنِ الحَکَمِ قال قال لِی زَیْدُ بنُ ثَابِتٍ مَالَكَ

تَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ۔

ترجمہ مروان بن حکم سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت زید بن ثابت رضؓ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم مغرب میں قصارِ مفصل (چھوٹی چھوٹی سورتیں) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۵، ابو داؤد اول صـ۱۱۸۔

مقصد ترجمہ اس باب سے امام بخاری رحؒ کا مقصد مغرب کی نماز میں مقدارِ قراءت کو بیان کرنا ہے چونکہ نماز مغرب میں نفس قراءت کا ہونا متفق علیہ ہے۔

تشریح لقد ذکرتنی بقراءۃ تلک الخ اس روایت ام الفضل رضؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز مغرب کی پڑھی ہے۔ نیز ام الفضل رضؓ کی یہ روایت کتاب المغازی میں ہے ثم ماصلی لنابعدھا حتی قبضہ اللہ (بخاری ج ۲ صـ۶۳۱) پھر اس کے بعد حضور اکرم صؐ نے ہمیں کوئی نماز نہیں پڑھائی۔

لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں جو آخری نماز ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے (بخاری اول صـ۹۵) فی باب انما جعل الامام لیؤتم بہ، بظاہر تعارض ہے۔

علامہ عینی رحؒ وغیرہ نے تطبیق دی ہے کہ اس روایت ام الفضل میں جس نماز کا ذکر ہے وہ گھر میں پڑھی گئی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی شریف میں حضرت ام الفضل رضؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں "صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ المغرب فقرأ المرسلات ماصلی بعدھا صلوٰۃ حتی قبض صلی اللہ علیہ وسلم (نسائی صـ۱۱۳ فی "للقراءۃ فی المغرب بالمرسلات")

اشکال اشکال یہ ہے کہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے قالت خرج الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وھو عاصب رأسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرأ بالمرسلات فماصلاھا بعد حتی لقی اللہ عز وجل (ترمذی اول صـ۴۱)۔

اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صؐ بیماری میں ہمارے پاس نکل کر آئے اور بیماری کی وجہ سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے آپ صؐ نے مغرب کی نماز پڑھی جس میں مرسلات پڑھا۔

جواب:۔ خروج سے مراد خروج الی موضع الصلوٰۃ من موضع الاستراحت ہے۔

یعنی یہ مطلب نہیں ہے کہ حجرۂ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے، فلا اشکال۔

طولیٰ الطولیین طولیٰ بضم الطاء وسکون الواؤ بروزن فعلیٰ اطول کی تانیث ہے جیسے کبریٰ اکبر کی تانیث ہے ومعناہ اطول السورتین الطویلتین۔

مصداق کے سلسلے میں اقوال مختلف ہیں راجح قول یہ ہے کہ سورہ اعراف مراد ہے، قصار سے مراد قصارِ مفصل ہے۔

قرآن کے مختلف اجزاء شروع کی سات طویل سورتیں سورۂ بقرہ سے سورہ براءۃ تک یا سورہ انفال تک سبع طوال کہلاتی ہیں اگرچہ اس میں اقوال مختلف ہیں۔ اس کے لئے اتقان کا مطالعہ فرمایئے۔ سبع طوال کے بعد مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جو سو آیتوں سے زائد پر مشتمل ہوں۔

مئین کے بعد واقع ہونے والی سورتیں مثانی کہلاتی ہیں۔ چونکہ یہ سورتیں سبع طوال اور مئین کی بہ نسبت بہت زیادہ دہرائی جاتی ہیں نیز ان میں اخبار وقصص کے ساتھ امثال کو دہرایا گیا ہے۔

اور مثانی کے بعد والی سورتیں ختم تک یعنی سورہ الناس تک مفصلات کہلاتی ہیں۔ مثانی ان سورتوں کو کہتے ہیں جن میں آیت کی تعداد سو سے کم ہو۔

پھر مفصلات کی ابتداء میں اختلاف ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں بارہ اقوال نقل فرمائے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک طوالِ مفصل کی ابتداء سورۂ حجرات سے آخر سورۂ بروج تک ہے۔ اور اوساطِ مفصل سورۂ طارق سے سورہ البلد یعنی لم یکن کے ختم تک، اور قصارِ مفصل سورہ اذا زلزلت سے سورہ ناس تک۔

مستحباتِ نماز اس پر تو حضرات ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ کسی نماز میں کسی سورہ کی تخصیص واجب نہیں نیز اس پر بھی اتفاق ہے کہ صبح کی نماز میں طوالِ مفصل اور مغرب میں قصارِ مفصل مندوب ومستحب۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی المغرب قل یاایھا الکفرون وقل ھو اللہ احد (ابن ماجہ ص۶۰)

ظہر وعصر میں اختلاف ہے مالکیہ کے نزدیک عصر میں قصار مثل مغرب قصار افضل ہے۔

اور ظہر میں بھی اختلاف ہے طوال مفصل ہوگا اور بعض احناف نے اس میں اوساط فرمایا ہے۔

بہرحال یہ اقوال صرف افضلیت میں ہیں پھر اوقات واحوال کے اختلاف کو دخل ہے واللہ اعلم۔

باب ۴۸۹ الجهر في المغرب

۷۳۵ ۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی المغرب بالطور۔

باب، مغرب (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب (کی نماز) میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔

مطابقتہ للترجمۃ ۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ چونکہ حضرت جبیر بن مطعمؓ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مغرب کی نماز میں شریک بھی نہیں تھے بلکہ یہی سورہ طور سننے کا واقعہ قبولِ اسلام کا ذریعہ بنا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ بلند آواز سے سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۵ ویاتی ص۴۲۸ وفی المغازی ص۵۷۳ وفی تفسیر الطور ص۷۲۰ ومسلم اول ص۱۸۷ وابوداؤد اول ص۱۱۸ مسند امام احمد، حدیث ۱۶۸۵۵ ۔

مقصد :۔ مقصد بالکل واضح ہے کہ مغرب کی نماز صلوٰۃ جہریہ میں سے ہے۔

تشریح علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں تطویلِ قراءت مثلاً سورہ اعراف یا سورہ طور یا سورہ مرسلات بیانِ جواز کے لئے تھا۔ ۲ لعلہ بعدم المشقۃ (عمدہ)، ۳ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پوری سورہ مراد نہ ہو بلکہ ان سورتوں کی کچھ آیات مراد ہوں جیساکہ حضور اقدسؐ نے لمبی قراءت کی بناء پر حضرت معاذؓ پر عتاب فرمایا ہے۔

بہرحال صلوٰۃ جہریہ مثلاً مغرب، عشاء اور فجر میں اگر کسی نے بھول سے بالسّر پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

باب ۴۹۰ الجہر فی العشاء

۷۳۶ ۔ حدثنا ابو النعمان قال حدثنا معتمر عن ابیہ عن بکر عن ابی رافع قال صلیت مع ابی ھریرۃ العتمۃ فقرأ اذا السماء انشقت فسجد فقلت لہ قال سجدت خلف ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم فلا ازال اسجد بھا حتی القاہ۔

باب۔ عشاء (کی نماز) میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث ابو رافع (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے ان سے کہا (یعنی سجدہ کے بارے میں پوچھا) تو فرمایا کہ میں نے (اس سورہ میں) حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہذا میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ (میں مرجاؤں اور) ان سے جاملوں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "سجدتُ خلف ابی القاسمؐ"۔ کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے قرارت نہ کرتے تو ابوہریرہؓ حضورؐ کے پیچھے سجدہ نہ کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرارت بالجہر فرمایا۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۵ ويأتي في باب القراءة في العشاء بالسجدة ص۱۰۶ وايضاً ص۱۴۶ وص۱۴۷۔

۷۳۲ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَدِيٍّ قال سَمِعْتُ الْبَرَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

ترجمہ عدی بن ثابت (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپؐ نے نماز عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "فقرأ في العشاء الخ"۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورۃ التین کی قرارت بلند آواز سے کی تھی جب ہی تو حضرت براءؓ کو معلوم ہوا کہ آپؐ نے سورہ والتین والزیتون پڑھی ہے۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۵ ويأتي الحديث في باب القراءة في العشاء ص۱۰۶ وفي التفسير ص۷۳۹ وفي التوحيد ص۱۱۲۶ ومسلم اول ص۱۸۷۔

مقصد: مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قرارت جہری ہوگی۔

تشریح حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ نماز مغرب سے متعلق تراجم میں قرارت کا ترجمہ پہلے تھا اور جہر کا ترجمہ اس کے بعد۔ لیکن یہاں عشاء کی نماز کا معاملہ برعکس کر دیا اور ظاہر ہے کہ مغرب اور صبح کی ترتیب ہی اولیٰ ہے، جہر فی العشاء کی ترتیب لعلّہ من النساخ یعنی شاید کاتب کا تصرف ہو۔

لیکن علامہ عینی رح فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہر فی المغرب کا ترجمہ چونکہ آیا تو جہر فی العشاء کو بھی ساتھ کر دیا۔ (عمدہ)

باب ۴۹۱ القراءة في العشاء بالسجدة

۷۳۸ ۔ حدثنا مسدد قال ثنا يزيد بن زريع ثنا التيمي عن بكر عن ابي رافع قال صليت مع ابي هريرة العتمة فقرأ اذا السماء انشقت فسجد فقلت ما هذه قال سجدت فيها خلف ابي القاسم صلى الله عليه وسلم فلا ازال اسجد فيها حتى القاه ۔

باب ، عشاء کی نماز میں سجدہ ، والی سورت پڑھنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث ابو رافع رح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رض کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے عرض کیا " یہ سجدہ کیا ہے ! " تو حضرت ابو ہریرہ رض نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں (نماز میں) سجدہ کیا ہے اس لئے میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں ۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في " فقرأ اذا السماء انشقت " فسجد يعني سجدة التلاوة ۔

تعدد موضعہ :۔ والحديث ههنا ص۱۰۶ ومر ص۱۰۵ و ياتي ص۱۴۶ وص۱۴۷ ۔

مقصد حضرت امام مالک رح سے منقول ہے کہ صلوٰۃ مفروضہ میں سورِ سجدہ (جن سورتوں میں سجدہ ہے) کا پڑھنا مکروہ ہے امام بخاری رح اس پر رد کرنا چاہتے ہیں اور فرمانا چاہتے ہیں کہ سورِ سجدہ کی تلاوت جائز اور ثابت ہے، احناف و شوافع بھی بلا کراہت جائز کہتے ہیں ۔

اور بعض روایات میں اس کی تصریح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ مفروضہ میں سجدہ والی سورت پڑھی ہے ۔

باب ۴۹۲ القراءة في العشاء

۷۳۹ ۔ حدثنا خلاد بن يحيى ثنا مسعر ثني عدي بن ثابت انه سمع البراء قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في العشاء بالتين

وَالزَّيْتُونِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ اَوْ قِرَاءَةً ۔

باب ، عشاء کی نماز میں قرات کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت براء رضؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورہ والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا ہے اور میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی آواز یا اچھی قرات والا نہیں سنا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " یقرأ فی العشاء بالتین والزیتون "

والحدیث ههنا ص۱۰۶ ومرّ الحدیث ص۱۰۵ ویاتی ص۷۳۹ وص۱۱۲۶ مسلم اول ص۱۸۷۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ عشاء کی نماز میں قرات ثابت ہے۔ روایت وہی ہے جو ص۱۰۵ میں باب الجہر فی العشاء کے تحت دوسری حدیث گذر چکی ہے البتہ اس روایت میں اور کتاب التوحید ص۱۱۲۶ کی روایت میں وما سمعت احداً الخ کا اضافہ ہے ترجمہ گذر چکا ہے۔

صلوٰۃ جہریہ میں جہر کا حکم منفرد کو اختیار ہے کہ قرات بالجہر کرے یا بالسر لیکن امام کے لئے صلوات جہریہ میں جہر واجب ہے۔ امام بخاریؒ کا بھی یہی مسلک معلوم ہوتا ہے جیساکہ باب الجہر فی المغرب اور باب الجہر فی العشاء کے تراجم ابواب سے ظاہر ہے۔

حافظ عسقلانیؒ اس مقام پر یعنی فتح الباری جلد ثانی ص۱۹۹ میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دما سمعت احداً احسن صوتاً منہ، اس پر کلام یعنی اس کی شرح کتاب التوحید کے آخر میں آئے گی انشاءاللہ، مگر وہاں پہنچکر یعنی فتح الباری تیرہویں جلد ص۴۴۵ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الماهر بالقرآن الخ کے تحت جب یہ حدیث آئی تو فرماتے ہیں وقد تقدم شرحه فی کتاب الصلوٰۃ یعنی کتاب الصلوٰۃ میں اسکی شرح ہو چکی۔

حافظ عسقلانیؒ سے فتح الباری میں متعدد مقام پر ایسا ہوا ہے کہ وعدہ کرلیا کہ آگے بیان کرونگا مگر پھر مقام پر پہونچ کر بھول گئے ہیں، واللہ اعلم۔

باب ۴۹۳ يُطَوِّلُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ

۷۴۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو

مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَوْ ظَنِّيْ بِكَ ۔

باب، پہلی دو رکعتوں میں (قرارت) طویل کرنے اور آخری دو رکعتوں میں مختصر کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ رض بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے حضرت سعد رض سے فرمایا کہ (کوفہ کے) لوگوں نے تمہاری ہر چیز میں شکایت کی ہے یہاں تک کہ نماز میں بھی، حضرت سعد رض نے کہا بہرحال میں تو پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں اختصار کرتا تھا اور میں نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح اقتداء کی ہے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی حضرت عمر رض نے فرمایا آپ نے بالکل سچ کہا آپ کے بارے میں یہی گمان ہے یا (یہ کہا) میرا خیال یہی ہے ۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی "فامدّ فی الاولیین واحذف فی الاخریین "

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ و مرّ ص۱۰۴ بطولہ و ص۱۰۵
مسلم اول ص۱۸۶، ابوداؤد اول ص۱۱۷ ۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد صاف ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت ضروری ہے اور آخری دو رکعتوں میں ضم سورت نہیں ہے اس لئے ان میں اختصار ہو جائیگا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، امام بخاری رح بھی جمہور کے ساتھ ہیں ۔

امام بخاری رح نے یہاں کسی نماز کی تخصیص و تعیین نہیں کی اس سے ممکن ہے کہ ہر رباعی نماز مراد ہو کہ ہر چار رکعت والی نماز میں پہلی دو رکعتیں ضم سورہ کی وجہ سے طویل ہونگی اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ ہوگی اس لئے نسبۃً اختصار ہوگا، یہ روایت دو مرتبہ گذر چکی ہے ۔

باب ۴۹۴ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالطُّوْرِ ۔

۷۴۱ ۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِيْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا

يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

باب ، فجر (کی نماز) میں قراءت کا بیان ۔ اور حضرت امّ سلمہ رض نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی نماز میں) سورۂ طور پڑھی ۔

ترجمہ حدیث سیار بن سلامہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمی رض کے پاس گئے اور ان سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ آدمی نماز کے بعد مدینہ کے آخری کنارے تک پہونچ جاتا اور ابھی آفتاب زندہ ہوتا، سیار کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ مغرب کے بارے میں حضرت ابو برزہ رض نے کیا فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تہائی رات تک مؤخر کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے اور یہ کہ آپ ؐ اس (عشاء) سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ ؐ فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ ؐ دونوں رکعتوں میں یا دونوں رکعتوں میں سے ایک رکعت میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیات تک پڑھتے تھے ۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وکان یقرأ فی الرکعتین الی آخرہ" ۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ ومرص۷۷ وص۷۸ وص۸۰ وص۸۰ ۔

۷۴۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَىٰ عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَىٰ أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ ۔

ترجمہ حدیث عطاء ابن ابی رباح رح (تابعی) کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رض کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نماز میں (قرآن مجید کی) قراءت کی جاتی ہے پس جن (نمازوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے پڑھ کر ہم کو سنایا ہم نے بھی تم کو سنایا اور جن نمازوں میں) ہم سے چھپایا ہم نے بھی تم سے چھپایا (یعنی آہستہ قراءت کی) اور اگر تم سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو

تو یہ کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھ لو (یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی پڑھ لو) تو یہ بہتر ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله " في كلّ صلوٰة يقرأ " اس لئے کہ ترجمۃ الباب ہے "باب القراءة في الفجر وهو داخل في قوله في كل صلوٰة يقرأ "۔

تعدد موضعه: والحديث ههنا ص۱۰۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے گذشتہ ابواب میں ہر نماز میں الگ الگ قرات ثابت کیا ہے جس کی ابتداء باب القراءة في الظهر سے کی۔

اب اس باب میں باب قراءة الفجر سے فجر کی نماز میں قرات کا ثابت کرنا مقصود ہے اور یہ اجماعی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ فجر کی نماز میں قرات ہے۔

تشریح وان لم تزد على ام القرآن اجزأت اس سے حضرات شوافع رح نے استدلال کیا ہے جو ضمّ سورت کے استحباب کے قائل ہیں ضمّ سورت کو واجب نہیں مانتے ہیں۔

جواب ۱: یہ حضرت ابوہریرہ رض کا قول ہے جو روایاتِ مرفوعہ کے مقابلے میں حجت نہیں۔

ضمّ سورہ میں اقوالِ ائمہ حنفیہ اور بعض مالکیہ مثلاً ابن کنانہ اور امام احمد رح فی روایۃٍ کے نزدیک پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ضمّ سورہ یا تین آیات کا ملانا واجب ہے۔

(۲) امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک مستحب ہے۔

جواب ۲: ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض اخریین کے متعلق فرماتے ہوں کہ صرف سورہ فاتحہ کافی ہے۔ ضمّ سورہ کے متعلق علامہ عینی رح نے بہت سی احادیث وروایات نقل کرکے ثابت کیا ہے کہ ضمّ سورہ واجب ہے۔ مثلاً ترمذی ص۳۲ پر حضرت ابو سعید خدری رض کی روایت ہے مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ولا صلوٰة لمن لم يقرأ بالحمد وسورة في فريضة اوغيرها۔ مزید روایات کے لئے عمدۃ القاری دیکھئے۔

باب ۴۹۵ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلوٰةِ الْفَجْرِ وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي يَقْرَأُ بِالطُّورِ۔

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِيْنَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ

وبین خبر السماء وارسلت علیہم الشہب فرجعت الشیاطین الیٰ قومہم فقالوا ما لکم قالوا حیل بیننا وبین خبر السماء وارسلت علینا الشہب قالوا ما حال بینکم وبین خبر السماء الا شیء حدث فاضربوا مشارق الارض ومغاربہا فانظروا ما ھذا الذی حال بینکم وبین خبر السماء فانصرف اولئک الذین توجھوا نحو تھامۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو بنخلۃ عامدین الی سوق عکاظ وھو یصلی باصحابہ صلوۃ الفجر فلما سمعوا القرآن استمعوا لہ فقالوا ھذا واللہ الذی حال بینکم وبین خبر السماء فھنالک حین رجعوا الی قومہم قالوا یا قومنا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ ولن نشرک بربنا احدا فانزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم قل اوحی الیّ، وانما اوحی الیہ قول الجن۔

باب، نماز فجر کی قراءت میں بلند آواز سے پڑھنے کا بیان۔

اور حضرت ام سلمہ رضؓ نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کے پیچھے سے (کعبہ کا) طواف کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) نماز پڑھا رہے تھے اور سورہ طور پڑھ رہے تھے۔

تشریح کتاب الحج صفحہ ۲۱۹ کی روایت میں ہے حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلے الخ۔

امام بخاری رحؒ نے حضرت ام سلمہ رضؓ کا اثر پیش کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس خبر میں جہر کا کوئی ذکر نہیں ہے؟

جواب:- حضرت ام سلمہ رضؓ کا یہ بیان کہ آپؐ سورہ طور پڑھ رہے تھے یہ ام سلمہ رضؓ نے اس وقت سنا جبکہ قراءت بالجہر ہو رہی تھی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ بازار عکاظ میں جانے کے ارادہ سے چلے اور (اس وقت) شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی تھی اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے جانے لگے تھے تو شیاطین اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئے تو قوم نے کہا تمہارا کیا حال ہے؟ شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان

رکاوٹ ہو رہی ہے اور ہم پر شہاب ثاقب (انگارے) پھینکے جا رہے ہیں تو قوم نے کہا تمہارے درمیان اور آسمان کی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہوئی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی اہم نئی بات پیش آئی ہے اس لئے زمین کے مشرق و مغرب (یعنی ہر طرف) سفر کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چیز ہے جو تمہارے درمیان اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے (یہ سن کر وہ جنات چاروں طرف پھرنے لگے) ان میں سے جو جنات تہامہ کی طرف نکلے تھے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچ گئے اور آپ ؐ اس وقت مقام نخلہ میں تھے اور آپ ؐ بازار عکاظ جانے کا ارادہ رکھتے تھے اور آپ ؐ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب ان جنات نے قرآن مجید سنا تو ادھر کان لگا دیا (یعنی پوری طرح متوجہ ہو گئے) اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوئی ہے چنانچہ وہیں سے اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے بس ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم ہرگز اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی نازل فرمائی قل اوحی الیّ، اور آپ ؐ پر جنوں کی گفتگو نقل کی گئی (یعنی جنوں نے جو بات اپنی قوم سے کہی تھی وہ وحی کے ذریعہ آپ ؐ کو بتلا دی گئی۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " وھو یصلی باصحابہ صلوٰۃ الفجر فلما سمعوا القرآن استمعوا لہ "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۶ ویاتی فی التفسیر ص۷۳۲ ومسلم اول ص۱۸۴ ترمذی ثانی فی التفسیر ص۱۶۷۔

۷۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيْمَا أُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نمازوں میں (جہر کا) حکم دیا گیا ان میں آپ ؐ نے قرات کی اور جن نمازوں میں حکم ہوا (آہستہ پڑھنے کا) ان میں آپ ؐ نے سکوت کیا (یعنی آہستہ پڑھا) اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے اور بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں قابل تقلید نمونہ ہے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ تظہر من قولہ " قرأ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فیما امر " لان معناہ جہر بالقراءۃ فیما امر بالقراءۃ وانما صح

ان یقال معنی قرأ جهر بالقراءۃ لان معنی قسیمه وهو قوله "سکت فیما امر" ای اسرّ فیما امر بالاسرار
القراءۃ ولا یقال معنی سکت ترك القراءۃ لانه صلی الله علیه وسلم کان لا یزال اماماً فلا بدّ له
من القراءۃ سرا او جهرا وقد تظاهرت الاخبار وتواترت الآثار انه کان یجهر فی اولی العشاء
والمغرب وفی الصبح فناسب الحدیث الترجمة من حیث ان الفجر داخل فی الذی جهر فیه و
مما یوکد ما قلنا قول ابن عباس فی آخر الحدیث "لقد کان لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة" لانه
قد ثبت بالروایات انه صلی الله علیه وسلم قرأ فی الصبح جهرا فهو کان مامورا بالجهر ونحن
مامورون بالاسوۃ به فبیّن لنا الجهر وهو المطلوب ۔ (عمدہ)۔
والحدیث ههنا ص ۱۰۶ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ فجر کی نماز میں جہری قرارت ہوگی کیوں کہ جنوں کا سننا بتلا رہا ہے کہ حضور اقدس ؐ بلند آواز سے قرارت کر رہے تھے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم ہے اس لئے فجر کی نماز میں جہری قرارت کی جائیگی ۔

تحقیق الفاظ حدیث ۷۴۳ عکاظ بضم العین المہملۃ وتخفیف الکاف ، عرب کے بازاروں میں سے ایک بازار کا نام ہے جس میں خرید و فروخت کے علاوہ اہل عرب ہر سال اظہار فخر کے لئے جمع ہوتے اور شعراء کبار اپنا تازہ کلام پیش کرتے ۔
اس کے علاوہ دو بازار اور تھے مجنّہ اور ذوالمجاز ۔

شیاطین شیاطین شیطان کی جمع مکسر ہے ، اہل بصرہ کے نزدیک اس کا وزن فیعال ہے اور نون اصلی ہے از شطن یشطن باب نصر سے مشتق ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں ، تو چونکہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے اس لئے شیطان کو شیطان کہتے ہیں ۔
کوفیوں کے نزدیک اس کا وزن فعلان ہے اور نون زائد ہے اس صورت میں شاط یشیط سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں جلنے اور ہلاک ہونے کے ۔ چونکہ شیطان دنیا میں غصہ اور حسد میں جلا بھنا رہتا ہے اس لئے اس کو شیطان کہتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا اور ہلاک ہوگا ۔
عربی زبان میں ہر سرکش شیطان ہے خواہ جن میں سے ہو یا انسان میں سے یا چوپایوں میں سے ہو ہر خبیث سرکش کو شیطان کہتے ہیں ، شیاطین مسلمان نہیں ہوتے ہیں ۔ اور جن عام ہے جن میں اگرچہ اکثر بدطینت ہوتے ہیں مگر جنات میں نیک طینت اور نیک طبیعت مسلمان بھی ہوتے ہیں بلکہ عابد و زاہد بھی ہوتے ہیں ، البتہ شیطان اور جن دونوں کی پیدائش آگ سے ہے کما فی القرآن الحکیم " خلق الجانّ من

مارج من مار، (سورۃ رحمان)

شہب انگارے شہاب کی جمع ہے جیسے کتب کتاب کی جمع ہے، وہ تارے جو فضاء میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔

تشریح حدیث اول

یہ واقعہ سنہ نبوی کا ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس آرہے تھے اور سنہ نبوی میں معراج ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ ؐ طائف سے کبیدہ خاطر اور زخمی ہوکر مکہ مکرمہ کی طرف واپس تشریف لا رہے تھے اور آپ کا ارادہ بازار عکاظ کا تھا کہ آپ ؐ نے مقام نخلہ میں قیام فرمایا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھا رہے تھے تو شہر نصیبین کے سات یا نو جن وہاں سے گذرے جو اس تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ آسمانی خبروں میں رکاوٹ کی وجہ کیا ہے؟۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ شیاطین آسانی کے ساتھ آسمانی خبریں لے آتے تھے آسمان میں تکوینی امور کے متعلق جو باتیں فرشتوں کے درمیان ہوتیں ان کو سنکر زمین کی طرف آتے اور کاہنوں کو بتایا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اس طرح کے استراق سمع (یعنی شیاطین کا چوری چھپے فرشتوں کی بعض باتیں سننا) قدرت خداوندی سے بند کردیا گیا اب جو بھی جن یا شیطان آسمان کا رخ کرتا شہاب ثاقب اس کو مجروح یا ہلاک کر دیتا اس پر جنوں میں ایک بے چینی پھیل گئی اور یہ طے پایا کہ روئے زمین کا کونہ کونہ چھان ڈالو اور تلاش کرو کہ کیا ایسی نئی چیز پیش آئی ہے کہ اب ہم آسمان کی کوئی بات نہیں سن سکتے تو ایک جماعت شہر نصیبین کے جنوں کی بھی نکلی ہوئی تھی اس کا گذر اس مقام سے ہوا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے، جیسے ہی ان کے کان میں قرآن حکیم کی آواز پڑی تو سب کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہمارا آسمان پر جانا بند ہوگیا، یہ لوگ اس پر فریفتہ ہوکر صدق دل سے ایمان لے آئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دل چیر دینے والی قراءت تھی اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کلام تھا۔

پھر اپنی قوم کو بالخصوص ابلیس کو جاکر سب ماجرا سنایا، بیان کیا إنا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به ولن نشرك بربنا احداً۔

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، شیریں بیانی میں بے مثال ہے معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہے اس وجہ سے ہم تو سنتے ہی اس پر ایمان لے آئے ہیں۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا قل اوحی الیّ ، الآیۃ

ایک چیستان یہاں ایک چیستان (پہیلی) یہ ہے کہ وہ حدیث بتلائے جس کو محدثین نے اپنے اساتذہ سے سنا اور انہوں نے اپنے اساتذہ سے یہاں تک کہ وہ حدیث صحابہ کرام رض سے سنی گئی اور پھر صحابہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور حضور اقدس ص نے اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے سنی وہ یہی حدیث ہے۔

اشکال:۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ یہ لوگ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک ستارہ پھینکا گیا اور خوب چمکا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کہتے تھے زمانہ جاہلیت میں جب ستارہ پھینکا جاتا ؟ تو لوگوں نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم . لیکن ہم زمانہ جاہلیت میں یہ کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا مرا ہے الحدیث (مسلم ثانی ص۲۳۲) و ترمذی جلد ثانی کتاب التفسیر سورہ سبا ص۱۵۴ وغیرہ۔

اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس حدیثِ مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ شہب کا سلسلہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔

جواب:۔ ستاروں کا ٹوٹنا پہلے سے تھا لیکن ان ستاروں سے رجم شیاطین کا کام بعثت سے ہوا ہے اس سے پہلے اور وجہ سے ہوگی۔

۲ بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ بعثت سے پہلے قلیل تھا بعثتِ نبوی کے بعد اس میں کثرت وزیادتی ہوئی واللہ اعلم۔

اشکال:۔ یہاں ایک اشکال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نماز کی فرضیت لیلۃ المعراج میں ہوئی ہے اور یہ واقعہ معراج سے قبل کا ہے۔

جواب:۔ لیلۃ المعراج سے پہلے بھی دو نمازیں فرض تھیں کما فی القرآن فسبّح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ، فلا اشکال۔

باب ۴۹۶ الجَمعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ وَالقِرَاءَةِ بِالخَوَاتِيمِ وَ بِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ وَ بِاَوَّلِ سُورَةٍ۔

وَيُذكَرُ عن عبدِ اللهِ بنِ السَّائِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم المُؤمِنُونَ فِي الصُّبحِ حتى إِذَا جَاءَ ذِكرُ موسى وَهَارُونَ اَوْ ذِكرُ عِيسَى اَخَذَتهُ سَعلَةٌ فَرَكَعَ وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكعَةِ الاُولٰى بِمِائَةٍ وَ عِشرِينَ آيَةً مِنَ البَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ المَثَانِي وَقَرَأَ

الاَحنَفُ بِالکَهفِ فی الاُولیٰ و فی الثانیۃِ بیوسفَ او یونسَ وَ ذَکَرَ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ عُمَرَ الصُّبحَ بِہِمَا وَ قَرَأَ ابنُ مَسعُودٍ بِاَربَعِینَ اٰیۃً مِنَ الاَنفالِ و فی الثانیۃِ بِسُورَۃٍ مِنَ المُفَصَّلِ وقال قَتَادَۃُ فِیمَن یَقرَأُ بِسُورَۃٍ وَاحِدَۃٍ فی رَکعَتَینِ او یُرَدِّدُ سُورَۃً وَاحِدَۃً فی رَکعَتَینِ کُلٌّ کتابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَقال عُبَیدُ اللّٰہِ عن ثابتٍ عن اَنَسٍ کانَ رَجُلٌ مِنَ الاَنصارِ یَؤُمُّہُم فی مَسجِدِ قُبَاءٍ وَکَانَ کُلَّمَا افتَتَحَ سُورَۃً یَقرَأُ بِہَا لَہُم فِی الصَّلٰوۃِ مِمَّا یُقرَأُ بِہٖ افتَتَحَ بِقُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ حتّٰی یَفرُغَ مِنہَا ثُمَّ یَقرَأُ بِسُورَۃٍ اُخرٰی مَعَہَا وَکَانَ یَصنَعُ ذٰلِکَ فِی کُلِّ رَکعَۃٍ فَکَلَّمَہٗ اَصحَابُہٗ وَقالوا اِنَّکَ تَفتَتِحُ بِھٰذِہِ السُّورَۃِ ثُمَّ لاتَرٰی اَنَّہَا تُجزِئُکَ حتی تَقرَأَ بِاُخرٰی فَاِمَّا تَقرَأُ بِہَا وَ اِمَّا اَن تَدَعَہَا وَتَقرَأَ بِاُخرٰی فقال مَا اَنَا بِتَارِکِہَا اِن اَحبَبتُم اَن اَؤُمَّکُم بِذٰلِکَ فَعَلتُ وَاِن کَرِھتُم تَرَکتُکُم وَکَانُوا یَرَونَ اَنَّہٗ مِن اَفضَلِہِم وَکَرِھُوا اَن یَؤُمَّہُم غَیرُہٗ فَلَمَّا اَتَاھُمُ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَخبَرُوہُ الخَبَرَ فقال یَا فُلانُ مَا یَمنَعُکَ اَن تَفعَلَ مَا یَامُرُکَ بِہٖ اَصحَابُکَ وَمَا یَحمِلُکَ عَلٰی لُزُومِ ھٰذِہِ السُّورَۃِ فِی کُلِّ رَکعَۃٍ فقال اِنِّی اُحِبُّہَا قال حُبُّکَ اِیَّاھَا اَدخَلَکَ الجَنَّۃَ ۔

باب ، ایک رکعت میں دو سورتوں کو ایک ساتھ پڑھنے اور سورتوں کے آخری آیات پڑھنے اور ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنے (یعنی قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مثلاً پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس ، اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق ۔ یا پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یونس جو سورہ کہف سے پہلے ہے اس کو پڑھنا ، اور سورہ کی ابتدائی آیات کے پڑھنے کا بیان ۔

اور حضرت عبداللہ بن سائب رضہ (صحابی) سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ مؤمنون کی قرات شروع کی یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ ع و حضرت ہارون ع یا حضرت عیسیٰ ع کے ذکر پر پہنچے تو کھانسی آگئی اور آپ ع رکوع میں چلے گئے ، اور حضرت عمر رضہ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی ایک سو بیس ۱۲۰ آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورت پڑھی ، اور احنف بن قیس (مخضرمی) نے فجر کی پہلی رکعت میں سورہ کہف اور دوسری رکعت میں سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور

بیان کیاکہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ فجر کی نماز ان ہی دو سورتوں سے پڑھی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورہ انفال کی چالیس آیات اور دوسری رکعت میں مفصل کی ایک سورہ پڑھی، اور قتادہ رح نے اس شخص کے بارے میں جو دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو (آدھی آدھی تقسیم کرکے) پڑھے یا ایک ہی سورت پوری کو دونوں رکعتوں میں دہرائے فرمایاکہ یہ سب اللہ عزوجل کی کتاب ہے (یعنی کوئی قباحت نہیں) اور عبید اللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کرتا تھا اس کی عادت تھی کہ جن نمازوں میں قرات (بلند آواز سے) کی جاتی ہے ان میں جب وہ کوئی سورہ شروع کرنا چاہتا تو پہلے قل ھو اللہ احد سے قرات شروع کرتے یہاں تک کہ جب اس (سورہ اخلاص) سے فارغ ہوجاتے تو اس کے ساتھ دوسری سورت پڑھتے اور وہ ہر رکعت میں یہی کرتے تو ان کے ساتھیوں نے ان سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور کہاکہ آپ اسی سورہ سے نماز شروع کرتے ہیں پھر آپ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ سورت آپ کے لئے کافی ہے یہاں تک کہ آپ پھر دوسری سورت پڑھتے ہیں اس لئے آپ آئندہ یا تو اسی سورہ کو پڑھا کریں اور یا اس کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری سورہ پڑھیں، اس پر انہوں نے یہ جواب دیاکہ میں قل ھو اللہ احد کو نہ چھوڑوں گا، اگر تمہیں پسند ہو کہ میں اس طرح تم لوگوں کی امامت کرتا رہوں تو کروں گا اور اگر تمہیں ناپسند ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا، اور مقتدیوں کا ان کے بارے میں یہ خیال تھاکہ وہ ان میں سب سے افضل ہیں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنانا گوارہ نہ تھا پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس (یعنی قبا والوں کے پاس) تشریف لائے تو انھوں نے آپ م سے یہ حال عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا اے فلاں تمہارے اصحاب تم سے جو بات کہتے ہیں اس کے کرنے سے کیا چیز مانع ہے اور ہر رکعت میں اسی سورہ کی پابندی کرنے پر تمہیں کیا چیز آمادہ کرتی ہے؟ تو انھوں نے عرض کیاکہ یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ م نے فرمایا اس سورت کی محبت تمہیں جنت میں داخل کردے گی۔

۷۴۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُورَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ۔

ترجمہ ابووائل (شفیق بن سلمہ) کا بیان ہے کہ ایک شخص (نہیک بن سنان) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں آیا اور کہاکہ آج کی رات میں نے مفصل کی ساری سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہے

تو حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھا ہوگا اور میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک ایک رکعت میں) ملاکر پڑھتے تھے پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں کہ ہر رکعت میں آپ دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرن بینھن الخ" یعنی ترجمۃ الباب کا پہلا جز جمع بین السورتین ہے۔ اس حدیث کی مطابقت جزء اول سے ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۷ ویاتی الحدیث فی فضائل القرآن ص۷۴۷ وص۷۵۴ ومسلم اول ص۲۷۴۔ ابوداؤد اول ص۱۹۸۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمۃ الباب چار اجزاء پر مشتمل ہے یعنی بخاری رحؒ نے اس ترجمہ میں چار مسائل ذکر فرمائے ہیں، مقصد واضح ہے کہ ذکر کردہ تمام صورتیں جائز ہیں اور نماز بلاشبہ درست ہوگی۔

ع۲ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن لوگوں نے ناجائز کہا ہے امام بخاری رحؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے۔

تشریح ترجمۃ الباب کا پہلا مسئلہ ہے ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا جیساکہ حضرت ابن مسعود رضؓ کی حدیث تحت الباب سے ثابت ہے، نیز حضرت انس رضؓ کی حدیث سے بھی۔

یہ صورت ائمہ اربعہ کے یہاں جائز ہے لیکن فرائض میں ایک سورہ پر اکتفاء کرنا اولیٰ ہے یہی جمہور ائمہ (امام اعظم رحؒ، امام مالک رحؒ اور احمد بن حنبل رحؒ) کا مذہب فلا کراھۃ ایضا عند الجمھور وعن مالک فی المشھور کراھتہ۔ (عمدہ)

دوسرا مسئلہ ہے القراءۃ بالخواتیم یعنی سورت کے آخری آیات کا پڑھنا اور اوائل کا چھوڑ دینا یہ صورت بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے، علامہ عینی رحؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ کا ترجمہ چار اجزاء پر مشتمل ہے جس میں سے اس دوسرے جزء (یعنی دوسرے مسئلہ القراءۃ بالخواتیم) کی کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے اور لکھا کہ بعض نے (یعنی حافظ عسقلانی رحؒ نے) جو یہ کہا کہ اوائل سورۃ کے پڑھنے سے اس کی دلیل بن جاتی ہے کیونکہ اوائل ہو یا اواخر سورت کا بعض ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ اس توجیہ سے بہتر یہ ہے کہ قتادہ کے قول سے اس کی دلیل لی جائے کل کتاب اللہ سب ہی کتاب اللہ ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

تیسرا مسئلہ بسورۃ قبل سورۃ یعنی قرآن مجید کے خلافِ ترتیب بدل کر پڑھنا، احناف و حنابلہ کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

چوتھا مسئلہ باول سورۃ یعنی سورہ کے ابتدائی آیات کو پڑھنا یہ بھی عند الجمہور جائز ہے۔

اب امام بخاری رہ کے پیش کردہ دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

ویذکر عن عبد اللہ بن السائب الخ یہ تعلیق مسلم اول صـ۱۸۶ میں موصولاً مذکور ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا ہے کہ صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ مؤمنون کی تلاوت فرمائی جب اس سورہ کی پینتالیسویں آیت ثم ارسلنا موسیٰ واخاہ ھٰرون الآیۃ یا پچاسویں آیت وجعلنا ابن مریم وامہ الآیۃ پر پہونچے تو کھانسی کی وجہ سے آپ ص نے رکوع فرمالیا۔

وقرأ عمر الخ اس سے ترجمۃ الباب کا آخری جز یعنی چوتھا مسئلہ ثابت ہوا کہ اوائل سورت کا پڑھنا جائز ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جن میں آیات کی تعداد سو سے کم ہو۔

اجزاء قرآنی سبع طول اور مئین وغیرہ کی تفصیل باب ۴۸۸ میں گذر چکی ہے۔

وقرأ الاحنف الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاری رح نے اس سے ترجمۃ الباب کا تیسرا مسئلہ ثابت کیا ہے لیکن ائمہ مجتہدین کے یہاں اس میں تفصیل ہے۔

ہمارے یہاں اور حنابلہ کے یہاں مکروہ ہے کہ ترتیب قرآنی کے خلاف پڑھا جائے وعد اصحابنا ھذا الصنیع مکروھا (عمدہ)۔

امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک بھی خلاف اولیٰ ہے واللہ اعلم۔

احنف :- احنف بن قیس اسمہ ضحاک والاحنف لقب ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یسلم (یعنی اسلام کی حالت میں زیارت نہیں ہوئی)۔ تہذیب التہذیب جلد اول صـ۱۹۱۔

والاحنف بن قیس مخضرم وقد رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن قبل اسلامہ (فتح جلد اول صـ۷)۔ لیکن علامہ عینی رح نے صحابی لکھا ہے (عمدہ جلد ۶ صـ۴۱)

حدیث ۷۴۵ جاء رجل یہ نہیک بن سنان بجلی ہیں کما فی روایۃ مسلم صـ۲۷۴۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا کہ آج رات میں نے مفصل کی تمام سورتیں (یعنی چھیاسٹھ سورتیں سورہ حجرات سے ختم قرآن تک) ایک ہی رکعت میں پڑھ لی اس پر حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا ھذّاً کھذ الشعر" علامہ عینی رح فرماتے ہیں ھذّاً" بفتح الھاء وتشدید الذال من ھذّ یھذّ ھذّاً۔ والتقدیر اتھذ ھذا وحرف الاستفہام فیہ محذوف الخ۔

ھذ کے معنی اسراع شدید کے ہیں یعنی جلدی جلدی پڑھنا۔ حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا کہ یہ کوئی خوبی کی بات نہیں ہے کہ جلدی جلدی پڑھ لی جیسے اشعار یاد کرتے ہیں، اگرچہ جائز تو ہے لیکن خوبی کی بات یہ ہے کہ غور و فکر سے پڑھنا چاہیئے۔

اشکال: یہاں اشکال یہ ہے کہ شعر تو ترتیل کے ساتھ اطمینان سے پڑھا جاتا ہے اس میں جلدی کہاں ہوتی ہے؟ اس اشکال کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث رح فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ بال کاٹنے کی طرح سے جلدی جلدی پکڑ پکڑ کر ڈالا مگر مجھ کو کہیں اس کی تائید نہیں ملی (تقریر بخاری جلد سوم ص ۴۳۶)

اقول: اس صورت میں بجائے شِعر بکسر الشین کے بفتح الشین پڑھنا پڑیگا جو کسی روایت یا ناقلین روایت سے ثابت نہیں جبکہ معلوم ہے کہ روایات کے باب میں سماع ہی اصل ہے، اور نہ ہی یہ مطلب شروح بخاری میں کہیں ملتا ہے، واللہ اعلم۔

اصل جواب یہ ہے کہ یہاں مراد وہ اشعار ہیں جو اپنے اساتذہ یا بڑے بڑے شعراء کے اشعار یاد کرتے ہیں اور جو اشعار مجلس میں سنانے کے لئے پڑھتے ہیں وہ ترتیل و ترنم کے ساتھ اطمینان سے پڑھتے ہیں فلا اشکال۔

باب ۴۹۷ یَقْرَأُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ۔

۷۴۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ وَیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مَالَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ وَهٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔

باب، آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت) پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور (کبھی) کوئی آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت کو اتنا طول دیتے تھے جتنا دوسری رکعت کو نہیں دیتے تھے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے تھے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "وفی الرکعتین الاُخریین باُمّ الکتاب"۔

تعدد موضعہ: والحدیث ههنا ص ۱۰۷ ومرّ ص ۱۰۵، مسلم اول ص ۱۸۵، ابوداؤد ص ۱۱۶۔

مقصد ترجمہ: ۱۔ امام بخاری رح کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو اخریین میں قرات کے قائل نہیں

ہیں۔ جس کی تفصیل باب ۴۸۶ القراءۃ فی الظہر میں گذر چکی ہے۔
بخاری رح ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ثابت ہے۔
جمہور ائمہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اخریین میں سورہ فاتحہ کی قرارت ہے۔
ع ۲ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ کی قرارت ہوگی ضم سورہ نہیں ہوگا، جمہور ائمہ امام اعظم رح، امام مالک رح، امام احمد رح وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ اخریین میں صرف سورہ فاتحہ پر اکتفاء ہوگا۔ امام شافعی رح کا ایک قول یعنی قولِ جدید میں ضمِ سورہ کے قائل ہیں، امام بخاری رح اس قول کا رد کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر فقہاءِ شافعیہ کے یہاں قولِ قدیم ہی مفتی بہ ہے جو جمہور کے مطابق ہے۔

باب ۴۹۸ مَن خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهرِ وَالعَصرِ۔

۷۴۷ - حَدَّثَنَا قُتَيبَةُ قال حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الاَعمَشِ عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيرٍ عن اَبِي مَعمَرٍ قال قُلنَا لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم يَقرَأُ فِي الظُّهرِ وَالعَصرِ قال نَعَم قلنا مِن اَينَ عَلِمتَ قال بِاضطِرَابِ لِحيَتِهِ۔

باب، ان لوگوں کا بیان جنہوں نے ظہر اور عصر میں آہستہ قرارت کی۔

ترجمہ حدیث ابو معمر رح نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت خباب رض سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قرارت کرتے تھے؟ حضرت خباب رض نے فرمایا کہ ہاں قرارت کرتے تھے۔ ہم نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو فرمایا آپ ص کی ڈاڑھی کی حرکت سے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " یقرأ الظھر والعصر الی آخر الحدیث "۔

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھھنا ص۱۰۷ ومرّ الحدیث ص۱۰۳ وص۱۰۵۔ ابوداؤد ص۱۱۶۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ ظہر و عصر کی نماز میں اخفاء ہوگا یعنی قرارت سری ہوگی اور فجر میں جہر ہے اور مغرب و عشاء کے اولیین میں جہر ہوگا۔

لیکن اگر کسی نے صلوٰۃ سریہ میں جہر کر دیا یا برعکس تو اس میں اختلاف ہے، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک چونکہ صلوٰۃ جہریہ میں جہراً اور صلوٰۃ سریہ میں سرّاً پڑھنا واجب ہے اس لئے خلاف کرنے پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور حضرات شوافع کے نزدیک سری نمازوں میں سرّاً اور جہری نمازوں میں جہراً پڑھنا سنت ہے

اس لئے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا، واللہ اعلم۔

باب ۴۹۹ اِذَا اَسْمَعَ الْاِمَامُ الْاٰيَةَ۔

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ اَبِي كَثِيرٍ قال حَدَّثَنِي عبدُ اللهِ بنُ اَبِي قَتَادَةَ عن اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقْرَأُ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَكَانَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُولٰى۔

باب، اگر امام (سرّی نمازمیں) کوئی آیت سنادے؟ (تو کوئی مضائقہ نہیں)

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے اور آپ پہلی رکعت میں طول دیتے تھے۔

مطابقة للترجمة:۔ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ويسمعنا الآية احياناً"۔

تعدد موضعه:۔ والحديث ههنا صـ۱۰۷ ومرّ الحديث صـ۱۰۵ ويأتی صـ۱۰۷۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی شخص سرّی نماز میں ایک آدھ آیت جہر کر دے تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ مکروہ۔

روایت گذر چکی ہے اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر صلوٰۃ سرّیہ میں جہراً قراءت کی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ لیکن یسمعنا الآیة سے مراد اگر ایک آدھ لفظ ہو تو کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ روایت بالمعنی کی وجہ سے راوی کی تفسیر کا احتمال ہے۔

نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد تعلیم ہو کہ سرّی نمازوں میں بھی قراءت ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۰ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُولٰى۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يَحْيَى بنِ اَبِي كَثِيرٍ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي قَتَادَةَ عن اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم

كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ ۔

باب ، پہلی رکعت کو طویل کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت میں (قراءت) طویل کرتے تھے اور دوسری رکعت کو (پہلی رکعت کے اعتبار سے) کم کرتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے ۔

مطابقتہ للترجمۃ :- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی " کان یطول فی الرکعۃ الاولیٰ "۔

تعدد موضعہ :- والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۷ و مرّ صـ۱۰۵ " صـ۱۰۷ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی یہی مذہب ہے امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمدؒ کا یعنی امام بخاریؒ امام احمدؒ وغیرہ کی موافقت وتائید کر رہے ہیں ۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف نماز فجر کی پہلی رکعت میں تطویل ہوگی ۔

ویطیل الرکعۃ الاولیٰ من الفجر علی الثانیۃ اعانۃ للناس علی ادراک الجماعۃ و رکعتا الظھر سواء وھٰذا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحؒ وقال محمد رحؒ احب الیّ ان یطیل الرکعۃ الاولیٰ علی الثانیۃ فی الصلوات کلھا الخ ۔ (ھدایۃ کتاب الصلوٰۃ)

اور صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ حق قراءت میں دونوں رکعتیں برابر ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے اَنّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلوٰۃ الظھر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعتین قدر ثلاثین آیۃ الخ (مسلم شریف اول صـ۱۸۶)

صحیح مسلم شریف کی حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت برابر ہے۔ اب رہا جن روایتوں میں پہلی رکعت کے طویل ہونے کی بات کہی گئی ہے اس کا جواب صاحب ہدایہؒ نے دیا ہے

والحدیث محمول علی الاطالۃ من حیث الثناء والتعوذ والتسمیۃ الخ ۔

البتہ نماز صبح کی تطویل پر سب کا اتفاق ہے کہ نوم اور غفلت کا وقت ہے اور عہد رسالت سے یہ عمل متوارث ہے ، واللہ اعلم ۔

باب ۵۰۱ جَهْرِ الْاِمَامِ بِالتَّامِيْنِ

وقال عطاءٌ آمین دُعاءٌ اَمَّنَ ابنُ الزُّبَیرِ وَمن وَرَاءَہٗ حتی اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّۃً وَکَانَ اَبوھُرَیرَۃَ یُنادِی الْاِمَامَ لَا تَفُتْنِی بِاٰمِیْنَ وَقَالَ نَافِعٌ کَانَ ابنُ عُمَرَ لَایَدَعُہٗ وَیَحُضُّھُمْ وَسَمِعْتُ مِنْہُ فِی ذٰلِکَ خَبَراً ۔

۷۵۰ ۔ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِکٌ عن ابنِ شِھَابٍ عن سَعیدِ بنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِی سَلَمَۃَ بنِ عبدِ الرّحمٰنِ اَنَّھُمَا اَخْبَرَاہٗ عن اَبِی ھُرَیرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوا فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ تَامِیْنُہٗ تَامِیْنَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ قال ابنُ شِہَابٍ وَکَانَ رَسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقولُ آمِیْنَ ۔

باب ، امام کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان ۔

اور عطاء (ابن ابی رباح) نے کہا کہ آمین دعا ہے ، حضرت ابن زبیرؓ اور ان لوگوں نے جو ان کے پیچھے (یعنی مقتدی حضرات نے) آمین کہی (اتنے بلند آواز سے) کہ مسجد گونج اٹھی ، اور حضرت ابوہریرہؓ امام کو آواز دیتے (یعنی کہدیا کرتے) کہ (یہ خیال رکھنا کہ) میری آمین فوت نہ ہونے دینا اور نافعؒ نے کہا حضرت ابن عمرؓ آمین نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیا کرتے تھے اور میں نے ان سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔ ابن شہاب (امام زہریؒ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے ۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم امر القوم بالتامین عند تامین الامام (عمدہ) ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ ۱۰۸ و یاتی فی الدعوات صـ ۹۴۷ و مسلم اول صـ ۱۷۶ ابوداؤد اول صـ ۱۳۵ ۔ ترمذی اول صـ ۳۴ ۔

مقصد ترجمہ :۔ امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین امام اور مقتدی سب

کو کہنا ہے اور بالجہر یعنی بلند آواز سے کہنا ہے اور اس مقصد کو ثابت کرنے کے لئے چند آثار اور ایک روایت ذکر کی ہے لیکن اس مقصد کو ثابت کرنے کے جو دلائل پیش فرمائے ہیں تقریباً ناکام رہے ہیں جیسا کہ تشریحات سے معلوم ہوگا۔

تشریح آمین کے بارے میں سات مباحث ہیں ۱ آمین عربی ہے یا غیر عربی؟ ۲ قرآن کا جزء ہے یا نہیں؟ ۳ لغوی تحقیق، ۴ آمین کے معنی ۵ اس کا حکم کیا ہے یعنی مذاہب ائمہ ۶ کیسے کہیگا؟ ۷ جہراً یا سراً؟ اور یہی ساتویں بحث معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے۔

اب ہر ایک کو بالاختصار بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) عربی ہے یا غیر عربی؟ بعض حضرات نے اسے عربی زبان کا لفظ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ اسم فعل ہے اس کی تحقیق ۳ میں ہوگی۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ فارسی ہے اور معرب ہے ہمین کا۔ مفتی تقی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں "لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بائبل کے مختلف صحیفوں میں یہ کلمہ بعینہا اسی طرح موجود ہے۔

نیز حافظ ابن حجرؒ نے "المطالب العالیہ" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ آمین سنکر مسلمان ہوا تھا۔ (درس ترمذی ج۲ ص۵۱۲)

(۲) قرآن مجید کا جزء ہے یا نہیں؟ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں لاخلاف ان آمین لیس من القرآن حتی قالوا بارتداد من قال انہ منہ۔ (عمدۃ پاکستانی جلد ۶ ص۴۸)

(۳) آمین ہمزہ کے مد اور تشدید میم کے ساتھ۔ ۲ أمین قصر ہمزہ اور تخفیف میم ۳ آمین ہمزہ کے مد اور تخفیف میم کے ساتھ اور یہی لغت فصیح تر ہے وفی آمین لغتان المد والقصر والمد افصح۔ (شرح مسلم ص۱۷۴)

اور پہلا یعنی آمّین بتشدید المیم شاذ اور مردود ہے۔ علامہ عینیؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ان التشدید لحن العوام وھو خطأ فی المذاھب الاربعۃ۔

نیز بعض حضرات سے منقول ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ مفتی بہ قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے ولا آمّین البیت الحرام (پارہ ۶، رکوع ۵)

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کا لفظ ہو اور معنی میں فساد نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(۴) آمین کے معنی، علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں ومعناہ عند الجمھور "اللھم استجب" وقیل ھو اسم من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی ھریرۃ باسناد ضعیف وانکرہ

جماعة منهم النوری الخ (قس)

(۵) شرعی حکم کیا ہے؟ جمہور کے نزدیک ہر نماز میں آمین کہنا سنت ہے وانه مسنون فی حق المنفرد والامام والماموم والقاری خارج الصلوٰة الخ (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ جمہور (امام اعظمؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ وفی روایۃ امام مالکؒ) کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا منفرد، امام اور مقتدی سب کے حق میں سنت ہے۔

امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ آمین غیر امام کے لئے ہے یعنی صرف مقتدی کا وظیفہ ہے اور استدلال کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی اس مرفوع حدیث سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین الخ (بخاری صـ۱۰۸)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تقسیم کار کردی گئی ہے کہ امام کا کام یہ ہے کہ ولا الضالین کہے اور مقتدی کا کام یہ ہے کہ آمین کہے والقسمة تنافی الشرکة (عمدہ)

امام محمدؒ نے مؤطا میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک بھی امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق نقل کیا ہے فاما ابو حنیفة فقال یؤمّن مَن خلفَ الامام ولا یؤمّن الامام (مؤطا امام محمد صـ۱۰۵)

لیکن خود امام محمدؒ نے ہی کتاب الآثار میں امام صاحبؒ کا مسلک جمہور کے مطابق بیان کیا ہے، چنانچہ کتاب الآثار میں لکھتے ہیں عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم النخعی قال اربع یخافت بهن الامام سبحانك اللهم والتعوذ وبسم الله وآمین ثم قال وبهذا ناخذ وهو قول ابی حنیفة رح۔ (التعلیق الممجد حاشیہ مؤطا امام محمد صـ۱۰۵)

اور کتاب الآثار ہی کے قول کو ظاہر الروایہ قرار دیکر عام اصحابِ متون نے بھی اختیار کیا ہے وهو المختار للفتویٰ۔

جمہور مالکیہ کے استدلال کا جواب یہ دیتے ہیں کہ درحقیقت حدیث کا مقصد وظائف کی تقسیم نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں بیک وقت آمین کہیں اس کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ جس وقت امام ولا الضالین کہکر فارغ ہو اسی وقت فوراً آمین کہدیا جائے تاکہ دونوں کی تامین ایک ساتھ واقع ہو اس لئے کہ امام بھی اسی وقت آمین کہیگا چنانچہ سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں فانّ الملائکة تقول آمین وان الامام یقول آمین، نیز بخاری کی تحت الباب حدیث میں تصریح ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اذا امّن الامام فامّنوا الخ۔ اس میں تامین امام کی تصریح ہے نیز اس میں یہ بھی مصرح ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول آمین۔ یہ تمام روایات جمہور کے مسلک پر بالکل واضح ہیں۔

واوجبه الظاهریة الخ (اوجز جلد اول صـ۲۵)۔

یعنی اکثر ظاہریہ نے یہ واجب قرار دیا ہے۔ اور فرقہ امامیہ کہتے ہیں کہ آمین کہنا بدعت ہے چونکہ کلام ناس ہے اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

اور ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ امام کے لئے تو سنت ہے اور مقتدیوں کے لئے فرض (عمدہ)

(۶) مذکورہ تقریر سے اس کا بھی جواب معلوم ہوگیا کہ آمین امام، مقتدی اور منفرد سب کا وظیفہ ہے اور سب کے حق میں سنت ہے۔

(۷) کیسے کہیگا یعنی جہراً یا سراً ؟ اس باب کے مباحث میں سے یہی مسئلہ یعنی آمین کے جہر و اخفاء کا مسئلہ معرکۃ الآراء مسائل میں سے کہلاتا ہے بقول حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے کہ جہلاء نے اس مسئلہ کو حد سے زائد بڑھادیا ورنہ دراصل اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ آمین سراً و جہراً دونوں طرح سے جائز ہے صرف افضلیت میں اختلاف ہے نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ سری نمازوں میں آمین بالسر ہے اختلاف صرف صلوات جہریہ کے اندر ہے کہ جہری نمازوں میں جہراً آمین کہنا افضل و بہتر ہے یا سراً ؟۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ و جملہ فقہاء کوفہ و فی قول امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فی قول جدید آمین بالسر کے قائل ہیں جیسا کہ کتاب الام میں ہے ولا احب ان یجھروا بھا الخ (کتاب الام ج ۱ ص ۹۵)۔
یعنی آمین اس طرح کہیں کہ وہ اپنے آپ کو سنائیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ آمین بلند آواز سے کہیں اور اگر کہہ بھی لیں تو کوئی حرج نہیں۔

واضح رہے کہ کتاب الام امام شافعی رحمہ اللہ کی آخری تالیف ہے جب مصر آگئے تھے اور تادم حیات مصر ہی میں رہے جیسا کہ قراءت خلف الامام میں مذکور ہوچکا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم آمین بالجہر ہی کا تھا پھر مصر میں آپ نے اپنے قول قدیم سے رجوع فرمالیا، بہت ممکن ہے کہ بعد میں جب احناف کے دلائل پر غور فرمایا تو رجوع کرلیا یا اور وجہ ہو مگر رجوع ثابت ہے۔

حیرت ہے کہ حضرات شوافع رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے آخری اور جدید قول کو چھوڑ کر قدیم قول کو اختیار کرکے اختلاف کو باقی رکھا فیا للعجب واللہ اعلم۔

وقال جماعۃ یخفیھا وھو قول ابی حنیفۃ والکوفیین واحد قولی مالک والشافعی فی الجدید وفی القدیم یجھر (عمدۃ)

حافظ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول قدیم یہ ہے کہ جہری نمازمیں آمین جہراً کہے والجھر للماموم ذھب الیہ الشافعی فی القدیم وعلیہ الفتویٰ (فتح)

خلاصہ یہ ہے کہ امامین الہمامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) آمین بالسر کے قائل ہیں اور حنابلہ بالجہر کے قائل ہیں یہی امام بخاریؒ کا مذہب ہے کہ امام اور مقتدی دونوں جہری نمازمیں جہراً کہیں گے اس دعویٰ کے اثبات میں بخاریؒ نے چند آثار موقوفہ اور ایک مرفوع حدیث سے استدلال فرمایا ہے مع جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا استدلال: حضرت عطاء ابن ابی رباحؒ کے اثر سے ہے، عطاء فرماتے ہیں آمین دعاء ہے۔

جواب: ظاہر ہے کہ دعاء میں اصل اخفاء ہے لقولہ تعالیٰ "ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ" معلوم ہوا کہ آمین جب دعاء ہے تو خفیۃً یعنی سراً ہونی چاہیئے۔ پس امام بخاریؒ کا آمین بالجہر کے لئے استدلال تعجب خیز ہے یہ حنفیہ کی دلیل ہے۔

دوسرا استدلال امن ابن الزبیر ترجمہ گذر چکا ہے۔ امام بخاریؒ کے ذکر کردہ دلائل میں سے یہی ایک اثر ہے جس میں آمین بالجہر کی تصریح ہے یعنی اس اثر سے آمین بالجہر کا ثبوت مل گیا۔

جواب ۱: آمین بالجہر کے ثبوت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے نفس ثبوت کے قائل جمہور (حنفیہ ومالکیہ وغیرہ) بھی ہیں بحث تو افضلیت میں ہے جو اس اثر سے ثابت نہیں۔

اس لئے کہ امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کا عمل ذکر فرمایا ہے " امن ابن الزبیر" ترجمہ گذر چکا ہے۔ یہاں تو تعلیق ہے لیکن اس اثر کو عبد الرزاق نے اپنے مُصَنَّف میں موصولاً ذکر کیا ہے۔ (عمدہ)

جواب ۲: حضرت علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں لعلہ حین کان یقنت فی الفجر الخ (فیض) یعنی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ کا یہ عمل اس زمانے کی بات ہو جب عبد الملک کے خلاف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور عبد الملک بھی ان کے خلاف قنوت پڑھوا رہا تھا یعنی دونوں طرف قنوت پڑھا جارہا تھا ایسے وقت میں انتہائی جوش وخروش کے ساتھ بآواز بلند سب کے سب آمین کہتے ہوں گے جس سے مسجد گونج جاتی ہوگی۔

معلوم ہوا کہ یہ وقتی بات تھی اور قنوت نازلہ کا موقع تھا۔

۳: اگر مان لیا جائے کہ یہ ولا الضالین کے بعد والی آمین ہے جیسا کہ مصنف عبد الرزاق وغیرہ میں ہے تو زیادہ سے زیادہ جہر کرنا معلوم ہوا لیکن نفس جہر موضوع بحث نہیں ہے اولویت وافضلیت پھر بھی ثابت نہیں۔

۴: حضرت ابن زبیرؓ کے کچھ تفردات ہیں جو اکابر صحابہ سے الگ ہیں مثلاً عیدین میں اذان واقامت کے قائل تھے تو ہوسکتا ہے کہ آمین بالجہر بھی ان کے تفردات میں سے ہو واللہ اعلم۔

تیسرا استدلال وکان ابو ھریرۃ ینادی الامام الخ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تعلیق مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً مذکور ہے۔

عن ابی هریرة رض انه کان یؤذن بالبحرین الخ (عمدہ)
خلاصہ یہ ہے کہ بحرین میں حضرت ابوہریرہ رض مؤذن تھے اور علاء بن حضرمی امام تھے حضرت ابوہریرہ رض نے امام سے یہ شرط کررکھی تھی کہ دیکھئے میری آمین فوت نہ ہونے پائے، اور بیہقی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض مروان کے مؤذن تھے، چونکہ مروان نماز شروع کرنے میں عجلت کرتا تھا تو حضرت ابوہریرہ رض نے یہ شرط رکھی کہ آپ نماز شروع میں اتنی جلدی نہ کریں کہ میری آمین فوت ہوجائے کیونکہ مقتدی کی آمین کا امام اور فرشتوں کے ساتھ موافقت مغفرتِ ذنوب کا موجب ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سے آمین بالجہر کا اثبات کہاں ہوتا ہے؟ اس سے تو یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض کو امام کے پیچھے فاتحہ کی فکر نہ تھی بلکہ صرف آمین کی فکر تھی۔

بہرحال اس اثر سے بھی آمین بالجہر کا اثبات نہیں چہ جائیکہ افضلیت ثابت ہو۔

چوتھا استدلال وقال نافع کان ابن عمر لا یدعه الخ ترجمہ گذر چکا ہے۔ اس سے بھی آمین بالجہر کا اثبات ممکن نہیں البتہ نفس آمین کا اثبات ضرور ہے جس کا انکار نہیں۔

سمعت منه فی ذالك خبرًا الخ اس میں دو نسخہ ہے ۱ خیرًا بالیاء آخر الحروف معنی ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رض سے اس کی فضیلت سنی ہے۔ ۲ دوسرا نسخہ ہے خبرًا بفتح الباء الموحدہ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا میں نے حضرت ابن عمر رض سے اس بارے میں ایک حدیث سنی ہے، (عمدہ)

پانچواں استدلال حدیث ۷۵۰ اذا امّن الامام فامنوا الخ یعنی جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس لئے کہ جس کی تامین (آمین کہنا) ملائکہ کی تامین کے موافق ہوگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

بلاشبہ حدیث صحیح ہے لیکن اس سے اصل مقصد تامین کی فضیلت کا بیان ہے اور مقتدیوں کو آمین کہنے کی ترغیب دی جارہی ہے چنانچہ امام ترمذی رح اس حدیث کو باب ماجاء فی فضل التامین کے ذیل میں لائے ہیں اور اس سے تامین کی فضیلت ہی مراد لی ہے اس سے آمین بالجہر پر استدلال کرنا محلِ نظر ہے۔

اگر امام بخاری رح کی طرف سے یہ تشریح کی جائے کہ اذا امّن الامام کے معنی ہیں جب امام آمین کہے تو تم لوگ بھی آمین کہو اس سے ثابت ہوگیا کہ امام آمین بالجہر (یعنی زور سے) کہے تاکہ مقتدیوں کو امام کے آمین کہنے کا علم ہوجائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اصولِ مسلمہ ہے کہ الحدیث یفسّر بعضه بعضاً خود امام بخاری رح ایک باب کے بعد حضرت ابوہریرہ رض ہی سے حدیث نقل فرمارہے ہیں اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم

ولا الضالین فقولوا آمین (بخاری ص۱۰۸)
معلوم ہوا کہ امام کے ولا الضالین پڑھنے سے مقتدیوں کو آمین کہنے کا وقت معلوم ہو جائیگا لہذا اس کا زور سے کہنا ضروری نہ ہوا۔

۲ اس حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ اذا امّن الامام ای اذا اراد الامام التامین فامنوا جیسے اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ کے معنی ہیں اذا اردت القرآن الخ نیز اذا قمتم الی الصلوٰۃ ای اذا اردتم الی الصلوٰۃ وغیرہ۔

امام نووی رح فرماتے ہیں انہ ینبغی ان یکون تامین الماموم مع تامین الامام لاقبلہ ولا بعدہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واما روایۃ اذا امّن فامنوا فمعناھا اذا اراد التامین۔ (شرح مسلم ص۱۷۶)
اور اس صورت میں جملہ احادیثِ صحاح میں تطبیق بھی ہو جائے گی، واللہ اعلم۔

۳ امام بخاری رح نے اس باب میں جو حضرت ابو ہریرہ رض کی حدیث پیش کی ہے اس حدیث میں ہے من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ الخ۔
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت میں بہت بڑی اور عظیم فضیلت ہے کہ تمام گذشتہ گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔
اور معلوم ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تو فرشتوں کی تامین سے پوری موافقت کا تقاضا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وقت اور فعل کی موافقت کے ساتھ ساتھ وصف میں بھی موافقت ہو کہ جیسے فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں تمام نمازی آہستہ آمین کہیں۔
سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین بالخصوص متبوعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف احادیث کے اختلاف کا عکس ہوا کرتا ہے۔ اختلاف روایات کی وجہ سے ائمہ کے اقوال مختلف ہوتے ہیں۔
یہاں آمین بالجہر والسر کے سلسلے میں بھی دونوں طرح کی روایات ہیں ائمہ کرام رح نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ایک کو اصل قرار دیا اور دوسرے کو عارض پر محمول کیا۔
احناف کے اصول میں یہ ہے کہ روایاتِ متعارضہ میں اوفق بالقرآن کو لیتے ہیں۔
امام مالک رح کے اصول میں یہ ہے کہ وہ اہلِ مدینہ کے عمل کو لیتے ہیں چونکہ مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے۔
شافعیہ اور حنابلہ کے اصول میں یہ ہے کہ جس روایت میں وسائط کم ہوں اس کی صحت و قوت دیکھکر لیتے ہیں پس ائمہ کرام رح اپنے اصول کے پیشِ نظر اپنے اصول کے موافق ترجیح دیتے ہیں۔

آمین بالسر کے دلائل

امامین الہامین (امام اعظمؒ اور امام مالکؒ) کے نزدیک آمین بالسر افضل ہے
دلیل ۱: آمین بالسر اوفق بالقرآن ہے، قال اللہ تعالیٰ:۔

ادعوا ربکم تضرعاً خفیۃً انہ لایحب المعتدین۔ (الاعراف) اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بیشک وہ حد سے نکل جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آمین دعا ہے۔

(۲) دوسری دلیل حضرت سمرہ بن جندب رضؓ کی حدیث ہے انہ حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتین سکتۃ اذا کبّر وسکتۃ اذا فرغ من قراءۃ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین الخ (ابوداؤد اول ص ۱۱۳ فی "باب السکتۃ عند الافتتاح") ترمذی اول ص ۳۴ ومسند احمد بن حنبل حدیث ۲۰۳۴۱۔

یعنی حضرت سمرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھا ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد (یہ سکتہ تو ثنا پڑھنے کے لئے تھا) اور ایک سکتہ (یعنی دوسرا سکتہ) غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے بعد (یہ سکتہ آمین کہنے کے لئے تھا)۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ ولا الضالین کے بعد سکتہ ہوتا تھا اگر آمین بالجہر ہوتا تو سکتہ کا کوئی مطلب نہیں رہتا، نیز یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ ولا الضالین کے بعد جو سکتہ تھا وہ امام کے لئے آمین کہنے کے لئے نہ تھا بلکہ سانس درست کرنے کے لئے تھا۔ اور یہ کہا جائے کہ امام کو آمین بالجہر کہنی ہے اس سکتہ کے بعد تو تقدم المقتدی علی الامام فی التامین لازم آئے گا یعنی مقتدی پہلے آمین کہے اور امام بعد میں اور یہ حدیث صحیح اور صریح کے معارض ہے جو بخاری اسی ص ۱۰۸ میں ابوہریرہ رضؓ کی حدیث آرہی ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھ لے فقولوا آمین فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے یعنی تم بھی آمین کہو تو جب مقتدی کی تامین سورۂ فاتحہ کے ختم پر سکتہ امام کے وقت میں ہوجائے گی اور امام اسی سکتہ کے بعد آمین کہیگا تو تقدم علی الامام کا پایا جانا ظاہر ہے جو بالاتفاق ممنوع ہے پس ماننا پڑیگا کہ یہ سکتہ آمین کے لئے تھا۔

(۳) تیسری دلیل حضرت وائل بن حجر رضؓ کی حدیث ہے جو دو سندوں سے مروی ہے:

ایک حضرت سفیان رحؒ، دوسرے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شعبہؒ۔ امام ترمذی رحؒ نے دونوں کا ذکر کیا (ترمذی اول ص ۳۴)

حضرت سفیان رحؒ کی حدیث میں ومدّ بہا صوتہ ہے، اور حضرت شعبہ رحؒ کی روایت کے الفاظ ہیں وخفض بہا صوتہ۔

شافعیہ اور حنابلہ سفیان ثوری رحؒ کی روایت کو ترجیح دیکر شعبہ رحؒ کی روایت کو چھوڑ دیتے ہیں جبکہ

حنفیہ و مالکیہ شعبہ کی روایت کو اصل قرار دیکر سفیان کی روایت میں تاویل کرتے ہیں کہ اس میں مَد سے مراد جہر نہیں بلکہ آمین کو بالمد پڑھا۔ یا آمین کی یاء کو کھینچ کر پڑھا البتہ یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ مدّ بہا صوتہ کے معنی ہیں بلند آواز سے آمین کہا۔

تو معلوم ہوا کہ مدّ بہا کے معنی میں تین احتمال ہے فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

بخلاف خفض بہا صوتہ کے کہ بالاتفاق ایک ہی معنی متعین ہیں۔

امام ترمذی شافعی نے سفیان رح کی روایت کو ترجیح دینے کے لئے شعبہ کی روایت پر چار اعتراضات نقل کئے ہیں جن میں تین اعتراض تو اس مقام پر (یعنی باب ماجاء فی التامین میں) نقل کئے ہیں جو دراصل امام بخاری رح کی طرف ہیں اور ایک اعتراض یعنی چوتھا اعتراض امام ترمذی رح نے "علل کبیر" میں ذکر کیا ہے۔

(۱) امام شعبہ سے سلمہ بن کہیل کے استاذ کا نام ذکر کرنے میں غلطی ہوئی ہے سلمہ نے عن حجر العنبس فرمایا ہے حالانکہ وہ حجر بن العنبس ہے مطلب یہ ہے کہ حجر کی کنیت ابو العنبس نہیں بلکہ ابو السکن ہے۔

(۲) امام شعبہ رح نے حجر بن العنبس اور صحابیٔ رسول حضرت وائل بن حجر رض کے درمیان علقمہ بن وائل کا واسطہ بڑھا دیا ہے حالانکہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے کما رواہ سفیان رح۔

(۳) شعبہ نے حدیث کے متن میں مد بہا صوتہ کے بجائے خفض بہا صوتہ روایت کیا ہے حالانکہ روایت مدّ بہا صوتہ ہے۔

(۴) چوتھا اعتراض امام ترمذی رح نے اپنی کتاب "العلل الکبیر" میں امام بخاری رح کے ہی حوالہ سے نقل کیا ہے کہ علقمہ بن وائل کا اپنے والد حضرت وائل رض سے سماع ثابت نہیں اس لئے کہ حضرت وائل رض علقمہ کی پیدائش سے چھ ماہ قبل وفات پاچکے تھے۔ علامہ عینی رح نے عمدۃ القاری میں ان تمام اعتراضات کا تفصیل سے جواب دیا ہے (عمدہ ج۶ ص۵۱)

جوابات پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دراصل حجر کے باپ اور بیٹے دونوں کا نام عنبس تھا لہٰذا ان کو حجر ابو العنبس کہنا بھی صحیح ہے اور حجر بن العنبس بھی۔

(یہ بات اگرچہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں معیوب ہے لیکن عرب میں پسندیدہ اور بکثرت رائج تھی)۔

چنانچہ امام ابوداؤد رح نے اپنی سنن میں یہ روایت سفیان کے طریق سے نقل کی ہے اور اس میں حجر بن العنبس کے بجائے حجر ابی العنبس ذکر کیا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ نے ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے ابوداؤد اول ص۱۳۴)۔ چنانچہ حافظ عسقلانی نے بھی تہذیب التہذیب میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

نیز عرب میں ایک شخص کی دو کنیتیں ہوا کرتی تھیں، ابو التراب اور ابو الحسن حضرت علی رض کی کنیتیں تھیں اسی طرح حجر کی کنیت ابو العنبس بھی ہے اور ابو السکن بھی۔

لہٰذا شعبہ کی روایت پر اس اعتبار سے اعتراض صحیح نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب دوسرا اعتراض یہ ہے کہ شعبہ نے سند میں علقمہ کا اضافہ کر دیا ہے۔

جواب:۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ ایک راوی کسی روایت کو بالواسطہ سنتا ہے پھر بلا واسطہ بھی، اور دونوں طرح سے اسے روایت کرتا ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہے حجر بن العنبس کو حدیث کا سماع علقمہ بن وائل اور وائل بن حجر دونوں سے متحقق ہے حضرت حجر خود فرماتے ہیں کہ میں نے اوّلاً علقمہ کے واسطہ سے سنا جیساکہ مسند احمد مجلد بیک جلد صت ۲۰۳۰ میں متعدد روایات ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب یہ اعتراض تعجب خیز ہے کہ حضرات محدثین نے شعبہ کو امیر المؤمنین فی الحدیث قرار دیا ہے اور ان کی امامت وثقاہت مسلّم ہے۔

ممکن ہے کہ بجائے حضرت شعبہ کے حضرت سفیان ثوری رح سے متنِ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہو چونکہ سفیان ثوری رح اپنی جلالتِ قدر کے باوجود کبھی کبھی تدلیس بھی کرتے تھے قال الذہبی فی المیزان انہ ربما کان یدلّس عن الضعفاء الخ۔ وقال الحافظ فی التقریب کان ربما دلّس، حاشیہ آثار السنن جلد اول صـ۹۷ اور عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

اور حضرت شعبہ رح کی عادت مطلقاً تدلیس کی نہ تھی اس کے باوجود اخبار سے روایت کر رہے ہیں نیز سفیان ثوری رح اگرچہ آمین بالجہر کے راوی ہیں لیکن خود ان کا مذہب شعبہ کی روایت کے مطابق آمین بالسر کا ہے۔

علامہ شوق نیموی عظیم آبادی کی رائے علامہ شوق رح نے نہایت عمدہ تحقیق بیان فرمائی ہے کہ مدِّ صوت رفعِ صوت سے مراد رفع یسیر لیا جائے یعنی معمولی سا جہر کہ قریب کے لوگ سن لیں، اور خفضِ صوت سے مراد لیا جائے کسی قدر آہستہ یعنی زیادہ شور نہ ہو بلکہ دونوں کے درمیان ہو۔

ان تمام مباحث وقیل وقال کے بعد یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ اس مسئلہ میں جواز وعدم جواز کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بالاتفاق جہراً وسراً آمین جائز ہے صرف اولویت وافضلیت کا اختلاف ہے، واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۲ فَضْلِ التَّامِيْنِ۔

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ

إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

باب، آمین کہنے کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پھر ان دونوں میں سے ایک کی آمین دوسرے کے موافق ہوگئی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ اس لئے کہ آمین کہنے کی فضیلت موجب مغفرت ہے۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا صـ۱۰۸ وخرجہ النسائی فی فضل التامین صـ۱۰۸ تا صـ۱۰۸۔

مقصد ترجمہ مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل واضح ہے کہ آمین کہنے کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے کہ اس سے بڑی فضیلت کیا ہوگی کہ ایک مختصر اور آسان لفظ پر گناہ کی مغفرت کا انتظام ہوجائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے بھی امام بخاری رح کا مقصد آمین بالجہر ہو چونکہ آمین پر قول کا اطلاق کیا گیا ہے اور قول سے متبادر الی الجہر ہی ہوتا ہے۔

لیکن یہ بعید ہے چونکہ روایت میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، نیز لفظ قول سے جہر ہی کا مراد ہونا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔

فوافقت احدٰہما الاخریٰ۔ اب موافقت فی الاخلاص ہے یا موافقت فی الوقت؟

ظاہر ہے کہ فرشتوں کا اخلاص نہایت اعلیٰ ہے عام مسلمانوں کے لئے اس کا حاصل کرنا نہایت مشکل ہے اس لئے موافقت فی الوقت آسان ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ ۵۰۳ جَهْرِ الْمَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ

۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَىٰ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم۔

باب، مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان۔

باب، صف میں پہونچنے سے پہلے رکوع کر لینے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوبکرہ رضؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں پہونچے کہ آپؐ رکوع میں تھے تو ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے رکوع کر لیا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے شوق کو اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

مطابقۃ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی " فرکع قبل ان یصل الی الصف "۔

تعدد موضعہ والحدیث ههنا ص۱۰۸ والنسائی ص۱۰۰ فی " الرکوع دون الصف "۔
ابوداؤد ص۹۹ باب الرجل یرکع دون الصف۔

مقصد ترجمہ یہاں امام بخاریؒ کا ترجمۃ الباب ہے اذا رکع دون الصف۔
یعنی اگر کوئی شخص صف تک پہونچنے سے پہلے نیت باندھ کر رکوع کرے تو کیا حکم ہے؟ یعنی یہ رکعت معتبر ہوگی یا نہیں؟

امام بخاریؒ نے حکم کو حذف کر دیا یعنی حکم بیان نہیں کیا، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اختلاف مشہور ہے۔ جمہور کے نزدیک انفراد خلف الصف مکروہ تنزیہی ہے اور امام احمد بن حنبلؒ واسحاقؒ کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید وموافقت ہے چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضؓ کی روایت لاکر تائید کر دی۔

تشریح امام بخاریؒ نے اس باب میں حضرت ابوبکرہ رضؓ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرہ رضؓ وضو کر کے مسجد پہونچے تو نماز شروع ہو گئی تھی اور آنحضرتؐ رکوع میں تھے، تو حضرت ابوبکرہ رضؓ کو یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے صف تک پہونچنے کے بعد نماز کی نیت باندھی تو میری رکعت فوت ہو جائے گی اس لئے ابوبکرہ رضؓ نے صف تک پہونچنے سے پہلے صف کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی اور رکوع کر لیا اور رکوع ہی کی ہیئت میں چل کر صف میں شامل ہو گئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا زادك الله حرصا ولا تعد، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شوق اور حرص علی الخیر کی تحسین فرمائی اور نماز کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ نماز ہو گئی اعادہ واجب نہیں۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں اذا رکع المصلی دون الصف ای قبل وصوله الی الصف جاز مع الکراهة (قس)۔
لیکن خلاف قاعدہ ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ امام بخاری رضؓ نے یہ حدیث ذکر کر کے جمہور ائمہ ثلاثہ رحؒ کی موافقت کی۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا اس کے پچھلے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔ اس روایت میں سُمَیّ مولیٰ ابی بکر کی متابعت محمد بن عمرو نے بہ سند ابو سلمہ عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نعیم المجمر نے بہ سند ابو ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم متابعت کی ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقولوا آمین"۔
علامہ عینی رح لکھتے ہیں "قال ابن المنیر مناسبۃ الحدیث للترجمۃ من جہۃ ان فی الحدیث الامر بقول آمین الخ (عمدہ)۔
یعنی ابن المنیر رح نے ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت اس طرح بتلائی کہ حدیث میں "فقولوا" ہے یعنی آمین کہنے کو کہا گیا ہے اور قول جب مقام خطاب میں ہو تو جہر ہی پر محمول ہوتا ہے۔
لیکن علامہ عینی رح نے اس کو نقل کرکے اس پر نقد کیا ہے کہ مطلق قول کا اطلاق جہر اور اخفاء دونوں پر ہوتا ہے، نیز علامہ عینی رح کے علاوہ اور حضرات نے بھی تنقید کی ہے چنانچہ تشہد، ربنا لک الحمد اور درود کے بارے میں بھی لفظ قولوا آیا ہے۔
پس یہ بات کہ جب قول بولا جائے تو بالجہر ہی مراد ہو مسلّم نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد، تو زور سے کہنا چاہیئے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھہنا ص۱۰۸ وپاتی فی تفسیر الفاتحۃ ص۶۴۲ ومسلم اول ص۱۷۶۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد واضح ہے کہ مقتدی کو جہراً آمین کہنا چاہیئے۔
لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث سے امام بخاری رح آمین بالجہر ثابت کر سکے یا نہیں؟ علامہ عینی رح کے نقد سے معلوم ہو گیا کہ بالجہر ثابت نہیں کر سکے واللہ اعلم۔

بَابٌ ۵۰۴ اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ انْتَهٰى اِلَى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ۔

فائدہ حافظ عسقلانی رح نے یہاں امام بخاری رح پر نقد کیا ہے کہ اس باب کا مناسب موقع ابواب الامامۃ تھا جیساکہ بہت پہلے ص۱۰۰ پر ایک مستقل باب گذرا "المرأۃ وحدھا تکون صفاً" وہیں اس باب کو لانا چاہئے تھا۔ علامہ عینی رح نے تو بہت تعاقب کیا ہے لیکن علامہ قسطلانی رح نے نہایت مختصر اور عمدہ جواب دیا ہے فرماتے ہیں اجیب بان المناسبۃ بینھا وبین السابق من حیث ان الرکوع یکون بعد القراءۃ۔ (قس)

لا تعُدْ اس لفظ کو تین طرح پڑھا گیا ہے ۱ بفتح التاء وضم العین عاد یعود عوداً سے صیغۂ نہی مطلب یہ ہوگا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا یعنی صف میں شامل ہونے سے پہلے رکوع نہ کرنا یہی روایت اکثر و اشہر ہے۔ علامہ عینی رح فرماتے ہیں "فی جمیع الروایات بفتح التاء وضم العین من العود" (عمدہ)۔

۲ لا تَعْدُ عدا یعدو عدواً سے صیغۃ النہی، یعنی آئندہ نماز کے لئے دوڑ کر مت آنا جیساکہ حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تاتوھا وانتم تسعون الخ (ابن ماجہ ص۵٦ تا ص۵۷) یعنی جب نماز کی اقامت کہدی جائے تو دوڑ کر مت آؤ الخ۔

۳ لا تُعِدْ، اعاد یعید اعادۃ سے نہی کا صیغہ ای لا تعد تلک الصلوٰۃ یعنی اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

باب ۵۰۵ اِتْمَامِ التَّکْبِیْرِ فِی الرُّکُوْعِ قالہٗ ابنُ عبّاسٍ عنِ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم وَفِیْہِ مَالِکُ بنُ الْحُوَیْرِثِ۔

۷۵۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الوَاسِطِیُّ قال حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ عن اَبِی الْعَلَاءِ عن مُطَرِّفٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَیْنٍ قال صَلّٰی مَعَ عَلِیٍّ بِالْبَصْرَۃِ فقال ذَکَّرَنَا ھٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوۃً کُنَّا نُصَلِّیْھَا مَعَ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فذَکَرَ اَنَّہٗ کَانَ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَفَعَ وَکُلَّمَا وَضَعَ۔

باب، رکوع میں تکبیر کو پورا کرنے کا بیان۔ اس کو حضرت ابن عباس رض نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور اس سلسلے میں مالک بن حویرث نے بھی روایت کی ہے۔

ترجمہ حدیث حضرت عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ انہوں نے بصرہ میں حضرت علی رض کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے ہمیں وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر حضرت عمران رض نے بیان کیا کہ حضرت علی رض جب بھی اٹھتے تھے اور جب بھی جھکتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کان یکبّر کلّما رفع" فانہ عبارۃ عن تکبیر الرکوع (عمدہ)

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ و یاتی فی باب اتمام التکبیر فی السجود ص۱۰۸۔ وفی باب یکبر وھو ینھض من السجدتین ص۱۱۴۔

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عن ابنِ شِہَابٍ عن اَبِی سَلَمَۃَ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّی بِہِمْ فَیُکَبِّرُ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قال اِنِّی لَاَشْبَہُکُمْ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب جھکتے تھے اور جب اٹھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میری نماز بہت مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہ نسبت تمہاری نماز کے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فیکبر کلما خفض ورفع"

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ و یاتی ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ و ص۱۱۰ فی باب یھوی بالتکبیر حین یسجد ومسلم ص۱۶۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد اتمام تکبیر سے کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں۔
۱۔ شیخ المشائخ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "المراد بالاتمام الاتیان بہ من غیر ان یحذف کما شاع ذلك فی امارۃ بنی امیۃ الخ (شرح تراجم)
یعنی نماز کے تمام تکبیرات انتقالات کو بغیر حذف و ترک کے عدد کو پورا کیا جائے جس میں ایک تکبیر رکوع کی بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیام سے رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہو اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر کہو۔

امام بخاری رح نے اتمام التکبیر فی الرکوع، اور اس کے بعد اتمام التکبیر فی السجود پر مستقل باب قائم کیا ہے۔ چونکہ خلافت بنی امیہ کے دور میں رکوع میں جاتے وقت اسی طرح قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیرات ترک کر دیتے تھے اس لئے بخاری رح نے ترک تکبیر پر رد کرنے کے لئے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ جو شرط صلوٰۃ ہے اس کے علاوہ تکبیرات رفع و خفض بھی سنت ہے ترک نہ کیا جائے۔

۲۔ ابوداؤد جلد اول ص۱۲۲ میں حضرت عبد الرحمٰن ابن ابزی رض سے روایت ہے انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان (ص) لایتم التکبیر یعنی جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر نہیں کہتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر نہیں کہتے۔

امام بخاری رح نے اس باب سے اس روایت کی تضعیف کی اور رد فرمادیا وقد نقل البخاری

فی التاریخ عن ابی داؤد الطیالسی انه قال هذا عندنا باطل (حاشیہ لامع)

تشریح ظاہریہ اور امام احمدؒ کے نزدیک تکبیراتِ انتقالات واجب ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہیں۔ چنانچہ حدیث الباب کی دونوں حدیث میں حضرت علی رضؓ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی نماز کا ذکر ہے کہ ہر خفض و رفع کے وقت تکبیر کہا کرتے تھے۔

۲ اتمام تکبیر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ تکبیر کو لمبا کر کے پوری حرکتِ انتقالیہ پر ممتد کر دیا جائے یعنی لفظ اللہ کو دراز کیا جائے کہ قیام سے رکوع تک اسی طرح قومہ سے سجدہ تک کے پورے وقت کا احاطہ کرلے کہ رکوع یا سجدہ میں جانے تک تکبیر دراز ہونی چاہئے البتہ یہ ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ لفظ اللہ کے پہلے الف کو ہرگز دراز نہ کرے ورنہ جملہ سوالیہ ہو جائے گا اور فسادِ معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ صرف لفظ اللہ کے لام کو دراز کرے۔

بعض حضرات نے ابو داؤد کی روایت لا یتم التکبیر کی توجیہ یہ کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیانِ جواز کے لئے ایسا کیا ہو یا پوری طرح جہر نہ کیا ہو اور راوی حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضؓ کے پیچھے ہونے کی وجہ سے آواز نہ پہونچی ہو۔ واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰٦ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ۔

۷۵٦۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ كَبَّرَ وَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم اَوْ قَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم۔

باب، سجدوں (کے وقت) میں تکبیر کے پورا کرنے کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت مطرف بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ (حضرت علی رضؓ) جب سجدہ میں جاتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد (قعدہ کر کے تیسری رکعت کے لئے) اٹھتے تکبیر کہتے پھر جب حضرت علی رضؓ نماز پڑھا چکے تو عمران بن حصین رضؓ نے

میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اس شخص (حضرت علی رض) نے مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی یا یہ کہا کہ بیشک انہوں نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا سجد كبّر"۔

تعدد موضعہ: والحديث هٰهنا ص۱۰۸ و مرّ انفا ص۱۰۸ و ياتى ص۱۱۴۔

۷۵۷ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال اَخْبَرَنا هُشَيْمٌ عن اَبِى بِشْرٍ عن عِكْرِمَةَ قال رَأَيْتُ رَجُلاً عِندَ المَقَامِ يُكَبِّرُ فِى كُلِّ خَفْضٍ وَّ رَفْعٍ وَ إِذَا قَامَ وَ إِذَا وَضَعَ فَأَخْبَرْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فقال اَوَ لَيْسَ تِلْكَ صَلٰوةَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم لاَ أُمَّ لَكَ ۔

ترجمہ: حضرت عکرمہ رح کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کو مقام (یعنی مقام ابراہیم) کے پاس (نماز پڑھتے) دیکھا کہ وہ ہر جھکنے اور اٹھنے میں تکبیر کہتے اور جب کھڑے ہوتے اور جب سجدہ میں جاتے (تو بھی ہر مرتبہ تکبیر کہتے)، میں نے (بطور تعجب) حضرت ابن عباس رض سے بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تیری ماں نہ رہے کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہیں ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى "يكبر فى كل خفض و رفع و اذا قام و اذا وضع (اى اذا سجد"۔

والحديث هٰهنا ص۱۰۸۔

مقصد ترجمہ: مقصد کی وضاحت باب سابق میں گذر چکی ہے اور مزید اس باب سے امام بخاری رح تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ قومہ سے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کو سجدہ تک ممتد و حاوی ہونا چاہیے۔

تشریح: رایت رجلاً رجل سے مراد حضرت ابوہریرہ رض ہیں۔

بَاب ۵۰۷ التَّكْبِيرُ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ۔

۷۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمٰعِيلَ قال حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ عن عِكْرِمَةَ قال صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فقلتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَحْمَق فقال ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةَ اَبِى القَاسِمِ صلى الله عليه وسلم وقال مُوسٰى حَدَّثَنَا اَبَانُ قال حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ ۔

باب ، سجدوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے مکہ میں ایک بوڑھے شخص یعنی حضرت ابوہریرہ رضؓ کے پیچھے (ظہر کی) نماز پڑھی تو انھوں نے بائیس ۲۲ مرتبہ اللہ اکبر کہا تو میں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے کہا کہ یہ بزرگوار احمق معلوم ہوتے ہیں تو حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ۔

اور موسیٰ ابن اسماعیل نے کہا کہ ہم سے یہ حدیث ابان نے بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا قتادہ نے کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا۔

مطابقة للترجمة :۔ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فكبر ثنتين وعشرين تكبيرة" والحديث هٰهنا ص۱۰۸ ۔

۷۵۹ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ عَنِ ابنِ شِهَابٍ قال اَخْبَرَنِي اَبُوبَكْرِ بْنُ عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقولُ كان رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا قامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يقولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يقولُ وَهُوَ قائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حين يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حتى يَقْضِيَهَا وَ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بعدَ الجُلوسِ وقال عبدُ اللهِ بنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الحَمْدُ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (یعنی تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا لک الحمد کہتے پھر جب (سجدہ کے لئے) جھکنے لگتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تکبیر کہتے پھر دوسرے سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب (سجدہ سے) سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر آپ ؐ پوری نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ آپ ؐ نماز سے فارغ ہو جاتے اور آپ ؐ جب دو رکعتوں سے بیٹھ کر (یعنی تشہد میں بیٹھنے کے بعد) اٹھتے تو تکبیر کہتے ۔ اور عبد اللہ بن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا ہے "ربنا ولک الحمد"

مطابقۃ للترجمۃ: مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم یکبر حین یرفع راسہ"۔
تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۱۰۸ تا ص۱۰۹ ومسلم اول ص۱۶۹۔

مقصد ترجمہ مقصد بالکل واضح ہے کہ امام بخاری رح بتلانا چاہتے ہیں کہ انتقالاتِ نماز میں تکبیر ہوگی بالخصوص سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر لوگوں نے چھوڑ رکھا تھا، بخاری رح نے تصریح کردی کہ سجدہ سے اٹھتے وقت تکبیر ہوگی۔

اشکال: ص۱۱۴ پر ایک باب ہے " باب یکبر وھو ینھض من السجدتین "۔
اب اشکال یہ ہے کہ بظاہر تکرار معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہاں من السجود ہے اور ص۱۱۴ میں منَ السجدتین ہے اور ظاہر بات ہے کہ نہوض (اٹھنا) سجدتین ہی سے ہوگا ایک سجدہ کرکے اٹھنا نہیں ہوگا لہٰذا دونوں باب میں کوئی فرق بظاہر نہیں ہے۔

جواب: امام بخاری رح نے یہاں تو صرف یہ بیان کیا ہے کہ سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہی جائیگی اور ص۱۱۴ پر آنے والے باب میں محل تکبیر بیان کیا گیا ہے چونکہ اس میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اٹھنے کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں تکبیر ہوگی جیسے پہلی رکعت میں قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ ہے امام بخاریؒ ان حضرات کے خلاف فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تشہد سے اٹھنے کے ساتھ ساتھ تکبیر ہوگی۔
نیز دونوں باب میں یہ فرق ہے کہ یہاں پہلی رکعت میں اٹھنے کا بیان ہے اور ص۱۱۴ کے باب میں رکعتین کے بعد اٹھنے کا بیان ہے، فلا اشکال۔

تشریح باب کی پہلی روایت میں ہے یکبر ثنتین وعشرین تکبیرۃ"۔
بائیس ۲۲ تکبیرات کا مطلب یہ ہوا کہ یہ چار رکعت والی نماز تھی چنانچہ بعض روایت میں ظہر کی صراحت ہے ہر رکعت میں پانچ تکبیریں ہوں گی تو چار رکعت میں بیس ہوئیں اور ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری دو رکعتیں کے بعد تشہد سے اٹھتے ہوئے، اس لئے ہر چار رکعت والی نماز میں تعداد بائیس ۲۲ ہوجائے گی۔
اور تین رکعت والی نماز میں سترہ ۱۷ اور دو رکعت والی نماز میں کل گیارہ تکبیر ہونگی۔

وقال موسیٰ حدثنا ابان الخ: اس سند کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہوجائے چونکہ قتادہ میں تدلیس کی شکایت ہے، واللہ اعلم۔

باب ۵۰۸ وَضْعِ الْاَکُفِّ عَلَی الرُّکَبِ فِی الرُّکُوْعِ وقال اَبُوْحُمَیْدٍ فِی اَصْحَابِہٖ اَمْکَنَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَیْہِ مِنْ رُکْبَتَیْہِ۔

۷۶۰ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِیْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عن اَبِیْ یَعْفُوْرٍ قال سَمِعْتُ

مُصْعَبَ بنَ سَعْدٍ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ اَبِى فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّىَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَىَّ فَنَهَانِى اَبِى وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِيْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

باب ، رکوع میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان۔ اور حضرت ابوحمید رضؓ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے (جو صحابہ تھے) یہ بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر جما دیئے۔

ترجمہ حدیث معصب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ) کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہتھیلیوں کو ایک دوسرے سے ملایا اور انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان دبالیا تو میرے والد نے (اس عمل سے) منع کیا اور فرمایا کہ ہم پہلے ایسا کرتے تھے پھر ہم اس سے منع کر دیئے گئے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

مطابقة للترجمة: مطابقة الحديث للترجمة فى " وأمرنا أن نضع ايدينا على الركب "۔

تعدد موضعہ والحديث ههنا ص۱۰۹، مسلم اول ص۲۰۲، ابوداؤد اول ص۱۲۶ باب تفريع ابواب الركوع والسجود ووضع اليدين على الركبتين - والترمذى ص۳۵۔

مقصد امام بخاری رحؒ کا مقصد یہ ہے کہ رکوع میں امساک بالرکب یعنی اپنے دونوں ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو مضبوط پکڑنا مسنون ہے اور تطبیق منسوخ ہے۔

تشریح تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے کفین کو ملا کر ایک کی انگلیاں دوسرے میں داخل کر کے قینچی کرلیں جیسے تشبیک میں ہوتا ہے اور پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں کے بیچ میں دبا لیا جائے۔

امام بخاری رحؒ نے ابوحمید ساعدی رضؓ کے بیان سے یہ ثابت کیا ہے کہ رکوع میں سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑلیں اور اس مسئلہ میں جمہور ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ اور ان کے بعض اصحاب تطبیق کے قائل تھے۔

بعض حضرات سے منقول ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ کو نسخ کا علم نہ ہوسکا ہو! لیکن علامہ عینی رحؒ اس جواب سے خوش نہیں ہیں۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضؓ تخییر کے قائل ہوں کہ دونوں صورتوں میں اختیار ہے بہرحال حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے جب نقل کیا گیا تو فرمایا " صدق اخی " میرے بھائی نے سچ کہا ہے كنا نفعله فنهينا عنه۔ اور ظاہر ہے کہ جب صحابی کہے نُهينا تو حکماً مرفوع ہوگا یعنی ہمیں حضور اکرم ﷺ نے منع کر دیا۔

بہر حال جمہور کے یہاں تطبیق منسوخ ہے کسی کے یہاں معمول بہا نہیں ہے واللہ اعلم۔

بابٌ ۵۰۹ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ۔

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم۔

باب (نمازی) جب پوری طرح رکوع نہ کرے؟

ترجمہ حدیث زید بن وہب رح نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رض نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ کو پوری طرح ادا نہیں کر رہا ہے حضرت حذیفہ رض نے اس سے کہا "تو نے نماز نہیں پڑھی اور اگر تم (اس حالت میں) مر گئے تو تمہاری موت اس طریق پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ہے۔

مطابقة للترجمة مطابقة الحديث للترجمة في "لا يتم الركوع"۔ حدیث الباب میں رکوع کے ساتھ سجود کا ذکر بھی ہے لیکن چونکہ صـ۱۱۲ پر مستقل باب آرہا ہے "باب اذا لم يتم سجوده" اس لئے امام بخاری رح نے ترجمۃ الباب میں صرف رکوع کے ذکر پر اکتفا فرمایا ہے۔

تعدد موضعہ:۔ والحديث ههنا صـ۱۰۹ ومر صـ۵۶ ويأتي صـ۱۱۲۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح نے ترجمہ میں کوئی حکم نہیں لگایا جیسا کہ ان کی اکثر عادت ہے کہ مسائل مختلفہ میں کوئی حکم نہیں لگاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح شرح تراجم میں فرماتے ہیں "والمؤلف ساق الكلام على وجه يحتمل المذهبين"۔

ع۲ یا اذا کا جواب اس لئے ذکر نہیں فرمایا چونکہ آئندہ باب (یعنی ایک باب کے بعد باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتم رکوعہ بالاعادۃ) سے معلوم ہوجائیگا کہ اتمام رکوع نہ کرنے سے اعادۂ صلوٰۃ ہوگا۔

تشریح یہاں سے امام بخاری رح تعدیل ارکان کا مسئلہ بیان فرما رہے ہیں اور اسی کی اہمیت بتلانے کے لئے یہ ترجمہ قائم کیا ہے۔

مذاہب ائمہ ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود اطمینان سے ادا کرنا فرض ہے مثلاً رکوع کے بعد مکمل طور پر پورا کھڑا ہونے کے بعد سجدہ میں جانا

اسی طرح ایک سجدہ کے بعد دوسرے سجدہ میں جانے سے قبل پورے طور پر بیٹھ کر سجدہ کرنا فرض ہے اگر ایک سجدہ کے بعد ہاتھ سجدہ گاہ میں ہے صرف سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدیلِ ارکان واجب ہے اور ماصلیت یا فصل فانک لم تصل کو نفیِ کمال پر محمول کرتے ہیں جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور لا دین لمن لا عہد لہ۔

ولو مت مت علیٰ غیر الفطرۃ، فطرۃ سے مراد یہاں سنت ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اسی حالت میں مرگیا تو تارکِ سنت ہو کر مرے گا، واللہ اعلم۔

باب [۵۱۰] اسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ رَكَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ۔

باب، رکوع میں پیٹھ کو (سر کے) برابر رکھنے کا بیان۔

اور حضرت ابوحمیدؓ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ کو اتنا جھکا دیا کہ سر کے برابر کر دیا۔

مقصد یہ باب سابق کا تکملہ ہے مقصد بالکل واضح ہے کہ رکوع میں صرف کمر کو ذرا سا جھکا دینا کافی نہیں ہے بلکہ اتنا جھکا دیا جائے کہ پیٹھ سر کے برابر ہو جائے۔

تشریح اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے آگے صـ۱۱۴ پر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

باب [۵۱۱] حَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِيهِ وَالْاِطْمَأْنِينَةِ۔

۷۶۲ - حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

باب، رکوع کے پورا کرنے اور اس میں اعتدال و اطمینان کی حد کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت براءؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپؐ کے سجدے اور دونوں سجدوں کے درمیان کی نشست اور جب آپؐ رکوع سے اٹھتے تھے (یعنی قومہ) سب قریب قریب برابر ہوتے تھے سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے۔

مطابقۃ للترجمۃ: یہاں بخاری کے نسخے مختلف ہیں بعض نسخہ میں مثلاً بخاری کی قدیم شرح کرمانی میں

یہ حدیث حضرت براء رض باب سابق استواء الظہر فی الرکوع ہی کے تحت ہے اور یہاں یہ باب حدّ اتمام الرکوع الخ نہیں ہے۔

اس صورت میں مطابقت اس طرح ہوگی کہ بخاری نے یہاں دو مسئلہ بیان کیا ہے ۱ رکوع میں اس طرح جھکنا چاہئے کہ پیٹھ، کمر سب سر کے برابر ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ رکوع کی حدِ معتبر یہ ہے کہ اس میں اعتدال اور طمانینت ہونی چاہئے۔

پہلے مسئلہ کو حضرت ابوحمید ساعدی رض کی روایت سے ثابت کیا ہے، اور دوسرے مسئلہ کو حضرت براء رض کی روایت سے ثابت کیا کہ رکوع، جلسہ اور قومہ سب برابر ہوتے تھے۔

معلوم ہوا کہ سب میں اعتدال تھا اس سے صرف قیام للقراءۃ اور قعود للتشہد مستثنیٰ ہے کہ یہ طویل ہوتے تھے۔ برابری ممکن نہیں۔

اس تقریر سے علامہ ناصرالدین بن منیر کا اعتراض بھی جاتا رہا چونکہ نسخے مختلف ہیں تو یہ حدیث براء رض دوسرے باب کے مطابق ہے۔

اور اگر ہمارے نسخہ کا اعتبار ہو کہ حضرت براء رض کی حدیث کے لئے مستقل باب ہے "حدّ اتمام الرکوع الخ" کا اس صورت میں مناسبت بالکل واضح ہے کہ رکوع، سجدہ وغیرہ ایک دوسرے کے مساوی و برابر ہوتے تھے یہ بھی تو ایک حد ہے۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹ وص۱۱۰ وص۱۱۳ ومسلم شریف ص۱۸۹۔

مقصد باب سابق سے معلوم ہوا تھا کہ ارکانِ نماز (رکوع، سجدہ وغیرہ) میں اعتدال و اتمام مطلوب ہے۔ اب یہ بتلا رہے ہیں کہ اس اتمام کی حد کیا ہے؟ یعنی رکوع کرنے والے کو یا سجدہ کرنے والے کو کس حد پر کہا جائیگا کہ اس نے رکوع کی سنت پوری کرلی یا سجدہ کا اتمام کرلیا۔

حاصل یہ ہے کہ نمازی جب رکوع میں جائے تو جھکنے کی حرکت بالکل ختم ہو جائے اور رکوع میں اس طرح سکون ہو جائے کہ سر سے لیکر پیٹھ اور کمر بالکل برابر ہو جائے علیٰ ہٰذا سجدہ وغیرہ۔

بعد والے ابواب بھی اسی تعدیل ارکان سے متعلق ہیں جو آرہے ہیں۔ عغ چلمل۔

باب ۵۱۲ اَمْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِی لَا یُتِمُّ رُکُوعَہٗ بِالْاِعَادَۃِ۔

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِی سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ

عَلَي النبيِّ صلی الله علیه وسلم فردَّ عَلَيْهِ النبيُّ صلی الله علیه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فصَلّى ثمّ جاءَ فسلَّمَ عَلَى النبيِّ صلی الله علیه وسلم فقال ارْجِعْ فصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثاً فقال وَالّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فعَلِّمْنِي فقال إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فكَبِّرْ ثمّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثمّ ارْكَعْ حتى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثمّ ارْفَعْ حتى تَعْتَدِلَ قائِماً ثمّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمّ ارْفَعْ حتى تَطْمَئِنَّ جَالِساً ثمّ اسْجُدْ حتى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثمّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

باب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو جس نے رکوع کو پوری طرح ادا نہیں کیا دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دینا۔

ترجمہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے پھر ایک شخص (حضرت خلاد بن رافع رضؓ) مسجد میں آئے اور انھوں نے نماز پڑھی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلام کیا آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی چنانچہ اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا (آپؐ نے سلام کا جواب دے کر) پھر فرمایا تم لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح تین مرتبہ (آپؐ نے) فرمایا پھر اس شخص نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے تعلیم فرمادیجئے تو آپؐ نے فرمایا " جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر (اللہ اکبر) کہو پھر قرآن مجید کے جس حصہ کا پڑھنا تمہارے لئے آسان ہو (یعنی جو تجھ کو یاد ہو) وہ پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان ہو جائے پھر رکوع سے اٹھ جاؤ یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر سجدہ سے اٹھ جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان پیدا ہو جائے پھر پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان امر النبي صلی الله علیه وسلم لذلك الرجل بقوله " ارجع فصلّ فانك لم تصلّ " امر بالاعادة لانه لم يتم الركوع والسجود۔

تعدد موضعہ: والحديث ههنا ص۱۰۹ ومر ص۱۰۴ تا ص۱۰۵ ويأتي ص۹۲۴ وص۹۸۶

مسلم اول صـ۱۷۰، ابوداؤد اول صـ۱۲۴، ترمذی اول صـ۴۰ و آثار السنن جلد اول صـ۱۱۳۔

مقصد ترجمہ یہ ترجمہ شارحہ ہے اسی صـ۱۰۹ میں ایک باب بخاری رہ نے قائم کیا تھا "باب اذا لم یتم الرکوع" وہاں اذا کا جواب ذکر نہیں کیا تھا اس باب میں اس کو بیان کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی صحابی (خلاد بن رافع رضؓ) کو رکوع اور سجدہ وغیرہ میں تعدیل و اطمینان میں کوتاہی دیکھ کر اعادہ کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان فرض ہے یہی امام بخاریؒ اور ائمہ ثلاث کا مذہب ہے احناف کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

تشریح طرفین کے نزدیک تعدیلِ ارکان واجب ہے دلیل آیت قرآنی ہے کہ صرف رکوع کا حکم ہے اور رکوع کے معنی مطلقاً انحناء کے ہیں پس قرآن مجید سے ثابت شدہ فرض اور حدیث پاک سے واجب، چونکہ اخبار احاد سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تعدیلِ ارکان چھوڑ دے تو ذمہ سے فریضۂ صلوٰۃ تو ساقط ہو جائیگا لیکن نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ امام صاحبؒ سے ایک روایت فرضیت کی اور ایک روایت سنیت کی بھی ہے لیکن مذہب مختار وجوب ہی کا ہے۔

فصلی الخ حافظ نے نسائیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ دو رکعتیں تحیۃ المسجد تھیں۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نفل شروع کر کے باطل کرنے پر اعادہ واجب ہے لقولہ تعالیٰ "لا تبطلوا اعمالکم"۔

رہا فرضیت پر استدلال فانک لم تصل سے؟

جواب:۔ نفی کمال پر محمول ہے کما مرّ، اور اس کی دلیل حضرت خلاد رضؓ ہی کا واقعہ ہے جو ترمذی جلد اول صـ۴۰ میں حضرت رفاعہ بن رافع رضؓ کی روایت ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فاذا فعلت ذٰلک قد تمت صلوٰتک وان انتقصت منه شیئا انتقصت من صلوٰتک الخ۔

اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیلِ ارکان کے ترک پر بطلان صلوٰۃ کا حکم نہیں لگا بلکہ نقصان کا حکم لگایا اور صحابہ کرام رضؓ نے بھی اس کا مطلب یہی سمجھا کہ تعدیلِ ارکان کے ترک سے پوری نماز باطل نہیں ہوگی البتہ اس میں نقصان آجائیگا اگر تعدیل فرض ہوتا تو نماز ناقص نہیں باطل ہو جاتی، واللہ اعلم۔

بَابُ ۵۱۳ الدُّعَاءِ فِی الرُّکُوعِ۔

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ

اَبِی الضُّحٰی عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَۃَ رضـ قالتْ کان النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فِی رُکُوعِہٖ وَسُجُودِہٖ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ۔

باب ، رکوع میں دعاء کرنے کا بیان ۔

ترجمہ حدیث حضرت عائشہ رضـ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور اپنے سجدوں میں یہ پڑھتے تھے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی ۔

اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور اے ہمارے پروردگار میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھے بخشدے ۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا صـ۱۰۹ ویاتی صـ۱۱۳ ویاتی فی المغازی صـ۶۱۵ وفی کتاب التفسیر صـ۷۴۲ ومسلم اول صـ۱۹۲ ۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں بھی دعاء مغفرت جائز ہے جیسا کہ حدیث الباب سے ثابت ہوا۔

اگر منفرد ہے تو بلاشبہ درست ہے لیکن اگر امام ہے تو مقتدی کی رعایت کرنی ہوگی ۔

حضرت امام مالک رح سے منقول ہے کہ سجدہ میں تو دعا درست ہے اور رکوع میں مکروہ ، چونکہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے فاما الرکوع فعظموا فیہ الرب واما السجود فاجتھدوا فی الدعاء (مسلم ج ۲ صـ۱۹۱) (رکوع میں خدا کی تعظیم بجالاؤ اور سجدہ میں دعا کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرو) ۔

بخاری رح بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث مسلم سے رکوع میں دعا کا عدم جواز یا مکروہ ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے یعنی بخاری رح اس وہم کو دور کرنا چاہتے ہیں واللہ اعلم ۔

بابـ۵۱۴ مَایقولُ الْاِمامُ وَمَن خَلْفَہٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ

۷۶۵ ۔ حَدَّثَنَا آدمُ قال حَدَّثَنا اِبنُ اَبِی ذِئْبٍ عن سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قال کانَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قال سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قال اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَکَعَ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ یُکَبِّرُ وَ اِذَا قامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ قال اللّٰہُ اَکْبَرُ ۔

باب ، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد امام اور مقتدی کیا دعاء پڑھیں ؟

ترجمہ حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضـ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن

حمدہ کہتے تو (اس کے بعد) اللّٰھم ربنا ولک الحمد (بھی) کہتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دونوں سجدوں سے (فارغ ہوکر) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، ترجمۃ الباب دو چیزوں پر مشتمل ہے ۱ مایقول الامام، ۲ مایقول مَن خلفہ ای المقتدی۔

حدیث الباب کی مطابقت جزء اول سے تو ظاہر ہے۔ اور جزء ثانی کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابواب سابقہ میں گذر چکا ہے "انما جعل الامام لیؤتم بہ" بس اس سے جزء ثانی کی مطابقت و مناسبت نکالی جا سکتی ہے، یا مطابقت بالالتزام یوں بھی ہو سکتی ہے کہ ارشاد نبوی ہے صلوا کما رأیتمونی اُصلی یعنی جیسے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح تم لوگ بھی نماز پڑھو۔

تعدد موضعہ: والحدیث ھٰہنا ص۱۰۹۔

مقصد ترجمہ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ تومہ یعنی رکوع سے اٹھنے کے بعد امام کیا کہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح یعنی امامین الہامین کے نزدیک امام فقط سمع اللہ لمن حمدہ کہے، اور مقتدی فقط اللّٰھم ربنا ولک الحمد کہے۔

لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللّٰھم ربنا ولک الحمد" (بخاری ص۱۰۹)۔ اگلے باب میں حضرت ابوہریرہ رض کی روایت آرہی ہے جس میں وظائف کی تقسیم ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع (سمع اللہ لمن حمدہ) ہے اور مقتدی کا وظیفہ تحمید (اللّٰھم ربنا ولک الحمد) ہے۔

امام شافعی رح، امام احمد رح اور صاحبین رح کے نزدیک امام تسمیع و تحمید دونوں کہے گا۔

امام بخاری رح بھی اسی کے قائل ہیں یعنی شوافع رح کی موافقت کر رہے ہیں۔

تشریح امام بخاری رح نے اس باب میں جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں فقط امام کا ذکر ہے حدیث میں مقتدی کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن امام بخاری رح نے اس حدیث پر مَن خلفہ کا اضافہ کر کے اپنا رجحان ظاہر فرمایا ہے، البتہ منفرد دونوں (تسمیع و تحمید) کو جمع کریگا اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

بَابُ ۵۱۵ فَضْلِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

٧٦٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم اذا

قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب ، اللهم ربنا ولك الحمد کی فضیلت کا بیان۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم لوگ اللّٰھم ربنا لك الحمد کہو اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول سے موافق ہو جائیگا اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

مطابقتہ للترجمہ مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله " غفر له ما تقدم من ذنبه "۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۰۹ و یاتی ص۴۵۸۔

مقصد امام بخاری رح کا مقصد تو ترجمہ ہی سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد ان کلمات کے کہنے کی فضیلت و ثواب کو بیان کرنا ہے۔

لیکن حیرت ہے کہ حدیث پاک میں تقسیم وظیفہ کی تصریح ہے کہ امام کا وظیفہ تسمیع اور مقتدی کا وظیفہ تحمید ہے۔ یعنی حدیث میں وظائف کی تقسیم ہے والقسمة تنافی الشرکة، اور یہ دلیل ہے امام مین الھامین کی، کما مر۔

تشریح اور امام بخاری رح اور حضرات شوافع کے قول کے مطابق اگر امام تسمیع و تحمید دونوں کو جمع کرے گا تو عظیم اشکال یہ ہے کہ امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لك الحمد پھر امام ربنا لك الحمد کہے گا تو امام کی تحمید مقتدی کی تحمید سے مؤخر ہو جائے گی اور یہ وظیفہ اقتداء کے خلاف ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ تحمید کن الفاظ میں افضل ہے عند الاحناف سب سے افضل اللّٰھم ربنا ولك الحمد ہے یعنی جن کے الفاظ زیادہ ہوں وہ اعلیٰ و افضل ہوگا واللہ اعلم۔

باب ۵۱۶

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِی الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ

وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ ۔

باب ، بلا ترجمہ ۔

ترجمہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ میں تمہاری نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب کردوں گا (یعنی میں تم لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھلاؤں گا) چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نماز ظہر اور نماز عشاء اور نماز فجر کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد دعاء قنوت پڑھتے تھے اور اہل ایمان کے لئے دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ قال الحافظ "كذا للجميع بغير ترجمة الا للاصيلى فحذفه" یعنی بخاری شریف کے جملہ نسخ میں یہ باب بلا ترجمہ ہے، اصیلی نے تو لفظ باب کو بھی حذف کر دیا ہے۔

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ راجح یہ ہے کہ لفظ باب ہونا چاہئے کیونکہ اس باب کے تینوں روایات میں سے کسی روایت میں اللهم ربنا ولك الحمد کی فضیلت کا اثبات نہیں ہے اس لئے یہاں لفظ باب ہونا چاہئے تاکہ یہ باب کالفصل من الباب السابق ہوجائے۔

تعدد موضعہ والحديث هٰهنا ص۱۰۹ تا ص۱۱۰ ایضاص۱۱۰ ویاتی ص۱۳۶ وص۲۱۰ تاص۲۱۱ وص۴۷۹ وص۶۵۵ وص۶۶۱ وص۹۱۵ وص۹۲۶ وص۱۰۲۶ ۔

۷۶۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ ۔

ترجمہ حضرت انس رضؓ نے فرمایا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) فجر اور مغرب (کی نماز) میں قنوت پڑھی جاتی تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ :۔ یہ باب بلا ترجمہ ہے کمامرّ۔

تعدد موضعہ :۔ والحديث هٰهنا ص۱۱۰ ویاتی فی الوتر ص۱۳۶ ۔

۷۶۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ

قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ۔

ترجمہ حدیث حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رض سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو جب آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو آپ ص کے پیچھے ایک شخص (خود رفاعہ رض) نے ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہا پھر جب آپ ص نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟" تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں تھا، آپ ص نے فرمایا کہ میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کے سلسلے میں مسابقت کر رہے تھے کہ اس کو کون پہلے لکھے۔

مطابقتہ للترجمۃ:۔ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "قد بیناہ فی اول الباب"

تعدد موضعہ:۔ والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰۔

مقصد ترجمہ باب کے تحت مذکور ہو چکا ہے کہ یہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے۔ یعنی من وجہٍ باب سابق سے تعلق ہے کہ اللھم ربنا لک الحمد کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ تیسری روایت حضرت رفاعہ بن رافع رض کی روایت تحمید موجود ہے البتہ کچھ مزید کلمات ہیں۔ اور من وجہٍ باب سابق سے الگ ہے کہ تحت الباب کی دو روایات میں تحمید کا ثبوت نہیں ہے بلکہ قنوت کا ذکر ہے اس لئے لفظ باب بڑھا کر باب سابق سے فصل کر دیا ہے۔

حاشیہ کا نسخہ "باب القنوت" ہے حافظ عسقلانی رح کا رجحان یہ ہے کہ یہ درست نہیں (فتح)۔

شیخ الحدیث رح بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بلکہ یہ تو (یعنی باب القنوت) ابواب الوتر میں ہونا چاہئے، (تقریر بخاری)۔

تشریح اگر باب القنوت کا نسخہ صحیح مان لیا جائے جیسا کہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ رح کا رجحان ہے تو اس کی توجیہ یہ ہوگی یعنی بخاری رح کا مقصد یہ بتانا ہوگا کہ قنوت بعد الرکوع ہونا چاہئے۔

قنوت نازلہ تفصیل تو اپنی جگہ آئیگی انشاء اللہ۔ یہاں صرف یہ عرض ہے کہ احناف و مالکیہ رح کے نزدیک عند النوازل و حوادث فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھا جائے گا۔

(۲) حضرات شوافع فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں ہوگا۔

دراصل قنوت نازلہ کا مدار حوادث کی شدت و ضعف، قلت و کثرت پر ہے اگر حالات زیادہ سے زیادہ خراب ہوں تو عند الاحناف بھی تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات سے حفاظت فرمائے آمین۔

باب ۵۱۷ الطُّمَانِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وقال اَبُوْحُمَيْدٍ رَفَعَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتَوٰى حتى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ۔

۷۷۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن ثابتٍ قال كان اَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فكانَ يُصَلِّي فاِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حتى نقولَ قَدْ نَسِيَ۔

باب، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قومہ میں اطمینان کا بیان (یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا) اور حضرت ابوحمید رضؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا

ترجمہ حدیث ثابت بنانی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضؓ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاتے تھے چنانچہ آپ نماز پڑھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ہم دل میں کہتے کہ آپ (سجدہ میں جانا) بھول گئے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاذا رفع راسه من الركوع قام حتى نقول قد نسي"

تعدد موضعہ: والحديث هٰهنا ص۱۱۰ و ياتی ص۱۱۳۔

۷۷۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوالوَلِيْدِ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنِ الحَكَمِ عَنِ ابنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ البَرَاءِ قال كَانَ رُكُوْعُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَسُجُوْدُهٗ وَ اِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَاءِ۔

ترجمہ حضرت براء رضؓ (ابن عازب) سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور آپؐ کا سجود اور جب آپؐ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تھے (یعنی قومہ) اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه لما كان ركوعه صلى الله عليه وسلم ورفع راسه منه قريبا من السواء وكان يطمئن في الركوع الخ (عمدة)

تعدد موضعہ: والحديث هٰهنا ص۱۱۰ ومرّ ص۱۰۹ وياتی ص۱۱۳۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن اَيُّوْبَ عن اَبِي قِلَابَةَ قال كَانَ مَالِكُ بنُ الحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَ ذَاكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَقَامَ فَاَمْكَنَ القِيَامَ

ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَانْصَبَّ هُنَيَّةً قَالَ فَصَلَّى بِنَا صَلٰوةَ شَيْخِنَا هٰذَا أَبِي يَزِيْدَ وَكَانَ أَبُوْ يَزِيْدَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْاٰخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ۔

ترجمہ ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ ہمیں (نماز پڑھ کے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت دکھلاتے تھے اور یہ دکھانا نماز کے وقت کے علاوہ میں تھا چنانچہ (ایک روز) حضرت مالک بن حویرث رضؓ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور اچھی طرح سے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابوقلابہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضؓ نے ہمارے اس شیخ ابویزید کی طرح نماز پڑھی اور ابویزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو اچھی طرح بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ :- مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "ثم رفع رأسه فانصبّ هنيّة"

تعدد موضعہ :- والحديث ههنا صـ۱۱۰ ومرّ صـ۹۳ ويأتي صـ۱۱۳ وصـ۱۱۴۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رحؒ ابواب سابقہ میں رکوع اور سجود میں طمانینت (اطمینان واعتدال) کو بیان کرچکے ہیں اب اس باب سے قومہ میں اطمینان کو ثابت فرمارہے ہیں اور اسی اطمینان کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی تعلیق کو ذکر فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آگیا۔

تشریح امام بخاری رحؒ نے حضرت ابوحمید ساعدی رضؓ کی مذکورہ تعلیق کو آگے چل کر صـ۱۱۴ میں "باب سنة الجلوس في التشهد" کے تحت موصولاً ذکر فرمایا ہے۔

حتى نقول قد نسي یعنی اعتدال واطمینان طویل کرتے تھے الخ

حنفیہ کے نزدیک بھی یہ اعتدال جائز ہے جبکہ مقتدی نہ گھبرائیں۔

حضرات شوافع رحؒ کے نزدیک فی قول مفسد صلوٰۃ ہے اور یہی شوافع رحؒ کے نزدیک مشہور ہے۔

حنابلہ کے یہاں مستحب ہے۔

حنفیہ ومالکیہ فرماتے ہیں کہ نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ جائز ہے کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خاص تجلی ہوتی تو ایسا ہوا کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ قد نسي کہتے تھے ورنہ اگر ہمیشہ یا اکثر عادت شریفہ یہ ہوتی تو قد نسي کہنے کی کیا ضرورت ہوتی کیونکہ وہ تو روز کی عادت ہوتی۔

صلوٰة شيخنا هٰذا اس سے مراد حضرت عمرو بن سلمہ رضؓ ہیں جن کی کنیت ابویزید ہے۔

روایت میں جلسۂ استراحت کا تذکرہ ہے جو عند الشوافع مستحب ہے لیکن احناف رح کے نزدیک مستحب نہیں ہے الا لعذر۔ چونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات صحابہ رض ینھضون علیٰ صدور قدمیہ۔ واللہ اعلم

باب ۵۱۸ یَهْوِیْ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَّسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنْ كَانَتْ هٰذِهٖ لَصَلٰوتَهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ۔

باب ، جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور نافع رح نے کہا کہ حضرت ابن عمر رض اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے۔

ترجمہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمان اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے فرض ہو یا غیر فرض، رمضان میں ہو یا غیر رمضان۔

چنانچہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر سجدہ کرنے سے پہلے ربنا ولک الحمد کہتے پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب دوسرا سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ کرکے کھڑے ہونے لگتے تو اللہ اکبر کہتے اور وہ نماز کی ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجاتے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ مشابہت میں تم سب سے زیادہ قریب ہوں بلاشبہ آپ کی نماز اسی طرح تھی یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے، ابوبکر اور ابوسلمہ دونوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہ چند لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور ان کا نام لے کر فرماتے اے اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ کفار مضر پر اپنی پکڑ سخت کردے اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کردے جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا (حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ) مشرق میں رہنے والے کفار مضر اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے۔

مطابقتہ للترجمۃ مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم یقول اللہ اکبر حین یھوی ساجداً"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۱۰، مر الحدیث ص۱۰۸ وص۱۰۸ وص۱۰۹ تا ص۱۰۹، ابوداؤد ص۱۲۱ فی باب اتمام التکبیر، وقال ابوھریرۃ الخ مر ص۱۱۰ ویاتی ص۱۳۶ وص۴۱۰ وص۴۷۹ وفی التفسیر ص۶۵۵ وص۶۶۱ وص۹۱۵ وص۹۴۲ وص۱۰۲۶۔

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عبدِ اللهِ قال حَدَّثَنا سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ عن الزُّهْرِيِّ قال سَمِعتُ اَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ سَقَطَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عن فَرَسٍ وَرُبَّمَا قال سُفْيٰنُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأَيْمَنُ فدَخَلْنا عليه نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِداً وَقَعَدْنَا وقال سُفْيٰنُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوداً فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا رَكَعَ

فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَكَذَا جَاءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْأَيْمَنُ۔

ترجمہ امام زہری رح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رض کو فرماتے ہوئے سنا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے اور کبھی سفیان نے عن فرس کے بجائے من فرس کہا، تو آپ ص کی داہنی جانب چھل گئی تو ہم لوگ آپ ص کی عیادت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو آپ ص نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب آپ ص نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو (سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کیا) معمر نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے؟ تو علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے کہا "جی ہاں" اس پر سفیان نے کہا کہ بیشک معمر نے یاد رکھا۔ اسی طرح زہری رح نے ولک الحمد کہا اور مجھے یاد ہے کہ زہری نے من شقہ الایمن (یعنی آپ ص کا داہنا پہلو چھل گیا تھا) کہا تھا، پھر جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے کہا کہ امام زہری رح نے فجحش ساقہ الایمن کہا تھا جبکہ میں (سفیان) زہری کے پاس تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ:- مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "واذا سجد فاسجدوا"۔

تعدد موضعہ والحدیث ھٰھنا ص۱۱۱ تا ص۱۱۱، مرّ الحدیث ص۵۵ وص۹۶ وص۱۰۱ ویاتی ص۱۵۰ وص۲۵۶ وص۳۳۵ وص۴۸۳ وص۴۹۷ وص۹۸۹۔

مقصد ترجمہ امام بخاری رح کا مقصد ھوی اور تکبیر کی معیت کا لزوم بتلانا ہے۔
ھوی یھوی ھوِیًّا کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا، جھکنا۔

ترجمہ ہے یھوی بالتکبیر حین یسجد یعنی جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور حدیث پاک کے الفاظ ہیں یقول اللہ اکبر حین یھوی ساجدًا یعنی جب سجدہ کے لئے جھکے تو اللہ اکبر کہے۔ پس صاف معلوم ہوا کہ جھکنے کا فعل اور تکبیر کا قول بالکل ساتھ ساتھ ہوگا تقدیم وتاخیر نہ ہوگی۔

چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں "غرضہ من ھٰذا العقد ان

التکبیر ینبغی ان یکون مقارناً للھوی من غیر تقدیم و تاخیر۔ (شرح تراجم)

تشریح امام بخاری رح نے ترجمہ میں حضرت ابن عمر رض کا اثر نقل فرمایا ہے یضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ اب سوال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب اور اثرِ ابنِ عمر میں مناسبت کیا ہے؟

جواب:۔ علامہ عینی رح فرماتے ہیں "لان للھوی الی السجود صفتین صفۃ قولیۃ وصفۃ فعلیۃ الخ (عمدہ)۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہوی یعنی سجدہ کے لئے جھکنے کی دو صفتیں ہیں ۱ قولی، ۲ فعلی۔

امام بخاری رح نے جب ترجمہ میں صفتِ قولیہ کو بیان کیا کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے تو یہ صفت قولیہ کو بیان کرنے کے بعد سجدہ میں جانے کی دوسری صفت کی وضاحت کے لئے حضرت ابن عمر رض کا اثر پیش کر کے صفتِ فعلیہ کو بیان کر دیا کہ فعل سجدہ اس طرح ہوگا کہ پہلے دونوں ہاتھ رکھے جائینگے پھر دونوں گھٹنے۔

وضع الرکبتین قبل الیدین او بالعکس رکوع سے فراغت کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر سجدہ میں جانے کا طرز کیا ہوگا؟ اس میں تین اقوال ہیں:۔

(۱) امام مالک رح اور فی روایۃ امام احمد رح کے نزدیک وضع الیدین قبل الرکبتین ہوگا۔
(۲) امام اعظم ابو حنیفہ رح، امام شافعی رح اور امام احمد رح فی المشہور و جمہور فقہاء کے نزدیک وضع الرکبتین قبل الیدین ہوگا۔
(۳) امام مالک رح کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مصلی کو اختیار ہے۔

حضرات مالکیہ رح کا استدلال ایک تو حضرت ابن عمر رض کے اس اثر سے ہے جس کو بخاری رح نے ترجمہ میں تعلیقاً ذکر کیا ہے دوسرا استدلال حضرت ابوہریرہ رض کی روایت سے ہے ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۲ ونسائی اول ص ۱۲۳۔

جواب:۔ حضرت گنگوہی رح فرماتے ہیں ذلك لانہ کان ثقیلاً الخ (لامع ج ۱ ص ۳۱۹)۔ یعنی حضرت ابن عمر رض سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بدن بھاری تھا اور پیروں میں بھی ضعف تھا اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رض تشہد میں چار زانو ہو کر بیٹھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رض کی حدیث ۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی حدیث سے منسوخ ہے جس میں ہے کنا نضع الیدین قبل الرکبتین فامرنا بوضع الرکبتین قبل الیدین، (ابن خزیمہ)۔

۲ یہ روایت مقلوب ہے کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابوہریرہ رض کی اسی حدیث کے الفاظ اسی کے برخلاف ہیں اذا سجد احدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ ولا یبرك کبروك الفحل۔

ائمہ ثلاثہ رح و جمہور کا استدلال حضرت وائل بن حجر رض کی روایت سے ہے جو ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے، شارح بخاری علامہ کرمانی رح فرماتے ہیں کہ جمہور کہتے ہیں "یضع اولاً فی الارض من اعضاء السجود ما ھو اقرب الی الارض" یعنی اعضاءِ سجود میں سے جو عضو زمین سے قریب ہو

اس کو عمل سجدہ میں مقدم رکھا جائیگا اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کے برعکس ہوگا یعنی اٹھتے وقت جو عضو آسمان سے قریب ہوگا اس کو مقدم رکھا جائے گا واللہ اعلم۔

اللّٰھم انج الولید الخ یہاں دو مسائل ہیں ۱۔ قنوت نازلہ کا؟ اس کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص۱۴۰۔

دوسرا مسئلہ اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف الخ یہ بحث کتاب الاستسقاء میں آئیگی انشاء اللہ۔

باب کی دوسری روایت میں ہے کذا جاء بہ معمر یہ سفیان بن عیینہ کا مقولہ ہے، سفیان نے جب اپنے شاگرد علی بن مدینی سے یہ روایت بیان کیا تو بیان کرنے کے بعد سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کہ تم نے یہ روایت معمر سے بھی سنی ہے تو کیا جیسے میں نے بیان کیا ہے اسی طرح معمر نے بھی بیان کیا؟ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ میں نے جواباً کہا "جی ہاں"۔ سفیان کو جب تائید ملی تو سفیان نے معمر کی تعریف کی قال لقد حفظ یعنی سفیان نے کہا کہ معمر نے یاد رکھا یعنی اس کو صحیح یاد ہے۔

قال الزھری ولک الحمد یعنی زہریؒ نے اس روایت میں "ولک الحمد" واؤ کی زیادتی کیساتھ فرمایا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے بغیر واؤ کے صرف لک الحمد نقل کیا ہے۔

حفظت من شقہ الایمن سفیان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ زہریؒ سے شقہ الایمن ہی یاد کیا ہے، لیکن ہمارے سبق کے ایک ساتھی ابن جریج بھی تھے جب ہم دونوں سبق سے اٹھ کر چلے تو ابن جریج نے فجحش ساقہ الایمن نقل کیا حالانکہ مجھے خوب یاد تھا کہ شقہ الایمن کہا ہے۔

قال ابن جریج وانا عندہ الخ: وانا عندہ یہ مقولہ سفیان کا ہے اور عندہ کی ضمیر کا مرجع زہری ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں کہ میں زہری کے قریب تھا اور ابن جریج پیچھے دور میں تھے اس لئے میں پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ زہری نے شقہ الایمن ہی کہا تھا۔ کیونکہ میں زہری کے قریب تھا۔

عندہ کے مرجع میں یہ احتمال بھی ہے کہ مرجع ضمیر ابن جریج ہوں، مطلب یہ ہے کہ میں ابن جریج کے پاس تھا الگ نہیں تھا اس لئے یہ وہم بھی ختم ہوگیا کہ شاید بعد میں ابن جریج نے کچھ سن لیا ہو۔ واللہ اعلم۔

فہرست عناوین نصر الباری جلد سوم

عناوین	صفحہ	عناوین	صفحہ	عناوین	صفحہ
باب الصلوٰۃ فی مرابض الغنم	۳	فائدہ	۲۱	باب اصحاب الحراب فی المسجد	۳۶
باب الصلوٰۃ فی مواضع الابل	۴	مسجد میں داخل ہونے پر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے	۲۲	باب ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد۔	۳۷
باب من صلی وقدامہ تنور	۵				
امام بخاری کا استدلال	۷	باب الحدث فی المسجد	۲۴	بیع مکاتب	۴۰
قبرستان میں نماز کی کراہت	۷	مسجد کی تعمیر کا بیان	۲۵	سوال وجواب	۴۰
باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف والعذاب	۸	تشریح والفاظ کی تشریح	۲۶	باب التقاضی والملازمۃ فی المسجد۔	۴۰
تشریح الفاظ	۹	مسجد کی تعمیر میں باہمی تعاون کا بیان۔	۲۷	باب کنس المسجد والتقاط الخرق الخ	۴۱
باب الصلوٰۃ فی البیعۃ	۱۰	بڑھئی اور کاریگروں سے مسجد کی تعمیر	۲۹		
مقصد ترجمہ	۱۱			صلوٰۃ علی القبر	۴۲
تشریح	۱۲	اشکال	۳۰	باب تحریم تجارۃ الخمر فی المسجد۔	۴۳
باب بلا ترجمہ	۱۲	جواب	۳۰		
اشکال	۱۳	باب ۳۰۵ من بنی مسجداً	۳۱	مسجد کیلئے خدام مقرر کرنا	۴۴
باب ۲۹۶ قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداً وطہوراً	۱۴	اشکال وجواب	۳۲	باب الاسیر والغریم یُربط فی المسجد	۴۵
مسجد میں عورت کا سونا	۱۵	باب یاخذ بنصول النبل اذا مر فی المسجد۔	۳۳	سوال وجواب	۴۶
باب نوم الرجال فی المسجد	۱۷	باب المرور فی المسجد	۳۳	باب الاغتسال اذا اسلم وربط الاسیر ایضاً الخ	۴۷
باب الصلوٰۃ اذا قدم من سفر	۲۰	باب الشعر فی المسجد	۳۴		

عنوان	صفحہ
باب الخیمۃ فی المسجد للمرضیٰ وغیرہم	۴۹
باب ادخال البعیر فی المسجد للعلۃ الخ	۵۰
باب ۳۱۹ بلا ترجمہ	۵۲
باب النخوخۃ والممر فی المسجد	۵۳
باب الابواب والغلق للکعبۃ والمساجد	۵۶
باب دخول المشرک فی المسجد	۵۸
ائمہ کے اقوال	۵۹
مجوزین کی دلیل	۵۹
شوافع وغیرہ کی دلیل	۵۹
باب رفع الصوت فی المسجد	۶۰
باب الحلق والجلوس فی المسجد۔	۶۲
اشکال وجواب	۶۵
باب الاستلقاء فی المسجد	۶۶
اشکال وجواب	۶۷
باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس فیہ	۶۷
باب الصلوٰۃ فی مسجد السوق وصلی ابن عون فی المسجد الخ	۶۹
باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ	۷۱
اشکال	۷۴
کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ اور ائمہ عظام کے اقوال	۷۵
باب المسجد التی علیٰ طرق المدینۃ والمواضع التی الخ	۷۶
اشکال	۸۲
تشریحات	۸۳
دوسری منزل حدیث ۴۶۸	۸۴
حدیث ۴۶۹	۸۴
حدیث ۴۷۰ تیسری منزل	۸۶
حدیث ۴۷۱ چوتھی منزل	۸۶
حدیث ۴۷۲ پانچویں منزل	۸۶
حدیث ۴۷۳ چھٹی منزل	۸۶
حدیث ۴۷۴ ساتویں منزل	۸۷
حدیث ۴۷۵ آٹھویں منزل	۸۷
باب سترۃ الامام سترۃ من خلفہ	۸۸
اشکال	۸۸
تشریحات سترہ	۹۰
نمازی اور سترہ کے درمیان کتنا فاصلہ چاہیئے۔	۹۰
ثلاثیات بخاری	۹۱
باب الصلوٰۃ الی الحربۃ	۹۱
باب الصلوٰۃ الی العنزۃ	۹۲
باب السترۃ بمکۃ وغیرھا۔	۹۳
باب الصلوٰۃ الی الاسطوانۃ	۹۴
باب الصلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ۔	۹۶
اشکال	۹۸
باب ۳۳۷ بلا ترجمہ	۹۸
باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ والبعیر والشجر والرحل۔	۹۹
باب الصلوٰۃ الی السریر	۱۰۰
باب اثم المار بین یدی المصلی	۱۰۳
باب استقبال الرجل الرجل وھو یصلی الخ	۱۰۴
اشکال	۱۰۵
باب الصلوٰۃ خلف النائم	۱۰۵
اشکال	۱۰۶
باب التطوع خلف المرأۃ	۱۰۷
باب من لا یقطع الصلوٰۃ شیٔ	۱۰۸
باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علیٰ عنقہ فی الصلوٰۃ۔	۱۱۰
باب اذا صلی الیٰ فراش فیہ حائض	۱۱۱
باب ھل یغمز الرجل امرأتہ عند السجود لکی یسجد	۱۱۲
باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئاً من الاذیٰ۔	۱۱۲

کتاب مواقیت الصلوٰۃ	۱۱۵
سوال وجواب	۱۱۷
سوال	۱۱۸
اشکال	۱۱۸
باب قول اللہ عزوجل منیبین الیہ واتقوہ الخ	۱۱۹
باب البیعۃ علیٰ اقام الصلوٰۃ	۱۲۰
باب الصلوٰۃ کفارۃ	۱۲۱
باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا	۱۲۴
باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ للخطایا اذا صلاھن الخ	۱۲۵
باب فی تضییع الصلوٰۃ عن وقتہا۔	۱۲۶
اشکال	۱۲۸
باب المصلی یناجی ربہ	۱۲۸
باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر	۱۳۰
سوال وجواب	۱۳۳
سوال	۱۳۳
باب الابراد بالظہر فی السفر	۱۳۴
حافظ عسقلانی کی تاویل	۱۳۵
امام بخاری کی عادت مبارکہ	۱۳۵
باب وقت الظہر عند الزوال	۱۳۶
باب تاخیر الظہر الی العصر	۱۳۹

ظہر کا آخری وقت	۱۴۰
جمع بین الصلوٰتین	۱۴۰
دلائل احناف	۱۴۲
باب وقت العصر	۱۴۳
باب اثم من فاتتہ العصر	۱۴۹
وجہ تخصیص	۱۴۹
وُتر اھلہ ومالہ	۱۵۰
سوال وجواب	۱۵۰
اشکال	۱۵۱
باب اثم من ترک العصر	۱۵۱
اشکال وجواب	۱۵۲
باب فضل صلوٰۃ العصر	۱۵۲
رویت باری تعالیٰ	۱۵۵
آیات قرآنی	۱۵۵
احادیث نبویہ	۱۵۵
معتزلہ وغیرہ کا جواب	۱۵۶
سوال وجواب	۱۵۶
سوال	//
حکمت سوال	//
سوال	۱۵۷
باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب۔	//
سوال	۱۶۰
ایک اشکال	۱۶۲

باب وقت المغرب	۱۶۳
باب من کرہ ان یقال للمغرب العشاء۔	۱۶۷
سوال	۱۷۰
تعلیقات ترجمۃ الباب	//
سوال	//
باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا۔	۱۷۱
باب فضل العشاء	۱۷۲
باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء	۱۷۴
باب النوم قبل العشاء لمن غلب	۱۷۵
باب وقت العشاء الی نصف اللیل	۱۷۸
باب فضل صلوٰۃ الفجر والحدیث	۱۸۰
اشکال	۱۸۳
باب وقت الفجر	//
مذاہب ائمہ	۱۸۶
دلائل ائمہ ثلاث رح	//
جواب	۱۸۷
دلائل احناف رح	//
دوسری اہم دلیل	//
باب من ادرک من الفجر رکعۃ	۱۸۸

باب من ادرک من الصلوٰۃ رکعۃ	۱۸۹
باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس	۱۹۰
سوال و جواب	۱۹۳
اوقات مکروہہ اور ائمہ کرام کے مذاہب	//
باب لا تتحری الصلوٰۃ قبل غروب الشمس	۱۹۴
باب من لم یکرہ الصلوٰۃ الا بعد العصر والفجر	۱۹۷
قائلین کراہت کی دلیل	۱۹۸
باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت۔	//
باب التبکیر بالصلوٰۃ فی یوم غیم	۲۰۱
باب الاذان بعد ذہاب الوقت	۲۰۲
اقوال ائمہ	۲۰۳
باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذہاب الوقت۔	۲۰۴
ایک اشکال	۲۰۶
قضا ہونے کا سبب	۲۰۷
باب قضاء الصلوات الاولیٰ فالاولیٰ۔	۲۰۸
ترتیب کے مسئلے میں ائمہ کرام کے اقوال	۲۰۹
باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء	۲۱۰
باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء	۲۱۲
تنبیہ	۲۱۳
باب السمر مع الاہل والضیف	۲۱۴
کتاب الاذان	
باب بدء الاذان	۲۱۷
تحقیق الفاظ	۲۱۹
سوال و جواب	۲۲۱
باب الاذان مثنی مثنی	//
ترجیع کی بحث اور ائمہ کے اقوال	۲۲۲
اذان کا شرعی حکم	۲۲۳
کلمات اذان	//
اذان کی حکمت	//
باب الاقامۃ واحدۃ الا قولہ قد قامت الصلوٰۃ	۱۲۴
اذان کہنے کی فضیلت کا بیان	۲۲۵
باب رفع الصوت بالنداء	۲۲۷
سوال و جواب	۲۲۸
باب ما یحقن بالاذان من الدماء	//
باب ما یقول اذا سمع المنادی	۲۳۰
اجابت اذان حکم اور ائمہ کے اقوال	۲۳۲
باب الدعاء عند النداء	۲۳۲
سوال	۲۳۳
باب الاستہام فی الاذان ویذکر الخ	//
باب الکلام فی الاذان	۲۳۵
اثناء اذان میں کلام اور اقوال ائمہ کرام	۲۳۶
باب اذان الاعمی اذا کان لہ من یخبرہ۔	۲۳۷
سوال	//
باب الاذان بعد الفجر	۲۳۸
فجر کی اذان میں ائمہ کے اقوال	۲۴۰
ائمہ ثلاثہ کی دلیل	//
باب الاذان قبل الفجر	۲۴۱
باب کم بین الاذان والاقامۃ	۲۴۳
سوال	۲۴۴
اقوال ائمہ	۲۴۵
باب من انتظر الاقامۃ	//
باب بین کل اذانین صلوٰۃ لمن شاء	۲۴۶
باب من قال لیؤذن فی السفر مؤذن واحد	۲۴۷
باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ الخ	۲۴۹
مسئلہ	۲۵۳
باب ہل یتتبع المؤذن فاہ ہہنا وہہنا الخ	۲۵۵
باب قول الرجل فاتتنا الصلوٰۃ وکرہ الخ	۲۵۷

- بابٌ ما ادرکتم فصلوا ومافاتکم فاتموا ۲۵۹
- اول صلوٰۃ ہے یا آخر صلوٰۃ؟ ۲۶۰
- بابٌ متی یقوم الناس اذا رأو الامامَ عند الاقامة ۲۶۱
- بابٌ لا یقوم إلی الصلوٰة مستعجلاً ولیقم الیها بالسکینة والوقار ۲۶۲
- بابٌ هل یخرج من المسجد لعلّة ۲۶۳
- سوال وجواب ۲۶۴
- بابٌ إذا قال الامامُ مکانکم حتی یرجع انتظروه ۲۶۴
- بابٌ قول الرجل ما صلینا ۲۶۵
- بابٌ الامامُ تعرض له الحاجة بعد الاقامة ۲۶۷
- بابٌ الکلام إذا اقیمت الصلوٰة ۲۶۷
- بابٌ وجوب صلوٰة الجماعة ۲۶۸
- مذاہب ائمہ ۲۶۹
- جوابات قائلین عدم فرضیت ۲۷۰
- بابٌ فضل صلوٰة الجماعة ۲۷۱
- مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم ۲۷۳
- قائلین جواز کے دلائل مع جوابات ۲۷۳
- دلائل جمہور ۲۷۴
- بابٌ فضل صلوٰة الفجر فی جماعة ۲۷۵
- بابٌ فضل التجهیر إلی الظهر ۲۷۷
- باب احتساب الآثار ۲۸۰
- اشکال وجواب ۲۸۱
- بابٌ فضل صلوٰة العشاء فی الجماعة ۲۸۱
- بابٌ اثنان فما فوقهما جماعة ۲۸۲
- بابٌ من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰة الخ ۲۸۳
- اشکال وجواب ۲۸۶
- بابٌ فضل من خرج إلی المسجد ومن راح ۲۸۶
- بابٌ إذا اقیمت الصلوٰة فلا صلوٰة إلا المکتوبة ۲۸۷
- مذاہب ائمہ ۲۸۹
- سنت فجر کی خصوصیت ۲۹۰
- سند کے بیان میں تسامح ۲۹۱
- بابٌ حد المریض ان یشهد الجماعة ۲۹۱
- بابٌ الرخصة فی المطر والعلة ان یصلی فی رحله ۲۹۵
- بابٌ هل یصلی الامامُ بمن حضر وهل یخطب یوم الجمعة فی المطر ۲۹۷
- بابٌ إذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰة ۲۹۹
- اقوال ائمہ ۳۰۲
- بابٌ إذا دعی الامام إلی الصلوٰة وبیده ما یاکل ۳۰۲
- اشکال وجواب ۳۰۳
- بابٌ من کان فی حاجة اهله فاقیمت الصلوٰة فخرج ۳۰۴
- بابٌ من صلّی بالناس وهو لا یرید الا ان یعلّمهم صلوٰة النبیؐ وسنته ۳۰۵
- اشکال وجواب ۳۰۶
- جلسۂ استراحت ۳۰۶
- بابٌ اهلُ العلم والفضل احق بالامامة ۳۰۶
- فائدہ ۳۱۰
- امامت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ۳۱۱
- بابٌ من قامَ إلیٰ جنب الامام لعلة ۳۱۳
- سوال وجواب ۳۱۵
- بابٌ من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول الخ ۳۱۵
- تصفیق ۳۱۸
- حافظ عسقلانیؒ کا تفرد ۳۱۹
- بابٌ إذا استووا فی القراءة فلیؤمهم اکبرهم ۳۱۹
- بابٌ إذا زار الامام قوماً فامّهم ۳۲۰
- فائدہ ۳۲۱
- بابٌ انما جعل الامام لیؤتم به الخ ۳۲۱
- ائمہ کرام کے اقوال ۳۲۶

- تعلیقات کی تشریح ۳۲۷
- المسئلة الثانية ۳۲۸
- احادیث الباب ۳۲۸
- اشکال وجواب ۳۲۸
- بابٌ متی یسجد من خلف الامام ۳۲۹
- بابٌ اثم من رفع رأسه قبل الامام ۳۳۱
- بابٌ امامة العبد والمولیٰ ۳۳۲
- بابٌ إذا لم یتم الامامُ واتم من خلفه ۳۳۵
- بابٌ امامة المفتون والمبتدع ۳۳۷
- بابٌ یقوم عن یمین الامام بحذائه سواءً إذا کانا اثنین ۳۴۰
- اقوال ائمہ ۳۴۰
- بابٌ إذا قام الرجل عن یسار الامام الخ ۳۴۱
- بابٌ إذا لم ینو الامامُ ان یؤم ثم جاء قوم فامهم ۳۴۲
- اقوال ائمہ ۳۴۲
- بابٌ إذا طول الامامُ وکان للرجل حاجة الخ ۳۴۳
- بابٌ تخفیف الامام فی القیام واتمام الرکوع والسجود ۲۳۵
- اشکال وجواب ۳۴۶
- بابٌ إذا صلّٰی لنفسه فلیطول ماشآء ۳۴۶
- بابٌ من شکا امامه إذا طول ۳۴۶
- بابٌ الایجاز فی الصلوٰة واکمالها ۳۴۸
- بابٌ من اخف الصلوٰة عند بکاء الصبی ۳۴۹
- بابٌ إذا صلّٰی ثم امّ قوماً ۳۵۲
- اقتداء المفترض خلف المتنفل ۳۵۳
- جمہور کے دلائل ۳۵۴
- بابٌ من اسمع الناس تکبیر الامام ۳۵۴
- بابٌ الرجل یاتم بالامام ویاتم الناس بالماموم ۳۵۶
- ثمرۂ اختلاف ۳۵۸
- بابٌ هل یأخذ الامام إذا شك بقول الناس ۳۵۸
- ائمہ کے اقوال ۳۵۹
- بابٌ إذا بکی الامام فی الصلوٰة ۳۶۰
- اقوال ائمہ کرام ۳۶۱
- روایت سے استدلال ۳۶۲
- بابٌ تسویه الصفوف عند الاقامة وبعدها ۳۶۲
- سوال وجواب ۳۶۳
- تسویۂ صفوف کا حکم ۳۶۳
- بابٌ اقبال الامام علی الناس عند تسویة الصفوف ۳۶۴
- بابٌ الصف الاول ۳۶۵
- بابٌ اقامة الصف من تمام الصلوٰة ۳۵۵
- بابٌ اثم من لم یتم الصفوف ۳۶۸
- بابٌ الزاق المنکب المنکب والقدم بالقدم فی الصف ۳۶۹
- بابٌ إذا قام الرجل من یسار الامام وحوله الامام الخ ۳۷۰
- بابٌ المرأة وحدها تکون صفا ۳۷۱
- بابٌ میمنة المسجد والامام ۳۷۲
- اشکال وجواب ۳۷۳
- بابٌ إذا کان بین الامام وبین القوم حائط الخ ۳۷۳
- باب صلوٰة الیل ۳۷۶
- بابٌ ایجاب التکبیر وافتتاح الصلوٰة ۳۷۸
- دلائل احناف ۳۸۱
- مذاہب ائمہ ۳۸۱
- بابٌ رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ الخ ۳۸۲
- حنفیہ کی دلیل ۳۸۳
- رفع یدین میں حکمت کیا ہے؟ ۳۸۳
- بابٌ رفع الیدین إذا کبّر وإذا رکع وإذا رفع ۳۸۴
- مذاہب ائمہ ۳۸۶
- وضاحت ۳۸۶
- دلائل شوافع ۳۸۶
- دلائل احناف ۳۸۶

محاکمہ	۳۸۷	قائلین قرأت فاتحہ خلف الامام کے دلائل	۴۱۸
اقسام تواتر	۳۸۸	امام بخاری کا دعویٰ اور دلیل	۴۱۸
خلاصہ	۳۸۸	تشریح حدیث حضرت عبادہ بن صامتؓ	۴۱۹
بابٌ إلى اين يرفع يديه	۳۸۸	دلائل احناف	۴۲۰
مذاہب ائمہ	۳۹۰	حنفیہ کی دوسری دلیل	۴۲۱
مرد وعورت کا فرق	۳۹۰	شوافع کا اعتراض اور اس کا جواب	۴۲۱
بابُ رفع اليدين إذا قام من الركعتين	۳۹۰	علامہ انور شاہؒ کی عجیب ونادر تحقیق	۴۱۳
بابُ وضع اليمنىٰ على اليسرىٰ فى الصلوٰة	۳۹۱	تیسری دلیل	۴۲۳
مسالک ائمہ	۳۹۲	چوتھی دلیل	۴۲۳
دوسرا مسئلہ وضع کی کیفیت	۳۹۳	مسلک احناف اور آثار صحابہ کرامؓ	۴۲۴
تیسرا مسئلہ محل وضع	۳۹۳	حضرت ابن عمرؓ کا اثر	۴۲۴
ہماری دلیل	۳۹۳	حضرت جابر بن عبداللہؓ کا اثر	۴۲۴
بابُ الخشوع فى الصلوٰة	۳۹۴	قرأۃ خلف الامام کی مذمت کے آثار	۴۲۵
بابُ ما يقرء بعد التكبير	۳۹۵	بابُ القرأة فى الظهر	۴۲۶
مذاہب ائمہ	۳۹۷	بابُ القرأة فى العصر	۴۲۸
حنفیہ کی دلیل	۳۹۷	مقصد	۴۲۹
بسملہ کا حکم	۳۹۷	بابُ القرأة فى المغرب	۴۲۹
بابٌ بلاترجمہ	۳۹۸	اشکال وجواب	۴۳۰
صلوٰۃ کسوف	۴۰۰	قرآن کے مختلف اجزاء	۴۳۱
بابُ رفع البصر إلى الامام فى الصلوٰة	۴۰۰	مستحبات نماز	۴۳۱
بابُ رفع البصر الى السماء فى الصلوٰة	۴۰۳	بابُ الجهر فى المغرب	۴۳۱
بابُ الالتفات فى الصلوٰة	۴۰۴	بابُ الجهر فى العشاء	۴۳۲
بابٌ هل يلتفت لا مر ينزل به او يرىٰ شيئاً الخ	۴۰۵	بابُ القرأة فى العشاء بالسجدة	۴۳۳
سوال وجواب	۴۰۷	مقصد	۴۳۳
بابُ وجوب القرأة للامام والماموم الخ	۴۰۸	بابُ القرأة فى العشاء	۴۳۳
الفاظ کی تحقیق وتشریح	۴۱۲	صلوٰۃ جہریہ میں جہر کا حکم	۴۳۵
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۴۱۲	بابٌ يطول فى الاوليين ويحذف فى الاخريين	۴۳۵
قرأت خلف الامام	۴۱۳	بابُ القرائة فى الفجر	۴۳۶
غیر مقلدین اور حنفیہ	۴۱۳	ضم سورۃ میں اقوال ائمہ	۴۳۸
تفصیل مذاہب	۴۱۴	بابُ الجهر بقراءة صلوٰة الفجر	۴۳۸
فائدہ	۴۱۴	تحقیق الفاظ حدیث ۷۴۳	۴۴۱

- تشریح حدیث اول ۴۴۲
- ایک چیستان ۴۴۳
- اشکال وجواب ۴۴۳
- باب الجمع بین السورتین فی رکعة الخ ۴۴۳
- بابٌ یقرأ فی الاخریین بفاتحة الکتاب ۴۴۸
- باب من خافت القرأة فی الظهر والعصر ۴۴۹
- بابٌ إذا اسمع الامام الآیة ۴۵۰
- بابٌ یطوّل فی الرکعة الاولیٰ ۴۵۰
- بابٌ جهر الامام بالتامین ۴۵۱
- پہلا استدلال ۴۵۶
- دوسرا استدلال ۴۵۶
- تیسرا استدلال ۴۵۶
- چوتھا استدلال ۴۵۷
- پانچواں استدلال ۴۵۷
- آمین بالسر کے دلائل ۴۵۹
- جوابات ۴۶۰
- علامہ شوق نیوی عظیم آبادی کی رائے ۴۶۱
- بابٌ فضل التامین ۴۶۱
- بابٌ جهر المأموم بالتامین ۴۶۲
- بابٌ إذا رکع دون الصف ۴۶۳
- بابٌ اتمام التکبیر فی الرکوع ۴۶۵
- بابٌ اتمام التکبیر فی السجود ۴۶۷
- بابٌ التکبیر إذا قام من السجود ۴۶۸
- اشکال وجواب ۴۷۰
- بابٌ وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع ۴۷۰
- بابٌ إذا لم یتم الرکوع ۴۷۲
- مذاہب ائمہ ۴۷۲
- بابٌ استواء الظّهر فی الرکوع ۴۷۳
- بابٌ حد اتمام الرکوع والاعتدال فیه والاطمانینة ۴۷۳
- بابٌ امر النبیؐ الذی لایتم رکوعه بالاعادة ۴۷۳
- بابٌ الدعاء فی الرکوع ۴۷۶
- بابٌ ما یقول الامام ومن خلفه إذا رفع رأسه من الرکوع ۴۷۷
- بابٌ فضل اللّٰهم ربنا ولك الحمد ۴۷۸
- بابٌ بلاترجمہ ۴۷۹
- قنوت نازلہ ۴۸۱
- بابٌ الطمانینة حین یرفع راسه من الرکوع ۴۸۲
- بابٌ یهوی بالتکبیر حین یسجد ۴۸۴
- وضع الرکبتین قبل الیدین او بالعکس ۴۸۷
- حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ۴۸۷

❁ ❁ ❁